وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸ سورہ حشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

حصہ یازدھم

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد

تفہیم البخاری

حصّہ یازدہم

بار اوّل : گیارہ سو (۱۱۰۰)

مطبع : عبدالحمید المجدہ پرنٹرز 22 5/R احاطہ تزلوک
اردو بازار ۔ لاہور ۔

ناشر : صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی
جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ
اعظم آباد ۔ فیصل آباد

کتابت : حکیم محمود الحسن خان خوشنویس
محلہ اسلام پورہ ۔ منڈی فاروق آباد
ضلع شیخوپورہ ۔

ھدیہ : ۱۰۵/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْأَحْكَامِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ٦٧٠٧ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِيْ فَقَدْ أَطَاعَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيْرِيْ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ وَمَنْ عَصٰى أَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الاحکام

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کی طاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی اطاعت کرو حکم کے لغوی معنی یہ ہیں کہ ایک شئ کی دوسری

۶۷۰۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی
النَّاسِ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ
وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِیَةٌ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِ زَوْجِهَا
وَوَلَدِهٖ وَهِیَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِهٖ وَ
هُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِهٖ

شئ کی طرف اثبات یا نفی میں نسبت کرنا اور علماء اصول کی اصطلاح میں حکم اللہ تعالیٰ کا خطاب ہے جو مکلفین کے افعال کے ساتھ بطور اقتضاء یا تخییر ہو اور بادشاہ کا رعیت کو خطاب کرنے یا مولیٰ کا اپنے غلام کو خطاب کرنے میں ان کی اطاعت کا وجوب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔

۶۷۰۷ — ترجمہ: ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

۶۷۰۷ — شرح: رسول کی طاعت اللہ کی اطاعت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی طاعت کا حکم فرمایا ہے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امیر کی طاعت کا حکم فرمایا ہے یا رسول کی طاعت بعینہٖ اللہ کی طاعت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی حکم فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ طاعت کے معنی مامور بہ کو بجا لانا اور منہی عنہ سے رک جانا ہے۔ معصیت اس کے خلاف ہے۔ اولی الامر سے مراد حکام ہیں۔ حسن بصری نے کہا اس سے علماء مراد ہیں۔ مجاہد نے کہا صحابہ کرام مراد ہیں۔ زید بن اسلم نے کہا امور کے والی

بَابُ الْاُمَرَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ

۶۷۰۹ حَدَّثَنَا اَبُوْ الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ اَنَّهُ بَلَغَ مُعٰوِيَةَ

مراد ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۷۰۸ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا خبردار! تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے تمہاری نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا بادشاہ لوگوں کا نگہبان ہے اس سے اس کی نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا اور آدمی اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے اس سے اس کی نگہبانی سے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھروالوں اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے اس سے ان کے متعلق بازپرس ہوگی آدمی کا غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا خبردار تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے اس کی نگہبانی کے متعلق بازپرس ہوگی۔

۶۷۰۸ شرح: رعائت کے معنی شئی کی حفاظت کرنا ہے اور اس کی پوری نگرانی رکھنا ہے۔ یہ اپنے متعلق کے اعتبار سے مختلف ہے چنانچہ امام و بادشاہ کی رعایۃ رعیت کے امور کی نگرانی اور ان کے حقوق کی اقامت ہے۔ عورت کی رعائت اس کے شوہر کے مال و متاع اور اولاد کی نگرانی ہے اور خادم کی رعائت اس کے مالک کے مال کی نگرانی ہے جو اس کے ہاتھ میں ہے اور جو امام نہ ہو نہ باپ ہو نہ مالک و مولیٰ ہو اس کی رعائت اس کے اعضاء ہیں وہ اپنے جسم کی حفاظت کرے یا اپنے دوستوں اور معاشرہ کی نگرانی کرے۔

(حدیث ۸۵۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب امرآء قریش میں سے ہوں گے

۶۷۰۹ ترجمہ: زُہری سے روائت ہے کہ محمد بن جُبَیر بن مُطعِم بیان کرتے تھے کہ

وَهُمْ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُونُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُولَئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ يَقُولُ إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللهُ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّينَ تَابَعَهُ نُعَيْمٌ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ

کہ امیر معاویہ کو خبر پہنچی جبکہ وہ قریش کے ایک وفد میں اُن کے پاس تھے کہ عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ عنقریب قحطان سے بادشاہ ہوگا۔ امیر معاویہ غصّہ سے بھر گئے اور کھڑے ہو کر اللہ کی ثناء کی جس کے وہ لائق ہے پھر کہا اَمَّا بَعْدُ! مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے بعض لوگ حدیثیں بیان کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں اور نہ ہی جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے منقول ہیں تمہارے یہ لوگ جاہل ہیں۔ منگھڑت باتوں سے اپنے آپ کو بچاؤ جو لوگوں کو گمراہ کرتی ہیں۔ میں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ یہ امر (خلافت) قریش میں رہے گا ان سے کوئی شخص منازعت نہ کرے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔ جب تک قریش دین کو قائم کرتے رہیں گے۔ نعیم نے ابن مبارک کے ذریعہ معمر زہری اور محمد بن جبیر سے روایت کرنے میں شعیب کی متابعت کی ہے۔

۶۷۰۹ — **شرح**: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے غضب ناک ہونے کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے عبداللہ بن عمرو کی حدیث کو ظاہر پر محمول کیا تھا تغیر الزمان کے باب میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قحطان سے ایک آدمی ظاہر ہوگا جو اپنی لاٹھی سے لوگوں کو ہانکے گا،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ قحطانی کا غلبہ آخر زمانہ میں ہوگا! جبکہ ایمان نہ رہے گا۔ اگر عبداللہ بن عمرو کی حدیث مرفوع ہے اور ابوہریرہ کی حدیث کے موافق ہو تو حضرت

۶۷۱۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِيْ قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ —

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انکار کرنے کا کوئی معنیٰ نہیں اور اگر عبداللہ بن عمرو کی حدیث مرفوع نہیں اور اس میں کچھ زیادتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قحطانی ابتداءِ اسلام میں ہوگا تو امیر معاویہ اس کا انکار کرنے میں معذور تھے اور اس کا معنیٰ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قحطانی کسی کنارے میں ظاہر ہوگا تو یہ امیر معاویہ کی حدیث کے معارض نہیں۔ کرمانی نے کہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت عبداللہ بن عمرو کی حدیث کے منافی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ جب قریش دین کو قائم نہ کریں گے تو قحطانی ظاہر ہوگا۔ قولہ تابعہ نعیم ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے زہری کی محمد بن جبیر سے روایت کو قوی کرنے کے لئے ذکر کیا ہے۔

۶۷۱۰ — **ترجمہ** : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امر (خلافت) ہمیشہ کے لئے قریش میں رہے گی ، جب تک ان میں دو شخص بھی باقی رہیں گے "

۶۷۱۰ — **شرح** : عینی نے ابن ہبیرہ سے نقل کیا کہ ہوسکتا ہے یہ حدیث اپنے ظاہر پر ہو اور آخر زمانہ میں صرف دو قریش ہی باقی رہیں اُن میں سے ایک امیر اور دوسرا مامور ہو اور باقی لوگ ان کے تابع ہوں ۔ یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ حدیث میں عدد کی حقیقت مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ قریش کے غیر میں خلافت نہیں ہوسکتی۔ حضرات صحابہ کرام اور ان کے بعد اسی پر اجماع منعقد ہوا ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے سقیفہ بنی ساعدہ میں اس حدیث کو معیارِ خلافت قرار دیا تھا جس کا انصار میں سے کسی نے انکار نہ کیا تھا خوارج اور اہلِ بدعت کا یہ کہنا کہ خلافت غیر قریش میں بھی ہوسکتی ہے۔ غیر معتبر ہے مسلم کی روایت میں ہے کہ لوگ قریش کے تابع ہوں گے۔ مسلمان اپنے مسلمان کے تابع ہوں گے اور کافر اپنے کافر قریش کے تابع ہوں گے۔ اس حدیث کے معنیٰ یہ ہیں کہ اسلام اور جاہلیت میں لوگ قریش کے تابع ہوں گے ، کیونکہ جاہلیت میں بھی قریش عربوں کے رئیس اور حرم شریف اور حج بیت اللہ کے اہل تھے اور عرب اُن کے اسلام کا انتظار

بَابُ اَجْرِمَنْ قَضٰى بِالْحِكْمَةِ

لِقَوْلِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ

۶۷۱۱ — حَدَّثَنِیْ شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهٗ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِی الْحَقِّ وَاٰخَرُ اٰتَاهُ اللّٰهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِیْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا —

کرتے تھے جب وہ مسلمان ہو گئے اور مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو تمام لوگ ان کے تابع ہو گئے اور ہر طرف سے عرب کے وفد آنے تھے اسی طرح اسلام میں قریش اصحاب خلافت ہیں اور لوگ اُن کے تابع ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خلافت قیامت تک قریش میں رہے گی۔ اگرچہ دو قریش ہی باقی رہ جائیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قرطبی نے کہا اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ خلافت باقی رہے گی اور جب بھی قریشی موجود ہوگا یہ اسی کے لئے ہوگی اور اگر دو قریشی جمع ہو جائیں اور دونوں میں شرائطِ خلافت پائے جائیں تو جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگا وہی خلیفہ ہوگا اور اگر دونوں ہی قریب ہوں تو جس میں صلاحیت زیادہ ہوگی وہ خلیفہ ہوگا۔ الحاصل خلافت قیامت تک قریش میں رہے گی اور اگر کوئی غلبہ کر کے ملک پر تسلّط جما لے تو قریش میں خلافت کا انکار نہیں کیا جائے گا اور یہی کہا جائے گا کہ متغلب بطور نیابت مسلّط ہے۔

باب اُس شخص کو ثواب جس نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس نے اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا جو اللہ نے نازل فرمایا تو ایسے لوگ فاسق ہیں۔

شرحُ الباب

: حکمت سے مراد حکم ہے یعنی جنہوں نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کیا وہ فاسق ہیں۔ دوسری آیت کریمہ میں ہے وہ ظالم ہیں ایک اور آیت میں ہے وہ کافر ہیں۔ یہ تینوں آیات کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں اور یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ جو کوئی اللہ کے حکم کو مسترد کر دے وہ کافر ہے۔ بعض نے کہا یہ آیت کریمہ مسلمانوں اور کافروں دونوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

۶۷۱۱ — **ترجمہ** : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتوں کے سوا کسی شئی میں حسد (رشک) جائز نہیں۔ ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر لوگوں کو مسلط کر دے دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ علم و حکمت دے اور وہ اس کے ساتھ فیصلہ کرے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے

۶۷۱۱ — **شرح** : حسد سے مراد رشک ہے اور حکمت سے مراد علم دین ہے اس حدیث میں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور علم کی تعلیم دینے کی ترغیب ہے۔ بعض نے کہا اس میں حسد کی ایک قسم اباحت ہے۔ اگرچہ حسد حرام ہے حدیث میں مذکور دو خصلتوں میں حسد کی رخصت اس لئے ہے کہ ان میں دینی مصلحت ہے۔ ابو تمام شاعر نے کہا وَمَا حاسِدٌ فی المَکْرُمَاتِ بِحَاسِدٍ، اچھی خصلتوں میں حسد کرنے والا حاسد نہیں ہوتا ہے۔ قسطلانی نے طیبی سے نقل کیا۔ حدیث شریف میں بہت بڑی دو نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے مبالغہ کے طور پر حسد کو ثابت کیا ہے یعنی اگر یہ دو خصلتیں بُرے اور مذموم طریقہ سے حاصل ہوں تو ان کو ضرور حاصل کریں اور ان کے حصول میں پوری کوشش کریں اگر ان کے حصول کی راہ میں حسد ہی درپیش ہو۔ کیونکہ ان دو خصلتوں میں سے ہر ایک انتہائی مقام کو پہنچی ہے کہ جس کے اوپر کوئی غایت نہیں اگر یہ دو کسی آدمی میں پائی جائیں تو وہ ہر بلندی اور رفعت کو پالیتا ہے۔ ابن منیر نے کہا یہاں حقیقۃً نفی مراد نہیں ورنہ خلف لازم آئے گا کیونکہ لوگ ان دو خصلتوں کے غیر میں حسد کرتے ہیں اور اس شخص میں رشک کرتے ہیں جس میں ان خصلتوں کے سوا اور ہوں؛ لہٰذا یہ خبر نہیں یا اس سے مراد حکم ہے یعنی غبطہ کے ساتھ بلند مراتب کا حصول ان دو خصلتوں میں منحصر نہیں۔ اس حدیث میں اس شخص کو قضاء کرنے پر رغبت دلانا ہے جس میں قضاء کی شرطیں پائی جائیں اور وہ اعمالِ حق پر قوت رکھتا ہو اور اس کے مددگار بھی ہوں کیونکہ قضاء کرنے میں معروف کا حکم ہے مظلوم کی مدد ہے اور مستحق لوگوں کو ان کا حق پہنچاتا ہے ظالم کے ہاتھ کو روکتا ہے اور لوگوں میں اصلاح کرتا ہے یہ تمام امور عبادت میں داخل ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةٌ

۶۷۱۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ

اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہے جبکہ وہ ظلم نہ کرے جب وہ ظلم کرنے لگے اللہ اس سے علیحدہ ہوجاتا ہے اور شیطان اس کا ساتھی ہوجاتا ہے۔ (حدیث ۱۷ ج اکی شرح دیکھیں)

باب امام کی بات سُننا اور اس کی اطاعت کرنا جبکہ اس کی بات اور اطاعت گناہ نہ ہو

اس عنوان میں امام کے مقرر کردہ امراء بھی داخل ہیں کیونکہ امام کی طرف سے مقرر کردہ امراء کی اطاعت دراصل امام کی اطاعت ہے بشرطیکہ سمع اور طاعت میں معصیت نہ ہو کیونکہ اللہ کی معصیت میں مخلوق کی طاعت جائز نہیں۔ اور ائمہ کی اطاعت میں جو احادیث اور اخبار مذکور ہیں۔ اُن کا محمل یہی ہے کہ اس میں اللہ اور اس کے رسُول کے حکم کی نافرمانی نہ ہو اور اگر ائمہ کی بات سُننے اور ان کی اطاعت اللہ اور اس کے رسُول کے حکم کے خلاف ہو تو کسی کے لئے جائز نہیں کہ اللہ اور اس کے رسُول کی مخالفت میں کسی کی اطاعت کرے"

۶۷۱۲ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بات سنو اور تابعداری کرو اگرچہ حبشی غلام تمہارا امیر بنا دیا جائے گویا کہ اس کا سر خشک انگور جیسا ہے۔

۶۷۱۲ — شرح: حبشی کے سر کو خشک انگور سے تشبیہ دینا بطور حقارت اس کی صورت کی

۶۷۱۳۔ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْجَعْدِ عَنْ اَبِیْ رَجَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یَرْوِیْہِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ مَنْ رَاٰی مِنْ اَمِیْرِہٖ شَیْئًا فَکَرِہَہٗ فَلْیَصْبِرْ فَاِنَّہٗ لَیْسَ اَحَدٌ یُفَارِقُ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَیَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِیْتَۃً جَاہِلِیَّۃً

۶۷۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَۃُ عَلَی الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِیْمَا اَحَبَّ وَکَرِہَ مَا لَمْ یُؤْمَرْ بِمَعْصِیَۃٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِیَۃٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَۃَ

کراہت میں مبالغہ ہے اس امارت سے مراد امراء اور عمال کی امارت ہے۔ خلافت مراد نہیں کیونکہ حبشی خلیفہ نہیں ہو سکتا کیونکہ خلافت صرف قریش میں منحصر ہے۔ عینی نے خطابی سے نقل کیا عرب لوگ امارت کو نہیں جانتے تھے۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امراء کی طاعت کی ترغیب دلائی کہ وہ امراء کے حکم کے تابع رہیں جبکہ وہ جنگوں میں جائیں اور جبکہ وہ شہروں کے حاکم بن جائیں تاکہ اسلام کے اتحاد کو ضرر نہ پہنچے۔

۶۷۱۳۔ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے امیر سے کوئی بری شئی دیکھی اور اس کو اچھا نہ جانا تو صبر کرے کیونکہ کوئی شخص جماعت سے ایک بالشت علیحدہ نہیں ہوتا اور مرجاتا ہے مگر وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے (کتاب الفتن میں یہ حدیث مع الشرح گزری ہے)

۶۷۱۴۔ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی پر امیر کی ہر اچھی اور ناپسند میں اطاعت واجب ہے جبکہ اس کو گناہ کا حکم نہ دیا جائے جب گناہ کا حکم دیا جائے تو امیر کی بات نہ سنے اور نہ اسکی اطاعت کرے

۶۷۱۵ــــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُونِي قَالُوا بَلَى قَالَ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَّا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيهَا فَجَمَعُوا حَطَبًا فَأَوْقَدُوا فَلَمَّا هَمُّوا بِالدُّخُولِ فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرَارًا مِنَ النَّارِ أَفَنَدْخُلُهَا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَٰلِكَ إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ وَسَكَنَ غَضَبُهُ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا أَبَدًا إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ

۶۷۱۵ــــ ترجمہ : حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا اور ایک انصاری مرد کو حاکم مقرر کیا اور ان کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت کریں (ایک وقت) وہ لشکریوں پہ غضب ناک ہوگیا اور کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں فرمایا ہے کہ تم میری اطاعت کرو لوگوں نے کہا کیوں نہیں حضور نے یقیناً یہ فرمایا ہے۔ امیر نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم ایندھن جمع کرو اور آگ روشن کرو پھر تم اس میں داخل ہو جاؤ۔ لوگوں نے ایندھن جمع کیا اور آگ روشن کی جب اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو وہ کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ بعض نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری آگ سے دوڑتے ہوئے کی ہے ہم اس میں ہی داخل ہو جائیں ؟ وہ اسی سوچ بچار میں تھے کہ اچانک آگ بجھ گئی اور امیر کا غصہ فرو ہوگیا۔ یہ واقعہ نبی کریم

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ الْإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللّٰهُ

۶۷۱۶ ـــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوْتِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَائْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ

صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا تو حضور نے فرمایا اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو اس سے کبھی باہر نہ نکلتے طاعت صرف بھلائی کے حکم میں ہے (حدیث ـــ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی امارت کی طلب نہ کرے اللہ اس کی مدد کرتا ہے ''

۶۷۱۶ ـــ ترجمہ : عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد الرحمٰن امارت کی طلب نہ کرو کیونکہ اگر تمہیں طلب کرنے سے امارت دی گئی تو اس کے حوالہ کئے جاؤ گے اور اگر طلب کرنے کے بغیر تمہیں امارت دی گئی تو تمہاری اس پر مدد کی جائے گی اور اگر تم قسم کھاؤ اور اس کا غیر بہتر دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو اور جو بہتر ہے وہ کرو

۶۷۱۶ ـــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا لوگوں میں حکم سے تعلق ہے اس کا طلب کرنا مکروہ ہے اور جو اس کی حرص کرے اس کی مدد نہیں کی جاتی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو داؤد نے ابو ہریرہ کے ذریعہ مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ جو شخص

بَابٌ مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وُكِلَ إِلَيْهَا

۶۷۱۷ــــ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَىٰ يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ

مسلمانوں میں قضاء طلب کرے حتیٰ کہ اس کو پالے اس کا عدل ظلم پر غالب ہو تو اس کے لئے جنّت ہے اور جس کا ظلم عدل پر غالب ہو اس کے لئے دوزخ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قضاء طلب کرنے کے سبب اس پر مدد نہ کئے جانے کو یہ لازم نہیں کہ جب وہ قضاء پر فائز ہو تو وہ عدل نہ کرسکے گا یا یہاں طلب کا محمل قصد ہے اور وہاں طلب تولیت پر محمول ہے۔ (حدیث عـــ ج ۱۰ کی شرح دیکھیں)

باب جو کوئی امارت کا مطالبہ کرے وہ اس کے حوالہ کیا جائے گا

۶۷۱۷ ــــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عبدالرحمٰن بن سمرہ امارت کا مطالبہ نہ کرو اگر مطالبہ کرنے سے تجھے امارت دی گئی تو تجھے اس کے حوالہ کیا جائے گا اور اگر مطالبہ کرنے کے بغیر تجھے امارت دی گئی تو اس پر تمہاری مدد کی جائے گی اور جب قسم کھاؤ اور اس کا غیر اس سے بہتر دیکھو تو وہ کرو جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ ادا کرو۔

(پہلی اور یہ حدیث ایک ہی ہے راویوں کے اختلاف کے باعث اس کو دو بابوں میں ذکر کیا ہے)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ

۶۷۱۸ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ حُمْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ

باب امارت کی حرص کرنا مکروہ ہے

۶۷۱۸ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب امارت کی حرص کرو گے اور وہ قیامت کے دن ندامت ہوگی پس دودھ پلانے والی بہتر ہے اور دودھ چھڑانے والی بُری ہے۔

محمد بن بشار نے کہا ہم سے عبداللہ بن حمران نے بیان کیا کہ عبدالحمید بن جعفر نے سعید مقبری اور عمر بن حکم کے ذریعہ ابوہریرہ سے اُن کا قول ذکر کیا۔

۶۷۱۸ — شرح : اس حدیث شریف میں امارت سے امارتِ کبریٰ (خلافت) اور امارت صغریٰ دونوں مراد ہیں۔ ہر تقدیر پہ اگر مناسب عمل نہ کیا تو قیامت میں یہ ندامت ہوگی۔ نعمت المرضعۃ اور بئست الفاطمہ،، سے مراد خلافت و ولایت کا اول و آخر مراد ہے۔ یعنی ولایت کی ابتداء میں مال و دولت، جاہ و منزلت اور لذاتِ حسیہ اور وہمیہ حاصل ہوتی ہیں لیکن اس کا خاتمہ قتل اور معزولیت پہ ہے اور مدتِ ولایت میں جو زیادتیاں کی ہوں۔ اُن کا مطالبہ ہوتا ہے۔ اس کے معنیٰ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ولایت نعمتِ المرضعۃ دنیا میں ہے اور بئست الفاطمہ موت کے بعد ہے، کیونکہ موت کے بعد اس کا محاسبہ ہوتا ہے تو یہ

٦٧١٩ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَيْنِ مِنْ قَوْمِي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ أَمِّرْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّا لَا نُوَلِّي هٰذَا مَنْ سَأَلَهُ وَلَا مَنْ حَرَصَ عَلَيْهِ

بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ

٦٧٢٠ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ

اس شخص کی طرح ہونا ہے جو استغناء سے پہلے علیحدہ ہو جاتا ہے۔

٦٧١٩ — ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں اور میری قوم سے دو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اُن میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کو امیر بنائیں۔ دوسرے نے بھی اسی طرح کہا حضور نے فرمایا جو شخص امارت طلب کرے ہم اس کو امیر نہیں بناتے اور نہ ہی اس شخص کو امیر بناتے ہیں جو اس کی حرص کرے۔

باب جس کو رعیّت دی گئی اور اُس نے لوگوں سے بھلائی نہ کی

٦٧١٩ — ترجمہ: حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ عُبیداللہ بن زیاد نے معقل بن یسار کی بیماری میں

٦٧٢١ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ قَالَ زَائِدَةُ ذَكَرَهُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ أَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ نَعُوْدُهُ فَدَخَلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ أُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْ وَالٍ يَلِيْ رَعِيَّةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

بَابُ مَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ

٦٧٢٢ — حَدَّثَنِيْ إِسْحٰقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ طَرِيْفٍ أَبِيْ تَمِيْمَةَ قَالَ شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَجُنْدُبًا

وہ فوت ہوگئے تھے ان کی عیادت کی تو معقل نے اُن سے کہا میں تجھے ایک حدیث بتاتا ہوں جو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے رعیّت دی اور اُس نے رعیّت کی بھلائی کے ساتھ حفاظت نہ کی وہ جنّت کی خوشبو نہ پائے گا،،

٦٧٢٠ — ترجمہ : حسن بصری سے روایت ہے کہ ہم معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کی عیادت کرتے تھے تو عبید اللہ بن زیاد بھی آگیا۔ معقل نے عبید اللہ بن زیاد سے کہا میں تجھے ایک حدیث بتاتا ہوں جو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے۔ حضور نے فرمایا جو مسلمان رعیت کا حاکم بنایا گیا اور وہ اُن سے خیانت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔

٦٧٢٠ — شرح : اس حدیث شریف میں ظالم امراء کے لئے سخت وعید ہے جو ان لوگوں کے حقوق ضائع کرتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اُن کی رعایا بنایا ہے یا اُن سے خیانت اور ظلم کرتے ہیں۔ قیامت کے روز حقوق العباد کی اضاعت کا اُن سے مطالبہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُن پر جنت حرام کرے گا یہ وعید تہدید پر محمول ہے یا اس سے وہ ظالم حاکم مراد ہیں جو لوگوں پر ظلم و

وَاَصْحَابَہٗ وَھُوَ یُوْصِیْہِمْ فَقَالُوْا ھَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَالَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ وَمَنْ یُّشَاقِقْ یُشَقِّقِ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَقَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُہٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَلَّا یَاْکُلَ اِلَّا طَیِّبًا فَلْیَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ اَلَّا یُحَالَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجَنَّۃِ بِمِلْءِ کَفٍّ مِّنْ دَمٍ اَھْرَاقَہٗ فَلْیَفْعَلْ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ مَنْ یَّقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جُنْدَبٌ قَالَ نَعَمْ جُنْدَبٌ

خیانت کو حلال جانتے ہیں۔

باب جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اُس کو مشقت میں ڈالے گا

۶۷۲۱ — **ترجمہ** : طریف ابو تمیمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں صفوان، جندب اور اُن کے ساتھیوں کے پاس گیا جبکہ وہ اپنے ساتھیوں کو وصیت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے کچھ سُنا ہے ؟ جندب نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے لوگوں کو سنانے کا عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کا بھید ظاہر کرے گا اور جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا انہوں نے کہا ہمیں وصیت کریں۔ جندب نے کہا سب سے پہلے انسان کا پیٹ (قبر میں) خراب ہوگا اور جو شخص پاک شئی کھانے کی طاقت رکھتا ہے وہ ضرور پاک اور حلال کھائے اور جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان چلّو بھر خون جو اس نے ناحق گرایا ہو حائل نہ ہو تو وہ ضرور کرے۔ فربری نے ابو عبداللہ سے کہا کون کہتا ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے کہا جندب نے کہا ہے کہا ہاں جندب نے کہا ہے۔

بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا فِي طَرِيقٍ

وَقَضَى يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيقِ وَقَضَى الشَّعْبِيُّ عَلَى بَابِ دَارِهِ

٦٧٢٣ — حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَقِيَنَا رَجُلٌ عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ

٦٧٢١ — شرح : یعنی جو شخص لوگوں کو دکھانے سُنانے کے لئے عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا اندرون اور بھید لوگوں پر ظاہر کرے گا اور اس کے خبیث باطن سے لوگوں کے کان بھرے گا یہ اس کے فعل کی جزا ہوگی اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کا ثواب اسے دکھائے گا اور اس کو عطا نہیں کرے گا۔ خطابی نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جس نے ریاکاری کے لئے عمل کیا اور لوگوں کو ریاکاری کے طور پر سنایا کہ لوگ اس وجہ سے اس کی تعظیم کریں۔ اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو رسوا کرے گا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ اس کی ذلت و رسوائی کو دیکھیں گے اور جو دُنیا میں ریاکاری کے لئے عمل کرتا تھا۔ قیامت میں اس کی عقوبت کو دیکھیں گے جو اس پر نازل ہوگی۔ قولہ من یشاقق الخ یعنی جو لوگوں کو گمراہ کرے گا اور سخت کام میں ان کو ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو سخت مشقت میں ڈالے گا بعض نے کہا اس میں مومنوں کے بارے میں بری باتیں کرنے اور ان کے عیوب ظاہر کرنے کی ممانعت ہے۔ ابو عبداللہ سے مراد امام بخاری ہیں اور قال کا فاعل فربری ہیں۔ یعنی فربری نے کہا میں نے ابو عبداللہ سے کہا کون کہتا ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کیا جندب نے کہا ہے؟ بخاری نے کہا ہاں جندب نے کہا ہے۔

باب راستہ میں فیصلہ کرنا اور فتویٰ دینا

یحییٰ بن یعمر نے راستہ میں فیصلہ کیا۔ شعبی نے اپنے مکان کے دروازہ پر فیصلہ کیا

٦٧٢٣ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا فَكَانَ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا كَثِيْرَ صِيَامٍ وَلَا صَلٰوةٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

بَابُ مَا ذُكِرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ بَوَّابٌ

۶۷۲۴ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

مسجد شریف سے باہر نکل رہے تھے تو مسجد کے دروازہ پر ایک آدمی ہم سے ملا اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہوگی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے تیار کیا ہے گویا کہ وہ آدمی خاموش سا ہوگیا پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے قیامت کے لئے زیادہ روزے اور زیادہ نمازیں اور صدقات تیار نہیں کئے ہیں لیکن میں تو صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں فرمایا تیرا حشر اُن کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہے۔

۶۷۲۳ شرح : عینی نے مہلب سے نقل کیا کہ راستہ میں سواری پر یا چلتے ہوئے فتویٰ صادر کرنا اللہ کے حضور تواضع اور انکساری ہے اگر کمزور ناتواں یا جاہل شخص کے لئے تو عند اللہ اور عوام الناس کے نزدیک قابل ستائش ہے۔ اور اگر یہ کسی دنیادار یا کسی کی بدزبانی کے خوف سے صادر کیا تو مکروہ ہے۔ ابن حبیب نے کہا جو آسان فتویٰ ہو جیسے کسی پر قید کی سزا ہو یا سزائے موت ہو جس کا وہ مستوجب ہو یا کسی شئی کے امر کرنے یا روکنے کا فتویٰ ہو تو وہ راستہ میں چلتے چلتے صادر کرسکتا ہے۔ (حدیث ع کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی چوکیدار نہ تھا

۶۷۲۴ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنے خاندان کی

يَقُولُ لِامْرَأَةٍ مِّنْ أَهْلِهِ تَعْرِفِينَ فُلَانَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي فَقَالَتْ إِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ خِلْوٌ مِّنْ مُصِيبَتِي قَالَ فَجَاوَزَهَا وَمَضَى فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ مَا قَالَ لَكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا عَرَفْتُهُ قَالَ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَاءَتْ إِلَى بَابِهِ فَلَمْ تَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا عَرَفْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ

کی ایک عورت سے کہتے تھے کیا تو فلاں عورت کو جانتی ہے اُس نے کہا جی ہاں! انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے جبکہ وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی۔ فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اُس نے کہا مجھ سے ایک طرف رہ تو میری مصیبت کو نہیں جانتا انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگے بڑھے اور تشریف لے گئے پھر اس کے پاس سے ایک آدمی گزرا اور کہا تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے اُس نے کہا میں نے تو حضور کو پہچانا نہ تھا اُس نے کہا وہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے حضرت انس نے کہا وہ عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر آئی اور اس پر کوئی دربان نہ پایا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخدا میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر صدمہ کی ابتدا میں ہونا چاہیئے۔

۶۷۲۴ شرح: یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دربان نہ تھا جو لوگوں کو منع کرے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں کنوئیں کے کنارے پر بیٹھے تھے تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ کے دربان تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضور جب کسی کام میں مشغول نہ ہوتے تھے تو لوگوں کے لئے حجاب خود اُٹھاتے تھے اور صاحبِ حاجت کے سامنے ہوتے تھے۔ اور خلوت و تنہائی کے وقت آپ کا دربان نہ ہوتا تھا۔ حاکم کا دربان رکھنے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ اور علماء کی ایک جماعت نے کہا حاکم کو دربان نہیں رکھنا چاہیئے۔ بعض علماء جواز کے قائل ہیں جبکہ

بَابُ الْحَاكِمِ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلٰى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُوْنَ الْإِمَامِ الَّذِىْ فَوْقَهٗ

۶۷۲۵ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِىُّ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَىِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْاَمِيْرِ ــــ

بعض کا خیال ہے۔خصوم کی ترتیب کے لئے دربان رکھنا مستحب ہے تاکہ زیادہ اصرار کرنے والے کو منع کرے اور شریر کو دفع کرے۔

باب حاکم اس شخص کے قتل کا فیصلہ کرے جس پر قتل واجب ہے اس سے اُوپر کا حاکم فیصلہ نہ کرے

اس باب میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔عینی نے ابن قاسم کے مجموعہ سے نقل کیا کہ چھوٹے چھوٹے قصبوں میں مقرر حاکم قتل اور حدود میں فیصلہ نہ کریں تاکہ لوگ شہروں کا رُخ کریں جہاں بڑا حاکم مقرر کیا گیا جسے قتل وقطع میں حد جاری کرنے کا اختیار دیا ہو وہ حدود قائم کرسکتا ہے، ورنہ نہیں امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ شہروں کے حکام ہی حدود قائم کرسکتے ہیں۔ دیہات و قصبات میں مقرر حکام کو یہ اختیار حاصل نہیں۔امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر حاکم عادل ہو اور صدقات کا صحیح استعمال کرے تو جو صدقات میں خیانت کرے اس کو سزا دے سکتا ہے اور اگر عادل نہ ہو تو صرف تعزیر کرسکتا ہے۔

۶۷۲۵ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیس بن سعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے امیر کے صاحبِ شرط کی طرح تھے۔

۶۷۲۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ قُرَّةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَاَتْبَعَهُ بِمُعَاذٍ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبُ ابْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ رَجُلًا اَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ فَاَتَاهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَهُوَ عِنْدَ اَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ مَا لِهٰذَا قَالَ اَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ لَا اَجْلِسُ حَتّٰى اَقْتُلَهُ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۷۲۵ — شرح : شُرَط بضم الشین وفتح الراء شرطہ کی جمع ہے۔ اس کے معنی ہیں لشکر کے آگے والے سپاہی ان کو شرط اس لئے کہتے ہیں کہ وہ علامات پر مشتمل ہوتے ہیں جیسے ہمارے زمانہ میں سپاہیوں اور حکام بالا کے لباس پر علامات ثبت ہوتی ہیں۔ پس صاحب شرط کے معنی صاحب علامات ہیں۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو قیس بن سعد آپ کے سامنے رہتے تھے اور حضور کے امور احکام نافذ کرتے تھے۔

۶۷۲۶ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو (یمن) بھیجا اور اُن کے بعد حضرت معاذ بن جبل کو بھیجا۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسلمان ہُوا پھر یہودی ہو گیا۔ جب معاذ بن جبل تشریف لائے تو وہ (مرتد) ابوموسیٰ کے پاس تھا معاذ نے کہا یہ کیا ماجرا ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا اُس نے اسلام قبول کیا پھر یہودی ہو گیا ہے۔ حضرت معاذ نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا یہاں تک کہ اس کو قتل کروں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہی ہے۔

۶۷۲۶ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے مرتد کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچایا۔ حدیث ۔۔۔ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ هَلْ يَقْضِي الْحَاكِمُ أَوْ يُفْتِي وَهُوَ غَضْبَانُ

۶۷۲۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِي بَكْرَةَ قَالَ كَتَبَ اَبُوْ بَكْرَةَ اِلَى ابْنِهِ وَكَانَ بِسَجِسْتَانَ اَلَّا لَا تَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَاَنْتَ غَضْبَانُ فَاِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ

باب کیا حاکم غصّہ کی حالت میں فیصلہ کرے یا فتویٰ صادر کرے؟

۶۷۲۷ — ترجمہ : عبدالملک بن عُمیرؒ نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابوبکرہ نے اپنے بیٹے کو لکھا جبکہ وہ سجستان میں تھا کہ دو شخصوں کے درمیان فیصلہ نہ کرو جبکہ تم غصّہ کی حالت میں ہو، کیونکہ میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ حاکم دو شخصوں میں غصّہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

۶۷۲۷ — شرح : غصّہ کی حالت میں فیصلہ یا فتویٰ سے اس لئے منع فرمایا کہ غصّہ طبیعت میں تغیر پیدا کرتا ہے۔ رائے کو فاسد کرتا ہے اور عقل کو اُڑا دیتا ہے اسی لئے کہا جاتا ہے "الغضب غول العقل"، غصّہ کی حالت میں غلطی کا قوی امکان ہوتا ہے اور ہر وہ شئی جو انسان کی طبیعت میں تغیر پیدا کر دے۔ اور سوچ بچار سے دور رکھے جیسے بھوک کا غلبہ ہو یا بیمار ہو وہ غضب کے حکم میں ہیں۔ جب تک یہ اعراض زائل نہ ہوں فیصلہ نہ کرے تاکہ کامل فکر و نظر پر متمکن ہو جائے۔ ظاہریوں کے نزدیک یہ نہی تحریمی ہے جبکہ جمہور علماء نے اس کو تنزیہہ پر محمول کیا ہے کیونکہ اگر غصّہ کی حالت میں حق فیصلہ کرے تو نافذ العمل ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیر بن عوام کے حق میں

۶۷۲۸ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فِيْهَا قَالَ فَمَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ اَشَدَّ غَضَبًا فِيْ مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيُوْجِزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَذَا الْحَاجَةِ

۶۷۲۹ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ يَعْقُوْبَ الْكِرْمَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ

غصہ کی حالت میں فیصلہ کیا تھا جبکہ ان کا ایک انصاری سے پانی کی باری میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ نیز جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی تو حضور نے غصہ کی حالت میں فرمایا انہیں حکم دو کہ وہ رجوع کرے پھر ایک دو حیض گزر جانے کے بعد طلاق دے یا روک رکھے اس کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے آپ سے غلطی کا احتمال مرتفع ہے؛ چنانچہ آپ نے فرمایا: اس منہ مبارک سے جو نکلے وہ حق ہوتا ہے۔

۶۷۲۸ ترجمہ: ابو مسعود انصاری نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بخدا میں فلاں شخص کی وجہ سے نماز میں پیچھے رہ جاتا ہوں جو ہمیں نماز پڑھانے میں تطویل کرتا ہے (لمبی نماز پڑھاتا ہے) ابو مسعود نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی وعظ میں اس دن سے زیادہ غصہ کی حالت میں نہیں دیکھا پھر

فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ

بَابُ مَنْ رَاَى الْقَاضِيَ اَنْ يَّحْكُمَ بِعِلْمِهٖ فِيْ اَمْرِ النَّاسِ اِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُوْنَ وَالتُّهْمَةَ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِهِنْدٍ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ وَذٰلِكَ اِذَا كَانَ اَمْرًا مَشْهُوْرًا

۶۷۳۰ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ

پھر فرمایا اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ نفرت دلانے ہیں تم میں سے جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو نماز مختصر پڑھائے کیونکہ لوگوں میں بوڑھے، کمزور اور صاحب حاجت بھی ہوتے ہیں۔

(حدیث ع ــــ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: سالم بن عبداللہ نے بیان کیا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر سنائی ۶۷۲۹ــــ کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، حالانکہ وہ حیض کی حالت میں تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے بھر گئے پھر فرمایا وہ رجوع کرے پھر اسے روک رکھے حتی کہ حیض سے پاک ہو جائے پھر حیض آئے اور پاک ہو جائے پھر اگر اس کو طلاق دینا چاہے تو طلاق دے۔

أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ قَالَتْ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ مِنْ أَنْ أُطْعِمَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا قَالَ لَهَا لَا حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ مِنْ مَعْرُوفٍ

باب جس نے یہ خیال کیا کہ قاضی اپنے علم کے مطابق لوگوں کے معاملات میں فیصلہ کرے جبکہ بدگمانی اور تہمت کا خوف نہ ہو"

جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند سے فرمایا جو تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو لے سکتی ہو اور یہ جبکہ امر مشہور ہو"

۶۷۳۰ـــ ترجمہ : عروہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہند بنت عتبہ بن ربیعہ آئی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! زمین کی سطح پر کوئی خیمہ والا نہ تھا جو مجھے محبوب ہوتا کہ آپ کے خیمہ والوں سے زیادہ ذلیل ہو اور آج روئے زمین پر کوئی خیمہ والا نہیں جو مجھے محبوب ہو کہ آپ کے خیمہ والوں سے معزز ہو۔ پھر اُس نے کہا ابوسفیان بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر کچھ حرج تو نہیں کہ میں اس کے بال بچوں کو اس کے مال سے کھلاؤں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تجھ پر کچھ حرج نہیں کہ ان کو بالمعروف کھلائے۔

۶۷۳۰ـــ شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے عنوان سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کلام کی طرف اشارہ کیا ہے، کیونکہ امام ہمام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ قاضی لوگوں کے باہم معاملات میں اپنے علم کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے حقوق اللہ جیسے حدود وغیرہ میں اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اس کی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ تہمت اور بدگمانی کا ڈر نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ قضیہ مشہور

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُومِ وَمَا يَجُوزُ مِنْ ذٰلِكَ وَمَا يَضِيقُ عَلَيْهِ وَكِتَابِ الْحَاكِمِ إِلَى عَامِلِهِ وَالْقَاضِي إِلَى

الْقَاضِي وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِي الْحُدُودِ ثُمَّ قَالَ إِنْ كَانَ الْقَتْلُ خَطَأً فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ هٰذَا مَالٌ بِزَعْمِهِ وَإِنَّمَا صَارَ مَالًا بَعْدَ أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ وَالْخَطَاءُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى عَامِلِهِ فِي الْجَارُودِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي سِنٍّ كُسِرَتْ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ كِتَابُ الْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي جَائِزٌ إِذَا عَرَفَ الْكِتَابَ وَالْخَاتَمَ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُجِيزُ الْكِتَابَ الْمَخْتُومَ بِمَا فِيهِ مِنَ الْقَاضِي وَيُرْوٰى عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوُهُ وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ الثَّقَفِيُّ شَهِدْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ يَعْلٰى قَاضِيَ

ہو۔ اس کی دلیل یہ بیان کی کہ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ بن ربیعہ سے حضور نے فرمایا کہ تمام اپنے بال بچوں پر ابوسفیان کے مال سے اتنا خرچ کر سکتی ہو جو لوگوں میں معروف ہو مشہور ہو اس مسئلہ میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قاضی کے لئے جائز نہیں کہ قضاء سے پہلے جو لوگوں کے حقوق جانتا ہو ان میں اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے البتہ جو قضاء کے بعد جانے اس کا فیصلہ اپنے علم کے مطابق کر سکتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قاضی بہرحال اپنے علم کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔ قضاء سے پہلے علم ہو یا قضاء کے بعد علم ہو۔ امام ابو یوسف اور محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو قضاء سے پہلے جانتا ہو اس کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔
(باب نفقات کی شرح دیکھیں)

باب مہر لگے ہوئے خط پر گواہی دینا اور جو

خط پر گواہی جائز ہے اور جو جائز نہیں اور حاکم کا اپنے عامل کی طرف اور قاضی کا قاضی کی طرف خط بھیجنا ''

الْبَصْرَةِ وَإِيَاسُ بْنُ مُعٰوِيَةَ وَالْحَسَنُ وَثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ وَبِلَالُ بْنُ اَبِيْ بُرْدَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِيُّ وَعَامِرُ

یعنی خط پر گواہی دینا عام طور پر نہ تو جائز ہے اور نہ ہی ممنوع ہے، کیونکہ مطلقاً ممنوع ہو تو حقوق ضائع ہو جائیں گے اور نہ ہی مطلقاً اس پر عمل کیا جائے گا کیونکہ اس میں دھوکا کا احتمال ہے۔ لہذا خط پر شہادت مشروط جائز ہے۔ اس باب کا دوسرا عنوان یہ ہے کہ حاکم کا اپنے عاملوں کو خط بھیجنا جائز ہے۔ تیسرا عنوان یہ ہے کہ قاضی کا دوسرے قاضی کی طرف فیصلہ کر کے تحریر بھیجنا جائز ہے۔

قَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ اِلَّا فِي الْحُدُوْدِ الخ

یعنی بعض فقہاء نے کہا حاکم کا اپنے عاملوں کی طرف خط بھیجنا جائز ہے مگر حدود میں جائز نہیں پھر کہا اگر خطاء سے قتل ہو تو جائز ہے کیونکہ یہ اُن کے گمان میں مال ہے حالانکہ قتل ثابت ہو جانے کے بعد مال ہوتا ہے لہذا قتل خطا اور عمد دونوں برابر ہیں

شرح: بعض الناس سے مراد فقہاء حنفیہ ہیں اس سے امام بخاری کا مقصد احناف پر طعن کرنا ہے اس کی تقریر یہ ہے کہ احناف کے کلام میں تضاد ہے کیونکہ قتل خطاء نفس الامر میں مال ہے کیونکہ اس میں قصاص نہیں بلکہ دیت ہے۔ لہذا اس کا حکم دوسرے اموال کے حکم جیسا ہے۔ اس پر امام بخاری نے مناقضہ کیا کہ قتل خطاء مال جب ہوتا ہے کہ حاکم کے نزدیک یہ ثابت ہو جائے اور ابتداء میں قتلِ خطا اور قتل عمد ایک ہی شی ہیں لہذا اوّل امر میں ان کا حکم واحد ہے اور دونوں کا حد ہونے میں فرق نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قتل عمد اور قتلِ خطاء کا ایک ہونا مسلّم نہیں کیونکہ عمد کا مقتضیٰ قصاص ہے۔ جبکہ قتل خطاء کا مقتضیٰ عدم قصاص ہے اور اس میں مال واجب ہے تاکہ مقتول کا خون بیکار نہ جائے اور اس میں کچھ فرق نہیں کہ یہ ثبوت سے پہلے یا اس کے بعد مال ثابت ہو۔

وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ اِلٰى عَامِلِهِ فِي الْحُدُوْدِ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدود میں فیصلہ کر کے اپنے عامل کو بھیجا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے امام بخاری کا مقصد حنفیہ پر ردّ کرنا ہے کہ وہ کہتے ہیں

ابْنَ عُبَيْدَةَ وَعَبَّادَ بْنَ مَنْصُوْرٍ يُجِيْزُوْنَ كُتُبَ الْقُضَاةِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الشُّهُوْدِ فَإِنْ قَالَ الَّذِيْ جِيْءَ عَلَيْهِ بِالْكِتَابِ إِنَّهُ زُوْرٌ قِيْلَ لَهُ

کہتے ہیں حدود میں کتاب القاضی الی القاضی جائز نہیں؛ حالانکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدود میں اپنے عامل کو لکھا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حد قائم کرنے کے لئے نہیں لکھا تھا بلکہ کشفِ حال کے لئے لکھا تھا؛ چنانچہ ابوہریرہ اور جارود کی شہادت سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قدامہ پر خود حدّ قائم کی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جارود اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے قدامہ بن مظعون پر گواہی دی کہ اُس نے شراب پیا ہے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بحرین کے حاکم کو لکھا ہے کہ قدامہ کی بیوی سے واقعہ کی تحقیق کرے کہ کیا واقعی قدامہ نے شراب پی ہے۔ پھر کشفِ حال کے بعد خود حضرت عمر فاروق نے حد قائم کی تھی۔

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ سِنٍّ كُسِرَتْ

اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے دانت توڑے جانے کے متعلق لکھ کر بھیجا تھا ''

یعنی عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زریق بن حکیم کو دانت توڑے جانے کے متعلق خط لکھا اس میں ایک مرد کی گواہی کو جائز قرار دیا۔ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ الخ

یعنی ابراہیم نخعی نے کہا قاضی کا قاضی کو لکھنا جائز ہے جبکہ تحریر اور مہر مشہور ہو اور اس میں کسی اور تحریر سے التباس نہ ہو۔ قولہ وکان الشعبی الخ

یعنی عامر بن شرحبیل شعبی نے مہر شدہ خط جس میں قاضی کا حکم ہو جائز قرار دیتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح منقول ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے لیکن اکثر فقہاء کہتے ہیں جب قاضی اپنی تحریر پر گواہی دے اور اس میں جو کچھ ہو وہ شاہد کو معلوم نہ ہو تو جس قاضی کو یہ لکھا جائے وہ اس پر فیصلہ نہیں کر سکتا۔

وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الثَّقَفِيُّ الخ

یعنی معاویہ بن عبدالکریم ثقفی نے کہا میں نے بصرہ کے قاضی عبدالملک بن یعلی ایاس بن معاویہ، حسن بصری، ثمامہ بن عبداللہ بن انس، بلال بن ابی بردہ، عبداللہ بن بریدہ اسلمی، عامر بن عَبِیدہ اور

اِذْهَبْ فَالْتَمِسِ الْمَخْرَجَ مِنْ ذٰلِكَ وَاَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَلٰى كِتَابِ الْقَاضِىْ الْبَيِّنَةَ ابْنُ اَبِىْ لَيْلٰى وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ لَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحْرِزٍ جِئْتُ بِكِتَابٍ مِنْ مُوْسَى ابْنِ اَنَسٍ قَاضِى الْبَصْرَةِ وَاَقَمْتُ عِنْدَهُ الْبَيِّنَةَ اَنَّ لِىْ عِنْدَ فُلَانٍ كَذَا وَكَذَا وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ فَجِئْتُ بِهِ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَاَجَازَهُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَاَبُوْ قِلَابَةَ اَنْ يُّشْهَدَ عَلٰى وَصِيَّةٍ حَتّٰى يُعْلَمَ مَا فِيْهَا لِاَنَّهُ لَا يَدْرِىْ لَعَلَّ فِيْهَا جَوْرًا وَقَدْ كَتَبَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَهْلِ خَيْبَرَ اِمَّا اَنْ تَدُوْا صَاحِبَكُمْ وَاِمَّا اَنْ تُؤْذَنُوْا بِحَرْبٍ وَقَالَ الزُّهْرِىُّ فِىْ شَهَادَةٍ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ وَّرَاءِ السِّتْرِ اِنْ عَرَفْتَهَا فَاشْهَدْ وَاِلَّا فَلَا تَشْهَدْ

عباد بن منصور کے پاس موجود تھا۔ یہ حضرات گواہی کے موجود ہونے کے بغیر قاضیوں کی تحریر کو جائز قرار دیتے تھے۔ اگر وہ شخص جس کے پاس خط لایا گیا ہو کہے کہ یہ جھوٹ ہے تو اس سے کہا جائے جاؤ اس سے خلاصی کی راہ تلاش کرو۔ یعنی گواہی میں قدح تلاش کر تاکہ شہادت باطل ہو جائے یا وہ تلاش کر جو مشہود بہ کی برأت پر دلالت کرے۔ قولہ اَوَّلُ مَنْ سَأَلَ الخ یعنی سب سے پہلے جس نے قاضی کے فیصلہ کی تحریر بیّنہ کا سوال کیا وہ ابن ابی لیلی اور سوّار بن عبد اللہ تھے۔

قولہ قَالَ لَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ الخ یعنی ابونعیم نے ہم سے کہا کہ عُبَيْدُ اللہ بن مُحْرِز نے بیان کیا کہ میں بصرہ کے قاضی موسیٰ بن انس سے خط لے کر آیا اور ان کے پاس بینہ قائم کیا کہ میرا فلاں شخص کے پاس اتنا مال ہے، حالانکہ وہ کوفہ میں تھا۔ میں اس فیصلہ کی تحریر قاسم بن عبد الرحمٰن کے پاس لایا تو انہوں نے اسے جائز قرار دیا۔

شرح: عینی نے مغنی الحنابلہ سے نقل کیا کہ فتویٰ کے آئمہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ قاضی کی قاضی کی طرف تحریر پر دو عادل گواہ ہونا ضروری ہے صرف مکتوب الیہ قاضی کا فیصلہ بھیجنے والے قاضی کی تحریر اور

اس کی مہر کافی نہیں توضیح میں ذکر کیا اگر قاضی کی تحریر پہ دو گواہ ہوں اور قاضی نے ان کو تحریر پڑھ کر نہ سُنائی ہو اور نہ ہی ان کو معلوم ہو کہ خط میں تحریر کیسی ہے تو امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ جائز ہے۔ اور مکتوب الیہ قاضی پر لازم ہے کہ اس کے مطابق فیصلہ کرے جبکہ دونوں گواہ یہ کہیں کہ فلاں قاضی نے یہ فیصلہ تحریر کرکے ہمیں دیا ہے جبکہ اس پر مہر ثبت تھی۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور ابو ثور رضی اللہ عنہم نے فرمایا قاضی اپنا فیصلہ پڑھ کر گواہوں کو نہ سُنائے اور نہ اُن کے سامنے لکھے تو مکتوب الیہ قاضی اس تحریر کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا؛ البتہ اگر اس کی مہر توڑ دی جائے تو امام ابوحنیفہ اور زفر کے نزدیک مکتوب الیہ حاکم اسے قبول نہ کرے گا۔ ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک قبول کرلینا جائز ہے اور اگر اس پہ دلیل قائم ہوئی تو قبول کرنا جائز ہے امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں۔

قولہ کرہ الحسن و ابو قلابۃ الخ حسن بصری اور ابو قلابہ نے وصیت پہ گواہ بنانے کو مکروہ سمجھا ہے یہاں تک کہ خط کی تحریر کا علم ہو جائے کیونکہ معلوم نہیں کہ اس میں کوئی ظلم کی بات لکھی ہو۔ یعنی اگر کوئی شخص وصیت پہ گواہ ہو جس میں کسی پر ظلم ہو۔

شرح: اس میں جور سے مراد ناحق بات ہے یعنی وصیت پر گواہی نہ دے حتیٰ کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ وصیت پر گواہی دینا جائز ہے۔ اگرچہ شاہد کو اس میں درج شدہ کا علم نہ ہو۔ قولہ قَدْ کَتَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر کو لکھا کہ یا اپنے ساتھی کی دیت ادا کرو (جو قتل ہُوا ہے) یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

قولہ قَالَ الزُّھْرِیُّ الخ زہری نے پردہ کے پیچھے عورت (پردہ دار عورت) پر گواہی میں کہا کہ اگر تم اس کو پہچانتے ہو تو گواہی دو، ورنہ گواہی نہ دو یعنی جس طریقہ سے عورت کو پہچان سکے اسی طریقہ سے پہچان کر گواہی دے۔ گواہی دیتے وقت اس کو دیکھنا شرط نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اقرار اور ہر اس میں جو آواز سے پہچانا جائے نابینا کی گواہی جائز ہے وہ گواہ ہوتے وقت نابینا ہو یا بینا ہو پھر نابینا ہوگیا ہو کیونکہ حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام نے امہات المؤمنین سے روایت کی حالانکہ وہ پردہ میں تھیں۔ انہوں نے صرف ان کی آواز سے امتیاز کر لیا تھا اسی طرح ابن مکتوم کی اذان مقبول تھی اور ان کی آواز اور حضرت بلال کی آواز میں صرف آواز سے امتیاز کرتے تھے نیز فروج پر اقدام کرنا حقوق پہ گواہی سے اعلیٰ ہے وہ اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے حالانکہ اس کو صرف آواز سے پہچانتا ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے فرمایا گواہ ہوتے وقت اگر نابینا تھا تو اس کی گواہی مجلسِ قضاء میں غیر مقبول ہے۔

۶۷۳۱ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَكْتُبَ اِلَى الرُّوْمِ قَالُوْا اِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُوْنَ كِتَابًا اِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِهٖ وَنَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

بَابٌ مَتٰى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ

وَقَالَ الْحَسَنُ اَخَذَ اللّٰهُ عَلَى الْحُكَّامِ اَنْ لَّا يَتَّبِعُوا الْهَوٰى وَلَا يَخْشَوُا النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوْا بِاٰيَاتِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ثُمَّ قَرَاَ يَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى

۶۷۳۱ ــــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ روم کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا وہ لوگ مہر شدہ خط کے بغیر اور کوئی خط نہیں پڑھتے ہیں اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی مہر بنوائی گویا کہ میں اب اس کی سفیدی اور اس کا نقش "محمد رسول اللہ" دیکھ رہا ہوں۔

۶۷۳۱ ــــ شرح: عینی نے امام طحاوی سے نقل کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خط پر مہر نہ لگی ہو تو وہ حجت ہوسکتا ہے اور جو کچھ اس میں لکھا ہو وہ مقبول ہو، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس پر مہر وغیرہ کا خیال نہ فرمایا تھا صرف صحابہ کے کہنے پر مہر بنوائی تھی (حدیث ع ــــ ج اکی شرح دیکھیں)

باب آدمی کب قاضی بننے کا مستحق ہوتا ہے

فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ وَقَرَأَ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى قَوْلِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ وَقَرَأَ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِى الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا فَحَمِدَ سُلَيْمٰنَ وَلَمْ يَلُمْ دَاوٗدَ وَلَوْلَا مَا ذَكَرَ اللّٰهُ مِنْ اَمْرِ هٰذَيْنِ لَرُئِيْتُ اَنَّ الْقُضَاةَ هَلَكُوْا فَاِنَّهٗ اَثْنٰى عَلٰى هٰذَا بِعِلْمِهٖ وَعَذَرَ هٰذَا بِاجْتِهَادِهٖ وَقَالَ مزاحِمُ بْنُ زُفَرَ قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ خَمْسٌ اِذَا اَخْطَاَ الْقَاضِىْ مِنْهُنَّ خَصْلَةً كَانَتْ فِيْهِ وَصْمَةٌ اَنْ يَّكُوْنَ فَهِمًا حَلِيْمًا عَفِيْفًا صَلِيْبًا عَالِمًا سَؤُلًا عَنِ الْعِلْمِ

یعنی آدمی کب قضاء کے لائق ہوتا ہے یا کب اس پر قضاء واجب ہوتی ہے

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ نے حاکموں پر لازم کیا ہے کہ وہ خواہشات کی پیروی نہ کریں نہ لوگوں سے ڈریں اور نہ ہی اللہ کی آیات کے عوض تھوڑی قیمت لیں پھر پڑھا اے داؤد ہم نے تجھے زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔ لوگوں میں حق فیصلہ کر خواہش کی پیروی نہ کر وہ تجھے اللہ کی راہ سے پھیر دے گی بیشک جو لوگ اللہ کی راہ سے پھر جاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے کیونکہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے

یعنے اور پھر پڑھا " ہم نے تورات نازل کی اس میں ہدایت اور نور ہے اس کے ساتھ فرمانبردار نبی اللہ والے لوگ اور علماء یہودیوں کے لئے فیصلے کرتے رہے کیونکہ انہیں اللہ کی کتاب یاد کرائی گئی تھی (اللہ کی کتاب ان کے پاس امانت رکھی گئی تھی) اور وہ اس پر گواہ تھے ۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو اور میری آیات کے عوض تھوڑی قیمت حاصل نہ کرو جس نے اللہ کے نازل کرنے کے مطابق فیصلہ نہ کیا وہ کافر ہیں اور پھر پڑھا اور داؤد و سلیمان جب کھیتی کے بارے میں فیصلہ دے رہے تھے جبکہ اس میں لوگوں کی بکریاں چر گئی تھیں اور ہم اُن کے حکم کے فیصلہ کے گواہ تھے ۔ پس ہم نے سلیمان کو فیصلہ سمجھا دیا اور ہر ایک کو حکم اور علم عطا کیا پس سلیمان نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور داؤد کو ملامت نہ کی اگر یہ بات نہ ہوتی جو اللہ نے ان دونوں کا فیصلہ ذکر کیا ہے تو میں دیکھتا کہ قاضی ہلاک ہو جاتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس کے علم کے سبب تعریف کی اور اُس کو اس کے اجتہاد کے باعث معذور جانا ۔

شرح : یہ دونوں آیات یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو اللہ کا حکم تبدیل کرے وہ کافر ہے ۔ یہ آیتیں مسلمانوں کے متعلق نہیں کیونکہ مسلمان اگرچہ کبیرہ گناہ کریں انہیں کافر نہیں کہا جاتا ۔ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا واقعہ شیخ عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ مسروق سے ذکر کیا کہ یہ انگوروں کا باغ تھا جس میں رات بکریاں چر گئی تھیں اور ان کا چرواہا نہ تھا کھیتی والوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس بکریوں والوں پہ دعویٰ کر دیا تو انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ بکریاں کھیتی والوں کو دے دی جائیں پھر وہ سلیمان کے پاس سے گزرے اور انہیں فیصلہ سے مطلع کیا تو سلیمان علیہ السلام نے کہا یہ فیصلہ نہیں میں فیصلہ کرتا ہوں کھیتی والے بکریاں اپنے قبضہ میں کر لیں اور ان کا دودھ پیتے رہیں اور ان کی اون اور دیگر منافع حاصل کرتے رہیں اور بکریاں والے ان کی کھیتی پہ قائم رہیں جب وہ پہلی کھیتی جیسی ہو جائے تو ان کی بکریاں انہیں واپس کر دیں پھر بکریاں والے داؤد علیہ السلام کے پاس سے گزرے اور سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ انہیں بتایا تو داؤد علیہ السلام نے سلیمان علیہ السلام کو پیغام بھیجا اور کہا تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے اس واقعہ میں صحیح تر پہلو یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام نے فیصلہ صحیح کیا تھا اور سلیمان علیہ السلام نے صلح کی واضح بات کی تھی ۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا معنیٰ یہ ہے کہ سلیمانؑ کی حمد و ثنا کی کہ انہوں نے ارجح طریق کی موافقت کی تھی اور داؤد علیہ السلام کو محض راجح طریق پر اختصار کرنے کے باعث ملامت نہ کی ۔ اس واقعہ سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احکام میں اجتہاد کر سکتے ہیں اور نزول وحی کا انتظار نہیں کرتے ۔ کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مذکور مسئلہ میں اجتہاد کیا تھا کیونکہ اگر وہ فیصلہ وحی سے ہوتا تو اس کا فہم دینے میں سلیمان کی خصوصیت نہ ہوتی ۔ بہرحال داؤد علیہ السلام کے

بَابُ رِزْقِ الْحَاكِمِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا

وَكَانَ شُرَيْحٌ يَأْخُذُ عَلَى الْقَضَاءِ أَجْرًا وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَأْكُلُ الْوَصِيُّ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ وَأَكَلَ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ

کے فیصلہ میں خطاء نہ تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے فیصلہ کی حکم اور علم سے ثناء کی ہے اور خطاء نہ حکم ہے اور نہ ہی علم ہے وہ تو نادرست ظنّ ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

وَقَالَ مُزَاحِمُ بْنُ زُفَرَ الخ

مزاحم بن زفر نے کہا عمر بن عبدالعزیز نے ہم سے کہا پانچ اشیاء ہیں اگر قاضی میں اُن میں سے کوئی ایک نہ پائی جائے تو اس میں عیب ہے وہ یہ کہ قاضی سمجھدار ہو، بردبار ہو، پاک دامن ہو، مضبوط ہو عالم ہو، علم کے متعلق سوال کرنے والا ہو۔

شرح: وصمہ بمعنی عیب اور عار ہے۔ فہم صفت مُشَبَّہ ہے۔ بعض روایات میں فہم کی جگہ فقیہہ مذکور ہے۔ حلیم کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کی اذیت برداشت کرے اور انتقام میں جلدی نہ کرے اس کے معنی بردباری اور طمانیت کے بھی ہیں یعنی متخاصمین کا کلام سننے میں متحمل ہو اور تنگدلی نہ کرے اور نہ ہی غصّہ میں آئے۔ عفیف" کے معنی پاکدامنی کے ہیں یعنی حرام خور نہ ہو، کیونکہ جب قاضی عالم ہو اور عفیف نہ ہو تو اس کی ضرر جاہل کی ضرر سے سخت ہوگی اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ نذرانہ اور ہدیہ کی صورت میں رشوت نہ لے اور نہ ہی صاحبِ وجاہت شخص کی طرف میلان کرے۔ صلیب" کے معنی ہیں سخت قوی ہو حق پر ڈٹ جانے والا ہو۔ اور حق سے خواہش کی طرف میلان نہ کرے اور مُبطِل سے محق کا حق لے کر دے اور اس میں کاہلی اور سستی نہ کرے۔ سئول کے معنی ہیں علم کے متعلق بکثرت سوال کرے اور اہل علم سے مذاکرہ کرتا رہے کیونکہ لبسا اوقات غیر سے اچھی چیز حاصل ہو جاتی ہے۔

باب حکام اور صدقات پر عاملوں کی تنخواہ

قاضی شریح قضاء پر تنخواہ لیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

نے فرمایا اور وصی اپنے عمل کے مطابق یتیم کے مال سے کھائے۔ ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما "بیت المال سے" کھاتے تھے۔

شرح : حکام حاکم کی جمع ہے جبکہ عاملین عامل کی جمع ہے۔ عامل اسے کہتے ہیں جو حاکموں کی طرح مسلمانوں کے اعمال کی دیکھ بھال کرے۔ صدقات کی فراہمی کرنے والوں کو بھی عاملین کہا جاتا ہے۔

شریح بن حارث بن قیس نخعی کوفی کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا پھر ان کے بعد لمبی مدت کوفہ میں قاضی رہے انہوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے عہدِ خلافت میں ان کو پانچ سو درہم وظیفہ دیا کرتے تھے۔ طبری نے کہا جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ قاضی وظیفہ لے سکتا ہے؛ کیونکہ وہ لوگوں میں فیصلے کرنے میں مشغول ہوتا ہے؛ البتہ بعض علماء نے اسے مکروہ کہا ہے لیکن وہ بھی حرام نہیں کہتے ہیں ابوعلی کرابیسی نے کہا قاضی کے لئے جائز ہے کہ قضاء کے عوض وظیفہ لے۔ اس میں تمام صحابہ کرام کا اتفاق ہے۔ تابعین اور تبع تابعین اور تمام اہل علم اس میں متفق ہیں۔ صاحبِ ھدایہ نے کہا اگر قاضی محتاج ہو تو افضل بلکہ واجب ہے کہ بقدرِ کفایت قضاء پر اجرت لے۔ اور اگر وہ غنی ہے تو افضل یہ ہے کہ بیت المال سے اُجرت نہ لے لیکن صحیح تر یہ ہے کہ قاضی کو ذلت سے بچانے کے لئے بیت المال سے وظیفہ لینا جائز ہے۔ تاکہ غریب اور محتاج قاضی بھی وظیفہ لے سکیں تاکہ وہ بچوں کی کفالت بھی کر سکیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ "وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ" کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت کریمہ یتیم کے مال کے ولی کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ یتیم کے مال کی اصلاح کرے اور اگر محتاج ہو تو بقدرِ کفایت یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے۔ یہ بھی عمل کی اجرت میں داخل ہے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما امورِ مسلمین میں مشغول ہونے کے سبب عہدِ خلافت میں بیت المال سے بقدر کفایت وظیفہ لیتے تھے، چنانچہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیق خلیفہ مقرر ہوئے تو کہا میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار اس قدر ہے کہ میں اپنے اہل و اولاد کو فراوانی سے کھلا سکتا ہوں لیکن اب میں امورِ مسلمین میں مشغول ہو گیا ہوں لہٰذا میری اہل و اولاد بیت المال سے بقدر کفایت کھا سکیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنی ذات کو اللہ کے مال میں ایسا مشغول کر دیا ہے جیسے یتیم کا والی اس کے مال کی اصلاح کے لئے قائم ہوتا ہے۔ اس لئے میں بقدر کفایت بیت المال

۶۷۳۲ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ أُخْتِ نَمِرٍ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزَّى
أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ فِي خِلَافَتِهِ
فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَلَمْ أُحَدَّثْ أَنَّكَ تَلِي مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا فَإِذَا
أُعْطِيتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا فَقُلْتُ بَلَى قَالَ عُمَرُ فَمَا تُرِيدُ إِلَى ذَلِكَ قُلْتُ
إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ وَأُرِيدُ أَنْ تَكُونَ عُمَالَتِي صَدَقَةً
عَلَى الْمُسْلِمِينَ قَالَ عُمَرُ لَا تَفْعَلْ فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتَ
وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ
إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ

سے کھا سکوں گا لیکن اگر میں بیت المال سے لینے سے مستغنی ہو گیا ترک کر دوں گا۔

۶۷۳۲ —— ترجمہ : سائب بن یزید بن اخت نمر نے بیان کیا کہ حُوَیطِب بن عبد العزّیٰ نے ان کو خبر سنائی کہ عبد اللہ بن سعدی نے اُن سے بیان کیا وہ عمر فاروق کے عہدِ خلافت میں ان کے پاس گئے تو عمر فاروق نے فرمایا کیا مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ تم مسلمانوں کے اعمال پر ولی مقرر ہو (ان کے کام کرتے ہو) اور جب تمہیں وظیفہ دیا جاتا ہے تو اس کو اچھا نہیں خیال کرتے ہو میں نے کہا کیوں نہیں (میں وظیفہ نہیں لیتا ہوں) عمر فاروق نے فرمایا اس سے تمہاری مراد کیا ہے ؟ میں نے کہا میرے پاس گھوڑے اور غلام ہیں اور میری حالت بہتر ہے میرا ارادہ یہ ہے کہ میرا وظیفہ مسلمانوں پر صدقہ ہو۔ عمر فاروق نے فرمایا یہ مت کرو، کیونکہ ایک دفعہ میں نے بھی یہی ارادہ کیا تھا جو تو نے ارادہ کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اُجرت دیتے۔ تو میں کہتا یہ اس کو دیجئے جو اس کا مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ مجھے مال

مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَاِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِيَ الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ

دیا تو میں نے عرض کیا یہ اس کو دیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مال لے لو اور مالداری حاصل کرو اور صدقہ کر دو اگر تمہارے پاس یہ مال آئے اور تم گردن اٹھا کر اس کی طرف نہ دیکھو اور نہ ہی اس کا سوال کرو تو وہ لے لو اور اگر یہ حال نہ ہو تو مال کا پیچھا مت کرو۔

۶۷۳۲ — **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایثار سے کیوں منع کیا اس کا جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل ثواب کا ارادہ فرمایا تھا۔ کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زیادہ محتاج کے لئے ایثار کرنے میں اگرچہ ماجور تھے لیکن مال ہاتھ میں لے کر خود صدقہ و خیرات کرنے میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ مال دار ہونے کے بعد صدقہ کرنے میں ذہنوں میں جمے ہوئے بخل کا ازالہ ہوتا ہے۔ ابن منذر نے کہا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قضاء پر اجرت لیتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنے کے بغیر مال ہاتھ لگے تو اس کو لینا ترک کرنے سے افضل ہے یا کیونکہ ترک کرنے میں مال کی اضاعت ہے جس سے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا ہے بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ اگر طمع کرنے اور مانگنے کے بغیر مال ہاتھ لگے تو اس کو رد نہ کیا جائے ورنہ محرومیت کے عذاب میں مبتلا ہوگا۔

بَابُ مَنْ قَضٰى وَلَاعَنَ فِى الْمَسْجِدِ وَلَاعَنَ

عُمَرُ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضٰى مَرْوَانُ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِيْنِ عِنْدَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ وَقَضٰى شُرَيْحٌ وَالشَّعْبِيُّ وَيَحْيٰى بْنُ يَعْمَرَ فِى الْمَسْجِدِ وَكَانَ الْحَسَنُ وَزُرَارَةُ بْنُ اَوْفٰى يَقْضِيَانِ فِى الرَّحْبَةِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ

باب جس نے مسجد میں فیصلہ اور لعان کیا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کے پاس لعان کرنے کا حکم دیا۔ اور قاضی شریح شعبی اور یحییٰ بن یعمر نے مسجد میں فیصلے کئے مروان بن حکم نے منبر کے پاس زید بن ثابت کو قسم کھانے کا حکم دیا۔ حسن بصری اور زرارہ بن اوفیٰ مسجد کے رحبہ میں فیصلہ کرتے تھے جو مسجد سے خارج تھا۔

شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر کے پاس قسم کو اس لئے خاص کیا کہ وہ اس میں زیادہ سختی سمجھتے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی خاص جگہ قسم لینے میں سختی کرنا جائز ہے۔ اس پر زمانہ اور وقت کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے تو صحیح یہ ہے کہ کسی مکان یا وقت میں لعان میں سختی کرنا سنت ہے لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے خلاف ہیں اور وہ قسم میں تغلیظ کو منع کرتے ہیں۔ بعض احناف اور مالکیہ نے کہا کہ عظیم مال، قتل اور لعان میں عصر کے بعد قسم لینا اچھا ہے کیونکہ اس وقت شب و روز کے ملائکہ کا اجتماع ہوتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

رحبہ مسجد کے دروازہ کے آگے وسیع میدان ہے جو اس سے علیحدہ نہیں ہوتا وہ مسجد کے حکم میں ہے۔ صحیح تر یہ ہے کہ اس میں اعتکاف جائز ہے، البتہ اگر وہ مسجد سے علیحدہ ہے تو اس میں اعتکاف جائز نہیں۔

۶۷۳۳ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ الزُّہْرِیُّ عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ شَہِدْتُ الْمُتَلَاعِنَیْنِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشَرَۃَ فُرِّقَ بَیْنَہُمَا

۶۷۳۴ — حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ جُرَیْجٍ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ شِہَابٍ عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ اَخِیْ بَنِیْ سَاعِدَۃَ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَاَیْتَ رَجُلًا وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِہٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُہٗ فَتَلَاعَنَا فِی الْمَسْجِدِ وَاَنَا شَاہِدٌ

بَابُ مَنْ حَکَمَ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی اِذَا اَتٰی عَلٰی حَدٍّ اَمَرَ اَنْ یُّخْرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَیُقَامُ

وَقَالَ عُمَرُ اَخْرِجَاہُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَیُذْکَرُ عَنْ عَلِیٍّ نَحْوُہٗ

۶۷۳۳ — ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا میں لعان کرنے والوں کے پاس موجود تھا، حالانکہ میں پندرہ برس کا تھا اُن دونوں کے درمیان تفریق کی گئی۔

۶۷۳۴ — شرح : بنی ساعدہ کے قبیلہ سے حضرت سہل روایت کرتے ہیں کہ انصار سے ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا آپ مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے تو کیا وہ اس کو قتل کر دے؟ پھر ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا جبکہ میں وہاں موجود تھا۔

(باب اللعان میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

۶۷۳۵ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعًا قَالَ أَبِكَ جُنُونٌ قَالَ لَا قَالَ اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ

باب جس نے مسجد میں فیصلہ کیا حتیٰ کہ جبکہ حد کا وقت آیا تو حکم دیا کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دیا جائے پھر اس پر حدّ قائم کی جائے"

مسجد میں حدود قائم کرنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما اس سے منع کرتے ہیں۔ شعبی نے ایک ذمی پر مسجد میں حدّ قائم کی تھی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر ہلکے کوڑوں سے حد قائم کی جائے تو مسجد میں جائز ہے اور جب حدود بکثرت ہو جائیں تو مسجد میں قائم نہ کی جائیں۔

وَقَالَ عُمَرُ أَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ

اور عمر فاروق نے فرمایا اس کو مسجد سے نکال دو۔ پھر اس کو حدّ مارو یہ اثر شیخین کی شرط کے مطابق ہے۔ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ " حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مذکور ہے

۶۷۳۵ــــ **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اُس نے بلند

فِيمَنْ رَجَمَهُ بِالْمُصَلَّى رَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجْمِ

بَابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ لِلْخُصُومِ

۶۷۳۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

آواز سے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زناء کیا ہے۔ حضور نے اس شخص سے منہ مبارک پھیر لیا جب اُس نے اپنی ذات پر چار بار اقرار کر لیا۔ حضور نے فرمایا تو مجنون تو نہیں؟ اُس نے کہا جی نہیں۔ فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔ ابن شہاب نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں اُن لوگوں میں موجود تھا جنہوں نے مُصلّٰی میں اس کو سنگسار کیا تھا۔

۶۷۳۵ — **شرح**: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے اعراض کیا کہ آپ اس پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے؛ کیونکہ اس کے کلام پر کوئی گواہ نہ تھا

مصلّٰی جنت البقیع کے قریب مقام ہے جہاں جنازے پڑھے جاتے ہیں۔ (کتاب الحدود میں رجم المحصن کے باب میں اس حدیث کی تفصیل مذکور ہے)

رواہ یونس ومعمر وابن جریج الخ یونس، معمر اور ابن جریج نے زہری، ابوسلمہ اور جابر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رجم میں اس حدیث کی روایت کی ہے۔

اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض یہ ہے کہ ان حضرات نے صحابی میں عقیل کی مخالفت کی ہے ہے؛ کیونکہ اُس نے اصل حدیث کی ابوسلمہ کے ذریعہ ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور انہوں نے ساری حدیث جابر سے روایت کی ہے۔

باب امام کا جھگڑنے والوں کو نصیحت کرنا ۶۷۳۶

ترجمہ: ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَأَنْتُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيْ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ

بَابُ الشَّهَادَةِ تَكُوْنُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِيْ وِلَايَتِهِ الْقَضَاءِ أَوْ قَبْلَ ذٰلِكَ لِلْخَصْمِ

وَقَالَ شُرَيْحٌ الْقَاضِيْ وَسَأَلَهُ إِنْسَانٌ الشَّهَادَةَ فَقَالَ ائْتِ الْأَمِيْرَ حَتّٰى أَشْهَدَ لَكَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ لَوْ رَأَيْتَ رَجُلًا عَلٰى حَدٍّ زِنًى أَوْ سَرِقَةٍ وَأَنْتَ أَمِيْرٌ فَقَالَ شَهَادَتُكَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ عُمَرُ لَوْلَا أَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَتَبْتُ آيَةَ الرَّجْمِ بِيَدِيْ وَأَقَرَّ مَاعِزٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بشر ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لاتے ہو شاید تم میں سے بعض لوگ دلیل بیان کرنے میں دوسروں سے زیادہ وضاحت کر سکتے ہوں تو میں دلیل کی سماعت کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں جس کے لئے میں نے اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دیا وہ اس کو نہ لے وہ تو میں اس کے لئے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہوں۔

۶۷۳۶ — شرح : یعنی میں بحیثیتِ بشر تم میں فیصلے کرتا ہوں اور پوشیدہ امور سے وہی جانتا ہوں جس پر اللہ مجھے مطلع کرتا ہے کیونکہ بذاتِ خود غیب صرف اللہ ہی جانتا ہے اور وہی محق اور مبطل کو جانتا ہے اور حاکم وہی فیصلہ کر سکتا ہے جس کا خصم اقرار کرے

باب جھگڑنے والوں کے لئے قاضی کی گواہی حاکم کے سامنے ہونی چاہیئے وہ قضاء سے پہلے گواہ

بنا ہو یا اس کے بعد، یعنی جب حاکم جھگڑنے والوں میں سے کسی کا گواہ ہے قضاء کے زمانہ میں گواہ بنا ہو یا اس سے پہلے بنا ہو کیا وہ اس گواہی کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے؟ اس میں اہلِ علم کا اختلاف ہے۔ اسی لئے بخاری نے حکم بیان نہیں کیا۔ عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ بخاری کے ترجمہ میں اس امر کی دلیل ہے کہ قاضی قضاء کے زمانہ یا اس سے پہلے گواہ بنا ہو تو وہ حاکم کے سامنے گواہی دے سکتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ شوافع کے نزدیک قاضی کی مجلس میں جس خصم نے اقرار کیا ہو اس کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے

وَقَالَ شُرَیْحٌ الخ، اور قاضی شریح نے کہا جبکہ کسی انسان نے ان سے شہادت کا سوال کیا تھا کہ بادشاہ کے پاس جا میں تیرے لئے گواہی دوں گا۔ وَقَالَ عِکْرِمَۃُ الخ عکرمہ نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن ابن عوف سے فرمایا اگر تو کسی شخص کو زناء کرتا یا چوری کرتا دیکھے، حالانکہ تو حاکم ہو تو تیری شہادت ایک عام مسلمان کی شہادت جیسی ہے اُس نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے عمر نے قرآن میں زیادتی کر دی ہے۔ تو اپنے ہاتھ سے رجم کی آیت کو اللہ کی کتاب میں لکھ دیتا۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول سے جو انہوں نے عبد الرحمٰن بن عوف سے کہا تھا۔ یہ ثابت کیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیتِ رجم کے قرآن میں ہونے کی شہادت تھی اس شہادت کے باعث انہوں نے اس کو قرآن میں ذکر نہیں کیا اور اس میں یہ علت بیان کی کہ اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عمر نے قرآن میں اضافہ کر دیا ہے تو میں اپنے ہاتھ سے آیت رجم لکھ دیتا۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا تاکہ بُرے حاکم اپنی مرضی سے تصرف کرنے کی راہ نہ پائیں۔

قولہ اَقَرَّ مَاعِزٌ الخ ماعز اسلمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چار بار زناء کا اقرار کیا تو حضور نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا اور یہ نہ ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موجود لوگوں کو گواہ بنایا۔

اس میں یہ اشارہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماعز پر رجم کا حکم کرنا اس کے اقرار سے تھا

اَرْبَعًا بِالزِّنٰى فَاَمَرَ بِرَجْمِهٖ وَلَمْ يُذْكَرْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدَ مَنْ حَضَرَ وَقَالَ حَمَّادٌ اِذَا اَقَرَّ مَرَّةً عِنْدَ الْحَاكِمِ رُجِمَ وَ قَالَ الْحَكَمُ اَرْبَعًا

۶۷۳۷ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰى اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَنْ لَهٗ بَيِّنَةٌ عَلٰى قَتِيْلٍ قَتَلَهٗ فَلَهٗ سَلَبُهٗ فَقُمْتُ لِاَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلٰى قَتِيْلِيْ فَلَمْ اَرَ اَحَدًا يَشْهَدُ لِيْ فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِيْ فَذَكَرْتُ اَمْرَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهٖ سِلَاحُ هٰذَا الْقَتِيْلِ الَّذِيْ يَذْكُرُ عِنْدِيْ فَاَرْضِهٖ مِنِّيْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ كَلَّا لَا تُعْطِهٖ

موجود لوگوں کی شہادت نہ تھا۔

وَقَالَ حَمَّادٌ الخ حماد بن سلیمان نے کہا جب ایک بار حاکم کے پاس اقرار کرے تو رجم کیا جائے حکم نے کہا چار بار اقرار کرنے سے رجم کا حکم کیا جائے۔

۶۷۳۷ــ ترجمہ : ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے روز فرمایا جس شخص کے پاس کسی مقتول کو قتل کرنے پر بیّنہ ہو اس کے لئے مقتول کا سامان ہے،، میں کھڑا ہو گیا تاکہ اپنے مقتول پر شہادت تلاش کروں تو میں نے کسی کو نہ دیکھا جو میرے لئے گواہی دے میں بیٹھ گیا پھر مجھے خیال آیا تو میں نے اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو موجود لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا جس مقتول کو یہ ذکر کرتے ہیں اس کا سامان میرے پاس ہے آپ ابو قتادہ کو مجھ سے راضی کر دیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز ایسا

اُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَتَدَعَ اَسَدًا مِّنْ اُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ قَالَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدَّاهُ اِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ اَوَّلَ مَالٍ تَاَثَّلْتُهٗ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ اللَّيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدَّاهُ اِلَيَّ وَقَالَ اَهْلُ الْحِجَازِ الْحَاكِمُ لَا يَقْضِي بِعِلْمِهٖ شَهِدَ بِذٰلِكَ فِيْ وِلَايَتِهٖ اَوْ قَبْلَهَا وَلَوْ اَقَرَّ عِنْدَهٗ خَصْمٌ اٰخَرُ بِحَقٍّ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَاءِ فَاِنَّهٗ لَا يَقْضِي عَلَيْهِ فِيْ قَوْلِ بَعْضِهِمْ حَتّٰى يَدْعُوَ بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرَهُمَا اِقْرَارَهٗ وَ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِرَاقِ مَا سَمِعَ اَوْ رَاٰهُ فِيْ مَجْلِسِ الْقَضَاءِ قَضٰى بِهٖ وَمَا كَانَ فِيْ غَيْرِهٖ لَمْ يَقْضِ اِلَّا بِشَاهِدَيْنِ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ مِنْهُمْ بَلْ يَقْضِيْ بِهٖ لِاَنَّهٗ مُؤْتَمَنٌ وَاِنَّمَا يُرَادُ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ

نہ ہوگا۔ وہ قریش کے بلدنگ کو دے دیں اور اللہ کے شیروں میں سے شیر کو چھوڑ دیں جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جہاد کرتا ہے۔ ابو قتادہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اُس نے وہ سامان مجھے دے دیا پھر میں نے اس سے ایک باغ خریدا یہ پہلا مال تھا جو میں نے جمع کیا تھا۔ مجھے عبداللہ نے قیس سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور وہ سامان مجھے ادا کر دیا (یعنی اَمَرَ کی جگہ فَقَامَ ذکر کیا) اہلِ حجاز نے کہا حاکم اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ اپنی حکومت کے زمانہ میں گواہ بنا ہو یا اس سے پہلے بنا ہو اور اگر مجلسِ قضاء میں اس کے پاس خصم دوسرے کے لئے حق کا اقرار کرے تو بعض علماء کے نزدیک وہ اس پر فیصلہ نہ کرے یہاں تک کہ دو گواہوں کو بلائے اور ان کی موجودگی میں اس سے اقرار کرائے اور بعض اہل عراق نے کہا قاضی مجلس قضاء میں جو سنے یا دیکھے تو فیصلہ کر دے اور جو مجلسِ قضاء کے غیر میں دیکھے تو دو گواہوں کی گواہی کے بغیر فیصلہ نہ کرے ان میں سے دوسرے علماء نے کہا بلکہ اس پر فیصلہ کر دے؛

اَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْضِيْ بِعِلْمِهٖ فِي الْاَمْوَالِ وَلَا يَقْضِيْ فِيْ غَيْرِهَا وَقَالَ الْقَاسِمُ لَا يَنْبَغِيْ لِلْحَاكِمِ اَنْ يَّقْضِيَ قَضَاءً بِعِلْمِهٖ دُوْنَ عِلْمِ غَيْرِهٖ مَعَ اَنَّ عِلْمَهٗ اَكْثَرُ مِنْ شَهَادَةِ غَيْرِهٖ وَلٰكِنَّ فِيْهِ تَعَرُّضًا لِتُهْمَةِ نَفْسِهٖ عِنْدَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِيْقَاعًا لَهُمْ فِي الظُّنُوْنِ وَقَدْ كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ اِنَّمَا هٰذِهٖ صَفِيَّةُ

کیونکہ وہ امین ہے شہادت سے تو صرف حق معلوم کیا جاتا ہے؛ لہٰذا قاضی کا علم شہادت سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا اموال میں قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے ان کے علاوہ اور کسی میں فیصلہ نہ کرے و قال القاسم الخ قاسم نے کہا حاکم کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے اور دوسرے کے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے؛ حالانکہ قاضی کا علم غیر کی گواہی سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے لیکن اس میں مسلمانوں کے نزدیک تہمت کا ڈر ہے اور ان کو بدگمانی میں ڈالنا ہے؛ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدگمانی کو برا جانا اور فرمایا یہ صفیہ ہے۔

شرح: مقتول کے پاس جو مال اسلحہ اور کپڑے وغیرہ ہوں وہ سلب ہے۔ کلّا ردع کا کلمہ ہے۔ اُصیبغ اصبغ کی تصغیر ہے۔ ردّی رنگ سے وصف کرنے کے باعث تحقیر کے لئے تصغیر کی ہے۔ بعض نے کہا اُصیبغ ایک پرندہ ہے یا ایک کمزور بوٹی ہے۔ اُصیبغ بھی غین کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ یہ خلاف قیاس ضبع کی تصغیر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب ابوقتادہ کی وصف بیان کی کہ وہ شیر ہے اور اس کی عظمت ظاہر کی تو اس کی ضبع کی تصغیر سے تحقیر کی کہ وہ شیر کی نسبت چیرنے پھاڑنے میں ضعیف تر ہے۔ خراف بمعنی باغ ہے۔ تاثّلتہ" میں نے مال جمع کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس واقعہ کا اوّل حصّہ جو طلب بیّنہ ہے۔ آخر واقعہ کے خلاف ہے؛ کیونکہ آخر میں بیّنہ کے بغیر حکم مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ واقعہ کے اوّل اور آخر میں مخالفت نہیں کیونکہ حفصہ نے اس کا اعتراف کر لیا ہے۔ اس لئے بغیر بیّنہ کے حکم کیا علاوہ ازیں مال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جسے چاہے دیں جسے چاہے منع کریں۔

قولہ قال اھل الحجاز الخ اس سے مراد امام مالک رضی اللہ عنہ اور جو اس مسئلہ میں اُن کے

۶۷۳۸ — حَدَّثَنَا عبد العزیز بن عبد اللہ قَالَ حَدَّثَنَا ابراھیم بن سعد عن ابن شھاب عن عليِّ بن حُسَيْن ان النبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَتْهُ صفيَّةُ بنتُ حُيَيٍّ فَلَمَّا رَجَعَتْ انطلق معها فمرّ به رَجُلان مِنَ الانصار فدعاهُمَا فقالَ انّما هِيَ صفيّةُ فقالا سبحان الله قَالَ ان الشّيطان يجري من ابن آدم مجرى الدَّم رواه شُعيب وابن مُسافر وابن ابي عتيق واسحٰق بن يحيٰ عن الزُّهريّ عن عليّ عن صفيّة عن النبيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

موافق ہیں اور اہلِ عراق سے مراد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھی ہیں۔

۶۷۳۸ — ترجمہ: علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ام المؤمنین صفیہ بنت حیی آئیں جب واپس ہوئیں تو اُن کے ساتھ سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلم بھی چلے۔ آپ کے پاس سے دو انصاری مرد گزرے تو حضور نے ان کو بلایا اور فرمایا یہ صفیہ ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ! (بدگمانی کیسے ہوسکتی ہے) فرمایا ابن آدم کے رگ وریشہ میں شیطان خون کی طرح سرایت کئے ہوئے ہے۔ اس کو شعیب، ابن مسافر، ابن ابی عتیق اور اسحاق بن یحیٰی نے زہری، علی بن حسین اور صفیہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

۶۷۳۹ — شرح: یہ حدیث مذکور اثر کہ یہ صفیہ ہے کا بیان ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کے متعلق فرمایا کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں انصاریوں پر یہ خوف محسوس کیا کہ اگر انہوں نے حضور کے متعلق بدگمانی کرلی اور ان کے دلوں میں شیطان کے وسوسہ سے سوءِ ظن پیدا ہوگیا تو ان کی آخرت تباہ و برباد ہوجائے گی اس لئے حضور نے جلدی سے فرمادیا کہ کوئی خیال نہ کرنا کہ یہ کوئی اجنبیہ عورت ہے یہ تمہاری ماں صفیہ ہے۔ پھر ان کے تعجب کرنے پر کہ ہم ایسی بدگمانی کیسے کرسکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا شیطان انسان میں خون کی طرح جاری ساری ہے۔ اس سے ایسا وسوسہ دینا بعید نہیں۔

بَابُ اَمْرِالْوَالِیْ اِذَا وَجَّہَ اَمِیْرَیْنِ اِلٰی مَوْضِعٍ اَنْ یَّتَطَاوَعَا وَلَا یَتَعَاصَیَا

۶۷۳۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَقَدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبِیْ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ لَہٗ اَبُوْمُوْسٰی اِنَّہٗ یُصْنَعُ بِاَرْضِنَا الْبِتْعُ فَقَالَ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ وَقَالَ النَّضْرُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَیَزِیْدُ بْنُ ہَارُوْنَ وَوَکِیْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

باب حاکم کا دو امیروں کو جنہیں کسی جگہ امیر بنا کر بھیجے حکم دینا کہ وہ ایک دوسرے کی موافقت کریں نافرمانی نہ کریں

یعنی اُن میں سے ہر ایک دوسرے کی اطاعت کرے مخالفت نہ کرے، کیونکہ مخالفت کی صورت میں حالات خراب ہو جاتے ہیں۔"

۶۷۳۹ — ترجمہ: سعید بن ابی بردہ نے کہا میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (ابوموسیٰ) اور معاذ بن جبل کو یمن کے امیر بنا کر بھیجا اور فرمایا آسانی کرو، تنگی نہ کرو، خوشخبری دو، نفرت [illegible] موافقت کرو۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہماری زمین میں

بَابُ اِجَابَةِ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ

وَقَدْ اَجَابَ عُثْمٰنُ عَبْدًا لِلْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

۶۷۴۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُكُّوا الْعَانِيَ وَاَجِيْبُوا الدَّاعِيَ

بَابُ هَدَايَا الْعُمَّالِ

۶۷۴۱ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ

شہد سے نبیذ بنایا جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نشہ دے حرام ہے (یعنی جو نبیذ نشہ دے وہ حرام ہے) نضر، ابوداؤد، یزید بن ہارون اور وکیع نے شعبہ، سعید اور ان کے والد اور دادا کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی،

۶۷۳۹ — **شرح** : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افاضل صحابہ کرام خصوصاً ان میں سے علماء کو عمل میں تقدیم حاصل ہے۔

باب حاکم کا دعوت قبول کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کے غلام کی دعوت قبول کی

۶۷۴۰ — **ترجمہ** : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیدی کو رہا کرواؤ اور کھانے کی دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو۔

قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ أَسْدٍ يُقَالُ لَهٗ ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ عَلٰى صَدَقَةٍ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سُفْيٰنُ أَيْضًا فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ الْعَامِلِ نَبْعَثُهٗ فَيَأْتِيْ فَيَقُوْلُ هٰذَا لَكَ وَهٰذَا لِيْ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ أَوْ أُمِّهٖ فَيَنْظُرُ يُهْدٰى لَهٗ أَمْ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَأْتِيْ بِشَيْءٍ إِلَّا جَاءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ إِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَهٗ رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْنَا عُفْرَتَيْ إِبْطَيْهِ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا وَقَالَ سُفْيٰنُ قَصَّهٗ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ وَزَادَ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعَ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنِيْ وَسَلُوْا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَإِنَّهٗ سَمِعَهٗ مَعِيْ وَلَمْ يَقُلِ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ أُذُنِيْ خُوَارٌ صَوْتٌ وَالْجُؤَارُ مِنْ يَجْأَرُوْنَ كَصَوْتِ الْبَقَرَةِ

باب اُمراء کے نذرانے

۶۷۴۱ — ترجمہ: ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی اسد کے ایک آدمی کو صدقات کی فراہمی پر عامل مقرر کیا اس آدمی کو ابن لتبیہ کہا جاتا تھا۔ جب وہ صدقات لے کر آیا تو اُس نے کہا یہ صدقات تمہارے ہیں اور یہ مجھے نذرانہ دیا گیا ہے یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے۔ سفیان نے بھی کہا کہ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا عاملوں کا حال کیسا ہے ہم انہیں بھیجتے ہیں وہ آتے ہیں تو کہتے ہیں یہ آپ کا ہے اور یہ میرا نذرانہ ہے۔

وہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر کیوں نہیں بیٹھتا پس دیکھے کہ کیا اس کے پاس نذرانے لائے جاتے ہیں یا نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ عامل جو بھی اپنے پاس رکھ لے گا قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے آئے گا اگر وہ اونٹ ہوگا تو اس کی آواز ہوگی۔ اگر گائے ہوگی تو وہ ڈکراتی ہوئی آئے گی۔ اگر بکری ہوگی تو وہ ممیاتی ہوگی پھر حضور نے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے حتیٰ کہ ہم نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔ حضور نے تین بار ”اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ“ فرمایا خبردار میں نے حکم پہنچا دیا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے یہ زہری نے بیان کیا اور ہشام نے اپنے والد کے ذریعہ ابو حمید سے کچھ اضافہ کیا انہوں نے کہا میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا تم زید بن ثابت سے پوچھو انہوں نے یہ میرے ساتھ سنا ہے۔ زہری نے یہ نہیں کہا کہ میرے کانوں نے سنا (بخاری نے کہا) خوار معنی آواز ہے اور جوار تجأرون سے ہے۔ یعنی اپنی آوازیں بلند کریں گے، جیسے گائے کی آواز ہوتی ہے

شرح : ابن اُتبیہ یا لتبیہ اس کی والدہ کا نام ہے۔ حدیث شریف کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر اونٹ خیانت کیا ہوگا تو اس کو کندھوں پر اٹھائے ہوگا تو

۶۷۴۱

اس کی رغاء (آواز) ہوگی۔ رغاء اونٹ کی آواز ہے جبکہ گائے کی آواز کو خُوار جُوار کہا جاتا ہے۔ الحاصل یہ لفظ خاء اور جیم دونوں طرح استعمال ہوتا ہے لیکن خوار بالخاء کے معنی گائے اور دیگر حیوانوں کی آواز ہے اور جوار بالجاء گائے اور لوگوں کی آواز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِلَيْهِ تَجْاَرُوْنَ ”تم اس کی طرف آوازیں بلند کرو گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حاکموں کو ھدایا اور نذرانے دیئے جاتے ہیں وہ رشوت ہیں اسی طرح بادشاہ کو بحیثیت بادشاہ دیا جائے تو وہ بیت المال میں شامل ہوگا، لیکن بادشاہ اگر اپنی ذات کے لئے ہدیہ قبول کرے تو وہ اس کے لئے جائز ہے وہ رشوت نہیں، لیکن امام حاکم کے لئے ہدیہ قبول کرنا مباح کر دے تو وہ اس کے لئے جائز ہے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن کا حاکم مقرر کرتے وقت فرمایا میں نے تیرے لئے ہدیہ حلال کیا ہے تو حضرت معاذ نے جو ہدیہ قبول کیا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آیا تو حضور وصال فرما چکے تھے انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے اس کو جائز قرار دیا۔ ابن تین نے کہا حاکموں کے ہدایا رشوت ہیں ہدایا نہیں، کیونکہ اگر وہ حاکم نہ ہوتے تو انہیں لوگ ہدایا نہ دیتے جیسا کہ حضور نے ابن لتبیہ سے فرمایا تھا۔ نیز فرمایا قاضی کا ہدیہ حرام ہے وہ اس کا مالک نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ اسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِیْ وَاسْتِعْمَالِهِمْ

۶۷۴۲ — حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ جُرَیْجٍ اَنَّ نَافِعًا اَخْبَرَهٗ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ قَالَ کَانَ سَالِمٌ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَةَ یَؤُمُّ الْمُهَاجِرِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ وَاَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَسْجِدِ قُبَاءٍ فِیْهِمْ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَاَبُوْسَلَمَةَ وَزَیْدٌ وَعَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ

باب موالی کو قاضی اور عامل بنانا

موالی سے آزاد غلام مراد ہیں۔ موالی کو حاکم اور عامل بنانے میں لوگوں کے لئے سہولت ہے اس لئے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے افضل کے ہوتے ہُوئے مفضول کو ترجیح دی تھی۔

۶۷۴۲ — ترجمہ : نافع نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے خبر دی کہ ابو حذیفہ کا مولی سالم مہاجرین اوّلین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام کو مسجد قباء میں نماز پڑھایا کرتا تھا جبکہ صحابہ کرام میں ابو بکر صدیق، عمر فاروق، ابو سلمہ، زید اور عامر بن ربیعہ موجود تھے

۶۷۴۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معیّت میں ہجرت کی تھی وہ مہاجرین اوّلین میں شامل نہ تھے جبکہ مہاجرین اولین ان صحابہ کو کہا جاتا ہے جنہوں نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پہلے ہجرت کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ سالم مہاجرین اولین کی امامت کرتے رہے حتیٰ کہ حضور مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور ابو ایوب کے گھر کو قدم میمنت سے بابرکت فرمایا اور ابھی تک مسجد نبوی نہیں بنی تھی۔ ہوسکتا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قباء تشریف لے گئے ہوں تو سالم کی اقتداء میں نماز پڑھی ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ الْعُرَفَاءِ لِلنَّاسِ

۶۷۴۳ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِیْ اُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَمِّهٖ مُوْسٰى ابْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ اَذِنَ لَهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ فِیْ عِتْقِ سَبْیِ هَوَازِنَ اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَنْ اَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَّمْ يَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ اِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ اَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ فَرَجَعُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ النَّاسَ قَدْ طَيَّبُوْا وَاَذِنُوْا

باب لوگوں کے امور کے منتظم

عرفاء عریف کی جمع ہے اس کے معنی ہیں۔ چند لوگوں کے امور کا اہتمام اور دیکھ بھال کرنے والا شخص اس کو ممبر اور نمبردار بھی کہا جاسکتا ہے۔ ان کو مقرر کرنا سنّت ہے، کیونکہ بادشاہ تنہا تمام امور سرانجام نہیں دے سکتا، لہٰذا اس کے مددگار ہونے چاہئیں جنہیں وہ اپنی مدد کیلئے اختیار کرے۔

۶۷۴۳ ترجمہ: مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ نے عروہ بن زبیر کو خبر دی کہ جب مسلمانوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوازن کے قیدی آزاد کرنے کی اجازت دی تو حضور نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تم میں سے کس نے اجازت دی اور کس نے اجازت نہیں دی تم واپس جاؤ یہاں تک کہ تمہارے عرفاء (نمبردار) تمہارا معاملہ ہم تک پہنچائیں لوگ واپس چلے گئے پھر ان سے ان کے نمبرداروں نے گفتگو کی پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی کہ لوگ خوش ہیں اور انھوں نے اجازت دے دی ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ ثَنَاءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ

۶۷۴۴ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اُنَاسٌ لِاِبْنِ عُمَرَ اِنَّا نَدْخُلُ عَلٰى سُلْطَانِنَا فَنَقُوْلُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ اِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ هٰذَا نِفَاقًا

۶۷۴۳ ـــ شرح : قولہ اَذِنَ لَهُمْ ، یعنی لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو قیدیوں کو آزاد کرنے میں آپ کے موافق تھے ان کو ہوازن کے قیدی آزاد کرنے کی اجازت دی ۔ نسائی کی روائت میں "لہ" ہے ۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی یہ بھی احتمال ہے کہ ضمیر کا مرجع ہوازن بروزن مساجد یہ قبیلہ کا نام ہے ۔ (حدیث ۲۱۶۰ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب بادشاہ کی تعریف کرنا اور جب وہ چلا جائے تو اس کے خلاف کہنا مکروہ ہے

۶۷۴۴ ـــ ترجمہ :

عاصم بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے اپنے والد محمد سے روائت کی کہ لوگوں نے عبداللہ بن عمر سے کہا ہم اپنے بادشاہ کے پاس جاتے ہیں اور اُن سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے خلاف ہوتی ہیں جبکہ ہم اُن سے علیحدہ ہو کر باتیں کرتے ہیں ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم اس کو منافقت کہتے ہیں ۔

۶۷۴۴ ـــ شرح : یعنی باطن کے خلاف اظہار کرنے کو ہم نفاق شمار کرتے ہیں اس سے مراد کفر نہیں بلکہ یہ عملی نفاق ہے جو کفر جیسا ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جاتے کہ یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معارض ہے ۔ وہ یہ کہ ایک شخص نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا یہ شخص بہت بُرا ہے ۔ جب وہ حاضرِ خدمت ہُوا تو خندہ پیشانی سے اس کو ملے اور اسے مرحبا بھی کہا اس کا جواب یہ ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد کا خلاف نہیں کیا تھا

۴۷۴۵ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ

بَابُ الْقَضَاءِ عَلَى الْغَائِبِ

۴۷۴۶ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبَا سُفْيٰنَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ فَأَحْتَاجُ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ قَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ

بلکہ اس کو پہلے قول پر باقی رکھا جو سامع نے سُنا تھا اور اس کے حال کے اظہار کا قصد کیا تھا پھر اس پر اس کی تالیف کے لئے حسن ملاقات کے ساتھ مہربانی فرمائی تھی لہٰذا دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں۔

۴۷۴۵ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ لوگوں میں شرارتی شخص وہ ہے جس کے دو منہ ہوں جو ان کے ساتھ اور بات کرتا ہے اور اُن کے ساتھ اور بات کرتا ہے

۴۷۴۵ــــ شرح : دو مونہوں سے حقیقی دو منہ مراد نہیں بلکہ مجازًا دو جہتیں مراد ہیں جیسے مدح و ذم دو جہتیں ہیں جیسے منافق مسلمانوں سے کہتے تھے ہم مومن ہیں اور اُن کے ساتھ ایمانی باتیں کرتے تھے اور جب کافروں کے پاس جاتے تو ان کے ساتھ کفر کی باتیں کرتے یعنی تمام لوگوں سے شرارتی منافق ہیں۔

باب غائب شخص پر حکم لگانا

۴۷۴۶ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ مَنْ قُضِیَ لَهٗ بِحَقِّ اَخِیْهِ فَلَا یَاْخُذْهُ

فَاِنَّ قَضَاءَ الْحَاکِمِ لَا یُحِلُّ حَرَامًا وَلَا یُحَرِّمُ حَلَالًا

۶۷۴۶ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاُوَیْسِیُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ زَیْنَبَ بِنْتَ اَبِیْ سَلَمَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

سے عرض کیا ابوسفیان بخیل مرد ہے میں اس کے مال سے لینے کی محتاج ہوتی ہوں ۔ حضور نے فرمایا جو تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو اتنا لے لیا کرو جو معروف ہو۔

۶۷۴۶ــ شرح : یعنی لوگوں کے حقوق میں غائب پر حکم لگانا جائز ہے ، چنانچہ اگر کسی نے چوری کی اور غائب ہو گیا پھر اس پر گواہ قائم ہوتے تو مال کا فیصلہ کیا جائے گا اس کے ہاتھ قطع کرنے کا فیصلہ نہیں جائے گا ، کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے اللہ کے حقوق میں غائب پر حکم لگانا بالاتفاق جائز نہیں ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا غائب پر مطلقا حکم لگانا جائز نہیں ۔ اگر چور پر بینہ قائم ہوا پھر وہ بھاگ گیا یا شہر میں چھپ گیا تو تین دن اعلان کرنے کے بعد حکم نافذ کر دے گا ۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت نہیں کیونکہ اس میں غائب پر حکم نہیں کیونکہ ابوسفیان شہر میں موجود تھے نیز یہ حدیث استفتاء اور جواب ہے حکم نہیں کیونکہ حکم کی شرطیں ہیں ۔ نیز اس حدیث سے غائب پر حکم لگانے پر استدلال صحیح نہیں ہاں اگر غائب کا کفیل حاضر ہو تو اس پر حکم لگانا جائز ہے جو ضمنا غائب پر حکم ہو گا اور ضمنیات معلول نہیں ہوتی ہیں ۔

باب جس کے لئے اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کیا گیا وہ اس کو نہ لے ،،

کیونکہ حاکم کا حکم حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کرتا ہے"

أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَأَنَّهُ يَأْتِينِي الْخَصْمُ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِي لَهُ بِذَٰلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَتْرُكْهَا

۶۷۴۷ — **ترجمہ** : عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ شریفہ کے پاس جھگڑا کرنے والوں کی آوازیں سنیں تو حضور ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا میں بشر ہوں اور میرے پاس کوئی مقدمہ لے کر آتا ہے۔ شاید تم میں سے بعض لوگ بعض سے بلیغ تر ہوتے ہیں اور کہیں اس کو سچا سمجھ کر اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں پس میں جس شخص کے لئے کسی مسلمان کے حق کا حکم کر دوں تو وہ خالص دوزخ کا ٹکڑا ہوگا وہ اسے پکڑے یا چھوڑے۔

۶۷۴۷ — **شرح** : اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ امام شافعی، امام احمد اور تمام ظاہریہ کا مذہب یہ ہے کہ قاضی تملیکِ مال یا اس کے ازالہ یا اثباتِ نکاح وغیرہ کا فیصلہ کر دے تو یہ باطن پر فیصلہ نافذ ہو جاتا ہے پھر وہ اگر باطن میں ظاہر کے موافق ہے تو حکم واجب ہو جائے گا اور اگر باطن میں گواہوں کی گواہی کے فیصلہ کے خلاف حکم ہے تو قاضی کا فیصلہ کسی کے لئے تملیکِ مال اور تحریر و تحلیل کا موجب نہ ہوگا۔ امام مالک، قاضی ابو یوسف، سفیان ثوری اور اوزاعی کا یہی مسلک ہے ابن حزم نے کہا جو قضاء سے پہلے حرام تھا وہ قضاء سے حلال نہ ہوگا اور جو قضاء سے حلال تھا وہ قضاء سے حرام نہ ہوگا۔ امام ابو حنیفہ، امام محمد اور شعبی نے کہا جو تملیکِ مال کا فیصلہ ہو وہ باطن پر حکم متصور ہوتا ہے اور جو نکاح اور طلاق کا فیصلہ گواہوں سے ہو جو بظاہر عادل اور باطن میں مجروح ہوں اور حاکم نے ان کی گواہی کے مطابق بظاہر حکم کر دیا جیسا کہ اصول ہے کہ گواہوں کی گواہی پر فیصلہ تعبدی حکم ہے تو یہ فیصلہ باطن میں بھی نافذ العمل ہوگا؛ کیونکہ قاضی جو کچھ خصم سے اقرار و انکار اور دلائل بناء پر سنے گا وہ اس کے مطابق ہی فیصلہ دے گا اس حدیث سے احناف نے یہ استدلال کیا کہ اگر قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے تو وہ مستردّ ہوگا۔

٦٧٤٨ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ إِنَّ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِي كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِي مِنْهُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

٦٧٤٨ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عتبہ بن ابی وقاص نے ان کے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اس کو اپنے قبضہ میں کر لینا جب فتح مکہ کا سال تھا سعد نے اس کو پکڑ لیا اور کہا یہ میرا بھتیجا ہے اس نے اس کے متعلق مجھے وصیت کی تھی عبد بن زمعہ کھڑا ہوا اور کہا یہ میرا بھائی ہے میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فراش پر پیدا ہوا تھا وہ دونوں بہت جلد یکے بعد دیگرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ سعد نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا بھتیجہ ہے اس نے مجھے اس کے متعلق وصیت کی تھی عبد بن زمعہ

بَابُ الْحُكْمِ فِي الْبِئْرِ وَنَحْوِهٖ

۶۷۴۹ — حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ اَحَدٌ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ مَالًا وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ الْاٰيَةَ فَجَاءَ الْاَشْعَثُ ابْنُ قَيْسٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ يُحَدِّثُهُمْ

نے کہا یہ میرا بھائی میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فراش پر پیدا ہوا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمعہ! یہ تیرا بھائی ہے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ صاحب فراش کا ہے اور زانی کے لئے محرومی ہے۔ پھر ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اس سے پردہ کرو؛ کیونکہ آپ نے عتبہ سے اس کی مشابہت دیکھی تھی۔ اس نے ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا حتی کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملا۔ ۶۷۴۸ — شرح : قولہ عہد بمعنی وصیت کی قولہ فتساوقا، تساوق سے ماخوذ بمعنی یکے بعد دیگرے آنا یعنی بہت جلد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قولہ العاہر، بمعنی زانی یعنی زانی کے لئے محرومی ہے۔ بعض علماء نے کہا اس سے پتھر مراد ہے جس کے ساتھ زانی کو رجم کیا جاتا ہے لیکن یہ معنی غیر ظاہر ہے کیونکہ ضروری نہیں کہ زانی شادی شدہ ہو کہ اس کو رجم کیا جائے۔ زانی غیر شادی شدہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی سزا کوڑے ہیں رجم نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا حکم بطور تورع اور احتیاط تھا (حدیث ۱۹۲۷ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب کنوئیں وغیرہ کا فیصلہ کرنا

۶۷۴۹ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص یمین صبر نہیں کھاتا کہ اس کے ساتھ مال حاصل کرے حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہے مگر وہ اللہ کو اس حال میں

فَقَالَ فِيَّ نَزَلَتْ وَفِي رَجُلٍ خَاصَمْتُهُ فِي بِئْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا وَقَالَ فَلْيَحْلِفْ قُلْتُ إِذَنْ يَحْلِفَ فَنَزَلَتْ إِنَّ
الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ الْآيَةَ

بَابُ الْقَضَاءِ فِي قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهِ سَوَاءٌ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ اَلْقَضَاءُ فِي قَلِيْلِ الْمَالِ وَكَثِيْرِهِ سَوَاءٌ

٦٧٥٠ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ
أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا
أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَبَةَ خِصَامٍ عِنْدَ
بَابِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِيْنِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ
بَعْضًا أَنْ يَكُوْنَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ أَقْضِيْ لَهُ بِذٰلِكَ وَأَحْسِبُ أَنَّهُ
صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّارِ
فَلْيَأْخُذْهَا أَوْ لِيَدَعْهَا

ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا (اس کی تصدیق) اللہ تعالیٰ یہ آئت کریمہ " جو لوگ اللہ کی قسم لے کے ساتھ مال جمع کرتے ہیں الخ
نازل ہوئی پھر اشعث بن قیس آئے حالانکہ عبداللہ بن مسعود لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے اور کہا میرے اور ایک
آدمی کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے جس کے ساتھ میں نے کنوئیں کے متعلق جھگڑا کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس بینہ (گواہ) ہے میں نے عرض کیا نہیں فرمایا پھر وہ قسم کھائے گا۔ میں نے عرض کیا اس
وقت تو وہ قسم کھا جائے گا۔ پس یہ آئت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ الآیۃ " نازل ہوئی۔

(حدیث ۲۲۰۳ ج ۳)

بَابُ بَيْعِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ أَمْوَالَهُمْ وَضِيَاعَهُمْ

وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَّامِ

۶۷۵۱ — حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ أَعْتَقَ غُلَامًا عَنْ دُبُرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ بِثَمَانِي مِائَةِ دِرْهَمٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِثَمَنِهِ إِلَيْهِ

باب قلیل وکثیر مال میں فیصلہ کرنا

سفیان بن عُیَینہ نے شبرمہ سے روایت کی کہ تھوڑے اور بہتے مال میں حکم برابر ہے"

۶۷۵۰ — ترجمہ: عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہا نے خبر سنائی کہ زینب بنت ابی سلمہ نے اُن کو اپنی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دروازے کے پاس جھگڑنے کی آواز سنی آپ باہر تشریف لائے اور جھگڑنے والوں سے فرمایا میں بشر ہوں اور میرے پاس جھگڑا لے کر آتے ہیں اور شائد بعض لوگ بعض سے زیادہ بلیغ ہوں میں اُن کے لئے اس وجہ سے فیصلہ کر دوں کہ وہ سچا ہے پس جس کے لئے کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کیا وہ صرف آگ کا ٹکڑا ہے وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے،،

باب حاکم کا لوگوں کے مال اور زمین فروخت کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیم بن نحام سے ایک مُدَبّر کو فروخت کیا

ضِیاع ضیعہ کی جمع بمعنی سامان ہے۔ یہ خاص کا عام پر عطف ہے۔ آدمی کی معاش پر بھی ضیعہ کا اطلاق ہوتا ہے جیسے تجارت اور زراعت وغیرہ بیع کی امام کی طرف اضافت میں یہ اشارہ ہے کہ یہ بیع سفیہ کے مال، یا غائب کا قرضہ ادا کرنے میں واقع ہوتی ہے تاکہ یہ ثابت ہو کہ امام لوگوں کے مالوں میں فی الجملہ تصرف کر سکتا ہے

بَابُ مَنْ لَمْ يَكْتَرِثْ لِطَعْنِ مَنْ لَّا يَعْلَمُ فِي الْأُمَرَاءِ

٦٧٥٢ ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ بَعَثَ

اس کی دلیل یہ ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک آدمی کا مُدبّر فروخت کر دیا کیونکہ اس کے پاس اس کے سوا کچھ مال نہ تھا اس لئے حضور نے اس کا فعل ختم کر دیا تھا اور اس مدبر کے سوا اس کے پاس کچھ مال نہ تھا اور اس شخص کا فعل ختم نہ کیا جسے خرید و فروخت میں دھوکا دیا جاتا تھا بلکہ اس سے فرمایا جب بیع کرے تو "لَا خِلَابَةَ" کہہ دیا کرو کیونکہ اس نے اپنا سارا مال ختم نہ کیا تھا مُدبّر وہ غلام ہے جسے مالک یہ کہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

"نُعَیم بن نحّام"

نُعَیم مُصغّر ہے وہ نحّام ہی ہے اور لفظ ابن زائد ہے کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے جنّت میں نعیم کی کھانسی سنی۔ نحمہ بمعنی کھانسی ہے۔ ابو عمر نے کہا اس کا نام نعیم بن عبد اللہ قرشی عدوی ہے اس کو نحام اس لئے کہا جاتا ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں جنت میں داخل ہُوا۔ میں نے نعیم کی کھانسی سنی تھی وہ قدیم الاسلام ہیں ان سے پہلے دس شخص اسلام قبول کر چکے تھے۔ انہوں نے اسلام خفیہ رکھا کسی پر اپنا مسلمان ہونا ظاہر نہ کیا خیبر کے سال ہجرت کی۔ ایک قول کے مطابق وہ فتح مکہ سے پہلے مکہ میں ہی مقیم رہے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے اواخر میں تیرہ ہجری کو شہید ہو گئے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "

٦٧٥١ ــــ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے [illegible] نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ خبر پہنچی کہ آپ کے صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے اپنا مدبر آزاد کر دیا ہے جبکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کچھ مال نہ تھا۔ حضور اس مدبّر کو آٹھ سو درہم سے فروخت کر دیا پھر اس کی قیمت اسے بھیج دی" (حدیث ع ــــ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے اس طعنہ کی پرواہ نہ کی جو کوئی امراء کے متعلق کہے جو وہ نہیں جانتا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَیْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ فَطُعِنَ فِیْ اِمَارَتِهٖ وَقَالَ اِنْ تَطْعَنُوْا فِیْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِیْ اِمَارَةِ اَبِیْهِ مِنْ قَبْلِهٖ وَاَیْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ خَلِیْقًا لِلْاِمْرَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ بَعْدَهٗ

یعنی طعن کرنے والا مطعون شخص کا حال نہیں جانتا تو اس کے متعلق وہ بات کہتا ہے جو اس میں نہیں ایسے طعن کی کوئی پرواہ نہ کی جائے گی اور نہ ہی اس پر عمل کیا جائے گا اس سے واضح ہوتا ہے کہ جس نے طعن کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا، پس اگر اس طعنہ کا احتمال ہے تو یہ امام کی رائے پر موقوف ہوگا"

۶۷۵۲ — **ترجمہ** : عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر حضرت اسامہ بن زید کو امیر مقرر فرمایا تو اسامہ کی امارت میں طعن کیا گیا حضور نے فرمایا اگر تم اس کی امارت میں طعن کرتے ہو تم نے اس سے پہلے اس کے والد (زید بن حارثہ) کی امارت میں بھی طعنہ کیا تھا۔ اللہ کی قسم! وہ امارت کے لائق تھا اور مجھے تمام لوگوں میں زیادہ محبوب تھا اور اس کے بعد یہ مجھے تمام لوگوں میں زیادہ محبوب ہے۔

۶۷۵۲ — **شرح** : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے دوران حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو جنگ موتہ میں لشکر کا امیر مقرر کرکے بھیجا تھا جس میں وہ شہید ہوگئے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت اسامہ اور ان کے والد زید بن حارثہ پر اس بات کا طعنہ کیا کیا گیا جو اُن میں نہ پائی جاتی تھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن میں سے کسی کو معزول نہ کیا تھا بلکہ ان کی فضیلت بیان فرمائی تھی لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کے متعلق اس قول کا اعتبار نہ کیا اور انہیں معزول کر دیا تھا جبکہ کوفہ والوں نے اُن پر وہ تہمت لگائی تھی جس سے وہ بری الذمہ تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سعد بن ابی وقاص اس غائبانہ بات کا علم نہ تھا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم زید اور اسامہ کے بارے میں جانتے تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سعد سے صرف یہ کہا جبکہ انہوں نے یہ ذکر کیا کہ اس کی نماز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہے ...

بَابُ اَلْاَلَدُّ الْخَصِمُ وَهُوَ الدَّائِمُ فِى الْخُصُوْمَةِ لُدًّا عُوْجًا

۶۷۵۳ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِىْ مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْغَضُ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ

متعلق یہ بدگمانی کی گئی ہے لیکن اس کا انہیں یقین نہ تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زید واسامہ کے بارے میں پورا الیقین تھا اسی لئے فرمایا وہ امارت کے لائق ہیں حضرت زید اور اسامہ پر طعن یہ کیا گیا تھا کہ جب کبار اور مشائخ صحابہ کرام موجود ہیں تو انہیں کیوں مقرر کیا گیا ہے، حالانکہ یہ عمر میں اُن سے بہت چھوٹے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب الدّ خصم وہ شخص ہے جو ہمیشہ جھگڑا کرے لُدّ بمعنی ٹیڑھے لوگ

۶۷۵۳ــــ **ترجمہ** : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض وہ شخص ہے جو ہمیشہ جھگڑا کرے۔

۶۷۵۳ــــ **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض تر شخص کافر ہے اس کا جواب یہ ہے اس کلام کے معنی یہ ہیں کافروں میں مبغوض تر کافر معاند ہے جو ہر بات میں عناد رکھتا ہو اور جھگڑا کرنے والوں میں مبغوض تر وہ ہے جو ہمیشہ جھگڑا کرے یعنی ہمیشہ عناد کرتا ہے اور حق قبول نہ کرے۔ یہ معنی کافر اور مسلمان دونوں کو شامل ہے۔

(حدیث ۲۲۹۴ جلد : ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ اِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ اَوْ خِلَافِ اَهْلِ الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ

٦٧٥٤ ـ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدًا ح وَحَدَّثَنِي نُعَيْمٌ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ اِلَى بَنِي جَذِيمَةَ فَلَمْ يُحْسِنُوا اَنْ يَقُولُوا اَسْلَمْنَا فَقَالُوا صَبَانَا صَبَانَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَاسِرُ وَدَفَعَ اِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا اَسِيرَهُ وَاَمَرَ كُلَّ رَجُلٍ مِنَّا اَنْ يَقْتُلَ اَسِيرَهُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَقْتُلُ اَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِي اَسِيرَهُ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّي اَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ ابْنُ الْوَلِيدِ مَرَّتَيْنِ

باب جب حاکم ظلم یا اہل علم کے خلاف فیصلہ کرے تو وہ مردود ہے

یعنی ظلم اور اہلِ علم کے خلاف فیصلہ کرنا مردود و منقوض ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ اگر یہ فیصلہ اجتہاد اور تاویل سے کرے جیسے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کیا تھا تو اس میں گناہ نہیں، لیکن عام علماء کے نزدیک اس میں ضمان لازم ہے پس اگر حاکم نے قتل یا جراحت کا فیصلہ کرنے میں خطاء کی تو اس کا فدیہ بیت المال سے دیا جائے گا امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور امام احمد و اسحاق کا بھی مسلک ہے۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی اور اوزاعی کا مذہب [illegible]

لَمْ يَقُلْ هٰذَا الْحَرْفَ غَيْرُ حَمَّادٍ يَا بِلَالُ مُرْ أَبَا بَكْرٍ

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَكُونَ أَمِينًا عَاقِلًا

۶۷۵۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَبُو ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ

فارغ ہوجاتے جب انہوں نے تالیوں کو دیکھا کہ وہ رکتی نہیں جاتی ہیں تو ادھر متوجہ ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے دیکھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ نماز پڑھاتے رہیں اور اس طرح اپنے دستِ اقتدار سے اشارہ فرمایا ابوبکر صدیق تھوڑا سا ٹھہرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے رہے پھر پچھلے قدم چلے (اور صف میں جا کھڑے ہوئے) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ آگے بڑھے اور لوگوں کو حضور نے نماز پڑھائی جب نماز ادا کر لی تو فرمایا اے ابابکر! تمہیں اپنی جگہ رہنے سے کس نے منع کیا تھا۔

جب میں نے تمہاری طرف اشارہ کیا تھا کہ تم نے وہاں نماز پوری نہ کی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ابو قحافہ کے بیٹے کو مناسب نہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرائے پھر حضور نے لوگوں سے فرمایا جب نماز میں کوئی امر واقع ہو تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔

۶۷۵۵ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی گردنیں روندتے ہوئے آگے جانے سے منع فرمایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امام حاکم اس عموم سے مستثنیٰ ہیں وہ لوگوں کو ادھر ادھر کرتے ہوئے اپنی جگہ پر آسکتا ہے۔ مہلب نے کہا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز وغیرہ کے معاملہ میں لوگوں کی طرح نہیں ہیں کیونکہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ نماز میں آپ سے آگے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے۔ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک زندہ رہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا مرتبہ چھوٹا ظاہر کرنے اور اپنی ذات کو کمزور ظاہر کرتے ہوئے ابوبکر نہیں کہا بلکہ ابن ابی قحافہ کہا تھا۔

باب کاتب کو دیانتدار عقلمند ہونا مستحب ہے

یعنی کاتب کے لئے مستحب ہے کہ وہ لکھنے میں امین ہو اور طمع سے دور رہے۔ جہاں اسے اجرت لینا جائز ہو مناسب اجرت سے

بَعَثَ اِلَیَّ اَبُوْبَکْرٍ لِمَقْتَلِ اَهْلِ الْیَمَامَةِ وَعِنْدَهٗ عُمَرُ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّ
عُمَرَ اَتَانِیْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ یَوْمَ الْیَمَامَةِ بِقُرَّآءِ الْقُرْاٰنِ
وَاِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ یَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقُرَّآءِ الْقُرْاٰنِ فِی الْمَوَاطِنِ کُلِّهَا
فَیَذْهَبَ قُرْاٰنٌ کَثِیْرٌ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ کَیْفَ
اَفْعَلُ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ وَاللّٰهِ
خَیْرٌ فَلَمْ یَزَلْ عُمَرُ یُرَاجِعُنِیْ فِیْ ذٰلِكَ حَتّٰی شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِیْ لِلَّذِیْ
شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ عُمَرَ وَرَاَیْتُ فِیْ ذٰلِكَ الَّذِیْ رَاٰی عُمَرُ قَالَ زَیْدٌ قَالَ
اَبُوْبَکْرٍ وَاِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ قَدْ کُنْتَ تَکْتُبُ الْوَحْیَ
لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ وَاجْمَعْهُ قَالَ زَیْدٌ
فَوَاللّٰهِ لَوْ کَلَّفَنِیْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا کَانَ بِاَثْقَلَ عَلَیَّ مِمَّا
کَلَّفَنِیْ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ کَیْفَ تَفْعَلَانِ شَیْئًا لَمْ یَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ هُوَ وَاللّٰهِ خَیْرٌ فَلَمْ یَزَلْ یَحُثُّ

۴۷۵۶

ترجمہ : زید بن ثابت نے کہا اہل یمامہ کی جنگ کے روز ابوبکر صدیق نے مجھے پیغام بھیجا جبکہ اُن کے پاس عمر فاروق بھی موجود تھے ابوبکر صدیق نے کہا میرے پاس عمر آئے ہیں وہ کہتے ہیں۔ یمامہ کی جنگ میں قرآن کے قاری بہت قتل ہو رہے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر اسی طرح قرآن کے قاری ہر جگہ قتل ہوتے رہے تو قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ آپ قرآن جمع کرنے کا حکم دیں میں نے کہا میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمر فاروق نے کہا خدا کی قسم یہ کام بہتر ہے وہ میرے ساتھ اس کے متعلق تکرار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ

مُرَاجَعَتِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَ رَاَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَاٰى فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَالرِّقَاعِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ فَوَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اِلٰى اٰخِرِهَا مَعَ خُزَيْمَةَ اَوْ اَبِيْ خُزَيْمَةَ فَاَلْحَقْتُهَا فِيْ سُوْرَتِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِيْ بَكْرٍ حَيَاتَهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتَهٗ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ اللِّخَافُ يَعْنِي الْخَزَفَ

اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کے لئے کھول دیا جس کے لئے عمر فاروق کا سینہ کھولا تھا۔ اور میں نے بھی وہی خیال کیا ہے جو عمر فاروق نے کیا ہے۔ زید نے کہا ابو بکر صدیق نے کہا تم مرد نوجوان عقلمند ہو ہم تمہیں متہم نہیں جانتے حالانکہ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتے تھے۔ لہٰذا قرآن تلاش کرو اور اس کو ایک جگہ جمع کرو۔ زید نے کہا خدا کی قسم اگر وہ مجھے پہاڑوں میں سے کوئی پہاڑ اُٹھالانے کی تکلیف دیتے تو وہ مجھ پر اتنا گراں نہ ہوتا جو انھوں نے قرآن جمع کرنے کی مجھے تکلیف دی ہے۔ میں نے کہا تم وہ شئی کیسے کرو گے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابو بکر نے کہا یہ شئی خدا کی قسم بہتر ہے۔ پھر وہ مجھے اس کی ترغیب دلاتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ابو بکر اور عمر کا سینہ کھولا تھا اور میں نے اس کام میں وہ دیکھا جو انہوں نے دیکھا تھا پھر میں نے قرآن تلاش کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اسے کھجور کی چھڑیوں، چمڑوں، سفید پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنا شروع کیا اور سورۂ توبہ کی آخری آیت کریمہ ''لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ''، آخر تک خزیمہ یا ابو خزیمہ کے پاس پائی اور اسے اس کی ساتھ میں لاحق کر دیا۔ یہ صحیفے حضرت ابو بکر صدیق کی زندگی میں ان کے پاس رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی پھر عمر فاروق کی حیات میں اُن کے پاس رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فوت کر دیا پھر عمر فاروق کی صاحبزادی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ محمد بن عُبَیدُ اللہ نے کہا لخاف کے معنی ٹھیکریاں ہیں۔

۶۷۵۶ —— شرح : یمامہ بفتح الیاء و تخفیف المیم الاولیٰ نیلی آنکھوں والی لڑکی تھی جو تین دن کی مسافت

بَابُ كِتَابِ الْحَاكِمِ اِلٰى عُمَّالِهٖ وَالْقَاضِىْ اِلٰى اُمَنَائِهٖ

۶۷۵۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِىْ لَيْلٰى

سے سوار کو عدیہ کچھ لیتی تھی جن کے شہر اس کی طرف منسوب ہیں۔ وہاں مسیلمہ کذاب قتل ہُوا تھا جبکہ سات سو قاری بھی وہاں شہید ہوئے تھے۔ عُسُب بضم العین وسکون سین عسیب کی جمع بمعنی کھجور کی چھڑی جس سے پتے اُتارے جائیں۔ الرقاع رقعہ کی جمع بمعنی کپڑے کا ٹکڑا۔ لخاف لخفہ کی جمع بمعنی سفید پتھر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور آیت کریمہ لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ الاٰیۃ حضرت خذیمہ سے ملی تھی اس کو قرآن میں کیوں داخل کیا، حالانکہ قرآن کی شرط نقل تواتر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ خزیمہ کے سوا کسی کے پاس لکھی ہوئی نہیں پائی تھی۔ اگرچہ تمام صحابہ کرام کو یہ یاد تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب قرآن کریم متواتر ہے تو آیات کو تلاش کرنے کا معنی کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے تتبع کیا گیا تھا کہ اس میں سہو ونسیان نہیں اور یہ وہی ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا تھا اور اس لئے کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی قرأت ہے یا نہیں اور یہ اسی حال پر ہے جس پر سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا تھا

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مشہور یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کے اوراق میں مختلف لغات تھیں اور ہر شخص نے اپنی لغت میں قرآن یاد کیا تھا اور وہ اسی لغت میں زید بن ثابت کے سامنے پڑھتا تھا اور وہ اسی طرح لسے اوراق میں داخل کر لیتے تھے اور لغات کے اختلاف کے سبب ہر ایک یہی کہتا تھا کہ قرآن اسی طرح نازل ہُوا ہے اور اس پر وہ سخت قسم بھی کھا جاتا تھا۔ یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہُوا تو لوگوں نے امیر المؤمنین عثمان غنی سے کہا تو انہوں نے کہا یہ سب قرآن ہے پھر اس میں اصلاح خیال کی کہ قرآن کریم کو باقی لغات سے خالی کر دیا جائے اور قریش کی لغت پر رہنے دیا جائے کیونکہ قرآن قریش کی لغت پر نازل ہُوا ہے۔ انہوں نے تمام اوراق جمع کئے اور قرآن کریم کے چار یا اس سے زیادہ جمع کئے گئے اور انہیں مختلف شہروں میں بھیجا گیا ان میں سے ایک مکہ مکرمہ دوسرا شام میں بھیجا گیا اور ایک اپنے پاس رکھ لیا اسی لئے مشہور ہو گیا کہ عثمان غنی جامع قرآن ہیں سد رحقیقت سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم جامع قرآن ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے وحی لانے کے مطابق جمع فرمایا۔

(حدیث ۲۶۳۲ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

ح وَحَدَّثَنِیْ اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مٰلِكٌ عَنْ اَبِیْ لَیْلٰی بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ هُوَ
وَرِجَالٌ مِّنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهٖ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَّمُحَيِّصَةَ خَرَجَا
اِلٰی خَیْبَرَ مِنْ جَهْدٍ اَصَابَهُمْ فَاُخْبِرَ مُحَيِّصَةُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قُتِلَ وَ
طُرِحَ فِیْ فَقِیْرٍ اَوْ عَیْنٍ فَاَتٰی یَهُوْدَ فَقَالَ اَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوْهُ قَالُوْا
مَا قَتَلْنَاهُ وَاللّٰهِ ثُمَّ اَقْبَلَ حَتّٰی قَدِمَ عَلٰی قَوْمِهٖ فَذَكَرَ لَهُمْ فَاَقْبَلَ
هُوَ وَاَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ
لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِیْ كَانَ بِخَیْبَرَ فَقَالَ لِمُحَيِّصَةَ كَبِّرْ كَبِّرْ يُرِيْدُ السِّنَّ
فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب حاکم کا اپنے عاملوں اور قاضی کا اپنے امینوں کو لکھنا

۶۷۵۷ ترجمہ : سہل بن ابی حثمہ اور ان کی قوم کے بڑے بڑے فضلاء نے بیان کیا کہ عبداللہ
بن سہل اور محیصہ دونوں تنگ حال کی وجہ سے جو انہیں پہنچا خیبر کی جانب
گئے۔ محیصہ نے خبر دی کہ عبداللہ کو قتل کر کے گڑھے میں ڈال دیا گیا ہے وہ یہودیوں کے پاس گئے اور کہا بخدا
تم نے عبداللہ کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا بخدا ہم نے اسے قتل نہیں کیا پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور اُن سے
واقعہ ذکر کیا پھر وہ اور اُس کا بھائی حویصہ جو اُن سے عمر میں بڑا تھا اور عبدالرحمٰن بن سہل بات کرنے نکلے یہ وہی
عبدالرحمٰن ہے جو خیبر میں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حُوَیِّصَہ سے فرمایا کہ بڑے کو آگے لاؤ یعنی عمر میں بڑے
کو پس حویصہ نے گفتگو کی پھر محیصہ نے کلام کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے متعلق فرمایا
وہ تمہارے ساتھی کی دیت (خون بہا) دیں یا لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
کی طرف یہ لکھا تو آپ کو جواب لکھا گیا کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حویصہ،

إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذَنُوا بِحَرْبٍ فَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ بِهِ فَكُتِبَ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوا لَا قَالَ أَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ قَالُوا لَيْسَ بِمُسْلِمِيْنَ فَوَادَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتّٰى أُدْخِلَتِ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ فَرَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ

بَابٌ هَلْ يَجُوزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا وَحْدَهُ لِلنَّظَرِ فِي الْأُمُورِ

۶۷۵۸ــــ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنَا

محیّصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا کیا تم قسمیں کھاؤ گے کہ اپنی ساتھی کی دیت (خون بہا) کے مستحق ہو جاؤ انہوں نے کہا حضور وہ تو مسلمان نہیں ہیں (جھگڑے کو نمٹانے کے لئے) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے سو اونٹ دیئے یہاں تک کہ وہ حویلی میں داخل کی گئیں۔ سہل نے کہا ان اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات ماری

۶۷۵۷ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے ان تین صحابہ پر قسم کیوں لازم کی گئی قسم تو صرف وارث نے جو مقتول کا بھائی تھا کھانا تھی۔ اس کا جواب یہ ہے وہ بھی جانتے تھے کہ قسم صرف مقتول کا بھائی ہی کھائے گا لیکن خطاب سب سے کیا گیا کیونکہ مقتول کا بھائی جو بھی تجویز کرتا تھا اُن دونوں کے مشورے سے کرتا تھا گویا کہ وہ اُن کا بچہ تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑا ختم کرنے اور اُن کی خاطرداری کے لئے اپنی طرف سے دیت ادا کر دی۔ ورنہ ان کا استحقاق ثابت نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب کیا حاکم کے لئے جائز ہے کہ امور کی دیکھ بھال کرنے کے لئے کوئی تنہا آدمی بھیجے

الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ فَقَالُوا لِي عَلَى ابْنِكَ الرَّجْمُ فَفَدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيدَةٍ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوا إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا

٦٧٥٨ — ترجمہ : ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی نے کہا ایک اعرابی آیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں اس کا فریق (مقابل) کھڑا ہوا اور کہا اس نے سچ کہا ہے ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرما دیجئے۔ اعرابی نے کہا میرا بیٹا اس شخص کا ملازم تھا۔ اُس نے اس کی بیوی سے زنار کیا ہے۔ مجھے لوگوں نے کہا تیرے بیٹے پر رجم ہے۔ میں نے اس سے اپنے بیٹے کا سو بکری اور ایک لونڈی فدیہ ادا کیا میں نے علماء سے پوچھا تو انہوں نے کہا تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی ہے۔ بہر حال اے اُنیس تم صبح اس کی عورت کے پاس جاؤ اور اس کو رجم کر دو۔ اُنیس صبح اس کے پاس گئے اور اسے رجم کر دیا"

٦٧٥٨ — شرح : اُنیس انس کی تصغیر ہے وہ ابن ضحاک اسلمی ہیں اور عورت مزنیہ بھی اسلمیہ تھی اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس بن ضحاک اسلمی کو رجم کرنے بھیجا تھا جب انیس نے اس عورت سے دریافت کیا تو اُس نے زناء کا اقرار کر لیا اس لئے اسے رجم کر دیا گیا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اگر وہ عورت زنار کا اقرار کرے تو اس کو رجم کر دینا

٭ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ لونڈی اور بکریاں تجھے واپس کر دی جائیں اور تیرے بیٹے کو

بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوْزُ تُرْجُمَانٌ وَّاحِدٌ

وَقَالَ خَارِجَةُ ابْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يَّتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُوْدِ حَتّٰى كَتَبْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهٗ وَاَقْرَأْتُهٗ كُتُبَهُمْ اِذَا كَتَبُوْا اِلَيْهِ وَقَالَ عُمَرُ وَعِنْدَهٗ عَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَعُثْمٰنُ مَاذَا تَقُوْلُ هٰذِهٖ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ تُخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِيْ صَنَعَ بِهَا وَقَالَ اَبُوْ جَمْرَةَ كُنْتُ اُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا بُدَّ لِلْحَاكِمِ مِنْ مُتَرْجِمَيْنِ

باب حاکموں کے ترجمان کیا ایک ترجمان جائز ہے؟

ترجمان وہ ہے جو ایک کلام کی دوسری زبان میں تفسیر کرے ترجمہ اور ترجمان ایک ہی شئی ہے اس کی جمع تراجم ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک ایک ہی ترجمان کافی ہے۔ امام بخاری کا بھی یہی مختار ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ ایک صحیح تر روایت کے مطابق امام احمد کے نزدیک جب حاکم فریق کی زبان نہ جانے تو اس میں دو عادل شخص ترجمان ہوں گے جیسے دو گواہ ہوتے ہیں اور ترجمان وہی ہو سکتا ہے جس کی شہادت جائز ہو کافر ترجمان نہیں ہو سکتا ہے جن کے نزدیک عورت ترجمان ہو سکتی ہے۔ ان کے نزدیک یہ شرط ہے کہ وہ ثقہ عادلہ ہے۔

قولہ وقال عمرؓ الخ اور حضرت عمر فاروق نے کہا حالانکہ علی المرتضیٰ، عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم ان کے پاس موجود تھے۔ یہ عورت کیا کہتی ہے؟ عبدالرحمٰن بن حاطب نے کہا میں نے کہا یہ آپ کو اپنے ساتھی کی خبر دیتی ہے کہ اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے۔

یعنی ایک عورت نوبیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اس نے اپنی زبان میں کہا کہ فلاں شخص نے اس کے ساتھ زناء کیا ہے اور وہ حاملہ ہوگئی ہے اور اقرار کیا کہ یہ حمل فلاں شخص کا [illegible]

۶۷۵۹ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سُفْيٰنَ بْنَ حَرْبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ هِرَقْلَ اَرْسَلَ اِلَيْهِ فِيْ رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهُمْ اِنِّيْ سَائِلٌ هٰذَا فَاِنْ كَذَبَنِيْ فَكَذِّبُوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ اِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ —

نے عمر فاروق سے عربی میں اس کی تفسیر و تعبیر کی۔

قولہ قال ابوجمرہ " ابوجمرہ نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں کے درمیان ترجمان تھا۔ ابوجمرہ کا نام نصر بن عمران ضبعی بصری ہے۔

قولہ قال بعض الناس الخ یعنی بعض لوگوں نے کہا کہ حاکم کے لئے دو ترجمان ضروری ہیں۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ یہ ترجمہ کرنا خبر کے باب سے ہے یا شہادت کے قبیلہ سے ہے اگر خبر ہے تو ایک ترجمان کافی ہے۔ اگر شہادت ہے تو دو ترجمان ہونے چاہئیں کئی بار گزرا ہے کہ امام بخاری جہاں بعض الناس کہیں اس سے حنفیہ مراد ہوتے ہیں لیکن یہاں حال مختلف ہے کیونکہ امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی اس کو بمنزلہ شہادت قرار دیکر کہتے ہیں کہ دو ترجمان ہونے چاہئیں۔ جیساکہ امام محمد فرماتے ہیں اگر امام شافعی بھی یہاں مراد ہیں تو اس سے اُن کی جلالتِ قدر میں کمی نہیں آتی۔ علاوہ ازیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام شافعی کی کبھی رعایت نہیں کی کیونکہ انہوں نے صحیح بخاری میں امام شافعی سے کوئی روایت نہیں کی اگر ان کی رعایت کرتے اور ان کی جلالت کا اعتراف کرتے تو اُن سے روایتیں ذکر کرتے جیسے امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما سے ذکر کی ہیں (عینی)

۶۷۵۹ — ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوسفیان بن حرب نے انہیں خبر دی کہ ہرقل نے مجھے قریش کے قافلہ میں بلوا بھیجا پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا انہیں کہو میں تم سے اس شخص کے متعلق پوچھنے والا ہوں اگر یہ میرے سامنے جھوٹ بولے تو تم اس کو جھٹلا دو پھر پوری حدیث ذکر کی اس نے اپنے ترجمان سے کہا ابوسفیان سے کہو تو جو کچھ کہتا ہے اگر یہ حق ہے تو وہ عنقریب میرے ان قدموں کی جگہ کے مالک ہو جائیں گے۔ (حدیث ۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں۔

بَابُ مُحَاسَبَةِ الْإِمَامِ عُمَّالَهٗ

۶۷۶۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعْمَلَ ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ فَلَمَّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَاسَبَهٗ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ لَكُمْ وَهٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ لِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْكَ وَبَيْتِ اُمِّكَ حَتّٰى تَاْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِّنْكُمْ عَلٰى اُمُوْرٍ مِّمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَاْتِيْ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ هٰذَا الَّذِيْ لَكُمْ وَهٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ لِيْ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ وَبَيْتِ اُمِّهٖ حَتّٰى تَاْتِيَهٗ هَدِيَّتُهٗ اِنْ كَانَ صَادِقًا فَوَاللّٰهِ لَا يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مِّنْهَا شَيْئًا قَالَ هِشَامٌ بِغَيْرِ حَقِّهٖ اِلَّا جَاءَ اللّٰهَ يَحْمِلُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَا فَلَاَعْرِفَنَّ مَا جَاءَ اللّٰهَ رَجُلٌ بِبَعِيْرٍ لَهٗ رُغَاءٌ اَوْ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ اَوْ شَاةٍ تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْتُ

باب حاکم کا اپنے عاملوں کا محاسبہ کرنا

۶۷۶۰ — ترجمہ : ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اُتبیہ کو بنی سُلیم کے صدقات کی فراہمی پر عامل مقرر کیا جب وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور حضور نے اس سے حساب لیا تو اُس نے کہا یہ سامان تمہارا ہے اور یہ میرا نذرانہ ہے جو مجھے نذرانہ دیا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو اپنے

بَیَاضَ اِبْطَیْہِ الاَہْلُ بَلَّغْتُ

بَابُ بِطَانَۃِ الْاِمَامِ وَاَہْلِ مَشُوْرَتِہٖ اَلْبِطَانَۃُ الدُّخَلَاءُ

۶۷۶۱ — حَدَّثَنَا اَصْبَغُ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَہْبٍ اَخْبَرَنِیْ یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ

باپ کے گھر میں یا اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہتا حتی کہ تیرے پاس نذرانے آئیں پھر جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور منبر شریف پر لوگوں سے خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا امابعد! میں تم میں سے لوگوں کو ان امور پر عامل مقرر کرتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے والی بنایا ہے۔ پھر تم سے ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے یہ مال تمہارا ہے اور یہ مجھے نذرانہ دیا گیا ہے۔ پس وہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر پر کیوں نہیں بیٹھا رہتا حتی کہ اس کے پاس نذرانے آئیں اگر وہ اپنی بات میں سچا ہے۔ اللہ کی قسم تم میں سے کوئی شخص صدقات میں سے کوئی شئی نہیں لیتا ہشام نے کہا اپنے حق کے سوا، مگر وہ قیامت میں اس کو اپنے کندھے پر اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور آئے گا۔ خبردار! میں اس کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک آنا ضرور پہچان لوں گا۔ وہ اونٹ لے کر آئے گا جو بلبلاتا ہوگا یا گائے ڈکراتی ہوگی یا بکری ممیاتی ہوگی۔ پھر حضور نے دونوں ہاتھ اُٹھائے یہاں تک کہ میں نے حضور کی بغلوں کی سپیدی دیکھی۔ خبردار! میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔

باب۔ امام کے رازدان اور مُشیر

بطانہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسرار پر مطلع ہوں

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "بطانہ" کی تفسیر دُخَلاء سے کی ہے یہ دخیل کی جمع ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو رئیس کو تنہائی میں ملتے ہیں اور اس کو رعیت کے مخفی معاملات سے آگاہ کرتے ہیں وہ اُن کے اخبار کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کرتا ہے۔

۶۷۶۱ — ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيْفَةٍ
اِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَامُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ وَ
بِطَانَةٌ تَامُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ فَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ وَقَالَ
سُلَيْمٰنُ عَنْ يَحْيٰى اَخْبَرَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ بِهٰذَا وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ وَ
مُوْسٰى عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَهٗ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِيْ
اَبُوْسَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَوْلَهٗ وَقَالَ الْاَوْزَاعِيُّ وَمُعٰوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ
حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ حُسَيْنٍ وَسَعِيْدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ
سَعِيْدٍ قَوْلَهٗ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِيْ صَفْوَانُ عَنْ
اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا اور نہ کسی کو خلیفہ بنایا مگر اس کے دو رازدان ہوتے ہیں۔ ایک اس کو بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہے اور بھلائی پر اس کو ابھارتا ہے۔ دوسرا اس کو برا حکم دیتا ہے اور برائی کی ترغیب دلاتا ہے اور معصوم وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچائے۔ سلیمٰن نے یحییٰ سے روایت کرتے ہوئے کہا مجھے ابن شہاب نے یہ حدیث سنائی اور ابن ابی عتیق اور موسیٰ بن عقبہ کے ذریعہ محمد بن مسلم زہری سے اس طرح منقول ہے اور شعیب بن ابی حمزہ نے زہری کے ذریعہ کہا مجھے ابوسلمہ نے ابی سعید سے اس کا قول نقل کیا اور اوزاعی اور معاویہ بن سلام نے کہا مجھے زہری نے خبر سنائی انہوں نے مجھے ابوسلمہ نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کہی اور ابن ابی حسین اور سعید بن ابی زیاد نے ابوسلمہ کے ذریعہ ابوسعید سے اس کا قول نقل کیا اور عبید اللہ بن ابی جعفر نے کہا مجھے صفوان نے ابوسلمہ کے ذریعے ابوایوب سے خبر دی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

بَابٌ كَيْفَ يُبَايِعُ الْإِمَامُ النَّاسَ

۶۷۶۲ ـــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ

۶۷۶۱ ـــ شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس کلام سے مقصد یہ ہے کہ بطانتین کی حدیث تین صحابہ کرام سے مرفوع حدیث ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بطانتین کی حدیث میں جو تقسیم مذکور ہے۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مشکل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ باقی حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بطانہ شر سے سلامتی کی طرف اشارہ ہے کہ جس کو اللہ بطانہ شر سے محفوظ رکھے وہ معصوم ہے۔ اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ حضور بطانہ شر سے معصوم ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ جو حضور کو شر کی راہ بتائے آپ اس کو قبول ہی کر لیں۔ امام نووی نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بطانتین سے مراد فرشتہ اور شیطان ہیں اور حضور کا شیطان مومن ہو چکا ہے۔ وہ آپ کو اچھا مشورہ ہی دیتا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہر نبی اور خلیفہ کے اچھے اور بُرے جلیس ہوتے ہیں۔ اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بُرے جلیس سے محفوظ رکھے یا ہر نبی اور خلیفہ کے لئے نفس امارہ بالسوء اور نفس لوامہ ہے اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نفس مطمئنہ دے یا ہر ایک کے لئے قوت ملکیہ اور قوت حیوانیہ ہوتی ہے اور معصوم وہ ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ ملکیہ کی جانب راجح کرے۔ مہلب نے کہا اس سے غرض یہ ہے کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں وہی شیطان کی اذیتوں سے بچاتا ہے اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچائے نہ کہ اس کا نفس بچائے "عینی"

باب ـــ امام لوگوں کو کس طرح بیعت کرے

ظاہر یہ ہے کہ امام مفعول بہ اور ناس فاعل ہے یعنی لوگ امام کی بیعت کس طرح کریں، کیفیت سے قولی صیغے ہیں فعلی نہیں کیونکہ اس باب میں چھ احادیث مذکور ہیں اُن کا مفصل مدلول سمع اور طاعت پر بیعت کرنا، ہجرت، جہاد، صبر اور جنگ سے فرار نہ کرنے پر بیعت کرنا اگرچہ موت واقع ہو جائے، عورتوں کو بیعت کرنے اور اسلام پر بیعت کرنا ان تمام میں قول لینے سے بیعت مراد ہے۔

فِی الْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَہِ وَاَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَھْلَہٗ وَاَنْ نَقُوْمَ اَوْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ حَیْثُ مَا کُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ

۴۳۶۳ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا خٰلِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَدَاۃٍ بَارِدَۃٍ وَالْمُھَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ یَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْخَیْرَ خَیْرُ الْاٰخِرَۃِ ٭ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃِ ٭ فَاَجَابُوْہُ نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا ٭ عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

۴۳۶۲ ـــ **ترجمہ** : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمع اور خوشی اور ناراضی میں اطاعت پر بیعت کی اور یہ کہ حاکموں سے حکومت کے لئے نہ لڑیں گے اور یہ کہ حق پر قائم رہیں گے یا حق کہیں گے جہاں بھی ہوں گے اللہ کے حق میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے۔

۴۳۶۲ ـــ **شرح** : یہ عقبہ ثانیہ کا واقعہ ہے ابن اسحاق نے کہا اس وقت وہ قبیلہ اوس اور خزرج سے تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ قولہ ان لا ننازع آہ یعنی امراء اور ائمہ سے جھگڑا نہ کریں گے۔ منشط مصدر میمی نشاط سے ہے جس کام میں خوشی ہو۔ مکرہ بھی مصدر میمی ہے یعنی ہم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب و مکروہ میں بیعت کی۔

۴۳۶۳ ـــ **ترجمہ** : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرد صبح کو باہر نکلے اور مہاجرین و انصار خندق کھود رہے تھے۔ حضور نے فرمایا

؎ اے اللہ بے شک خیر آخرت کی خیر ہے ٭ انصار اور مہاجرین کو بخش دے

انہوں نے جواب دیا

؎ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٭ جہاد پر ہمیشہ کے لئے بیعت کی جب تک ہم زندہ رہیں گے،،

۶۷۶۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا فِيمَا اسْتَطَعْتَ

۶۷۶۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ شَهِدْتُ ابْنَ عُمَرَ حَيْثُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ كَتَبَ أَنِّي أُقِرُّ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ مَا اسْتَطَعْتُ وَأَنَّ بَنِيَّ قَدْ أَقَرُّوا بِمِثْلِ ذٰلِكَ

۶۷۶۴ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمع اور طاعت پر بیعت کرتے تو حضور نے فرمایا جس قدر طاقت ہو۔

۶۷۶۵ شرح : عبدالملک مروان بن حکم کا بیٹا بنو امیہ سے تھا۔ اس پر لوگوں کے جمع ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کی خلافت کا اقرار کریں۔ مروان کی زندگی میں ہی عبدالملک کی بیعت کی گئی تھی۔ جب مروان بن حکم پچھتر ہجری کو رمضان مبارک کی تین تاریخ کو فوت ہوا تو دمشق اور مصر میں عبدالملک کی بیعت کی گئی اور اس کی گرفت بدستور باقی رہی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹوں عبداللہ، ابوبکر ابوعبیدہ، بلال اور عمر سمیت عبدالملک کی بیعت کی ان کی والدہ صفیہ بنت ابی عُبَید بن مسعود ثقفی تھی ان کے چھٹے بیٹے عبدالرحمٰن تھے اُس کی والدہ ام علقمہ بنت فانس بن وہب تھی۔ ان کے علاوہ ان کے تین بیٹے سالم، عبیداللہ اور حمزہ تھے ان کی والدہ ام ولد تھی اور دسویں بیٹے زید تھے ان کی والدہ بھی ام ولد تھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبداللہ الملک کو خط لکھا کہ وہ اپنے تمام بیٹوں سمیت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق اقرار کرتے ہیں۔

۶۷۶۵ ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا جس وقت لوگ عبدالملک کی بیعت پر جمع ہوئے تھے میں ابن عمر کے پاس موجود تھا۔ ابن عمر نے لکھا میں اللہ کے بندے عبدالملک امیر المؤمنین کی جس قدر مجھے طاقت ہوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق اقرار کرتا ہوں اور میرے بیٹے بھی اسی طرح کا اقرار کرتے ہیں۔

٦٧٦٦ ـــ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِيْ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

٦٧٦٧ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ كَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَاِنَّ بَنِيَّ قَدْ اَقَرُّوْا بِذٰلِكَ ـــ

٦٧٦٦ ـــ ترجمہ : جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمع اور طاعت پر بیعت کی تو حضور نے مجھے تلقین فرمائی کہ جس قدر طاقت ہو اور ہر مسلمان سے اخلاص برتنے کی تلقین کی۔

٦٧٦٦ ـــ شرح : یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی سننے اور ان پر عمل کرنے کی تلقین کی اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضافہ کی تلقین کی کہ ہم امیر کے اوامر و نواہی پر طاقت کے مطابق عمل کریں اللہ تعالیٰ انسان کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اس لئے حضور نے امت پر کمال شفقت کے طور پر فرمایا اور یہ اضافہ بھی کیا کہ مسلمانوں کے ساتھ اخلاص کرو۔ ایک دفعہ جریر نے اپنے آزاد کردہ غلام سے کہا کہ اس کے لئے گھوڑا خرید لائے غلام تین سو درہم سے گھوڑا خرید لایا اور گھوڑے کے مالک کو بھی ساتھ لے آیا کہ وہ نقد وصول کر لے۔ جریر نے گھوڑے کے مالک سے کہا اس گھوڑے کی قیمت تین سو سے زیادہ ہے تو میرے پاس چار سو درہم سے فروخت کرو اس نے کہا یہ آپ کی مرضی ہے۔ چنانچہ اس طرح کی گفتگو میں جریر اضافہ کرتے ہوئے آٹھ سو درہم تک پہنچ گئے پھر آٹھ سو درہم سے گھوڑا خرید لیا۔ جریر کا اصول تھا کہ اگر کوئی شئی فروخت کرتے تو خریدار سے کہتے کہ اس کو اچھی طرح دیکھ لو اگر اس میں کوئی عیب ہو تو واپس کر دو کیونکہ ہم نے مسلمانوں سے اخلاص پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے۔

٦٧٦٧ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا جب لوگوں نے عبدالملک کی بیعت کی تو اس کی طرف عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خط لکھا کہ یہ خط اللہ کے بندے عبدالملک امیر المؤمنین کی طرف ہے۔ میں آپ کے اوامر اور نواہی سننے پر بیعت کرتا ہوں۔ عبداللہ بن عمر اللہ اور اس کے رسول

٦٧٦٨ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قُلْتُ لِسَلَمَةَ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ

٦٧٦٩ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ وَلَّاهُمْ اجْتَمَعُوْا فَتَشَاوَرُوْا قَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَسْتُ بِالَّذِيْ اُنَافِسُكُمْ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ وَلٰكِنَّكُمْ اِنْ شِئْتُمْ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ فَجَعَلُوْا ذٰلِكَ اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى مَا اَرٰی

٦٧٦٨ — ترجمہ: یزید نے کہا میں نے سلمہ سے کہا کس شئ پر تم نے حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی ؟ اُس نے کہا موت پر ،،

٦٧٦٨ — شرح: یزید بن ابی عُبَید ، سلمہ بن اکوع کے آزاد کردہ غلام ہیں اُس نے اپنے مولی سلمہ بن اکوع سے دریافت کیا کہ تم نے حدیبیہ کے روز کس شئ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی ۔ سلمہ نے جواب دیا ہماری بیعت یہ تھی کہ ہم جنگ سے نہیں بھاگیں گے اگرچہ وہاں قتل ہو جائیں ،،

٦٧٦٩ — ترجمہ: امام مالک نے زہری سے روایت کی کہ حُمید بن عبدالرحمن نے انہیں خبر دی کہ مِسوَر بن مخرمہ نے انہیں خبر دی کہ وہ لوگ جنہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کرنے کا اختیار دیا تھا وہ جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ وہ لوگ جنہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کرنے کا اختیار دیا تھا وہ جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا ۔ عبدالرحمن بن عوف نے اُن سے کہا میں تمہیں خلافت کے بارے میں جھگڑے میں نہیں ڈالتا لیکن اگر تم چاہتے ہو تو تم میں سے تمہارے لئے

اَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتْبَعُ اُولٰئِكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهٗ وَمَالَ
النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُشَاوِرُوْنَهٗ تِلْكَ اللَّيَالِيَ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ
اللَّيْلَةُ الَّتِيْ اَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمٰنَ قَالَ الْمِسْوَرُ طَرَقَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ
بَعْدَ هَجْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَضَرَبَ الْبَابَ حَتّٰى اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ اَرَاكَ نَائِمًا
فَوَاللّٰهِ مَا اكْتَحَلْتُ هٰذِهِ الثَّلٰثَ بِكَثِيْرِ نَوْمٍ انْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَ
سَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَهٗ فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِيْ فَقَالَ ادْعُ لِيْ عَلِيًّا فَدَعَوْتُهٗ
فَنَاجَاهُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِّنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ عَلٰى طَمَعٍ وَقَدْ
كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَخْشٰى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ عُثْمٰنَ فَنَاجَاهُ
حَتّٰى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلَّى النَّاسُ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ
اُولٰئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَاَرْسَلَ اِلٰى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ
وَالْاَنْصَارِ وَاَرْسَلَ اِلٰى اُمَرَاءِ الْاَجْنَادِ وَكَانُوْا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ
عُمَرَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ يَا عَلِيُّ اِنِّيْ قَدْ

خلیفہ اختیار کرتا ہوں۔ انہوں نے خلافت کا معاملہ عبدالرحمٰن کے سپرد کر دیا جب انہوں نے اپنے امر کا اختیار
دے دیا تو لوگ عبدالرحمٰن کی طرف مائل ہو گئے یہاں تک کہ میں کسی کو نہ دیکھتا تھا جو باقی حضرات کا پیچھا کرتا
ہو اور ان کی ایڑھی روندتا ہو۔ سب لوگ عبدالرحمٰن کی طرف مائل ہو گئے اور ان راتوں میں مشورہ دیتے
رہے یہاں تک کہ جب وہ رات آئی جس کی ہم نے صبح کی اور عثمان کی بیعت کی مسور نے کہا کچھ رات گزر جانے
کے بعد عبدالرحمٰن نے زور سے میرا دروازہ کھٹکھٹایا حتی کہ میں بیدار ہو گیا اور کہا میں تمہیں سوتا ہوا دیکھتا ہوں
بخدا! میں نے ان راتوں میں زیادہ نیند کا سرمہ نہیں ڈالا چلو زبیر اور سعد کو بلاؤ میں نے دونوں کو بلایا تو

نَظَرْتُ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمٰنَ فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيْلًا فَقَالَ أُبَايِعُكَ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالْخَلِيْفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهِ فَبَايَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبَايَعَهُ النَّاسُ وَالْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ وَأُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُوْنَ۔

انہوں نے دونوں سے مشورہ کیا پھر مجھے بلایا اور کہا علی کو بلاؤ میں انہیں بلا لایا تو اُن کے ساتھ گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ آدھی رات ہوگئی پھر حضرت علی اٹھ کر چلے گئے، حالانکہ وہ خلافت کی خواہش میں تھے۔ عبدالرحمٰن حضرت علی سے کچھ ڈرتے تھے پھر کہا عثمان کو بلاؤ اور ان سے سرگوشی کرتے رہے حتیٰ کہ صبح کو مؤذن کی اذان نے دونوں کو جدا کیا جب لوگوں نے صبح کی نماز ادا کی اور یہ لوگ منبر کے پاس جمع ہوئے تو جو مہاجرین اور انصار موجود تھے ان کو بلایا اور لشکروں کے سرداروں کو بلایا۔ یہ تمام حضرت عمر فاروق کے ساتھ اس حج میں موجود تھے۔ جب تمام اکٹھے ہوگئے تو عبدالرحمٰن نے خطبہ پڑھا پھر کہا امابعد! اے علی میں نے لوگوں کے معاملہ میں نظر کی ہے میں نے ان کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو عثمان کے برابر سمجھیں اس لئے آپ دل میں کوئی خیال نہ کریں اور کہا "اے عثمان" میں اللہ تعالیٰ سنت اور اس کے رسول کی سنت اور حضور کے بعد دو خلفاء کی سنّت پر تمہاری بیعت کرتا ہوں۔ عبدالرحمٰن نے عثمان کی بیعت کی پھر تمام مہاجرین و انصار، لشکروں کے سرداروں اور تمام مسلمانوں نے عثمان کی بیعت کر لی۔

۶۷۶۹ — شرح: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عثمان غنی، علی المرتضیٰ، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن ابن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم پر مشتمل مجلس شوریٰ مقرر کی کہ اگر ان کی موت جلدی واقع ہوجائے تو یہ حضرات جن سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آخر تک راضی رہے خلافت کا انتخاب کریں۔ مسلمانوں سے کوئی شخص ملکی امور کو سمجھنے اور سیاست ملکیہ بہم پہنچانے میں ان حضرات کے ہم پلّہ نہ تھا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا مجھے خلافت میں رغبت نہیں اس لیے میں اس میں تم سے جھگڑا کرنے کو تیار نہیں لہٰذا خلافت کے چناؤ میں تم مجھے اختیار دیدو جب انہیں اختیار دیا گیا تو سب لوگ عبدالرحمٰن کا پیچھا کرنے لگے اور مشورے دیتے رہے۔ عبدالرحمٰن نے لوگوں کی رائے معلوم کرنے کے بعد مجلس شوریٰ کے ایک ایک رکن سے مشورہ لیا۔ حضرت عمر فاروق نے مجلس شوریٰ قائم کرتے وقت کہا تھا کہ عبداللہ بن عمر سے بھی مشورہ کرنا لیکن خلافت ان کے سپرد نہ کی جائے ان الفاظ سے وہ عبداللہ بن عمر کی دلجوئی چاہتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان میں خلافت کو جگہ نہیں دی۔ یہ ان کی بہت بڑی

بَابُ مَنْ بَايَعَ مَرَّتَيْنِ

۶۷۷۰ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ بَايَعْنَا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِىْ يَاسَلَمَةُ اَلَا تُبَايِعُ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَايَعْتُ فِى الْاَوَّلِ قَالَ وَفِى الثَّانِىْ ــــ

دیانتداری تھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے تین شب و روز کوشش کر کے لوگوں کی رائے معلوم کی کہ وہ کسی کو عثمان کے برابر نہیں سمجھتے ہیں۔ اس لئے حضرت علی سے طویل سرگوشی کے بعد حضرت عثمان کے ہاتھ بیعت کی جبکہ طویل گفتگو کے باعث حضرت علی رضی اللہ عنہ متوقع تھے کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی لیکن لوگوں کے اتفاق نے انہیں مجبور کیا کہ وہ حضرت عثمان کو خلیفہ منتخب کریں۔ اس لئے انہوں نے حضرت علی سے کہا کہ لوگ عثمان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے ہیں اس حدیث میں حضرت طلحہ سے مشورہ کا ذکر نہیں کیا لیکن اس سے قبل اُن سے مشورہ ہو چکا تھا اس موقعہ پر لشکروں کے امراء بھی عمر فاروق کے ساتھ حج کرنے کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئے ہوئے تھے۔ ان میں سے شام کے امیر حضرت معاویہ بن ابی سفیان حمص کے امیر عمیر بن سعد، کوفہ کے امیر مغیرہ ابن شعبہ بصرہ کے امیر ابوموسیٰ اشعری اور مصر کے امیر عمرو بن عاص قابلِ ذکر ہیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر سب متفق تھے۔

باب جس نے دوبار بیعت کی

۶۷۷۰ ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت درخت کے نیچے کی حضور نے مجھے فرمایا اے سلمہ کیا تم بیعت نہیں کرتے ہو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں پہلی بار بیعت کر چکا ہوں۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسری بار بھی بیعت کرلو۔

۶۷۷۰ شرح: جس شجرہ کے نیچے بیعت کی تھی یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔ یہ درخت حدیبیہ میں تھا جہاں یہ

بَابُ بَيْعَةِ الْاَعْرَابِ

۶۷۷۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَصَابَهُ وَعْكٌ فَقَالَ اَقِلْنِي بَيْعَتِي فَاَبٰى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِي بَيْعَتِي فَاَبٰى فَخَرَجَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا

آیت کریمہ " لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ " نازل ہوئی تھی اس بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ عینی نے مہلب سے نقل کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع کی شجاعت اور اسلام میں نامور اور ثبوت قدمی میں شہرت کے باعث تاکید کے لئے دو بار بیعت لی۔ اس طرح تکرار بیعت کے باعث سلمہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

باب اعراب کا بیعت کرنا

اعراب وہ لوگ ہیں جو دیہات میں رہتے ہیں شہروں میں اقامت نہیں کرتے صرف ضروری کام کے لئے آتے ہیں اور واپس چلے جاتے ہیں۔ اعراب کا واحد نہیں والمنسوب کو اعرابی کہتے ہیں

۶۷۷۱ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کی اس کو سخت بخار آگیا تو اس نے کہا میری بیعت واپس کردیں۔ حضور نے انکار کیا وہ پھر آیا اور کہا میری بیعت واپس کردیں۔ حضور نے انکار کیا تو وہ باہر نکل گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ بھٹی کی مثل ہے زنگار دور کرتا ہے اور اس کے پاک کو خالص کرتا ہے۔

۶۷۷۱ — شرح : وَعْكٌ کے معنی بخار کے ہیں۔ بدن کی سخت حرارت کو بھی وعک کہتے ہیں

بَابُ بَيْعَةِ الصَّغِيْرِ

۶۷۷۲ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ ابْنُ اَبِي اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهٖ اُمُّهٗ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَغِيْرٌ فَمَسَحَ رَاْسَهٗ وَدَعَا لَهٗ وَكَانَ يُضَحِّيْ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيْعِ اَهْلِهٖ

تنصیح نصوح سے ہے اس کے معنی ہیں۔ رنگ کا خالص ہونا اور سخت سفید ہونا۔ ہر خالص کپڑا سفید ہو یا سرخ ہو یا زرد ہو اس کو ناصع کہا جاتا ہے۔

باب بچے کا بیعت کرنا

بچے کی بیعت کے متعلق بعض علماء نے کہا بیعت بالغ پر لازم ہے جس پر عقودِ اسلام لازم ہیں جبکہ دوسرے علماء نے کہا بچوں کے والدین کی بیعت کے باعث بچوں پر بھی لازم ہے، چنانچہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی حالانکہ وہ حضور کے وصال کے وقت آٹھ برس کے تھے۔

۶۷۷۲ــــ ترجمہ : عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے ان کی والدہ زینب بنت حمید ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی جبکہ وہ کمسن تھے۔ حضور نے اس کے سر کو مس فرمایا اور اس کے لئے دعاء فرمائی۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو بیعت فرمالیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابھی بچہ

بَابُ مَنْ بَايَعَ ثُمَّ اسْتَقَالَ الْبَيْعَةَ

۶۷۷۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَتَى الْاَعْرَابِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهٗ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى ثُمَّ جَاءَهٗ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا

ہے اور اس کے سر کو مسّ کیا اور اس کے لئے برکت کی دعاء فرمائی وہ اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربانی کیا کرتے تھے

۶۷۷۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ابہام کی وضاحت سے ہے جبکہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بچہ ہے۔ یعنی اس پر بیعت لازم نہیں، کیونکہ یہ کمسن ہے لیکن آپ نے اس کے سر کو مسّ فرمایا اور اس کے لئے برکت کی دعاء فرمائی۔ حضور کی دعاء کی برکت سے وہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سالہا سال زندہ رہا۔ (حدیث ۲۲۳ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے بیعت کی پھر بیعت توڑنے کی خواہش کی

۶۷۷۳ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کی پھر اسے مدینہ منورہ میں سخت بخار آگیا۔ وہ اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا وہ پھر آیا اور کہا میری بیعت واپس

بَابُ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ اِلَّا لِلدُّنْيَا

۶۷۷۴ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلٰی فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيْقِ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ اِلَّا لِلدُّنْيَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مَا يُرِيْدُ وَفٰی لَهٗ وَاِلَّا لَمْ يَفِ لَهٗ وَرَجُلٌ يُبَايِعُ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ اُعْطِیَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهٗ فَاَخَذَهَا وَلَمْ يُعْطَ بِهَا

لے لیں۔ حضور نے انکار فرمایا پھر اعرابی باہر نکل گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ شَرَّفَہَا اللہ تعالیٰ ،، بھٹی کی مانند ہے اس کے خُبث کو دور کرتی ہے اور اس کی پاکیزگی کو رہنے دیتی ہے۔

باب جو کسی کی بیعت صرف دُنیا کے لئے کرتا ہے

۶۷۷۴ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تین شخصوں سے قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ شخص جس کے پاس راستہ میں زائد پانی ہے اس سے مسافروں کو منع کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو امام کی بیعت صرف دنیا کے لئے کرتا ہے اگر امام اس کو وہ دے جو وہ چاہے تو وفا کرتا ہے ورنہ وفا نہیں کرتا تیسرا وہ شخص جو عصر کے بعد سامان فروخت کرتا ہے اور اللہ کی قسم کھاتا ہے کہ اس کو اس سامان کا بدل اتنا اتنا روپیہ دیا گیا ہے۔ خریدار اس کی تصدیق کرکے سامان خرید لیتا ہے، حالانکہ اس کو اتنی رقم نہ دی گئی تھی۔ (حدیث ۲۲۰۴ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ

رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللّٰہ عنہما

۶۷۷۵ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُوْلُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسٍ تُبَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَاقَبَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ

باب عورتوں کو بیعت کرنا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روائت کی ہے

۶۷۷۵ــــ ترجمہ: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا جبکہ ہم ایک مجلس میں بیٹھے تھے۔ اس شرط پر میری بیعت کرو کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ بناؤ گے نہ چوری کرو گے نہ زنا کرو گے نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ کسی پر بہتان باندھو گے جو تم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے بنایا ہو اور نہ ہی اچھی شئی میں میری نافرمانی کرو گے تم میں سے جس نے اس عہد کو پورا کیا۔ اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے ان میں کوئی شئی کی اور اس کر

٦٧٧٦ ــــ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا قَالَتْ وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ اِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا

٦٧٧٧ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيَّ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتِ امْرَأَةٌ مِنَّا يَدَهَا فَقَالَتْ فُلَانَةُ أَسْعَدَتْنِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهَا فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَمَا وَفَتِ امْرَأَةٌ اِلَّا أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ

دُنیا میں عذاب دیا گیا تو اس کا کفارہ ہو گیا اور جس نے ان میں سے کوئی شئ کی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو پردہ میں رکھا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اگر چاہے تو اس کو عذاب دے اگر چاہے تو معاف کرے ہم نے اس شرط پر حضور کی بیعت کی۔

(حدیث ١٧ ج : ١ کی شرح دیکھیں)

٦٧٧٦ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ اس آیت کریمہ "لا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا" کے مطابق عورتوں کو بیعت کرتے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقتدار نے کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں کیا مگر وہ عورت جس کے حضور مالک تھے (نکاح یا ملک یمین سے)

٦٧٧٧ ــــ ترجمہ : اُمِّ عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو حضور نے ہمارے سامنے یہ آیت کریمہ اَن لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا تلاوت فرمائی

اَبِی سَبْرَةَ اِمْرَاَةُ مُعَاذٍ اَوْ اِبْنَةُ اَبِی سَبْرَةَ وَامْرَاَةُ مُعَاذٍ

بَابُ مَنْ نَكَثَ بَيْعَةً

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللهَ الْاٰيَةَ

۶۷۷۸ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَايِعْنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ فَبَايَعَهٗ عَلَى الْاِسْلَامِ ثُمَّ جَاءَ الْغَدَ مَحْمُوْمًا فَقَالَ اَقِلْنِيْ فَاَبٰى فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا

اور ہم کو بین کرنے سے منع فرمایا ہم سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا فلانہ عورت نے نوحہ میں میری موافقت کی تھی میں اس کو بدلہ دینا چاہتی ہوں تو حضور نے کچھ نہ فرمایا وہ عورت گئی پھر واپس آئی ام سُلیم، ام العلاء اور معاذ کی بیوی ابوسبرہ کی بیٹی یا ابوسبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بیوی کے سوا کسی عورت نے وفا نہ کی۔"

(حدیث ۱۳۳۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب جس نے بیعت توڑ ڈالی

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کی قدرت کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اُوپر ہے جس نے بیعت توڑی وہ اپنی جان پر توڑتا ہے جس نے اللہ کا عہد پُورا کیا اللہ اس کو عنقریب عظیم ثواب عطا کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتا ہے۔ یعنی حدیبیہ میں جن لوگوں نے آپ کی بیعت کی وہ دراصل اللہ کی بیعت تھی۔ ان بیعت کرنے والے حضرات صحابہ کرام کی تعداد چودہ پندرہ سو تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے حدیبیہ میں شجرہ کے نیچے موت پر حضور کی بیعت اور یہ کہ لڑائی سے نہ بھاگیں گے

بَابُ الْاِسْتِخْلَافِ

۶۷۷۹ ـــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقٰسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَارَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ لَوْكَانَ وَاَنَا حَيٌّ فَاَسْتَغْفِرُلَكِ وَاَدْعُوْلَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاثُكْلِيَاهُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ وَلَوْكَانَ ذٰلِكَ لَظَلِلْتَ اٰخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْاَرَدْتُّ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ فَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْيَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَاْبَى اللّٰهُ وَ يَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْيَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَاْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ

ایک منافق جد بن قیس کے سوا کسی نے بیعت نہ توڑی۔ وہ منافق اونٹ کی اوٹ میں چھپ گیا اور لوگوں کے ساتھ نہ گیا۔

۶۷۷۸ ـــــ ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا اور کہا مجھے اسلام پر بیعت کر لیں۔ حضور نے اس کو اسلام پر بیعت کر لیا پھر وہ دوسرے دن آیا، حالانکہ اس کو سخت بخار تھا اس نے کہا میری بیعت واپس کر لیں۔ حضور نے انکار فرمایا۔ جب وہ واپس ہوا تو فرمایا مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ لوہار کی بھٹی کی مانند ہے اس کے خبث کو دور کرتا ہے اور اس کی پاکیزگی کو صاف ستھرا کرتا ہے۔

باب خلیفہ مقرر کرنا

۶۷۷۹ ـــــ ترجمہ: قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

"ہائے سر درد" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیری موت واقع ہو جائے، حالانکہ میں زندہ ہوں تو تیرے لئے مغفرت چاہوں گا اور دعا کروں گا۔ ام المؤمنین نے کہا ہائے میری ماں مجھے گم پائے اللہ کی قسم! میرا گمان ہے کہ آپ میری موت سے محبت کرتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو آپ دن کے آخر میں کسی بیوی کے دولہا ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں کہتا ہوں وہ ہائے سر درد "بے شک میں نے مقصد یا ارادہ کیا ہے کہ ابوبکر اور اُن کے بیٹے کو پیغام بھیجوں اور اُن کے لئے (خلافت کی) وصیت کر دوں تاکہ کوئی کہنے والے یا خواہش کرنے والے اس کی خواہش نہ کریں۔ پھر میں نے کہا اللہ تعالیٰ انکار کرے گا اور مومن دفع کریں گے یا فرمایا اللہ دفع کرے گا اور مومن انکار کریں گے۔

شرح: "وارأساہ" سر درد کے وقت اس طرح گریہ زاری کی جاتی ہے۔ ۶۷۷۹
"واثقلیاہ" مصیبت کے وقت یہ کلمہ زبان پر جاری کرتے ہیں۔

دراصل جس عورت کا بچہ گم ہو گیا ہو اسے یہ کہا جاتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ تھا کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اگر میں فوت ہو گئی تو آپ اسی روز اور بیویوں سے جماع کریں گے اور میرے مرنے کا آپ کو قطعاً غم و اندوہ نہیں ہو گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا بلکہ میں کہتا ہوں وہ وارأساہ" یعنی اے عائشہ فکر نہ کر تیرے بعد بہت زمانہ بقیدِ حیات رہے گی تم اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ میں انہیں خلافت کی وصیت کر دوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا خلافت میں کوئی دخل نہ تھا اس کو بلانے کا کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مقام ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مائل کرنے کا مقام تھا یعنی جس طرح خلافت کا معاملہ تیرے والد کے سپرد ہے ایسے ہی تیرے بھائی کی موجودگی میں یہ امر طے پائے جبکہ تیرے اقارب میرے مشیر ہیں یا معنی یہ ہیں کہ جب خلافت کا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابوبکر کے حوالہ کرنا چاہا تو اُن کے بعض محارم کو بھی حاضر کرنے کی خواہش کی تاکہ اگر کسی کو بلانا ہو تو وہ اس کو سرانجام دے سکے پھر حضور نے یہ ارادہ اللہ تعالیٰ اور مومنوں کے حوالہ کرتے ہوئے ترک کر دیا یعنی ابوبکر کے خلاف اگر کوئی خلافت کی خواہش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اور مومن اس کی مدافعت کریں گے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث القرطاس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلم دوات لانے کو فرمایا تھا جو موجود حضرات کے اختلاف کے باعث نہ لا سکے تھے۔ اس وقت بھی اگر خلافت کے متعلق تحریر کرنے کا ارادہ تھا تو حضرت ابوبکر صدیق کے لئے تھا کیونکہ احادیث ایک دوسری کی تفسیر کرتی ہیں اثنا عشریہ کا یہ کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت لکھنا تھا اور وہی حضور کے وصی تھے صحیح نہیں کیونکہ مرض وفات کے آخری ایام میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ سے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو ہم حضور سے خلافت کا فیصلہ کرا لیں لیکن حضرت

٦٧٨٠ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قِيْلَ لِعُمَرَ اَلَا تَسْتَخْلِفُ قَالَ اِنْ اَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّىْ اَبُوْبَكْرٍ وَاِنْ اَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَثْنَوْا عَلَيْهِ فَقَالَ رَاغِبٌ وَّرَاهِبٌ وَدِدْتُّ اَنِّىْ نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا لَا لِىْ وَلَا عَلَىَّ لَا اَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَّلَا مَيِّتًا

علی المرتضیٰ نے جانے سے انکار کر دیا اور کہا اگر حضور نے انکار کر دیا تو ہمیں کبھی خلافت نہ ملے گی۔ اگر حضرت علی وصی ہوتے تو ان کے انکار کا کچھ مقصد نہ تھا۔ واللہ و رسولہ اعلم! (حدیث ۶۲۰۵ ج: ۸ کی شرح دیکھیں)

۶۷۸۱ — **ترجمہ**: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ خلیفہ مقرر کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو اس نے خلیفہ مقرر کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے اور وہ ابوبکر صدیق ہیں اور اگر میں اس کو ترک کر دوں تو اس ذات ستودہ صفات نے ترک کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہیں اور وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لوگوں نے ، پر عمر فاروق کی مدح و ثناء کی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ خلافت میں رغبت کرنے والے اور اس سے ڈرنے والے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میں اس سے پوری طرح نجات پاؤں۔ نہ میرے لئے فائدہ اور نہ مجھ پر نقصان ہو۔ میں زندگی اور فوت ہونے کے بعد خلیفہ مقرر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں۔

۶۷۸۱ — **شرح**: قولہ راغب الخ یعنی لوگ خلافت میں رغبت کرنے والے اور اس سے ڈرنے والے ہیں۔ اگر میں راغب کو خلیفہ مقرر کر دوں تو مجھے ڈر ہے کہ اس کی خلافت میں مدد نہ کی جائے گی اور اگر میں راہب کو خلیفہ مقرر کر دوں تو یہ خوف ہے کہ وہ اس کو قائم نہ رکھ سکے گا اسی لئے متوسط حال اختیار کیا ہے اور چھ حضرات میں خلافت کا معاملہ چھوڑ دیا اور ان میں کسی شخص کو معین نہ کیا۔ کرمانی نے کہا اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ کے پاس انعامات میں رغبت کرتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہوں اور تمہاری ثنات پر

۶۷۸۱۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ خُطْبَةَ عُمَرَ الْاٰخِرَةَ حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذٰلِكَ الْغَدَ مِنْ يَوْمٍ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ وَاَبُوْ بَكْرٍ صَامِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَعِيْشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يَدْبُرَنَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ اَنْ يَكُوْنَ اٰخِرَهُمْ فَاِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ نُوْرًا تَهْتَدُوْنَ بِهٖ هَدَى اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ

معلوم ہوتا ہے کہ پہلے خلیفہ کے مقرر کرنے سے بھی خلافت کا تعین ہو سکتا ہے۔ راغب اور راہب کے یہ معنی بھی ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں اچھی رائے میں تناء میں رغبت کرتا ہوں اور کراہت کے اظہار سے ڈرتا ہوں قولہ لَا اَتَحَمَّلُهَا "یعنی زندگی اور موت میں خلافت کا متحمل نہیں لہٰذا کسی شخص کو معین نہیں کرتا ہوں۔ نووی نے کہا اہل حل و عقد کا کسی کو خلیفہ مقرر کرنے پر امت کا اجماع ہے۔ اور خلیفہ کا مجلس شوریٰ کو اختیار دینا کہ وہ خلیفہ مقرر کریں جائز ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ خلیفہ مقرر کرنا واجب ہے اور یہ وجوب عقلی نہیں شرعی ہے بعض خارجی کہتے ہیں خلیفہ مقرر کرنا واجب نہیں اور بعض معتزلہ کہتے ہیں خلیفہ مقرر کرنا عقلاً واجب ہے۔

۶۷۸۱۔ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دوسرا خطبہ سنا جس وقت وہ منبر شریف پر بیٹھے تھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دوسرا دن تھا۔ عمر فاروق نے تشہد پڑھا جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش تھے کوئی بات نہ کرتے تھے۔ عمر فاروق نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے حتیٰ کہ ہمیں پیچھے کر دیں گے۔ اس سے اُن کی مراد یہ تھی کہ حضور اُن کے آخر میں وفات

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَانِيَ اثْنَيْنِ فَإِنَّهُ أَوْلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِأُمُوْرِكُمْ فَقُوْمُوْا فَبَايِعُوْهُ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوْهُ قَبْلَ ذٰلِكَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ لِأَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَئِذٍ اِصْعَدِ الْمِنْبَرَ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً

پائیں گے لہٰذا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر رحلت فرما چکے ہیں تو بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان نور رکھا ہے جس کے ذریعے تم وہ ہدایت پاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی (وہ قرآن کریم ہے) اور ابوبکر صدیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور وہ دو میں سے دوسرے ہیں (جبکہ وہ غار میں تھے) وہ مسلمانوں کے بہتر شخص ہیں جو تمہارے امور سرانجام دیں گے۔ پس اٹھو اور اس کی بیعت کرو۔ ان میں سے ایک گروہ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں ابوبکر کی بیعت کر لی تھی اور عام لوگوں کی بیعت منبر شریف پر تھی۔ زہری نے انس بن مالک سے روایت کی کہ میں نے اس دن عمر فاروق کو ابوبکر سے یہ کہتے ہوئے سنا منبر پر تشریف لے چلو وہ ان سے یہ کہتے رہے حتیٰ کہ وہ منبر پر تشریف لے آئے پھر عام لوگوں نے ان کی بیعت کی۔"

۶۷۸۱ — شرح: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز دیا تھا اس میں انہوں نے کہا تھا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں فوت نہیں ہوئے اور عنقریب واپس تشریف لائیں گے۔ دوسرے خطبہ میں انہوں نے پہلے روز کے خطبہ سے عذر خواہی کی تھی کہ میرا خیال تھا کہ حضور ہمارے بعد فوت ہوں گے جبکہ اب یقین ہو گیا ہے کہ حضور وفات پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے نور رکھا ہے جو قرآن کریم ہے تم اس کے ذریعے ہدایت پاؤ گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دو میں سے دوسرا ہونا اس میں ان کی بہت بڑی فضیلت ہے جس کے باعث وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہونے کے مستحق تھے اس لئے عمر فاروق نے کہا وہ تمہارے امور سرانجام دینے کے بہت لائق ہیں اور حاضرین کو ان کی بیعت کی ترغیب دلائی اور عام لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کی یہ بیعت ثانیہ تھی جو پہلی بیعت سے عام اور زیادہ مشہور تھی جبکہ پہلی بیعت سقیفہ بنی ساعدہ میں مخصوص لوگوں نے بیعت کی تھی جیسا کہ حدیث سے ظاہر

۶۷۸۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ اِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ اَبَا بَكْرٍ

۶۷۸۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ لِوَفْدِ بُزَاخَةَ تَتَّبِعُوْنَ اَذْنَابَ الْاِبِلِ حَتّٰى يُرِيَ اللهُ خَلِيْفَةَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ اَمْرًا يَعْذِرُوْنَكُمْ بِهٖ

ہے (سقیفہ بنی ساعدہ ایک مقام تھا جہاں لوگ روزمرہ کے مسائل حل کیا کرتے تھے)

۶۷۸۲ — ترجمہ : محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد جبیر بن مطعم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور کسی شئ کے متعلق حضور سے کلام کیا آپ نے اسے فرمایا کہ پھر آئے اُس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خبر دیں اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں اس سے اس کی مراد حضور کی وفات تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آجانا «حدیث ۳۴۲۵ ج ۵ کی شرح دیکھیں»

۶۷۸۳ — ترجمہ : ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بزاخہ کے وفد سے فرمایا تم اونٹوں کی دم پکڑے رہو حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مہاجرین کو وہ امر دکھائے جس کے سبب وہ تمہیں معذور سمجھیں گے۔

۶۷۸۳ — شرح : وفد وہ لوگ ہیں جو جمع ہو کر شہروں میں آتے ہیں اور جو لوگ امراء کی زیارت کے لئے آتے ہیں اُن کو بھی وفد کہتے ہیں۔ بزاخہ بحرین

باب ــ ۶۷۸۴ ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا غُنْدَرُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ اثْنَا عَشَرَ اَمِيْرًا فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ اَسْمَعْهَا فَقَالَ اَبِيْ اِنَّهُ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

میں ایک مقام ہے یا بنی اسد اور عطفان کے رہنے کا مقام ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمانوں سے جنگ ہوئی تھی۔ بزاخہ کے لوگ مرتد ہو گئے تھے پھر تائب ہو گئے اور ابوبکر صدیق کے پاس معذرت کے لئے وفد بھیجا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز کیا کہ ان کے بارے میں مشورہ کر کے ہی کوئی فیصلہ کریں گے اور اُن سے فرمایا تم واپس چلے جاؤ اور جنگلات میں اونٹوں کی دم پکڑے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مہاجرین کو کوئی امر دکھائے جس کے سبب وہ تم کو معذور جانیں۔

ایک روایت میں ہے کہ طارق بن شہاب نے کہا اہل بزاخہ کا وفد آیا جو قبیلہ طئ سے تھا انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صلح کی گفتگو کی۔ صدیق اکبر نے فرمایا دو امور سے ایک اختیار کر لو الحرب المجلیہ یا سلم مخزیہ۔ حرب مجلیہ، سلم مخزیہ کیا ہے؟ فرمایا تم سے گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ چھین لے گی تم ہمارے مقتولوں کی دیت دو گے اور تمہارے مقتول آگ میں ہوں گے جو ہم تم سے پائیں گے وہ ہماری غنیمت ہو گی اور جو تم نے ہم سے پایا وہ واپس کرو گے تم ایسے لوگوں کو چھوڑو گے جو اونٹوں کی دمیں پکڑے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے خلیفہ اور مہاجرین کو وہ امر دکھائے جس کے باعث وہ تمہیں معذور سمجھیں۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساری گفتگو لوگوں سے کہی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جو آپ نے کہا ہے میں بھی یہی خیال کرتا ہوں جو آپ نے کہا ہے کہ تمہارے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ چھین لئے جائیں گے یہ تو بہت اچھا ہے اور جو یہ ذکر کیا ہے کہ تم ہمارے مقتولوں کی دیت دو گے اور تمہارے مقتول آگ میں ہوں گے۔ ہمارے مقتولوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر جنگ کی ہے اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے ان کی کوئی دیت نہیں لوگوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کو مستحسن جانا۔

کراع ۔ گھوڑے اور حلقہ ۔ اسلحہ ہے ۔

باب

۶۷۸۴ — ترجمہ: جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ بارہ امیر ہوں گے۔ ایک اور کلمہ فرمایا میں نے وہ نہیں سُنا میرے والد نے کہا وہ سب قریش سے ہوں گے۔"

۶۷۸۴ — شرح: ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کا معاملہ چلتا رہے گا جب تک ان میں بارہ آدمی امیر رہیں گے۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا۔ جب تک ان میں بارہ خلفاء رہیں گے ان تمام پر امت متفق ہوگی۔ طبرانی کی روایت میں اس پر یہ اضافہ ہے "کہ جو اُن سے دشمنی کرے گا وہ اُن کو اذیت نہیں پہنچا سکے گا"۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں بارہ خلفاء کا ذکر ہے۔ سفینہ کی حدیث اس کے مغائر ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس برس رہے گی پھر مملکت ہو جائے گی۔ ان تیس برسوں میں صرف چار خلفاء راشدین رہے ہیں۔ ان میں چند روز امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت شمار ہے۔ ابن حبان نے مذکور حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سفینہ کی حدیث میں خلافت سے مراد خلافتِ نبوت ہے۔ جابر بن سمرہ کی حدیث میں خلافت نبوت کی قید نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ خلفاء بارہ سے زیادہ ہوئے ہیں جو مسلمانوں کے معاملات کے ولی تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بارہ خلفاء میں حصر نہیں ہے اور نہ ہی اس حدیث میں کلمہ حصر ہے کہ بارہ سے زائد نہ ہوں گے بلکہ بارہ سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا حدیث شریف میں عدد سے مراد بنو امیہ کے بارہ خلفاء مراد ہیں۔ پھر ان سے خلافت نکلنے کے بعد عظیم فتنے اور جنگیں ہوں گی یہاں تک کہ خاندان عباسیہ میں خلافت مستقر ہوگی۔ پھر حالات یکسر تبدیل ہوں جائیں گے۔ بعض نے کہا مہدی علیہ السلام فوت ہوگا تو اس کے بعد پانچ امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے پھر پانچ امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے پھر ان سے آخری امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی ایک کے لئے خلافت کی وصیت کرے گا پھر اس کے بعد ان کا صاحبزادہ خلیفہ ہوگا! اس طرح بارہ خلفاء پورے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک مہدی ہوگا۔ کعب احبار نے کہا بارہ مہدی ہوں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ بعض علماء نے کہا قیامت تک بارہ خلفاء ہوں گے جو حق پر عمل پیرا ہوں گے۔ مسدد کی مسند کبیر ابو بحر کے طریق سے ہے کہ ابو الجلد نے اُن سے بیان کیا کہ یہ امت ہلاک نہ ہوگی یہاں تک اس میں بارہ خلفاء ہوں گے۔ سب حق پر عمل پیرا ہوں گے ان

بَابُ إِخْرَاجِ الْخُصُومِ وَأَهْلِ الرِّيَبِ مِنَ الْبُيُوتِ

وَقَدْ أَخْرَجَ عُمَرُ أُخْتَ أَبِي بَكْرٍ حِينَ نَاحَتْ ٦٧٨٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِحَطَبٍ

ترجمہ

میں نے دو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں گے ایک چالیس سال زندہ رہے گا۔ دوسرا تیس برس بقید حیات رہے گا۔ بعض علماء نے کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عمر بن عبدالعزیز تک کل چودہ خلافت پر فائز رہے ہیں۔ ان میں سے معاویہ بن یزید اور مروان بن حکم کی ولایت صحیح نہیں اور نہ وہ دیر پا قائم رہ سکی تھی باقی بارہ حضرات امت کے والی رہے جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عمر بن عبدالعزیز کی وفات ایک سو ایک ہجری (۱۰۱ھ) میں ہوئی اس کے بعد حالات بدل گئے اور قرن اوّل جو خیر القرون تھا ختم ہو گیا (عینی)

اور حضور کا ارشاد کہ ان پر امت کا اتفاق ہو گا صحیح ہے کیونکہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اکثر و اغلب پر اتفاق رہے گا کیونکہ یہ صفت حضرت امام حسن اور عبداللہ بن زبیر میں مفقود تھی، حالانکہ ان کی خلافت بھی صحیح تھی اور جس نے ان دونوں کی مخالفت کی ان کا استحقاق حسن اور عبداللہ بن زبیر کے شہید ہونے کے بعد ہی تھا اور بارہ خلفاء کے زمانہ میں ان کی ولایت پر سب کا اتفاق تھا۔ اگرچہ بعض کے زمانہ ولایت میں کچھ خلاف ہوا لیکن وہ بہت نادر تھا (فتح الباری)

باب جھگڑا اور نزاع کرنے والوں اور اہل معصیت کو معلوم ہونے کے بعد گھروں سے نکال دینا

یعنی جب وہ نزاع اور معصیت میں مشہور ہو جائیں تو ان کو گھروں سے اس لئے نکالا جائے کہ ان سے علانیہ معاصی سرزد ہوتے ہیں اسی لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ان کی ہمشیرہ کو گھر سے نکال دیا جبکہ اس نے نوحہ کیا تھا۔ اور اگر ان کا علم نہ ہو تو ان کی تلاش نہ کی جائے کیونکہ یہ شرعاً ممنوع ہے۔ ان کو گھروں سے نکالنے کا سبب یہ بھی ہے کہ ان کے معاصی سے ہمسایوں کو

يُخَطَّبُ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوۃِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ
ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ
لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ
لَشَهِدَ الْعِشَاءَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ يُوْنُسُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مِرْمَاةٌ مَا بَيْنَ ظِلْفِ الشَّاةِ مِنَ اللَّحْمِ مِثْلُ مِنْسَاةٍ
وَّمِيْضَاةٍ اَلْمِيْمُ مَخْفُوْضَةٌ

اذیت پہنچی ہے۔ قولہ وَقَدْ اَخْرَجَ الخ یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق کی ہمشیرہ کو گھر سے نکال دیا جس وقت اس نے نوحہ کیا، کیونکہ ان کو منع کرنے کے باوجود وہ نوحہ سے نہ رکی تھی۔

۶۷۸۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا ہے کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز قائم کرنے کا حکم دوں کہ اذان کہی جائے پھر کسی کو کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر ان لوگوں کے پاس جاؤں اور ان کے گھر جلادوں۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر ان میں سے کوئی یہ معلوم کرے کہ کہ (مسجد میں) اس کو موٹی ہڈی اور اچھے پائے ملیں گے تو وہ ضرور مسجد میں حاضر ہو "محمد بن یوسف نے کہا کہ محمد بن سلیمان نے کہا بخاری نے کہا بکری کے کھر کے درمیان گوشت کو مرماۃ کہتے ہیں۔ یہ مِنْسَاۃ اور میضاۃ کی طرح مکسور المیم ہے۔

۶۷۸۶ — شرح : یہ حدیث منافقوں کے متعلق ہے کہ وہ نماز میں بہت سستی کرتے تھے۔ قرآن کریم میں ہے اِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوۃِ قَامُوْا كُسَالٰى" وہ سست نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ کھانے پینے کی طمع پر عبادت میں شریک ہونا انہی کی عادت تھی۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ہدایت کے ستارے تھے سے ایسا عمل متصور نہیں ہوسکتا۔ وہ پیٹ پر پتھر باندھ کر حضور کی اتباع میں مصروف رہتے تھے۔ حدیث شریف کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ اگر نماز کو حاضر ہوگا تو اسے دنیاوی نفع حاصل ہوگا اگرچہ حقیر سا نفع ہو تو ہمت کے سبب وہ ضرور

بَابٌ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَمْنَعَ الْمُجْرِمِينَ وَأَهْلَ الْمَعْصِيَةِ مِنَ الْكَلَامِ مَعَهُ وَالزِّيَارَةِ وَنَحْوِهِ

۶۷۸۶ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَذَكَرَ حَدِيثَهُ وَنَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَبِثْنَا عَلَى ذٰلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً وَآذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا

مسجد میں حاضر ہوگا ثواب کے لئے حاضر نہیں ہوتا۔ نماز باجماعت میں حاضر نہ ہونے والے کو دو تین بار سمجھایا جائے اگر نہ مانے تو اس کو گھر سے نکال دیا جائے اور گھر کرایہ پر دیا جائے۔

باب کیا امام کے لئے جائز ہے کہ مجرموں اور اہل معصیت کو اس کے ساتھ کلام کرنے سے اور زیارت وغیرہ کرنے سے روکے

۶۷۸۷ — ترجمہ: عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک اور وہ کعب کے بیٹوں میں سے اس کے قائد تھے جس وقت وہ نابینا ہو گئے تھے نے کہا میں نے کعب بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب التمنی

باب ماجاء فی التمنی ومن تمنی الشہادۃ

کہ جب وہ غزوہ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے پیچھے رہ گئے پھر پوری حدیث بیان کی اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم سے کلام کرنے سے روک دیا ہم اس حال میں پچاس راتیں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا ہماری توبہ قبول کرنے کا اعلان فرمایا۔

(حدیث ۴۱۴۷ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب التمنی

تمنیٰ، امنیہ سے تفعّل کے وزن پر ہے۔ اس کا تعلق مستقبل سے ہوتا ہے اگر تعلق خیر ہو اور جسم سے متعلق نہ ہو تو وہ مطلوب ہے ورنہ مذموم ہے۔ تمنی اور ترجی میں فرق یہ ہے کہ ترجی رجاء تفعل کے وزن پر ممکنات میں مستعمل ہوتی ہے اور تمنی اس سے عام ہے (عینی)

۲۷۸۷ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا يَكْرَهُونَ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ مَا تَخَلَّفْتُ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيٰى ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيٰى ثُمَّ أُقْتَلُ

باب جس نے شہادت کی خواہش کی

۲۷۸۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ میرے بعد مجھ سے پیچھے رہنا پسند نہ کریں گے حالانکہ میں وہ چیز نہیں پاتا کہ ان کو سوار کرا دوں تو میں کسی چھوٹے لشکر سے بھی پیچھے نہ رہتا ، میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں ۔

۲۷۸۷ — شرح : وُدّ کے معنی شئی سے محبت کرنا اور اس کے وقوع کی خواہش کرنا لہٰذا لفظ " وددتُ " سے حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح ہے۔ لفظ یدٌ متشابہات سے ہے دو قسمیں مفوضہ جو اللہ اور اس کے رسول کے حوالہ ہیں اور دوسرے وہ ہیں جن کی تاویل ہو سکتی ہے۔ ان میں سے لفظ "ید" ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرار حیات پر ہوتا ہے قتل پر اختیار کیوں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں شہادت کی فضیلت مطلوب ہے اس لئے شہادت پر ختم کیا ہو حدیث ۲۶۰۴ ج ۴ کی شرح دیکھیں ۔

۶۷۸۸ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ وَدِدْتُ اَنِّي لَاُقَاتِلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ فَكَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يَقُوْلُهُنَّ ثَلٰثًا اَشْهَدُ لِلّٰهِ

بَابُ تَمَنِّي الْخَيْرِ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْكَانَ لِيْ اُحُدٌ ذَهَبًا

۶۷۸۹ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ

۶۷۸۸ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں یہ خواہش کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں ۔ ابوہریرہ نے کہا میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات تین بار فرماتے تھے"

۶۷۸۸ــــ شرح : یعنی کلمہ اُقْتَلُ تین بار فرمائے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے اس سے پہلی حدیث میں چار بار مذکور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایات میں منافات نہیں کیونکہ عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اشہد باللہ ضمیر سے بدل ہو یعنی وہ تین بار کہتے تھے کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اس کا فائدہ تاکید ہے۔ بظاہر راوی ابوہریرہ سے یہ کلام نقل کرتے ہیں۔ یعنی میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ ابوہریرہ یہ کلمات تین بار کہتے تھے۔ اگر مجہول کا صیغہ ہو تو یہ حضور کی حدیث کا تتمہ ہے یعنی میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں۔ اور "کان ابوہریرہ یقولہن ثلاثا"، جملہ معترضہ ہے (حدیث ۳۵ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ عِنْدِي اُحُدٌ ذَهَبًا لَاَحْبَبْتُ اَنْ لَّا يَاْتِيَ ثَلٰثٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِيْنَارٌ لَيْسَ شَيْءٌ اُرْصِدُهٗ فِي دَيْنٍ عَلَيَّ اَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهٗ

باب خیر کی خواہش کرنا

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر میرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہوتا

۶۷۸۹ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی کہ حضور نے فرمایا۔ اگر میرے پاس احد کے برابر سونا ہوتا تو میں یہ پسند کرتا کہ تین دن نہ گزریں حالانکہ میرے پاس اس سے ایک دینار کی مقدار سونا ہو جس کو میں نے قرض ادا کرنے کے لئے نہ رکھا ہو۔ اس حال میں کہ میں اس شخص کو پاؤں جو اس کو قبول کرے۔

۶۷۸۹ شرح : قولہ مَنْ یَقْبَلُہٗ ،، ضمیر کا مرجع دینار یا دَیْن ہے اور جملہ حالیہ ہے عبارت کی ترکیب اس طرح ہے کہ لیس ارصدہ لدین عَلَیَّ ،، دینار کی صفت ہے کیونکہ دینار موصوف ہونے کے باعث مختص ہونے کی وجہ سے محض نکرہ نہ رہا۔ دراصل عبارت اس طرح ہے لَا یُحِبُّ عَلٰی تَقْدِیْرِ مِلْکِہٖ لِاُحُدٍ ذَهَبًا اَنْ یَّبْقٰی عِنْدَهٗ بَعْدَ ثَلَاثِ لَیَالٍ مِنْ ذٰالِکَ الْمَالِ دِیْنَارٌ مَوْصُوْفٌ بِکَوْنِہٖ لَیْسَ مُرْصِدًا لِوَفَاءِ دَیْنٍ عَلَیْہِ فِیْ حَالِ اَنَّہٗ قَابِلًا یَجِدُہٗ ،، یعنی حضور سونے سے کسی کی ملک ہونے کی تقدیر پر محبت نہیں کرتے کہ تین دن کے بعد آپ کے پاس اس مال سے ایک دینار جو قرضہ ادا کرنے کے لئے نہ رکھا ہو باقی رہے اس حال میں کہ کسی قبول کرنے والے کو پاؤں ،،

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث عنوان کے مطابق نہیں کیونکہ لفظ لَوْ جزاء کے امتناع کے باعث شرط کے امتناع پر دلالت کرتا ہے تمنّی کے لئے نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے یہاں لفظ لَوْ محض ملازمہ کے لئے اِن کے معنٰی میں ہے اور غیر واقع کو واقع ہونے سے محبت کرنا تمنّی کی قسم ہے غاتت ما فی الباب یہ کہ بعض تقدیر پر تمنّی ہے۔ کرمانی نے سکاکی سے نقل کیا کہ جملہ جزائیہ، جملہ خبریہ ہے جو شرط سے مقید ہے اس تقدیر پر یہ مشروط تمنّی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ

۶۷۹۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سُقْتُ الْهَدْيَ وَلَحَلَلْتُ مَعَ النَّاسِ حِينَ حَلُّوا

۶۷۹۱ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! اگر میں وہ شئ پہلے کرتا جو بعد میں کی ہے تو ھدی نہ بھیجتا"

۶۷۹۰ — ترجمہ : عروہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ شئ پہلے کرتا جو بعد میں کی ہے تو ھدی نہ بھیجتا اور جس وقت لوگ غیر محرم ہوئے ان کے ساتھ حلال ہو جاتا۔

۶۷۹۰ — شرح : یعنی میں پہلے متوجہ نہ ہوا جو بعد میں متوجہ ہوا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ جائز ہے تو ہدی نہ بھیجتا لحللت کے معنیٰ ہیں میں تمتع کرتا کیونکہ صاحب ہدی کے لئے حلال ہونا ممکن نہیں یہاں تک کہ ہدی اپنے محل میں پہنچ جائے۔ (حدیث عـــــ کی شرح دیکھیں

۶۷۹۱ — ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا تلبیہ کہا اور ذی الحجہ کے چار دن گزر جانے کے بعد مکہ مکرمہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبَّيْنَا بِالْحَجِّ وَقَدِمْنَا مَكَّةَ لِاَرْبَعٍ خَلَوْنَ مِنْ
ذِي الْحِجَّةِ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَطُوْفَ بِالْبَيْتِ وَالصَّفَا
وَالْمَرْوَةِ وَاَنْ نَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَنَحِلَّ اِلَّا مَنْ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ وَلَمْ
يَكُنْ مَعَ اَحَدٍ مِّنَّا هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ
وَجَاءَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالَ اَهْلَلْتُ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَنَنْطَلِقُ اِلٰى مِنًى وَذَكَرُ اَحَدِنَا
يَقْطُرُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ
مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَيْتُ وَلَوْ اَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَحَلَلْتُ قَالَ
وَلَقِيَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ وَهُوَ يَرْمِيْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ
اللهِ اَلَنَا هٰذِهٖ خَاصَّةً قَالَ لَا بَلْ لِلْاَبَدِ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ
قَدِمَتْ مَكَّةَ وَهِيَ حَائِضٌ فَاَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ
تَنْسُكَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ اَنَّهَا لَا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَلَا تُصَلِّيْ حَتّٰى

میں آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ اور صفاء مروہ کا طواف کریں اور حج کو عمرہ بنادیں اور حلال ہو جائیں سوا اس شخص کے جس کے پاس ہدی ہو۔ عروہ نے کہا ہم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور طلحہ کے سوا کسی کے پاس ہدی نہ تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ یمن سے آئے اُن کے ساتھ ہدی تھی۔ انہوں نے کہا میں نے وہی احرام باندھا ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے لوگوں نے کہا کیا ہم منی کی طرف جائیں گے حالانکہ ہم سے منی ٹپک رہی ہوگی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنے امر کی طرف پہلے متوجہ ہوتا جو بعد میں متوجہ ہوا (تو ہدی نہ بھیجتا) اور اگر میرے پاس ہدی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول دیتا۔ راوی نے کہا

نَطْهُرَ فَلَمَّا نَزَلُوا الْبَطْحَاءَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَتَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ وَاَنْطَلِقُ بِحَجَّةٍ قَالَ ثُمَّ اَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ اَنْ يَّنْطَلِقَ مَعَهَا اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ عُمْرَةً فِيْ ذِي الْحِجَّةِ بَعْدَ اَيَّامِ الْحَجِّ

بَابُ قَوْلِهٖ لَيْتَ كَذَا وَكَذَا

۶۷۹۲ــــ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ اَرِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ثُمَّ قَالَ

سراقہ حضور کو ملا جبکہ وہ جمرہ عقبہ کی رمی کر رہا تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ ہمارے لئے مختص ہے فرمایا نہیں یہ ہمیشہ کے لئے ہے جابر نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ آئیں، حالانکہ وہ حیض کی حالت میں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ حج کے تمام ارکان ادا کریں مگر بیت اللہ کا طواف نہ کریں اور نہ نماز پڑھیں حتی کہ پاک ہو جائیں جب لوگ بطحاء میں آئے تو ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ حج اور عمرہ دونوں کر کے جائیں گے اور میں صرف حج کر کے واپس ہو جاؤں گی؟ جابر نے کہا پھر حضور نے عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ ام المؤمنین کے ساتھ تنعیم جائیں، تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے ایام گزرنے کے بعد ذی الحجہ میں عمرہ کیا۔

(حدیث ۱۵۴۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کاش ایسا ایسا ہوتا

۶۷۹۲ــــ ترجمہ: عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ نے کہا۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے قرار جاگتے رہے اور فرمایا کاش میرے صحابہ سے کوئی نیک مرد آج رات

لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ اَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ قَالَ مَنْ هٰذَا قِيْلَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ اَحْرُسُكَ فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى سَمِعْنَا غَطِيْطَهٗ وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ بِلَالٌ اَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ۞ بِوَادٍ وَحَوْلِي اِذْخِرٌ وَّجَلِيْلُ ۞ فَاَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ تَمَنِّي الْقُرْاٰنِ وَالْعِلْمِ

۶۷۹۳ — حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسُدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ

میری حفاظت کرتا۔ ہم نے اچانک ہتھیاروں کی آواز سنی فرمایا یہ کون ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص ہے۔ میں آپ کی حفاظت کے لئے آیا ہوں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے حتی کہ ہم نے آپ کے خراٹے سنے۔ ابو عبد اللہ بخاری نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بلال نے کہا ” کاش ایسے میدان میں رات بسر کرتا کہ میرے ارد گرد اذخر اور جلیل گھاس ہوتی “

۶۷۹۲ — شرح : لَيْتَ حرفِ تمنی ہے۔ اس کا تعلق عموماً محالات سے ہوتا ہے کبھی کبھار ممکن سے بھی متعلق ہو جاتا ہے، چنانچہ باب میں مذکور حدیث حراست اور مبیت (کسی جگہ رات بسر کرنا) دونوں ممکن ہیں جن کی بلال نے تمنا کی تھی “ قولہ وقالت عائشہ الخ یہ حدیث ۳۶۷۵ ج ۵ کا حصہ ہے۔ امام نے وہاں پوری حدیث موصول ذکر کی ہے۔ اسی لئے واؤ عاطفہ ذکر کی ہے (حدیث ۲۶۸۸ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب قرآن اور علم کی تمنا کرنا

۶۷۹۳ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هٰذَا لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا يُنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ فَيَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّي

وَقَوْلُ اللّٰهِ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ الْاٰيَةَ

فرمایا دو خصلتوں کے سوا کسی خصلت میں حسد جائز نہیں ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا ہے (سننے والا کہتا ہے) کاش! مجھے بھی اس طرح دیا جاتا جیسے اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی کرتا جیسے یہ کرتا ہے دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دیا وہ اس کو اس کے حق میں خرچ کرتا ہے (اس کو دیکھنے والا کہتا ہے) کاش! مجھے بھی یہ مال دیا جاتا جیسے اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی اسی طرح کرتا جیسے یہ خرچ کرتا ہے۔ قتیبہ اور جریر نے بھی یہ بیان کیا ہے۔

۶۷۹۳ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حسد نہیں غبطہ (رشک) ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حسد نہیں ہے مگر ان دو میں لیکن ان دو میں حسد نہیں لہذا حسد نہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولٰى» (حدیث ۶۰۳ ج : اکی شرح دیکھیں)

باب جو تمنا مکروہ ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس چیز کی تمنا نہ کرو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ مردوں کے لئے اس سے وہ حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے اس سے وہ حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل سے سوال کرو اللہ ہر شی (پ ۵ ع ۲)

تشریح : مکروہ تمنا وہ ہے جس میں گناہ ہو اور وہ حسد و بغض کی طرف پہنچانے والی تمنا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی جو اس کی حکمت اور تدبیر سے صادر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے احوال اور جو کچھ ان کے مناسب رزق میں وسعت و تنگی ہے جانتا ہے اس لئے ہر انسان پر فرض ہے کہ اپنے مقسوم پر راضی ہو اور اپنے بھائی کے مقسوم پر حسد نہ کرے کیونکہ حسد میں اللہ تعالیٰ کے

۶۷۹۴ — حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُ

فعل اور اس کی تقسیم پر اعتراض ہے جبکہ حسد کے معنی یہ ہیں کہ محسود کا مفسوم اس سے زائل ہو کر حاسد کو مل جائے یہ شرعاً حرام ہے، کیونکہ بسا اوقات حاسد کا یہ اعتقاد ہو جاتا ہے کہ وہ محسود پر نعمتوں کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و تقسیم پر اعتراض ہے جو اس کو کفر تک پہنچا دیتا ہے اور اس کا دین خراب کر دیتا ہے۔ دوسرے غبطہ اور رشک ہے اس کو بھی بعض علماء نے ممنوع کہا ہے، کیونکہ بسا اوقات یہ نعمت دین کی خرابی اور دنیاوی مضرت کا سبب بن جاتی ہے۔ اسی لئے علماء نے کہا کہ یہ نہ کہے "اے اللہ مجھے فلاں شخص کے مکان جیسا مکان اور فلاں شخص کی بیوی جیسی بیوی عطاء فرما بلکہ یہ کہنا چاہئے اے اللہ مجھے وہ شئی دے جس میں میرے دین، دنیا اور معاد و معاش کی صلاحیت ہو اگر انسان غور کرے تو اس آیت کریمہ " رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ " سے مسئلہ کی پوری وضاحت ہو جاتی ہے کہ کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں بہتری کا سوال کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مصلحتیں خوب جانتا ہے، لہٰذا کی قضا پر راضی رہو۔ البتہ آخرت کے اعمال کی زیادہ خواہش کرے۔

جب مردوں نے کہا ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا ثواب عورتوں کے ثواب سے دگنا ہے جیسے میراث میں مرد کا حصہ عورت سے دگنا اور عورتوں نے کہا ہمارا بوجھ مردوں کے بوجھ سے آدھا ہے جیسے ان کی میراث مردوں سے آدھی ہے تو یہ آیت کریمہ: لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا الآیۃ بعض علماء غبطہ اور رشک کو جائز کہتے ہیں۔

۶۷۹۴ ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ موت کی تمنا نہ کرو تو میں ضرور موت کی خواہش کرتا۔

۶۷۹۵ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسٍ قَالَ اَتَیْنَا خَبَّابَ بْنَ الْاَرَتِّ نَعُوْدُهٗ وَقَدِ اكْتَوٰى سَبْعًا فَقَالَ لَوْلَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ ۶۷۹۶ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اَمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ یَزْدَادُ وَاَمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّهٗ یَسْتَعْتِبُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْ عُبَیْدٍ اسْمُهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَیْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْهَرَ

۶۷۹۵ — ترجمہ: قیس سے روایت ہے ہم خباب بن ارت کے پاس ان کی بیمار پرسی کرنے آئے جبکہ انہوں نے جسم کو داغا ہُوا تھا انہوں نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہ کیا ہوتا کہ موت کی تمنا نہ کرو تو میں موت کی دعاء کرتا۔"

۶۷۹۶ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے اگر وہ نیکوکار ہے تو شاید اور زیادہ نیکی کرے گا اور اگر وہ گنہگار ہے تو شاید تائب ہو جائے۔

۶۷۹۴ تا ۶۷۹۶ — شرح: موت کی تمنا سے نہی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے آجال مقرر کیے ہیں۔ یہ اللہ کی قدر ہے اور موت کی تمنا کرنے میں اللہ کی قدر سے ناراضگی ہے اور اس کی قضاء کی عدم تسلیم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ داغنا ممنوع ہے تو خباب بن ارت نے کیوں داغا اس کا جواب یہ ہے کہ داغنا ممنوع نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے داغنے کو شفاء فرمایا ہے لیکن جب یہ اعتقاد ہو کہ اس ہی سے شفاء ہے تو ممنوع ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخلص اور نیک شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ محسن سے خیر کے اضافہ کی توقع ہے اور گنہگار اس لئے

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا

۶۷۹۷ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهٖ يَقُوْلُ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ٭ نَحْنُ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا ٭ فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ٭ اِنَّ الْاُوْلٰى وَرُبَّمَا قَالَ الْمَلَاُ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ٭ اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا اَبَيْنَا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهٗ

موت کی تمنا نہ کرے کہ اس سے رجوع کی اُمید ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ پر یہ احسان ہے موت کی خواہش کرنے سے بہتر ہے۔

باب آدمی کا یہ کہنا اگر اللہ ہدایت کرنے والا نہ ہوتا تو ہم ھدایت یافتہ نہ ہوتے

۶۷۹۷ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ احزاب کے دن مٹی اُٹھا رہے تھے۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ مٹی نے آپ کے بطن شریف کی سفیدی کو چھپا رکھا تھا جبکہ آپ فرما رہے تھے ۔ اے اللہ اگر تو (ہدایت کرنے والا) نہ ہوتا۔ تو ہم ہدایت نہ پاتے ٭ نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے پس تو ہم پر سکینت نازل فرما ٭ بے شک مکہ والوں نے ہم پر ظلم کیا۔ (بسا اوقات فرمایا : بے شک لوگوں نے) جب انہوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا، انکار کیا اس کے ساتھ اپنی آواز شریف بلند فرماتے تھے۔

(حدیث ۳۸۴۴ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَمَنِّيْ لِقَاءِ الْعَدُوِّ

رَوَاهُ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۷۹۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعٰوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحٰقَ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهٗ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفٰى فَقَرَأْتُهٗ فَإِذَا فِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ

باب دشمن سے مقابلہ کی تمنا کی کراہت

اس کی اعرج نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی

۶۷۹۸ — ترجمہ : سالم ابو نضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اور سالم عمر بن عبید اللہ کے کاتب تھے۔ سالم نے کہا عبد اللہ بن ابی اوفیٰ نے عمر بن عبید اللہ کو خط لکھا اور میں نے وہ پڑھا اس میں یہ لکھا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دشمن سے مقابلہ کی خواہش نہ کرو اور اللہ سے عافیت مانگو۔

۶۷۹۸ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شہادت کی خواہش کرنا جائز ہے کیونکہ اس کی تمنا محبوب ہے دشمن سے مقابلہ کیوں مکروہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شہادت کا حصول دشمن کے مقابلہ سے اخص ہے کیونکہ شہادت کا حصول اسلام کی نصرت اور اس کے غلبہ کے ساتھ ممکن ہے۔ اور یہ مقابلہ اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے۔ اس لئے اس کی خواہش سے منع فرمایا اور یہ شہادت کی تمنا کے منافی نہیں۔ اس کا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو شخص اپنی قوت پر وثوق کرے اور اپنے آپ کو بڑا جانے اس کے لئے دشمن سے مقابلہ کی خواہش مکروہ ہے۔ قولہ اسئلوا اللہ العافیۃ الخ یعنی مکروہات اور دنیا و آخرت کے مصائب سے سلامتی کا سوال کرو۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ اللَّوِ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً

۶۷۹۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلَاعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ شَدَّادٍ أَهِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ قَالَ لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ

باب لفظ لو کا جواز

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اگر میرے پاس قوت ہوتی تو میں تم سے جنگ کرتا

۶۷۹۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لعان کرنے والوں کا ذکر کیا تو عبداللہ ابن شداد نے کہا کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی عورت کو گواہوں کی شہادت کے بغیر رجم کرتا (تو اس عورت کو رجم کرتا) کہا نہیں یہ کوئی اور عورت ہے جو علانیہ زنا کرتی تھی ۔

۶۷۹۹ — شرح : لو حرف ہے اگر اس کو اعراب دیں تو اس پر الف و لام داخل کرتے ہیں تاکہ اس کی علامت ہو جائے اس لئے واؤ کو مشدد پڑھتے ہیں ۔ بعض نسخوں میں لو غیر مشدد ہے یہی درست ہے ۔ اس حدیث سے امام بخاری نے کلام میں لو کے استعمال پر استدلال کیا ہے اور جہاں اس کے استعمال کا فائدہ نہ ہو وہاں اس کا استعمال ممنوع ہے اور اگر اللہ کی طاعت کے فوت ہو جانے کا افسوس ہو تو وہاں اس کا استعمال مکروہ نہیں ۔ احادیث میں استعمال کا محمل بھی یہی ہے ۔

۶۸۰۰ — حَدَّثَنَا عَلِیٌّ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا عَطَاءٌ
قَالَ اَعْتَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ فَخَرَجَ عُمَرُ فَقَالَ الصَّلٰوةَ یَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالصِّبْیَانُ فَخَرَجَ وَرَأْسُهٗ یَقْطُرُ یَقُوْلُ لَوْلَا
اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ اَوْ عَلَی النَّاسِ وَقَالَ سُفْیَانُ اَیْضًا عَلٰی اُمَّتِیْ
لَاَمَرْتُهُمْ بِالصَّلٰوةِ هٰذِهِ السَّاعَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَاءٍ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَخَّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ فَجَاءَ
عُمَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَخَرَجَ وَهُوَ یَمْسَحُ الْمَاءَ
عَنْ شِقِّهٖ یَقُوْلُ اِنَّهٗ لَلْوَقْتُ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ وَقَالَ عَمْرٌو
حَدَّثَنَا عَطَاءٌ لَیْسَ فِیْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَّا عَمْرٌو فَقَالَ رَاْسُهٗ یَقْطُرُ وَ
قَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ یَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهٖ قَالَ عَمْرٌو وَلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی
اُمَّتِیْ وَقَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ یَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهٖ قَالَ عَمْرٌو وَلَوْلَا اَنْ
اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ وَقَالَ ابْنُ جُرَیْجٍ اِنَّهٗ لَلْوَقْتُ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ

۶۸۰۰ — ترجمہ : سفیان بن عُیینہ نے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے کہا ہم سے عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کی تو عمر فاروق باہر آئے اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! عورتیں اور بچے سو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جبکہ آپ کا سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ آپ فرماتے تھے اگر میں اپنی اُمت پر یا فرمایا لوگوں پر شاق نہ جانتا۔ سفیان نے بھی کہا" اپنی امت پر" تو میں ان کو اس وقت نماز پڑھنے کا حکم دیتا۔ ابن جُریج نے عطاء کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۶۸۰۱ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز میں تاخیر کی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم عورتیں اور بچے سو گئے حضور باہر تشریف لائے، حالانکہ آپ اپنے سر مبارک کے ایک طرف سے پانی پونچھ رہے تھے آپ فرماتے تھے۔ یہی نماز کا وقت ہے اگر میں اپنی امت پر شاق نہ جانتا اور عمرو نے کہا ہم سے عطاء نے بیان کیا اس میں ابن عباس کا ذکر نہیں۔ بہرحال عمرو نے کہا حضور کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا ابن جریج نے کہا اپنے سر مبارک سے پانی پونچھ رہے تھے۔ اور عمرو نے کہا اگر میں اپنی امت پر شاق نہ جانتا ابراہیم بن منذر نے کہا ہم سے معن نے بیان کیا کہ مجھے محمد بن مسلم نے عمرو عطاء اور ابن عباس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی۔

۶۸۰۰ ــ شرح : اس حدیث میں لو کا ذکر نہیں بلکہ لولا مذکور ہے حالانکہ دونوں کے معانی میں بہت فرق ہے جبکہ لو کے معنی ایک شی کا امتناع کسی اور شئی کے امتناع کے سبب ہے اور لولا کے معنی شئی کا امتناع کسی اور شئی کے وجود کے سبب ہے لیکن دونوں کا مآل واحد ہے وہ یہ کہ اگر میں اپنی امت پر شاق نہ جانتا جبکہ لولا کے معنی ہیں اگر میں لوگوں پہ بوجھ نہ ڈالتا اور ان کو مشقت میں داخل کرتا، تو انہیں حکم دیتا کہ اس وقت نماز ادا کریں۔

۶۸۰۱ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر شاق نہ جانتا تو ان کو مسواک کا حکم دیتا

سلیمان بن مغیرہ نے ثابت، انس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرنے میں حمید کی مطابعت کی۔"

۶۸۰۲ — حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ وَاصَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ الشَّهْرِ وَوَاصَلَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ مُدَّ بِيَ الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُونَ تَعَمُّقَهُمْ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظَلُّ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِي تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ مُغِيرَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۰۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا فَإِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ أَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي

۶۸۰۲ — ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں میں وصال کیا (متواتر روزے رکھے) اور چند لوگوں نے بھی روزوں میں وصال کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اگر یہ مہینہ اور لمبا ہوتا تو میں ایسے وصال کے روزے رکھتا کہ گہرائیوں میں جانے والے اپنی گہرائیوں کو چھوڑ دیتے میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے (یعنی مجھے طاقت دیتا ہے۔ حقیقۃً کھانا پینا مراد نہیں)

۶۸۰۳ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا حضور آپ تو پے در پے روزے رکھتے ہیں۔ فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں رات بسر کرتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے جب انہوں نے رکنے سے انکار کیا تو حضور نے اُن کے ساتھ متواتر ایک

أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ

۶۸۰۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذَاكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ فِي الْأَرْضِ

دو روزے رکھے پھر انہوں نے چاند دیکھا تو ان کو تنبیہ کے طور پر فرمایا اگر چاند موخر ہوتا تو میں اور زیادہ روزے رکھتا،، (حدیث ۱۸۴۲ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۶۸۰۴ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حطیم کعبہ کے متعلق پوچھا کیا وہ کعبہ میں داخل ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا انہوں نے اس کو کعبہ میں داخل کیوں نہیں کیا۔ فرمایا اے عائشہ تمہاری قوم کے پاس خرچ کم ہو گیا تھا میں نے کہا اس کا دروازہ اونچا کیوں ہے۔ فرمایا یہ تمہاری قوم نے کیا ہے تاکہ جسے چاہیں کعبہ میں داخل کریں اور جسے چاہیں منع کر دیں۔ کاش کہ تمہاری قوم جاہلیت کے زمانہ کے قریب نہ ہوتی (ان کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا) مجھے ڈر ہے کہ اگر میں حطیم کو بیت اللہ میں داخل کر دوں تو ان کے دل انکار کرنے لگیں گے (اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا) تو میں حطیم کو بیت اللہ میں داخل کرتا اور اس کا دروازہ زمین سے ملا دیتا (حدیث ۱۲۹ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۸۰۵ — حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْھِجْرَۃُ لَکُنْتُ اِمْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَکَ النَّاسُ وَادِیًا وَسَلَکَتِ الْاَنْصَارُ وَادِیًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَکْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَ الْاَنْصَارِ

۶۸۰۶ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیٰی عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا الْھِجْرَۃُ لَکُنْتُ اِمْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَکَ النَّاسُ وَادِیًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَکْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَھَا تَابَعَہٗ اَبُوالتَّیَّاحِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الشِّعْبِ

۶۸۰۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک شخص ہوتا اور اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی اور وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

(حدیث ۳۵۲۴ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۸۰۶ — ترجمہ : عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک شخص ہوتا اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ ابوالتیاح نے انس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شعب روایت کرنے میں عباد بن تمیم کی متابعت کی۔

۶۸۰۶ — شرح : محی السنہ نے کہا اس سے خاندانی نسب سے انتقال مراد نہیں، کیونکہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ أَخْبَارِ الْآحَادِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوْقِ فِي الْأَذَانِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْأَحْكَامِ

خاندانی نسب کسی دوسری طرف منتقل کرنا حرام ہے بلکہ اپنا نسب افضل ہے۔ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہجرت دینی امر اور عبادت مامور بہا نہ ہوتی تو میں تمہارے مکان کی طرف منسوب ہوتا اس کا مقصد یہ ہے کہ حضور نے یہ اشارہ دیا "صلی اللہ علیہ وسلم" کہ ہجرت کے بعد نصرت سے اعلیٰ کوئی فضیلت نہیں اور انصار ایسے عظیم مقام کو پہنچے ہیں کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو حضور اپنی ذات کریمہ کو انصار سے شمار کرتے الحاصل اگر مجھے ہجرت کے باعث انصار پر فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا (عینی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب اخبار الاحاد

باب اذان، نماز، روزہ فرائض اور احکام میں سچے واحد آدمی کی خبر کے جواز میں روایات

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیوں نہیں اُن کے ہر فرقہ میں سے کچھ لوگ نکلتے تاکہ دین میں

وَقَوْلُ اللّٰهِ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهٖ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَلَوِ اقْتَتَلَ رَجُلَانِ دَخَلَ فِيْ مَعْنَى الْاٰيَةِ وَقَوْلُهٗ اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ وَكَيْفَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَرَاءَهٗ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَاِنْ سَهَا اَحَدٌ مِّنْهُمْ رُدَّ اِلَى السُّنَّةِ

فقاہت حاصل کریں اور اپنی قوم کو ڈرائیں جب ان کی طرف لوٹیں شاید وہ ڈریں ایک آدمی کو بھی طائفہ کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر مومنوں کی دو جماعتیں لڑیں؛ پس اگر دو آدمی لڑیں تو اس آیت کریمہ کے مفہوم میں داخل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تمہارے پاس فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی وضاحت کرلو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کو یکے بعد دیگرے کیسے بھیجا اور اگر اُن میں سے ایک بھول جائے تو سُنّت کی طرف پھیر دیا جائے۔"

تشریح : امام نے اذان اور نماز روزہ وغیرہ کو ذکر کیا تا کہ معلوم ہو کہ خبر واحد عملیات میں نافذ ہے، اعتقادیات میں نافذ نہیں اور اذان میں خبر واحد کے قبول کے معنیٰ یہ ہیں کہ اگر وہ امین ہے اور اذان دیتا ہے تو وہ دخولِ وقت کو متضمن ہے لہٰذا اس وقت میں نماز ادا کرنا جائز ہے۔ اور نماز میں قبلہ کی جہت کی خبر دینا ہے۔ روزہ میں طلوع فجر اور غروب شمس کی خبر دینا ہے۔ فرائض عام ہے اس کا خاص پر عطف کیا گیا ہے۔ احکام حکم کی جمع ہے اس کے معنیٰ اللہ کا خطاب ہے جو مکلفین کے افعال کے ساتھ بحیثیت اقتضاءً یا تخییر متعلق ہے۔ یہ عام کا خاص پر عطف ہے کیونکہ فرائض احکام کا فرد ہیں۔

قولہ تعالیٰ فلولا نفر الایہ ،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مراد یہ ہے کہ "طائفہ" کا لفظ واحد اور مافوق کو شامل ہے۔ یہ کسی خاص عدد کے ساتھ معیّن نہیں ؛ چنانچہ ایک شخص کو بھی طائفہ کہا جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ان جاءکم ،، یعنی اگر کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کی جائے تحقیق کا حکم فسق کے باعث ہے۔

۶۸۰۷ــــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَیْرِثِ اَتَیْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُّتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهٗ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَفِیْقًا فَلَمَّا ظَنَّ اَنَّا قَدِ اشْتَهَیْنَا اَوْ قَدِ اشْتَقْنَا سَاَلَنَا عَمَّنْ تَرَکْنَا بَعْدَنَا فَاَخْبَرْنَاهُ قَالَ ارْجِعُوْا اِلٰی اَهْلِیْکُمْ فَاَقِیْمُوْا فِیْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَذَکَرَ اَشْیَاءَ اَحْفَظُهَا اَوْ لَا اَحْفَظُهَا وَصَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ

لہٰذا اگر وہ فاسق نہیں تو تحقیق کی ضرورت نہیں اور اس کی خبر پر عمل کرنا واجب ہے۔ قولہ کیف الخ یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امیروں کو جہاد کے لئے یکے بعد دیگرے بھیجا اگر خبر واحد قبول نہ کی جائے تو اُن کو یکے بعد دیگرے بھیجنے کا کچھ مفہوم نہ ہوگا۔ خبر واحد مقبول ہونے کے باوجود دوسرے کو پہلے کے بعد بھیجنے کا فائدہ یہ ہے کہ پہلا اگر بھول جائے یا غلطی کر جائے تو اس کو حق کی طرف رد کیا جائے۔ سنت سے مراد حق راہ ہے۔ سنت کا اطلاق شریعت محمدیہ ﷺ واجب و مندوب پر بھی ہوتا ہے۔

۶۸۰۷ــــ ترجمہ: مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ ہم نوجوان ہم عمر تھے۔ ہم آپ کے پاس بیس (۲۰) روز ٹھہرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت نرم دل تھے جب حضور نے خیال فرمایا کہ ہمارا گھر جانے کا شوق ہے یا ہم نے گھر جانے کا شوق کیا تو ہم سے دریافت فرمایا۔ ہم نے اپنے پیچھے کن کو چھوڑا ہے ہم نے حضور کو بتایا تو فرمایا تم اپنے گھروں کو چلے جاؤ اور اُن لوگوں میں نماز قائم کرو اور انہیں مسائل سکھاؤ اور انہیں واجبات و مستحبات بجا لانے کا حکم دو حضور اور اشیاء بھی ذکر کیں جو مجھے یاد ہیں یا نہیں اور ایسے نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے جب نماز کا وقت آئے تو تمہارے لئے ایک شخص اذان دے اور تم سے بڑا تمہاری امامت کرے {حدیث ۶۰۵ ج ۱ کی شرح دیکھیں}

٦٨٠٨ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدَكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِي لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا وَجَمَعَ يَحْيَى كَفَّيْهِ حَتَّى يَقُولَ هٰكَذَا وَمَدَّ يَحْيَى إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَتَيْنِ — ٦٨٠٩ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالًا يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ

٦٨٠٨ — ترجمہ: [illegible] حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] [illegible]

شرح: [illegible]

٦٨٠٨ — [illegible]

٦٨٠٩ — ترجمہ: [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible]

۶۸۱۰ ـــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ

۶۸۰۹ ـــ شرح : ابن ام مکتوم کا نام عبداللہ ابن اصح بعض عمرو بن قیس قرشی عامری ذکر کرتے ہیں ام مکتوم کا نام عاتکہ بنت عبداللہ ہے وہ جناب خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے ماموں کے لڑکے ہیں انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ منورہ پر تیرہ مرتبہ خلیفہ مقرر کیا تھا ، وہ نابینا تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،

۶۸۱۰ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھائی تو آپ سے عرض کیا گیا کیا نماز میں اضافہ ہوگیا ہے . فرمایا کیا بات ہے ؟ انہوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں ۔ حضور نے سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کئے ۔

۶۸۱۰ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث خبر واحد نہیں کیونکہ خبر دینے والے بہت لوگ ہیں لہٰذا یہ عنوان کے مطابق نہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث دو استادوں سے روایت کی ہے ایک میں حفص بن قیس سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں ۔ دوسری کتاب الصلوٰۃ میں حدیث ۱۱۵۲ ج ۲ : ہے ۔ اس کو ابوالولید سے روایت کیا ہے ۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور نے فرمایا کیا بات ہے ۔ مخبر نے کہا حضور آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں اس کا قائل ایک شخص ہے جس کی حضور نے تصدیق کی ہے ، کیونکہ وہ آپ کے نزدیک سچا تھا لہٰذا یہ عنوان کے مطابق ہے ۔ چونکہ دونوں حدیثوں کا ایک ہی واقعہ سے تعلق ہے ۔ اس لئے ایک روایت کے راوی زیادہ ہونا مضر نہیں ، کیونکہ دونوں حدیثیں ایک واقعہ میں ایک صحابی سے ایک ہی حدیث ہے ۔"

۶۸۱۱ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُوالْيَدَيْنِ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ ثُمَّ رَفَعَ

۶۸۱۲ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِيْ صَلٰوةِ

۶۸۱۱ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ ذوالیدین نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نماز چھوٹی ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے لوگوں نے کہا جی ہاں! پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور دو اور رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی پھر پہلے سجدوں کی طرح سجدہ کیا یا اُن سے لمبا سجدہ کیا پھر سر مبارک اٹھایا پھر تکبیر کہی پھر اپنے سجدوں کی طرح سجدہ کیا پھر سر مبارک اُٹھایا۔

۶۸۱۱ — شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالیدین کی خبر پر عمل کیا وہ واحد ہے لہٰذا یہ حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے پوچھنا خبر کی توثیق کے لئے تھا کیونکہ وہ بیان کرنے میں اکیلا تھا دوسرا کوئی نمازی نہ بولا تھا بہت ممکن تھا کہ وہ اس میں غلطی کر گیا ہو اس سے اس کی خبر کی تردید نہیں۔ حدیث ۱۱۵۷ ج ۲ کی شرح دیکھیں

۶۸۱۲ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن لوگ مسجد قباء میں

الصُّبْحِ اِذْ جَاءَ هُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اللَّیْلَةَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ یَّسْتَقْبِلَ الْکَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَکَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَی الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَی الْکَعْبَةِ

۶۸۱۳ — حَدَّثَنَا یَحْیٰی حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ صَلّٰی نَحْوَ بَیْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَکَانَ یُحِبُّ اَنْ یُّوَجَّهَ اِلَی الْکَعْبَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوُجِّهَ نَحْوَ الْکَعْبَةِ وَصَلّٰی مَعَهُ رَجُلٌ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلٰی قَوْمٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ هُوَ یَشْهَدُ اَنَّهُ صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهُ قَدْ وُجِّهَ اِلَی الْکَعْبَةِ فَانْحَرَفُوْا وَهُمْ رُکُوْعٌ فِیْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ

صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اچانک کوئی آنے والا شخص آیا اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آج رات قرآن نازل ہوا ہے آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں کعبہ کی طرف متوجہ ہوں تم کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو ان کے چہرے شام کی جانب تھے وہ کعبہ کی طرف پھر گئے تھے۔ (حدیث ۳۹۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۱۳ — ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے سولہ یا سترہ ماہ نمازیں پڑھیں آپ کو یہ پسند تھا کہ کعبہ کی طرف منہ کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ بے شک ہم آپ کا چہرہ آسمان کی طرف بارہا اٹھتے دیکھتے ہیں۔ ہم آپ کا قبلہ وہ کر دیں گے جس سے آپ خوش ہیں تو آپ کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ایک آدمی نے عصر کی نماز پڑھی پھر وہ گیا اور انصار کی جماعت پر گزرا اور کہا وہ گواہی دیتا

۶۸۱۴ ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ قَالَ كُنْتُ اَسْقِيْ اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ وَاَبَا عُبَيْدَةَ ابْنَ الْجَرَّاحِ وَاُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِّنْ فَضِيْخٍ وَّهُوَ تَمْرٌ فَجَاءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اَنَسُ قُمْ اِلٰى هٰذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰى مِهْرَاسٍ لَّنَا فَضَرَبْتُهَا بِاَسْفَلِهٖ حَتَّى انْكَسَرَتْ

دیتا ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور آپ نے کعبہ کی طرف منہ کیا ہے وہ کعبہ کی طرف پھر گئے حالانکہ وہ عصر کی نماز کے رکوع میں تھے۔

۶۸۱۳ ــ شرح: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے اور ہجرت کے بعد بھی سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے لیکن آپ کی دلی خواہش تھی کہ آپ کا قبلہ کعبہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا قبلہ کعبہ کر دیا یہ تحویل کعبہ ہجرت کے دو سال بعد نصف رجب کو ہوئی اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ ربیع الاوّل شریف میں تشریف لائے اس حدیث شریف میں عصر کی نماز ذکر کی اور مسلم اور نسائی کی حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت میں صبح کی نماز مذکور ہے۔ مگر ان دونوں روایات میں تضاد نہیں؛ کیونکہ یہ خبر ایسے لوگوں تک پہنچی جو مدینہ منورہ میں عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر دوسرے روز کی صبح کو یہ خبر اہلِ قبا کو پہنچی کیونکہ قبا مدینہ منورہ سے باہر ہے اس حدیث کی مزید تحقیق حدیث ع ۳۹ ج ۱: کی شرح میں دیکھیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تحویلِ قبلہ کے بعد اہلِ قباء نے مغرب اور عشاء کی نمازیں بیت المقدس کی طرف پڑھی تھیں، حالانکہ اس وقت قبلہ بیت المقدس نہیں تھا کیا اہلِ قباء کی یہ نمازیں صحیح تھیں اس کا جواب یہ ہے جی ہاں صحیح تھیں کیونکہ نسخ کا علم ہونے کے بعد ہی وہ مؤثر ہوتا ہے ان دو نمازوں میں اہلِ قباء کو نسخ کا علم نہ تھا۔ حل لغات: رکوع راکع کی جمع ہے یعنی وہ رکوع کر رہے تھے۔

۶۸۱۴ ــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابو طلحہ انصاری، ابو عُبیدہ بن جراح

۴۸۱۵ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَهْلِ نَجْرَانَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ

۴۸۱۶ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

اور اُبی بن کعب کو فضیخ شراب پلا رہا تھا (فضیخ کھجور کی شراب) اُن کے پاس کوئی شخص آیا اور کہا شراب حرام ہو گئی ہے ابوطلحہ نے کہا اے انس اٹھو ان مٹکوں کو توڑ دو انس نے کہا میں اپنے کھرل کے پاس کھڑا ہُوا اور مٹکوں کو نیچے سے مارنا شروع کیا حتیٰ کہ وہ ٹوٹ گئے"۔

(فضیخ کھجور سے شراب بنائی جاتی ہے۔ مہراس، پتھر کا کھرل ہے) (حدیث ۶۱۲۵ ج ۸ کی شرح دیکھیں)

۴۸۱۵ — ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے فرمایا میں تمہارے پاس امین شخص بھیجوں گا جو حق امین ہوگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے اس کی طرف نگاہیں اُٹھائیں تو حضور نے ابوعبیدہ کو بھیجا۔

۴۸۱۵ — شرح: سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعُبیدہ بن جراح کو امین فرمایا حالانکہ تمام صحابہ کرام ہدایت کے ستارے ولایت کے مستحق اور امانتدار ہیں لیکن بعض حضرات میں بعض صفات غالب ہوتی ہیں اس لئے اس خصوصیت کے سبب ابوعبیدہ کو امین حق امین فرمایا جیسے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیادار تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں یہ صفت غالب تھی۔ اس لئے وہ حیاء کے ساتھ مختص تھے۔ نجران یمن میں ایک شہر ہے۔ وہاں کے نصاریٰ حضور کے پاس آئے تھے (حدیث ۳۴۹۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۴۸۱۶ — ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اُمت

۶۸۱۷ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اِذَا غَابَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ اَتَيْتُهُ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِذَا غِبْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَهٗ اَتَانِيْ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۱۸ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا

میں امین رہا ہے اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے "رضی اللہ عنہ"۔ (اس حدیث کو پہلی حدیث کی مناسبت کے طور ذکر کیا ہے لہٰذا پہلی حدیث کے اعتبار سے یہ بھی عنوان کے مطابق ہے، کیونکہ مناسب کا مناسب مناسب ہوتا ہے۔ (حدیث ۲۴۹۹ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۸۱۷ ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا انصار میں سے ایک آدمی تھا، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب ہوتا اور میں موجود ہوتا تو جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا اس سے بیان کرتا اور جب میں غائب ہوتا اور وہ مجلس شریف میں موجود ہوتا تو جو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا مجھ سے بیان کرتا۔

۶۸۱۷ شرح: یعنی جب ہم میں سے کوئی بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل شریف میں موجود ہوتا اور حضور کے اقوال و افعال کا مشاہدہ کرتا تو موجود نہ ہونے والے سے بیان کر دیا کرتا ہے (حدیث ۸۷ ج: ۱ ج ا کی شرح دیکھیں)

فَاَوْقَدَ نَارًا فَقَالَ اُدْخُلُوْهَا فَاَرَادُوْا اَنْ يَدْخُلُوْهَا فَقَالَ اٰخَرُوْنَ اِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا فَذَكَرُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّذِيْنَ اَرَادُوْا اَنْ يَدْخُلُوْهَا لَوْ دَخَلُوْهَا لَمْ يَزَالُوْا فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَقَالَ لِلْاٰخَرِيْنَ لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ

۶۸۱۹ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَجُلَيْنِ اِخْتَصَمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا

۶۸۱۸ — ترجمہ : حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اُن پر ایک آدمی کو امیر مقرر کیا اس نے آگ روشن کی اور لشکریوں سے کہا اس آگ میں کود پڑو اُنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور دوسرں نے کہا ہم تو آگ سے بھاگے ہیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے ان لوگوں سے فرمایا جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا اگر یہ آگ میں داخل ہوجاتے تو قیامت تک اس میں رہتے اور دوسروں (جو آگ میں داخل نہ ہوتے) سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں طاعت نہیں طاعت صرف نیکی میں ہے

۶۸۱۸ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جو لوگ آگ میں داخل نہ ہوئے تھے وہ مطیع تھے اس سے مقصود پورا ہوجاتا ہے۔ (باب الاحکام کے اوائل میں اس حدیث کی شرح دیکھیں)

۶۸۱۹ — ترجمہ : عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ دو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لے گئے (تحویل) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ اچانک

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ
قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَامَ رَجُلٌ مِنَ
الْاَعْرَابِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ لِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَامَ
خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِقْضِ لَهُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ
لِيْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا
عَلٰى هٰذَا وَالْعَسِيْفُ الْاَجِيْرُ فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلَى ابْنِيْ
الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ ثُمَّ سَاَلْتُ اَهْلَ
الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ عَلَى امْرَاَتِهِ الرَّجْمَ وَاِنَّمَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ
وَتَغْرِيْبُ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ
اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرُدُّوْهَا وَاَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ

ایک دیہاتی کھڑا ہُوا اور کہنے لگا یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وسلّم! کتاب اللہ کے مطابق میرا فیصلہ کریں پھر اس کا مقابل کھڑا ہُوا اور کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! یہ سچ کہتا ہے اس کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق فرمائیں اور مجھے بیان کرنے کی اجازت دیں۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے فرمایا بیان کرو اُس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کا ملازم تھا (عسیف کے معنی اجیر اور ملازم کے ہیں) اُس نے اس کی بیوی سے زناء کیا تو لوگوں نے مجھے خبر دی کہ میرے بیٹے پر رجم ہے۔ میں نے سو بکری اور ایک لونڈی اس کا فدیہ ادا کر دیا۔ پھر میں نے اہلِ علم سے دریافت کیا تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ اس شخص کی بیوی پر رجم ہے، اور میرے بیٹے پر صرف سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی واجب ہے۔ سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا لونڈی اور بکریاں تو واپس کر دی جائیں اور تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی واجب ہے اے اُنیس یہ قبیلہ اسلم سے ایک شخص ہے۔ تم کل صبح اس شخص کی

جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَاَمَّا اَنْتَ يَا اُنَيْسُ لِرَجُلٍ مِّنْ اَسْلَمَ فَاغْدُ عَلٰى امْرَأَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا اُنَيْسٌ فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرَ طَلِيْعَةً وَحْدَهٗ

۶۸۲۰ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثَلٰثًا فَقَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيَّ

بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زناء کا اقرار کرے تو اس کو رجم کر دو۔ اُنیس صبح اس کے پاس گئے تو اس عورت نے زناء کا اعتراف کر لیا پھر اس کو رجم کر دیا (اُنیس انس کی تصغیر ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ایک مخاصم کا دوسرے کی تصدیق کرنے اور اس کی خبر قبول کرنے میں ہے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زبیر کو تنہا دشمن کی خبر لینے بھیجنا

۶۸۲۰ ــــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز لوگوں کو آواز دی تو زبیر نے جواب دیا پھر ان کو پکارا تو حضرت زبیر نے جواب دیا پھر ان کو پکارا تو حضرت زبیر نے جواب دیا پھر پکارا تو زبیر نے جواب دیا حضور نے فرمایا ہر نبی کا مددگار ہوتا ہے میرا مددگار زبیر ہے۔ سفیان نے کہا میں نے ابن منکدر سے یہ یاد کیا ہے۔ اور اُن سے ایوب نے کہا اے ابابکر لوگوں سے جابر کی حدیث بیان کرو تو انہوں نے اسی مجلس میں کہا میں نے جابر سے سُنا ہے اور پے در پے

الزُّبَيْرُ وَقَالَ سُفْيٰنُ حَفِظْتُهُ مِنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ لَهٗ اَيُّوْبُ
يَا اَبَا بَكْرٍ حَدِّثْهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَاِنَّ الْقَوْمَ يُعْجِبُهُمْ اَنْ تُحَدِّثَهُمْ
عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ سَمِعْتُ جَابِرًا فَتَتَابَعَ بَيْنَ اَحَادِيْثَ
سَمِعْتُ جَابِرًا قُلْتُ لِسُفْيٰنَ فَاِنَّ الثَّوْرِيَّ يَقُوْلُ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ
كَذَا حَفِظْتُهُ مِنْهُ كَمَا اَنَّكَ جَالِسٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ قَالَ سُفْيٰنُ
هُوَ يَوْمٌ وَّاحِدٌ وَتَبَسَّمَ سُفْيٰنُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّا اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ فَاِذَا اَذِنَ لَهٗ وَاحِدٌ جَازَ

۶۸۲۱ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ عُثْمٰنَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا فَاَمَرَنِيْ بِحِفْظِ الْبَابِ

احادیث بیان کرنے لگے کہ میں نے جابر سے سنا علی بن عبداللہ نے کہا میں نے جابر سے سُنا علی بن عبداللہ نے کہا میں نے سفیانؓ بن عیینہ سے کہا سفیان ثوری نے یوم قرلظہ کہا (یوم خندق نہیں کہا) سفیان بن عیینہ نے کہا میں نے ابن منکدر سے اسی طرح (یوم خندق) یاد کیا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا یوم قرلظہ اور یوم خندق ایک ہی دن ہے اور مسکرا پڑے۔

۶۸۲۰ ـــ شرح: حواری کے معنی ناصر اور مددگار کے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناصر اور مددگار تھے تو اس میں زبیر بن عوام کی کیا تخصیص ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ زبیر کا اختصاص ساتھیوں پر نصرت میں زیادہ ہونے کے باعث ہے۔ خصوصاً خندق کے روز جبکہ زبیر کے سوا کسی نے جواب نہ دیا تھا۔ حواری مفرد لفظ ہے جب اس کو متکلم کی یاء کی طرف مضاف کیا جائے تو اس کی بھی یاء کو حذف کرنا جائز ہے۔ ابوبکر محمد بن منکدر

فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَاذِنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ جَاءَ عُثْمٰنُ فَقَالَ ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ

۶۸۲۲ــــ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ قَالَ جِئْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَهُ وَغُلَامٌ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَدُ عَلٰى رَاسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاَذِنَ لِیْ

کی کیفیت ہے۔ یوم احزاب، یوم خندق اور یوم قریظہ ایک ہی دن ہے، کیونکہ یہ تینوں ایک ہی دن واقع ہوئے ہیں۔ قریظہ یہودیوں کا قبیلہ ہے (حدیث ۲۶۵۱ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! نبی کے گھروں میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہو جب ایک اجازت دیدے تو جائز ہے

۶۸۲۱ــــ ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے دروازہ کی حفاظت کرنے کا حکم دیا۔ ایک آدمی آیا وہ اجازت طلب کرتا تھا۔ حضور نے فرمایا اجازت دے دو اور اس کو جنت کی خوشخبری دو وہ ابوبکر صدیق تھے "رضی اللہ عنہ" پھر عمر فاروق آئے تو فرمایا انہیں اجازت دو اور ان کو جنت کی خوشخبری دو پھر حضرت عثمان غنی آئے۔ فرمایا انہیں اجازت دے دو اور ان کو جنت کی خوشخبری دو (حدیث ۳۴۳۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۸۲۲ــــ ترجمہ : عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ بِكِتَابِهِ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ

بالاخانہ میں تشریف فرما تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کالے رنگ والا غلام سیڑھی کے سر پہ بیٹھا تھا میں نے کہا یہ عمر بن خطاب ہے تو حضور نے مجھے اجازت دے دی۔ (حدیث ۴۵۹۲ ج: ۷ کی شرح دیکھیں)

حل لغات: مَشْرُبَہ۔ بالاخانہ "

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمراء اور قاصدوں کو یکے بعد دیگرے روانہ کرتے تھے "

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء میں سے عتاب بن اسید انہیں مکہ مکرمہ کا امیر مقرر کیا عثمان بن ابی عاص کو طائف کا ابن علاء حضرمی کو بحرین کا، عمرو بن عاص کو عمان کا، ابوسفیان بن حرب کو نجران کا " صنعاء اور یمن کے تمام شہروں کا باذان کو پھر اس کے بیٹے شہر و فیروز اور مہاجر بن ابی امیہ اور ابان بن سعید بن عاص کو، سواحل پر ابوموسیٰ اشعری کو امیر مقرر کیا۔ جند وغیرہ کا معاذ بن جبل کو امیر مقرر کیا۔ ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل دونوں میں سے ہر ایک اپنی حدود میں فیصلے کرتے اور اس میں خوش و خرم رہتے تھے اور اسی میں سیر کرتے تھے کبھی کبھار ایک دوسرے سے ملاقات بھی کرتے تھے۔ یزید بن ابی سفیان کو تیماء کا، ثمامہ بن اثال کو یمامہ کا امیر مقرر کیا۔

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ہجری میں چھ قاصد بھیجے۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے

کے حاکم مقوقس کی طرف بھیجا اس کا نام جریج بن میناہے۔ حاطب اس کی طرف پیغام لے کر گئے اس نے خط مبارک قبول کیا اور حاطب کا بہت احترام کیا۔ اور اس کی رہنے سہنے میں خوب خاطر داری کی اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس کیا اور اس کے ساتھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کپڑوں کا جوڑا، سامان سمیت خچر اور دو لونڈیاں ایک ماریہ جو ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ہیں اور دوسری کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن قیس عبدی کو ہبہ کر دی۔ شجاع بن وہب کو حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف بھیجا جو شام کی ولایت میں بلقاء کا حاکم تھا۔ ابن اسحاق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر شجاع بن وہب کو منذر بن حارث ابن ابی شمر کی طرف بھیجا جو دمشق کا حاکم تھا۔ شجاع کا کہنا ہے میں اس کے پاس گیا جبکہ غوطہ دمشق میں تھا۔ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پڑھ کر پھینک دیا اور کہا میں ابھی ان کی طرف جاتا ہوں اور اس کا عزم بھی کر لیا لیکن قیصر نے اس کو منع کر دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اس کا ملک تباہ و برباد ہو جائے گا۔ دحیہ بن خلیفہ کو روم کے بادشاہ قیصر کی طرف بھیجا۔ قیصر نے اس کا بہت اکرام کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ اپنی ران پر رکھا اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استفسار کیا اور اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا یقین ہو گیا۔ پھر اس نے اسلام قبول کرنے کا قصد کیا تو رومیوں نے اس کی موافقت نہ کی تو ملک پر خوف محسوس کرتے ہوئے اسلام قبول نہ کیا۔ اور دحیہ کو اکرام و احترام سے واپس کر دیا۔ سلیط بن عمرو عامری کو ہوذہ بن علی کی طرف بھیجا جو یمامہ کا حاکم تھا اس نے ہوذہ کا بہت اکرام کیا اور اچھی خاطر داری کی اور یہ جواب بھیجا کہ اگر آپ مجھے کچھ اختیار دیں تو میں آپ کے پاس حاضر ہو کر اسلام قبول کروں گا اور آپ کی مدد کروں گا، ورنہ آپ سے جنگ کروں گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا کچھ اکرام نہیں لے اللہ مجھے اس سے کفایت دے تو وہ فوراً مر گیا۔ عمرو بن ابی امیہ ضمری کو حبشہ کے حاکم نجاشی کی طرف بھیجا اس کا نام اصحمہ ہے اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پکڑ کر اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اور تخت شاہی سے نیچے اتر آیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا جب وہ فوت ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ عبداللہ بن حذافہ کو کسریٰ پرویز بن ہرمز کی طرف بھیجا اس نے حضور کا خط مبارک ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کہا میری طرف خط لکھا ہے حالانکہ وہ میرا غلام ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اللہ اس کے ملک کے ٹکڑے کر دے گا۔ پھر کسریٰ نے باذان کو خط لکھا وہ یمن پر اس کا نائب تھا کہ حجاز میں اس مرد کی طرف اپنی طرف سے دو آدمی بھیجو وہ ان کو میرے پاس لائیں۔ باذان نے اپنے وکیل کو بھیجا اور وہ اس کا حساب کتاب کیا کرتا تھا اور فارسی زبان میں خط لکھ کر دیا اور فارسی آدمی خرخرہ کو خط دیکر بھیجا اور ان کے ساتھ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ ان کے ساتھ کسریٰ کے پاس جائیں وہ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنی داڑھیاں منڈھوا کر، مونچھیں بڑھا کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں داخل ہوئے حضور نے اُن سے فرمایا جاؤ کل آنا اور آسمان سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر آئی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا ہے اس نے اپنے باپ کو فلاں مہینہ کی فلاں رات کی فلاں گھڑی میں قتل کر دیا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں کو بلایا اور انہیں واقعہ سے خبردار کیا۔ خرخرہ کو کمر بند دیا جس میں سونے چاندی کا جڑاؤ تھا جو حضور کو کسی حاکم نے نذرانہ بھیجا تھا وہ حضور سے رخصت ہو کر باذان کے پاس آئے اور اس کو کسریٰ کی موت سے آگاہ کیا۔ باذان نے کہا خدا کی قسم یہ بادشاہ کا کلام نہیں میرا خیال ہے کہ وہ یقیناً نبی ہیں جیسا کہ وہ فرماتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے یقیناً وہ ہو چکا ہوگا پھر جلد اس کے بعد باذان شیرویہ کا خط لے کر آیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ کسریٰ فلاں تاریخ کو قتل کر دیا گیا ہے جب یہ دیکھا تو اس کو یقین ہوا کہ یہ شخص اللہ کا رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم، چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اور تمام اہلِ فارس مسلمان ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسی جگہ مقرر کر دیا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا نائب تھا۔

ایک روائت کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن حضرمی کو منذر بن ساویٰ العبدی کی طرف بھیجا جو فارس کی طرف سے بحرین کا حاکم تھا وہ مسلمان ہو گیا اور بحرین کے سارے عرب مسلمان ہو گئے۔ حارث بن عُمیر کو بصریٰ کے حاکم کی طرف بھیجا جب وہ مؤتہ کی زمین میں پہنچے تو عمرو بن شرحبیل غسانی اس کے مقابلہ میں آیا اور اسے قتل کر دیا اس قاصد کے سوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا۔ جریر بن عبد اللہ بجلی کو ذی کلاع اور ذی عمرو کی طرف بھیجا۔ وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے حالانکہ وہ اُن کے پاس تھا۔ سائب بن عوام کو جو زبیر بن عوام کے بھائی ہیں۔ فروہ عمرو جذامی کی طرف بھیجا وہ عمان میں قیصر کا عامل تھا وہ مسلمان ہو گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اور مسعود بن سعد کے ساتھ ہدیہ بھیجا جو سفید خچر تھا اس کو چاندی کہا جاتا تھا اور ایک گھوڑا بھیجا جس کو ظرب کہا جاتا تھا ایک ریشمی کوٹ بھیجا جس میں سونے کا جڑاؤ تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہدیہ قبول فرمایا اور مسعود کو بارہ اوقیہ دیں۔ عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کو حارث، فروخ نعیم کی طرف بھیجا جو قبیلہ حمیر کے عبد کلاب کے بیٹے ہیں،،

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کو والا نامہ دے کر بصریٰ کے حاکم کی طرف بھیجا کہ وہ اسے قیصر کو پہنچا دے۔

٦٨٢٣ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ

٦٨٢٤ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ أَذِّنْ فِي قَوْمِكَ أَوْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ أَنَّ

٦٨٢٣ — ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والا نامہ کسریٰ کو بھیجا اور عبداللہ بن حذافہ (خط لے جانے والا) کو حکم دیا کہ وہ اسے عظیم بحرین کو پہنچا دے عظیم بحرین اس کو کسریٰ تک پہنچا دے گا جب کسریٰ نے والا نامہ پڑھا تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا میرا خیال ہے کہ ابن مسیب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بددعاء کی کہ اُن کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

٦٨٢٣ — شرح : قولہ امرہ یعنی حامل خط کو حکم دیا کہ وہ اسے عظیم بحرین تک پہنچا دے کیونکہ کسریٰ تک خط پہنچنے کا یہی طریقہ تھا ؛ چونکہ کسریٰ نے حضور کے خط کو پھاڑ دیا تھا اس لئے حضور نے اُن پر بددعا فرمائی ؛ چنانچہ کوئی بھی کسریٰ باقی نہ رہا۔ اُن میں سے آخری کسریٰ یزدجرد تھا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قتل ہوگیا۔ اس طرح فارسیوں کی شوکت کا خاتمہ ہوا اور وہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو گئے (حدیث ۶۲ ج ا کی شرح دیکھیں)

٦٨٢٤ — ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَنْ اَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ اَكَلَ فَلْيَصُمْ

بَابُ وَصَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُفُوْدَ الْعَرَبِ اَنْ يُبَلِّغُوْا مَنْ وَّرَاءَهُمْ قَالَهٗ مٰلِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ

۶۸۲۵ ـــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِيْ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فَقَالَ لِيْ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِيْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ اَوِ الْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى

قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو فرمایا کہ عاشورا کے دن اپنی قوم یا لوگوں میں یہ اعلان کردے کہ جس نے کھا لیا ہے وہ باقی دن پورا کرے (کچھ نہ کھائے) اور جس نے صبح سے نہیں کھایا وہ روزہ رکھ لے۔

۶۸۲۴ ـــــ شرح : یہ شخص بھی قاصدوں میں سے تھا جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا اس شخص کا نام ہند بن اسماء بن حارثہ تھے۔ حدیث ۱۸۲۰ ج ۲ کی شرح دیکھیں

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کے وفدوں کو وصیت کرنا کہ اپنے پچھلوں کو احکام پہنچا دیں"

۶۸۲۵ ـــــ ترجمہ : ابو جمرہ نے کہا ابن عباس مجھے کرسی پر بٹھایا کرتے تھے انہوں نے کہا جب قبیلہ عبد القیس کا وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو فرمایا یہ وفد کون سا ہے انہوں نے کہا قبیلہ ربیعہ کے لوگ ہیں فرمایا اس وفد یا قوم کے لئے مرحبا۔ یہ رسوائی اور ندامت کے بغیر آئے ہیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر ہیں۔ ہمیں

قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَأْمُرْنَا بِاَمْرٍ نَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَّرَاءَنَا فَسَأَلُوْا عَنِ الْاَشْرِبَةِ فَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ وَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَظُنُّ فِيْهِ صِيَامُ رَمَضَانَ وَتُؤْتُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَرُبَمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ قَالَ احْفَظُوْهُنَّ وَاَبْلِغُوْهُنَّ مَنْ وَّرَاءَكُمْ

فیصلہ کن حکم فرمائیں جس کے باعث ہم جنت میں داخل ہوں اور اپنے پچھلوں کو یہ خبر دیں انہوں نے اپنے پینے کی چیزوں کے متعلق پوچھا حضور نے ان کو چار امور سے منع فرمایا اور چار امور کا حکم دیا ان کو اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تم جانتے ہو اللہ پر ایمان لانا کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں فرمایا اس امر کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم " اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا۔ میرا خیال ہے کہ اس میں فرمایا رمضان کے روزے رکھنا اور غنیمتوں سے پانچواں حصہ ادا کرو۔ کدو، سبز مٹکا، تارکول برتن اور لکڑی کو کرید کر برتن سے منع فرمایا (ان برتنوں میں نبیذ نہ بناؤ) بسا اوقات مُقیّر فرمایا، فرمایا انہیں محفوظ کر لو اور ان لوگوں کو یہ پہنچا دو جو تمہارے پیچھے ہیں۔

۶۸۲۵ شرح : اس حدیث میں حج ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ اس وقت فرض نہ تھا یا مضر قبیلہ کی مزاحمت کے باعث وہ حج کرنے پر قادر نہ تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور پانچ ہیں چار نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ شہادتین کو اربع میں شامل نہیں کیا؛ کیونکہ وہ اسے جانتے تھے (حدیث ۵۰ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ خَبَرِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ

۶۸۲۶ـــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي الشَّعْبِيُّ اَرَاَيْتَ حَدِيْثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَاعَدْتُ ابْنَ عُمَرَ قَرِيْبًا مِّنْ سَنَتَيْنِ اَوْ سَنَةٍ وَّنِصْفٍ فَلَمْ اَسْمَعْهُ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هٰذَا قَالَ كَانَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِمْ سَعْدٌ فَذَهَبُوْا يَاْكُلُوْنَ مِنْ لَّحْمٍ فَنَادَتْهُمْ امْرَاَةٌ مِّنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَاَمْسَكُوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاطْعَمُوْا فَاِنَّهُ حَلَالٌ اَوْ قَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ شَكَّ فِيْهِ وَلٰكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِيْ

باب ایک عورت کی خبر

۶۸۲۶ ترجمہ توبہ عنبری نے کہا مجھے شعبی نے کہا مجھے حسن سے منقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی خبر دیں اور میں ابن عمر کے پاس تقریباً دو یا ڈیڑھ سال بیٹھا۔ میں نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کے بغیر کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سُنا اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے چند لوگ جن میں حضرت سعد بھی ہیں۔ وہ گوشت کھا رہے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ازواج (رضی اللہ عنھن) نے آواز دی کہ یہ گوہ کا گوشت ہے۔ پس وہ کھانے سے رک گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ، کیونکہ یہ حلال ہے یا فرمایا ان میں کچھ حرج نہیں لیکن یہ میرا طعام نہیں۔

۶۸۲۶ شرح: اس حدیث کی مناسبت اس طرح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک خاتون سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْاِعْتِصَامِ

بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

۶۸۲۷ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ

سنا تو کھانا ترک کر دیا۔ معلوم ہُوا کہ ایک عورت عادلہ کی خبر پر عمل کرنا جائز ہے۔ خاتون نے اس لئے کھانے سے منع کیا کہ وہ جانتی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گوہ نہیں کھاتے اس بنیاد پر صحابہ کو گوہ کھانے سے منع کیا اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کھانے کو اس لئے ترک کیا تھا کہ آپ اس کو طبعًا ناپسند کرتے تھے۔ یہ خاتون میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا تھیں۔ قولہ حدیث الحسن، یعنی حسن بصری کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ہے کہ الخ حسن بصری تابعی ہیں ان کا نام عامر بن شراحیل ہے کبار تابعین سے ہیں جو حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایات کرتے تھے شعبی اُن کا انکار کرتے تھے اس میں یہ اشارہ ہے کہ جو شخص مرسل حدیثین ذکر کرتا ہے۔ وہ حدیثوں میں کثرت کا طالب ہے ورنہ جو موصول حدیث سُنے وہی کافی ہے۔ کرمانی نے کہا اس سے غرض یہ ہے کہ حسن بصری تابعی ہیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت احادیث روائت کرتے ہیں اور اس پر اقدام کرنے میں جرأت کرتے ہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صحابی ہونے کے باوجود حدیث ذکر کرنے میں احتیاط کرتے ہیں اور حتی الامکان کثرتِ روائت سے احتراز کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب و سُنّت کو مضبوط پکڑنا

۶۸۲۷ــــ ترجمہ : طارق بن شہاب نے کہا ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق سے کہا اے امیر المؤمنین

مِسْعَرٍ وَغَيْرِهٖ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ لِعُمَرَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ اَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ سَمِعَ سُفْيٰنُ مِسْعَرًا وَمِسْعَرٌ قَيْسًا وَقَيْسٌ طَارِقًا ۶۸۲۸ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مٰلِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ الْغَدَ حِيْنَ بَايَعَ الْمُسْلِمُوْنَ اَبَا بَكْرٍ وَاسْتَوٰى عَلٰى مِنْبَرِ

اگر ہم پر یہ آیت کریمہ "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ الاية" نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید منایا کرتے۔ عمر فاروق نے فرمایا میں جانتا ہوں یہ آیت کریمہ کس روز نازل ہوئی۔ یہ جمعہ کے دن عرفہ کے دن نازل ہوئی۔ سفیان نے مسعر سے مسعر نے قیس سے اور قیس نے طارق سے سماعت کی۔

۶۸۲۸ — شرح: اس عنوان کے تحت یہ حدیث ذکر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ آیت کریمہ کا مدلول یہ ہے کہ یہ امت مرحومہ نے کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھام رکھا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر اس آیت کریمہ سے یہ احسان فرمایا ہے کہ اللہ نے ان کے دین کو کامل، ان پر اپنی نعمت کو پورا کرنے اور ان کے لئے دین اسلام کے سبب ان سے رضامندی فرمائی ہے۔

قولہ سمع سفیان الخ اس میں یہ اشارہ ہے کہ مذکور بالا حدیث عَنْعَنَہ ہونے کے باوجود سماع پر محمول ہے کیونکہ ہر ایک راوی نے اپنے شیخ سے سماعت کی ہے (حدیث ۴۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۲۸ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس روز مسلمانوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس کے دوسرے روز صبح کو عمر فاروق سے سُنا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے ابوبکر صدیق کے خطبہ سے پہلے خطبہ دیا

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشَهَّدَ قَبْلَ اَبِىْ بَكْرٍ فَقَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاخْتَارَ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ الَّذِىْ عِنْدَهُ عَلَى الَّذِىْ عِنْدَكُمْ وَهٰذَا الْكِتَابُ الَّذِىْ هَدَى اللّٰهُ بِهِ رَسُوْلَكُمْ فَخُذُوْا بِهِ تَهْتَدُوْا لِمَا هَدَى اللّٰهُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۲۹ — حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِىْ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ

۶۸۳۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا اَنَّ اَبَا الْمِنْهَالِ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا بَرْزَةَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُغْنِيْكُمْ اَوْ نَعَشَكُمْ بِالْاِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

اور کہا اما بعد! اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ پسند کیا جو اس کے پاس ہے اس پر جو تمہارے پاس ہے ۔ یہ کتاب جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے رسول کو ہدایت کی اس کو مضبوط پکڑو تم اس چیز کی ہدایت پاؤ گے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت کی ہے ۔

۶۸۲۸ — شرح : یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت اُولیٰ جو مخصوص صحابہ کرام نے کی تھی کے دوسرے روز صبح کو ابوبکر صدیق کے خطاب سے پہلے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کیا ۔ الذی عندہ سے مراد آخرت اور الذی عندکم سے مراد دنیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو پسند کیا ہے ۔ حدیث [illegible] کی شرح دیکھیں ۔

۶۸۲۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور فرمایا اے اللہ اس کو کتاب اللہ

۶۸۳۱ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مٰلِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
ابْنِ دِيْنَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُبَايِعُهُ
وَأُقِرُّ لَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلٰى سُنَّةِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ
رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ

۶۸۳۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ

کا علم سکھا ۔ حدیث ع<u>۷۲</u> ج ا کی شرح دیکھیں۔

۶۸۳۰ — ترجمہ : ابوالمنہال نے بیان کیا انہوں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ غنی اور بلند کر دیا ہے (حدیث ع___ کی شرح دیکھیں)

۶۸۳۱ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار سے روائت ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک ابن مروان کو خط لکھا کہ وہ اس کی بیعت کرتے ہیں اور میں تیرے لئے جس قدر میری طاقت اللہ تعالیٰ کے فرمان اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سننے اور طاعت کا اقرار کرتا ہوں،، (حدیث ع<u>۶۶۸۲</u> ج۱۰ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! میں جوامع کلم کیساتھ مبعوث ہوا ہوں

۶۸۳۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جوامع کلم

وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَلْغَثُوْنَهَا اَوْ تَرْغَثُوْنَهَا اَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا

٦٨٢٣ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اُوْمِنَ اَوْ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْا اِنِّيْ اَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

کے ساتھ مبعوث ہُوا ہوں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے ایک وقت میں سو رہا تھا میں نے اپنی ذات پر کو دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں دی گئیں۔ ابوہریرہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے گئے اور تم ان خزانوں کو باہر لا رہے ہو یا جمع کر رہے ہو یا ان کے مشابہ کلمہ فرمایا (بعض نے کہا یہ دونوں لفظ ہم معنیٰ ہیں)

حل لغات: تَرْغَثُوْنَهَا، تم ان کو باہر لا رہے ہو۔ تَلْغَثُوْنَهَا۔ تم انہیں جمع کر رہے ہو۔

٦٨٢٣ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں میں سے کوئی نبی نہیں مگر انہیں وہ معجزات دئے گئے جن کی مثل ایمان لایا گیا یا اس پر لوگ ایمان لائے اور جو مجھے عطا کیا گیا ہے وہ وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف بھیجی ہے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکار سب نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ ہوں گے۔ (حدیث ۲۹۹۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

٦٨٢٣ — شرح: یعنی قرآن کریم معجزات سے عظیم تر ہے کیونکہ یہ آخر زمانہ تک باقی رہے گا کوئی شئی فضیلت میں اس کے قریب نہیں۔ یہ جانتا ہوا ہے مسلمان ...

بَابُ الْاِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَقَوْلِ اللّٰہِ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا قَالَ اَئِمَّۃً نَقْتَدِیْ بِمَنْ قَبْلَنَا وَیَقْتَدِیْ بِنَا مَنْ بَعْدَنَا وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ ثَلٰثٌ اُحِبُّھُنَّ لِنَفْسِیْ وَلِاِخْوَانِیْ ھٰذِہِ السُّنَّۃُ اَنْ یَتَعَلَّمُوْھَا وَیَسْئَلُوْا عَنْھَا وَالْقُرْاٰنُ اَنْ یَتَفَھَّمُوْہُ وَیَسْأَلُوْا عَنْہُ وَیَدَعُوا النَّاسَ اِلَّا مِنْ خَیْرٍ

مساوی ہو۔ اس کی نسبت دوسرے گویا کہ کچھ بھی نہیں اس کے معنی یہ بھی بیان کئے جاتے ہیں کہ ہر نبی کو معجزات دیئے گئے جن کی مثل پہلے نبیوں کے معجزے تھے جن کے سبب لوگ ایمان لائے اور میرا اعظیم معجزہ قرآن کریم ہے جس کی مثل کسی کو نہیں دیا گیا اس لئے میرے تابعدار زیادہ ہوں گے۔ بعض علماء نے یہ معنی ذکر کئے ہیں کہ جو مجھے دیا گیا ہے اس کی طرف جادو وغیرہ راہ نہیں پاتے اور میرے سوا دوسرے نبیوں کے معجزات میں تخییل سحر پائی جاتی ہے جو صورت میں معجزہ کے مساوی ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے مقابل جادوگروں نے سانپ ظاہر کر دیئے جو صورت میں عصائے موسیٰ علیہ السلام کے مشابہ تھے اور خیالی شئی کبھی ناقص العقل عوام پر غالب آجاتی ہے۔

باب۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی اقتداء کرنا، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور ہمیں پرہیزگاروں کے امام بنا دے"

یعنی ہمیں امام بنا تاکہ ہم پہلوں کی پیروی کریں اور بعد میں آنے والے ہماری پیروی کریں" ابن عون نے کہا تین چیزوں کو میں اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے پسند کرتا ہوں ایک یہ سنت کہ اس کو سیکھیں اور اس کے متعلق دریافت کریں۔ دوسرے قرآن کریم کہ اس کو سمجھیں اور اس کے متعلق پوچھیں۔ تیسرے لوگوں کو چھوڑیں مگر نیک کام سے

شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام وہ ہوتا ہے جو قوم کا مقتدیٰ ہو اور اس کی پیروی کی جائے امام کا مقتدی اور پیروی کرنے والا ہونا کہاں سے سمجھا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کا مقتدیٰ اور پیشوا ہونا درحقیقت اس وقت ہے کہ پہلوں کی پیروی کریں یعنی جب تک نبیوں کی پیروی نہ کرے

۶۸۳۴ — حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰی شَیْبَةَ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ قَالَ جَلَسَ اِلَیَّ عُمَرُ فِیْ مَجْلِسِكَ هٰذَا فَقَالَ هَمَمْتُ اَلَّا اَدَعَ فِیْهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَیْضَاءَ اِلَّا قَسَمْتُهَا بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ قُلْتُ مَا اَنْتَ بِفَاعِلٍ قَالَ لِمَ قُلْتُ لَمْ یَفْعَلْهُ صَاحِبَاكَ هُمَا الْمَرْآنِ یُقْتَدٰی بِهِمَا

اولیاء اس کی پیروی نہیں کرتے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سنن آپ کے اقوال اور افعال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور آپ کی سنن کی اقتدار کریں اور جو حضور کی راہ کی مخالفت کرے وہ معتوب ہے اور حضور کی سنت سے اعراض کرنے والے کو سخت وعید و تہدید فرمائی،،

پس جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال میں آپ کی پیروی کرے وہ بعد میں آنے والے لوگوں کا امام اور پیشوا ہوگا،، ابن عون نے تین خصلتوں کو اپنے لئے اور اپنے احباب کے لئے پسند کیا اوّل یہ کہ سنت سیکھیں اور اس کے مسائل دریافت کریں۔ ابن عون نے قرآن میں تفہم اور سنت میں تعلّم کو اس لئے ذکر کیا کہ مسلمانوں کا غالب حال یہ ہے کہ شروع شروع میں قرآن پڑھتے ہیں اور اس کے تعلّم کی وصیت کرنے کی احتیاج نہیں ہوتی اس لئے اس کے معانی سمجھنے کی وصیت کی۔ تیسری خصلت یہ ذکر کی کہ خیر اور نیکی کے سوا باقی امور میں لوگوں سے علیحدہ رہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی خیر مناؤ اور عوام کی باتیں چھوڑو"

۶۸۳۴ — ترجمہ: ابو وائل نے کہا میں اس مسجد حرام میں شیبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمہاری اس بیٹھنے کی جگہ میں میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں کعبہ میں سونا اور چاندی نہ چھوڑوں مگر مسلمانوں میں تقسیم کر دوں میں نے کہا آپ یہ نہیں کر سکتے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا کیوں؟ میں نے کہا آپ کے دو ساتھیوں (جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق) نے یہ نہیں کیا عمر فاروق نے کہا ان دونوں کی پیروی کی جائے گی،،

۶۸۳۴ — شرح: ابن بطال نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کعبہ کا سونا چاندی

۶۸۳۵ ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَأَلْتُ الْأَعْمَشَ فَقَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَقَرَءُوا الْقُرْاٰنَ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ ۶۸۳۶ ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَإِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ

مسلمانوں کے مصالح میں تقسیم کرنے کا ارادہ کیا اور رجب شیبہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا تو انہیں ان کی مخالفت کی گنجائش نہ رہی اور یہ اعتقاد کیا کہ ان کی اقتدیٰ واجب ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ بیت اللہ کی دیواریں زمین بوس ہو جائیں یا اس میں ترمیم کی ضرورت پڑے تو یہ مال اس میں خرچ کر سکتے ہیں لیکن اگر مسلمانوں کے منافع پر خرچ کریں گے تو معین شدہ مال اس کی راہ سے دُور کریں گے اس لئے لوگوں کے مصالح اور منافع میں کعبہ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں۔

۶۸۳۵ ــــ ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی کہ امانت آسمان سے لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اُتری اور قرآن کریم نازل ہُوا۔ پس لوگوں نے قرآن پڑھا اور سُنّت کو جانا۔

۶۸۳۵ ــــ شرح: امانت سے مراد ایمان اور اس کے احکام ہیں۔ جذر بمعنی اصل اور گہرائی ہے۔ رجال مومن لوگ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جن پر انہیں پیدا کیا اس فطرت کے اعتبار سے ان کے طباع میں امانت رکھی ہے اور جو شریعت وارد ہے لہٰذا امانت کی حفاظت میں طبع اور شرع دونوں جمع ہیں۔

۶۸۳۷ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

۶۸۳۸ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قَالُوْا وَمَنْ يَّاْبٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى

۶۸۳۶ـــ **ترجمہ:** مرّہ ہمدانی نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا احسن حدیث اللہ کی کتاب ہے (قرآن) اور بہترین ہدایت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے۔ اور بُرے امور نئے ہیں اور جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور پورا ہوگا اور تم اس کو عاجز نہیں کر سکتے ہو۔

۶۸۳۶ـــ **شرح:** محدثاتہا سے مراد بدعت ہے اس سے مراد وہ ہے جس کا شریعت میں اصل نہ ہو اور جس نئے امر کا اصل ہو جس پر شرع دلالت کرے وہ بدعت نہیں۔ (حدیث ـــــ کی شرح دیکھیں)

۶۸۳۷ـــ **ترجمہ:** ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا **شرح:** یہ لمبی حدیث ہے اس کو حدیث العسیف کہتے ہیں۔ اس حدیث میں عسیف کے والد اور جس نے اس کو ملازم رکھا ہوا تھا ان کو خطاب ہے۔ زید اور ابوہریرہ کو خطاب نہیں۔

۶۸۳۸ـــ **ترجمہ:** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ شخص

۶۸۳۹ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلِيْمُ بْنُ حَيَّانَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا اَوْسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ فَقَالُوْا اِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهٗ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ فَقَالُوْا مَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَجَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوْا اَوِّلُوْهَا لَهٗ يَفْقَهْهَا فَقَالَ

جنّت میں داخل نہ ہوگا جس نے انکار کیا لوگوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون انکار کرتا ہے فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنّت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

۶۸۳۸ — شرح : یعنی جو قبول دعوت سے رکا اس نے انکار کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ گنہگار بھی جنّت میں جائیں گے کیونکہ وہ ہمیشہ دوزخ میں نہ رہیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اول حال میں داخل نہ ہوں گے یا ابیٰ سے مراد اسلام کا انکار ہے وہ مخلد فی النار ہے۔

۶۸۳۹ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا چند فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ شاہِ کونین سو رہے تھے۔ ان میں سے بعض نے کہا حضور سو رہے ہیں اور بعض نے کہا آنکھیں سو رہی ہیں۔ قلب شریف بیدار ہے۔ انہوں نے کہا

بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ فَقَالُوْا اَلدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ تَابَعَهٗ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ لَيْثٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِلَالٍ عَنْ جَابِرٍ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ کی مثال اس مرد جیسی ہے جس نے مکان بنایا اور اس میں دسترخوان بچھایا پھر داعی کو بھیجا جس نے داعی کو قبول کیا وہ مکان میں داخل ہوگیا اور دسترخوان سے کھایا اور جس نے داعی کو قبول نہ کیا وہ مکان میں داخل نہ ہُوا اور دسترخوان سے نہ کھایا انہوں نے کہا اس کی وضاحت کرو کہ اس کو سمجھیں بعض نے کہا حضور سو رہے ہیں اور بعض نے کہا آنکھیں سو رہی ہیں قلب شریف بیدار ہے انہوں نے وضاحت یہ کی کہ مکان جنت ہے۔ داعی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے حضور کی طاعت کی اُس نے اللہ کی طاعت کی اور جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فارق ہیں۔ قتیبہ نے لیث، خالد، سعید بن ابی ہلال اور جابر سے روایت کرتے ہیں محمد بن عبادہ کی متابعت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔

٦٨٣٩ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تشبیہ کا مقتضیٰ یہ ہے کہ بانی کی مثل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "مثله کمثل رجل بنیٰ دارًا"۔ داعی کی مثل نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مفرد کی تشبیہ مفرد کے قبیلہ سے نہیں بلکہ طرفین سے (مشبہ اور مشبہ بہ) مفردات کی مطابقت کا لحاظ کئے بغیر مرکب کی تشبیہ مرکب کے ساتھ ہے۔ جیسے قرآن کریم میں اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ" یہ ایک تمثیل ہے جس میں متعدد موہومہ امور سے جو ایک

۶۸۴۰ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّاءِ اسْتَقِيمُوا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيدًا وَإِنْ أَخَذْتُمْ يَمِينًا وَشِمَالًا لَقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا

۶۸۴۱ — حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ

دوسرے سے منضم ہوں مجموعی ہیئت منتزع کی جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کی متابعت ایک وہم کے ازالہ کے لئے ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی گمان کر سکتا تھا کہ سعید بن مینا کا طرق موقوف ہے کیونکہ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس حدیث کے رفع کی تصریح نہیں اس متابعت میں رفع کی تصریح کر کے مذکور وہم کا ازالہ کیا۔

۶۸۴۰ — ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے قراء کی جماعت سیدھی راہ اختیار کرو تم بہت پیچھے رہ گئے ہو اگر تم نے دائیں بائیں میلان کیا تو بہت گہری گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔

۶۸۴۰ — شرح: قراء قاری کی جمع ہے۔ اس سے مراد کتاب و سنت کو جاننے والے علماء کرام ہیں۔ ابتداء اسلام میں جب قراء مطلق ذکر کیے جاتے تو علماء مراد ہوتے تھے۔ علماء سے خطاب کیا کہ وہ صراط مستقیم کی اتباع کریں اور دائیں بائیں کے مختلف طرق کی طرف متوجہ نہ ہوں، ورنہ صراط مستقیم سے دور چلے جائیں گے۔ قرآن کریم میں "وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ" اس حدیث شریف میں علماء کو سیدھی راہ کی تلقین فرمائی؛ کیونکہ اگر عالم گمراہ ہو جائے تو اس کا عوام پر گہرا اثر پڑتا ہے جبکہ عالم کی موت جہاں کی موت ہے۔

۶۸۴۱ — ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ فَأَدْلَجُوا وَانْطَلَقُوا عَلَى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ بِمَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ

۶۸۴۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میری مثال اور جس کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس آدمی کی طرح ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے اور میں واضح طور پر تمہیں ڈراتا ہوں نجات حاصل کرو۔ اس کی قوم سے ایک گروہ نے اس کی اطاعت کی اور وہ راتوں رات باہر نکل گئے اور نجات پا گئے اُن میں سے دوسرے گروہ نے اس کو جھٹلادیا اور صبح تک اپنے گھروں میں رہے تو لشکر نے صبح ہوتے ہی اُن پر حملہ کر دیا اور ان کو ہلاک کر دیا۔ یہ اس شخص کی مثال ہے جس نے میری پیروی کی اور جو میں اللہ کی طرف سے لایا ہوں اس کی اتباع کی اور مثال اس شخص کی جس نے میری نافرمانی کی اور میں جو حق لے کر آیا ہوں اس کی تکذیب کی۔

۶۸۴۱ — شرح: عریاں کے معنیٰ ہیں برہنہ عرب کی عادت تھی کہ کوئی شخص جب دشمن دیکھتا اور اس سے اپنی قوم کو ڈرانا چاہتا تو کپڑے اُتار کر انہیں سر پر باندھ لیتا تاکہ لوگوں کو دُور سے معلوم ہو جائے کہ حالات خطرناک ہیں۔ صَبَّحَهُمْ کے معنیٰ علی الصبح حملہ کرنے کے ہیں اِجْتَاحَهُمْ کے معنیٰ ان کو ہلاک کر دیا۔

۶۸۴۲ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور آپ کے بعد ابو بکر صدیق کو خلیفہ منتخب کیا گیا اور عرب سے کچھ لوگ کافر ہو گئے تو

وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ بَعْدَهٗ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ كَذَا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ فَقَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ وَقَالَ لِیْ ابْنُ بُكَيْرٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عُقَيْلٍ عَنَاقًا وَهُوَ اَصَحُّ وَرَوَاهُ النَّاسُ عَنَاقًا وَعِقَالًا هٰهُنَا لَا يَجُوْزُ وَعِقَالًا فِیْ حَدِيْثِ الشَّعْبِیِّ مُرْسَلٌ وَكَذَا قَالَ قُتَيْبَةُ

عِقَالًا

تو عمر فاروق نے ابوبکر سے کہا آپ ایسے لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں کافر لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا اِلٰہ اِلا اللہ کہیں جس نے لا اِلٰہ اِلا اللہ کہہ لیا اُس نے اپنا مال اور جان مجھ سے بچا لیا مگر حقِ اسلام باقی ہے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے اور فرمایا اللہ کی قسم میں اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرتا ہے، کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم! اگر انہوں نے مجھ سے ایک رسی روک رکھی۔ جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے روکیں گے تو اس کے روکنے کے باعث اُن سے جنگ کروں گا۔ عمر فاروق نے کہا بخدا! یہ نہیں تھا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے لئے ابوبکر کا سینہ کھول دیا۔

۶۸۴۳ ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ عُیَیْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَیْفَةَ بْنِ بَدْرٍ فَنَزَلَ عَلٰی ابْنِ اَخِیْهِ الْحُرِّ بْنِ قَیْسِ بْنِ حِصْنٍ وَّکَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِیْنَ یُدْنِیْهِمْ عُمَرُ وَکَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ کُهُوْلًا کَانُوْا اَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُیَیْنَةُ لِابْنِ اَخِیْهِ یَا ابْنَ اَخِیْ هَلْ لَکَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِیْرِ فَتَسْتَاْذِنَ لِیْ عَلَیْهِ فَقَالَ سَاَسْتَاْذِنُ لَکَ عَلَیْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَاْذَنَ لِعُیَیْنَةَ فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَاللّٰهِ مَا تُعْطِیْنَا الْجَزْلَ وَمَا تَحْکُمُ بَیْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰی هَمَّ بِاَنْ یَّقَعَ بِهٖ فَقَالَ الْحُرُّ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِیْنَ فَوَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِیْنَ تَلَاهَا عَلَیْهِ وَکَانَ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

ابن بکیر نے کہا عبداللہ نے لیث سے عناق روایت کیا ہے یہی صحیح تر ہے۔ (حدیث ۱۳۲۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں،

۶۸۴۳ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عُیَیْنہ بن حصن بن حُذیفہ بن بدر آئے اور اپنے بھتیجے حُر بن قیس بن حصن کے پاس ٹھہرے حُر اُن لوگوں میں تھے جنہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتے تھے۔ قراء بوڑھے ہوں یا نوجوان عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس کے ساتھی اور مُشیر تھے۔ عُیَیْنہ نے اپنے بھتیجے سے کہا اے میرے بھتیجے عُیَیْنہ تیری اس امیر کے پاس وجاہت ہے کیا میرے لئے

اجازت لے سکتے ہو۔ حُر نے کہا میں عنقریب اجازت طلب کروں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حُر نے عیینہ کے لئے اجازت لی جب وہ داخل ہُوا تو کہا اے خطاب کے بیٹے اللہ کی قسم! تم ہم کو زیادہ عطیے نہیں دیتے ہو اور نہ ہی ہمارے درمیان عدل و انصاف سے فیصلے کرتے ہو۔ عمر فاروق غصہ سے بھر گئے حتیٰ کہ اس کو مارنے کا قصد کیا تو حُر نے نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے معاف کر دیا کرو اور بھلائی کا حکم کرو اور جاہلوں سے پہلو تہی کرو اور یہ شخص جاہلوں میں سے ہے اللہ کی قسم جس وقت حُر نے یہ آیت کریمہ پڑھی انہوں نے اس سے تجاوز نہ کیا اور وہ کتاب پر عمل کرنے والے تھے۔

شرح : اس حدیث کی مطابقت عنوان سے اس طرح ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کتاب اللہ کے پاس وقاف تھے کتاب اللہ کے پاس وقوف کے معنیٰ یہ ہیں کہ کتاب اللہ کے احکام پر عمل کیا کرتے تھے یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی اقتداء کیا کرتے تھے

— ۶۸۴۳

(حدیث ۴۲۲۸ ج : ۶ و ص ۸۶۲ ج : ۶ پر اس کی شرح دیکھیں)

عیینہ بن حسن فزاری

صحابہ کرام میں شمار ہوتے ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں شجاعت، جہالت اور سخت قلب مشہور تھے۔ فتح میں مسلمان ہُوئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ حنین میں حاضر ہُوئے۔ حضور جن لوگوں کی تالیفِ قلب کیا کرتے تھے اُن میں انہیں حصہ دیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ”احمق مطاع“ رکھا یعنی وہ بیوقوف جس کی بات تسلیم کی جائے۔ جب طلیحہ اسدی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے موافق ہوگیا جب مسلمانوں نے مرتدین سے جنگ میں ان پر غلبہ کیا تو طلیحہ بھاگ گیا اور عیینہ قید کر لیا گیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے توبہ کروائی تو تائب ہوگیا۔

حُر بن قیس بن حصن فزاری

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوہ تبوک کے بعد قبیلہ فزارہ کا وفد آیا۔ اُن میں حُر بھی تھے۔ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے رکن اور مقرب تھے۔ یہ عالم اور بہت بڑے عابد تھے۔ اسی لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں اپنا قریبی کیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشیر علماء، قاری، عابد اور نیک خو بوڑھے اور نوجوان تھے۔ تمام نیک سیرت اور اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس کے وقت ان کا کوئی حاجب دربان نہ ہوتا تھا ان کی مجلس میں داخل ہونے کے لئے اجازت حاصل

٦٨٤٤ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَالنَّاسُ قِيَامٌ وَهِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَاءِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللهِ فَقُلْتُ اٰيَةٌ قَالَتْ بِرَأْسِهَا اَيْ نَعَمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ اُرَهُ اِلَّا وَقَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ

کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ البتہ جب تنہا ہوتے اور آرام کا وقت ہوتا اس وقت ان کے پاس جانے کے لئے اجازت لینا پڑتی تھی۔ اس لئے عیینہ کو تنہائی کے وقت میں اجازت لینا پڑی اس نے آتے ہی یا ابن خطاب کہا امیر المؤمنین نہ کہا یہ اس کی سخت قلبی اور اکابر کے منازل اور مقامات کی عدم معرفت تھی۔

حلّ لغات : جزل۔ عظیم عطیہ۔ هَمَّ ان یقع به " اس کو مارنے کا ارادہ کیا وَقَّافًا عندکتاب اللہ کے احکام سے تجاوز نہ کرتے تھے۔

٦٨٤٤ ـــ **ترجمہ** : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہا جس وقت سورج گرہن ہوا تو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جبکہ تمام لوگ کھڑے تھے میں بھی کھڑی ہوگئی اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہوئی تو میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے (کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں)۔ ام المؤمنین نے آسمان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا "سبحان اللہ" میں نے کہا کوئی علامت ہے انہوں نے اپنے سر سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ہاں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کوئی ایسی شئ نہیں جو کہ میں نے دیکھا نہ ہو مگر اس کو میں نے اس مقام میں دیکھا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا ہے۔ مجھے وحی کی گئی ہے کہ تمہارا قبروں میں امتحان ہوگا جو دجال کے فتنہ کے

قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ أَوِ الْمُسْلِمُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا عَلِمْنَا أَنَّكَ مُوقِنٌ وَأَمَّا الْمُنَافِقُ أَوِ الْمُرْتَابُ لَا أَدْرِي أَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ ۔

٦٥٤٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُؤَالُهُمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِأَمْرٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ

قریب ہوگا۔ بہرحال مؤمن یا مسلمان میں نہیں جانتی کہ اسماء نے مومن کہا یا مسلمان کہا وہ کہتا ہے یہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں جو ہمارے پاس معجزات لائے ہم نے قبول کیا اور ایمان لائے پھر اسے کہا جائے گا آرام سے سو رہو ہم جانتے تھے کہ تجھے یقین ہے۔ بہرحال منافق یا شک کرنے والا (فاطمہ بنت منذر نے کہا) میں نہیں جانتی کہ اسماء نے منافق کہا یا مرتاب کہا۔ وہ کہے گا میں نہیں جانتا لوگوں کو میں نے کچھ کہتے سنا تو میں نے بھی کہہ دیا تھا۔

٦٨٤٤ ـــ **شرح** : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ان الفاظ میں ہے کہ محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم معجزات لائے۔ ہم نے قبول کیا اور ایمان لائے۔ مومن وہ ہے جو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنت کی اقتدار کرے۔ (حدیث ۸۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

٦٨٤٥ ـــ **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تک میں تمہیں چھوڑدوں تم مجھے چھوڑے رکھو، کیونکہ تم سے پہلے زیادہ سوال کرنے اور اپنے نبیوں سے اختلاف کرنے کے سبب ہلاک ہوئے جب میں تم کو کسی شئی سے منع کردوں تو رک جاؤ اور جب تمہیں کسی شئی کا حکم دو تو اپنی طاقت کے مطابق وہ بجا لاؤ۔ (یعنی ضرورت کے بغیر کوئی سوال نہ کرو)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَا لَا يَعْنِيهِ وَقَوْلِهِ لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

٦٨٤٦ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ

٦٨٤٥ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منع کریں اس سے اور رکے گا جس کا حکم دیں اس کو وہ کرے گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے گا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث جوامع الکلم اور قواعد اسلام سے ہے یعنی اس میں کلمات جامع ہیں اور اسلام کے اصول ہیں۔ اس میں بہت احکام داخل ہیں ایسے نماز کہ جو اس کے رکن یا شرط پر قادر نہ ہو تو حسب مقدور و استطاعت بجا لائے ایسے ہی وضو، ستر عورت، بعض سورہ فاتحہ کا یاد ہونا۔ رمضان میں اس شخص کو کھانے پینے سے رکنا جو عذر کے باعث روزہ افطار کر دے ایسے بے شمار احکام پر یہ حدیث مشتمل ہے۔

باب کثرت سوال اور غیر مقصد باتیں کرنے کی کراہت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ازیادہ اشیاء سے متعلق سوال نہ کرو اگر تمہارے لیئے ظاہر کی گئیں تو تمہیں برا لگے گا"

٦٨٤٦ — ترجمہ : عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے بہت بڑا مجرم وہ شخص ہے جس نے کسی شئی سے متعلق سوال کیا جو حرام نہ تھی وہ اس کے سوال کرنے کے سبب حرام ہوئی۔

٦٨٤٦ — شرح : عینی نے اپنے دادا استاذ طیبی سے نقل کیا اس حدیث میں مبالغہ کہ اسے عظیم کہا پھر اس کی تفسیر جرم سے کی تاکہ دلالت کرے کہ وہ نفس

٦٨٤٧ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا لَيَالِيَ حَتّٰى اجْتَمَعَ اِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهٗ لَيْلَةً وَظَنُّوْا اَنَّهٗ

جرم ہے یعنی مسلمانوں کے حق میں مجرم وہ شخص ہے جس نے کسی شئی سے متعلق سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہ کی گئی تھی وہ اس کے سوال کرنے سے حرام کی گئی،، ابن بطال نے کہا اس حدیث سے قدریہ نے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ کے افعال معلل بالاغراض ہیں یعنی اللہ کوئی شئی کسی اور شئی کے سبب کرتا ہے دراصل وہ شئی مقدر نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ ہر شئی پر قادر ہے۔ سبب اور مسبَّب پیدا کرنے والا وہی ہے اور ہر شئی اس کے مقدر کرنے سے ہے لیکن یہ حدیث تہدید و تحذیر پر محمول ہے کہ نبیوں سے زیادہ اشیاء کا سوال نہ کرو جس نے سوال کیا اور شئی حرام ہوگئی وہ مجرم ہے کیونکہ بکثرت لوگ اس کے اِس فعل کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اس سے تمام مسلمانوں پر امر سخت ہوجاتا ہے۔ کرمانی نے کہا اشعری امکانِ تعلیل کے منکر نہیں بلکہ وہ وجوب کا انکار کرتے ہیں ہوسکتا ہے کہ کوئی شئی مقدر ہو اس حرمت کا تعلق کسی کا سوال کرنا ہو حالانکہ اس کا فیصلہ پہلے ہوچکا ہے یہ نہیں کہ تحریم کی علّت سوال ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ,, فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ،، اگر تم نہ جانو تو جاننے والوں سے پوچھو۔ امر کا مقتضی وجوب یا استحباب ہے یعنی سوال کرنا واجب یا مستحب ہے۔ بہر حال گناہ کیسے ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی حکم ثابت ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ حلال ہے یا حرام ہے۔ اس وقت علماء سے تحقیق کی جاتی ہے اسی لئے فرمایا فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ الآیۃ اور جو حکم ثابت نہیں اس کے متعلق پوچھنا اس قبیلہ سے ہے جس طرف آیت کریمہ میں اشارہ کیا ہے کہ سوال کرنے سے حرام کی گئی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سوال کرنا گناہ نہیں اگر گناہ ہے تو کبیرہ نہیں اگر کبیرہ ہے تو اکبر الکبائر نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ کسی شئی سے متعلق سوال کرنا کہ وہ مباح شئی کی تحریم کا سبب بن جائے بہت بڑا جرم ہے کیونکہ یہ مسلمانوں کی تنگی کا سبب بن جاتا ہے۔

٦٨٤٧ — ترجمہ: زید بن ثابت سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائی

قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صُنْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ فَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهٖ إِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوبَةَ

٦٨٤٨ — حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ سَلُونِي فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

کا حجرہ بنایا اس میں چند راتیں حضور نے نماز پڑھی" صلی اللہ علیہ وسلم" یہاں تک کہ بہت لوگ جمع ہو گئے پھر انہوں نے ایک رات حضور کی آواز شریف نہ سُنی تو گمان کیا کہ حضور سو گئے ہیں۔ بعض نے کھنکارنا شروع کیا تاکہ آپ ان کے پاس تشریف لائیں (جب باہر تشریف لائے تو فرمایا جو تم کرتے تھے میں دیکھتا رہا ہوں حتی کہ مجھے خوف لاحق ہوا کہ تم پر یہ فرض ہو جائیگا اور اگر تم پر فرض ہو گئی تم اس پر قائم نہ رہ سکو گے۔ اے لوگو! تم گھروں میں نماز پڑھو کیونکہ فرض نماز کے سوا آدمی کی افضل نماز گھر میں ہے۔

٦٨٤٧ — شرح: کرمانی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک جگہ چٹائی کا حجرہ تیار کیا تاکہ اس میں نماز پڑھیں اور لوگ نہ دیکھیں۔ یہ واقعہ رمضان مبارک میں تراویح کی نماز کے متعلق ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عید کی نماز، مسجد میں باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نماز فرض نماز کے حکم میں ہے کیونکہ یہ اسلام کے شعائر سے ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا تحیۃ المسجد اور طواف کی دو رکعتیں گھر میں پڑھنا افضل نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عام سے دلائل خارجیہ سے مخصوص ہیں۔ یہ مسجد میں ہی ادا کرنی افضل ہیں۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کے علاوہ عام مخصوص البعض ہوتا ہے (حدیث ـــ ج ا کی شرح دیکھیں)

٦٨٤٨ — ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند اشیاء سے متعلق سوال پوچھا گیا جن کو حضور نے پسند نہ فرمایا۔ جب لوگوں نے زیادہ سوالات

مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ قَامَ اٰخَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ

اَبِیْ فَقَالَ اَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلٰی شَیْبَةَ فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ مَا بِوَجْهِ

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ

۶۸۴۹ ـــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعٰوِیَةُ

اِلَی الْمُغِیْرَةِ اَكْتُبْ اِلَیَّ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ فَكَتَبَ اِلَیْهِ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ فِیْ

دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ

وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ

وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَكَتَبَ اِلَیْهِ

پوچھنے شروع کر دیئے تو حضور کو غصہ آگیا اور فرمایا مجھ سے پوچھو ایک آدمی کھڑا ہوگیا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر دوسرا کھڑا ہوگیا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ شیبہ کا آزاد کردہ غلام سالم ہے۔ جب عمر فاروق نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر غیظ و غضب دیکھا تو عرض کیا ہم اللہ کے حضور توبہ کرتے ہیں (حدیث ۶۸۴۹ کی شرح دیکھیں)

۶۸۴۹ ـــــ ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ کے مولی ورّاد سے روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ میری طرف لکھ بھیجو جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ مغیرہ نے ان کی طرف لکھ بھیجا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"، یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک اور حمد ہے اور وہ ہر چاہے پر قادر ہے اے اللہ! جس کو

اِنَّهٗ كَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلٍ وَّقَالٍ وَّكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةِ الْمَالِ وَ
كَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقُوْقِ الْاُمَّهَاتِ وَوَاْدِ الْبَنَاتِ وَمَنْعٍ وَّهَاتِ قَالَ
اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ كَانُوْا يَقْتُلُوْنَ بَنَاتِهِمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذٰلِكَ

٦٨٥٠ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ
ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ

٦٨٥١ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
ح وَحَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو عطا کرے اسے کوئی منع نہیں کرسکتا اور جس سے تو منع کرے اسے کوئی عطا نہیں کرسکتا۔ نیز حضور صاحبِ غنا کو اس کی غنا تیری طاعت کے بدلہ نفع نہیں دے سکتی اور اس کی طرف لکھ بھیجا کہ حضور قیل قال (جھگڑا)، سے زیادہ سوال کرنے اور مال ضائع کرنے سے منع فرماتے تھے اور ماؤں کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے اور اور خیر روکنے اور مجھے دے سے منع فرماتے تھے بخاری نے کہا لوگ جاہلیت میں اپنی بیٹیوں کو قتل کر دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے اسکو حرام کیا۔

٦٨٥٠ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے انہوں نے فرمایا ہمیں تکلف کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

٦٨٥٠ — شرح : ابو نعیم نے مستخرج میں ابو مسلم کے طریق سے سلیمان بن حرب شیخ بخاری کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے اُن پر جو قمیص تھی اس کی پشت پر چار پیوند تھے۔ انہوں نے "وَفَاكِهَةً وَّاَبًّا"، پڑھا اور فرمایا اس فاکھہ کو تو ہم نے پہچان ہے۔ اَبّ کیا شئے ہے۔ پھر فرمایا ٹھہرو ہم تکلف کرنے سے منع کئے گئے ہیں۔ امام بخاری کا اس باب میں یہ حدیث ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ صحابی کا قول "اُمِرْنَا وَنُهِيْنَا"، مرفوع حدیث کے حکم میں ہے اگرچہ اس کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مذکور نہ ہوں۔ اس لئے وہاں لفظ نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ" ہر

(حدیث ۶۸۴۸ اور ۶۸۵۱ ...)

خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا اُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَا تَسْأَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا قَالَ اَنَسٌ فَاَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَاَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِيْ قَالَ اَنَسٌ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ اَيْنَ مَدْخَلِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ النَّارُ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ اَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ قَالَ ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَقُوْلَ سَلُوْنِيْ سَلُوْنِيْ قَالَ فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا قَالَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ

اقتصار کیا اور باقی قصہ حذف کر دیا۔

٦٨٥١

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جس وقت سورج ڈھلا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھنے لگے جب سلام پھیرا تو منبر شریف پر کھڑے ہو کر قیامت کو ذکر کیا اور یہ بھی ذکر کیا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے امور ہیں پھر فرمایا جو کوئی کسی شئ سے متعلق پوچھنا چاہتا ہے وہ پوچھے اللہ کی قسم تم مجھ سے کسی شئ سے متعلق نہ پوچھو گے مگر میں جب تک اس مقام میں ہوں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ انس نے کہا لوگ بہت زیادہ رونے لگے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت فرمارہے تھے۔ پوچھو، حضرت انس نے کہا ایک آدمی آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے داخل ہونے کا مکان کیا ہے فرمایا دوزخ ہے پھر عبد اللہ بن حذافہ کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا حذافہ، پھر بار بار فرماتے رہے مجھ سے پوچھو پھر عمر فاروق گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور

ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِیْ عُرْضِ ھٰذَا الْحَائِطِ وَاَنَا اُصَلِّیْ فَلَمْ اَرَ کَالْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ

۶۸۵۲ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحُ ابْنُ عُبَادَۃَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُوْسٰی بْنُ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مٰلِکٍ قَالَ رَجُلٌ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْکَ فُلَانٌ وَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ الاٰیۃ

۶۸۵۳ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مٰلِکٍ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَنْ یَّبْرَحَ النَّاسُ یَتَسَاءَلُوْنَ ھٰذَا اللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰہَ

کہا ہم اللہ سے اس کے رب ہونے سے راضی ہیں اور اسلام سے دین ہونے سے راضی ہیں اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے راضی ہیں پھر جس وقت عمر فاروق نے یہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میرے سامنے ابھی ابھی جنت اور دوزخ اس دیوار کے عرض میں پیش کی گئی جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ میں آج کے دن کی طرح خیر و شر میں کوئی شئی نہیں دیکھی "

۶۸۵۱ — شرح: جس شخص نے یہ پوچھا کہ میرے داخل ہونے کی جگہ کیا ہے وہ منافق تھا۔ انصار اس لئے زیادہ رو رہے تھے کہ انہوں نے قیامت سے پہلے ہولناک امور سُنے تھے۔ (حدیث ج ۱ ص ۵۱۷ کی شرح دیکھیں)

۶۸۵۲ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نے کہا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ کون ہے۔ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے اور یہ آیت کریمہ "اے ایمان والو اشیاء کے متعلق سوال نہ کیا کرو،،

۶۸۵۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْاَلُوْهُ لَا يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقَامُوْا اِلَيْهِ فَقَالُوْا يَا اَبَا الْقٰسِمِ اَخْبِرْنَا عَنِ الرُّوْحِ فَقَامَ سَاعَةً يَنْظُرُ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَتَاَخَّرْتُ عَنْهُ حَتّٰى صَعِدَ الْوَحْيُ ثُمَّ قَالَ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ

۶۸۵۳ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ ہمیشہ یہ سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ کہیں گے اللہ ہر شئی کا خالق ہے اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے۔"

۶۸۵۳ — شرح: اللہ تعالیٰ کا غیر مخلوق ہونا بدیہی ہے یا نظری ہے جو بدیہی کے بہت قریب ہے۔ اس کے متعلق سوال کرنا تعنّت ہے ورنہ یہ اذعان کرنا ضروری ہے کہ کسی ایسی ذات پر تسلسل کا انقطاع ضروری ہے جو خالق ہے مخلوق نہیں، وہ اللہ ہے۔ قولہ ھٰذا، یہ مفعول ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ "حتّٰی یَقُوْلُوْا ھٰذَا الْقَوْلَ"، یہاں تک کہ یہ بات کہیں گے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ھٰذا مبتدا محذوف الخبر ہو۔ اور وہ ھٰذَا الْاَمْرَ قَدْ عُلِمَ، یعنی یہ امر پہچانا گیا ہے۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ھٰذا مبتدا اللہ خبر ہو اور خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ مبتداء محذوف کی خبر ہو یعنی ھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ" وہ ہر شئی کا خالق ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ ھٰذا مبتداء ہو اور اللہ اس کا عطف بیان ہو اور خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ "اس کی خبر ہو۔ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جب کوئی یہ سنے تو سورۂ اخلاص پڑھنا شروع کر دے۔

۶۸۵۴ — ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ

بَابُ الْاِقْتِدَاءِ بِاَفْعَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۵۵ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهٗ وَقَالَ اِنِّيْ لَنْ اَلْبَسَهٗ اَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ

کے ایک کھیت میں تھے اور حضور کھجور کی شاخ پر تکیہ کئے ہوئے تھے آپ یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے اُن میں سے بعض نے کہا اِن سے روح کے متعلق سوال کرو۔ بعض نے کہا اُن سے کچھ نہ پوچھو تم کو وہ نہ سنائیں جسے تم پسند نہ کرو وہ حضور کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ابا القاسم! ہمیں روح کی خبر دیں آپ کچھ دیر کھڑے دیکھتے رہے میں نے پہچانا کہ آپ کو وحی کی جا رہی ہے میں آپ سے پیچھے ہٹ گیا یہاں تک کہ وحی چلا گیا پھر فرمایا یہ لوگ تم سے روح سے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیں روح میرے رب کا امر ہے (حدیث ۱۲۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں اور جلد ۷ ص ۱۶۷ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ کی تفسیر دیکھیں۔ حل لغات : حرث ،، کھیتی۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی پیروی کرنا

۶۸۵۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی پھر اس کو پھینک دیا اور فرمایا میں اس کو کبھی نہ پہنوں گا، پھر لوگوں نے بھی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ (حدیث ۶۳۸۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالتَّنَازُعِ وَالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ وَالْبِدَعِ لِقَوْلِهٖ يَآ اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۶۸۵۶ ـــــ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوَاصِلُوْا قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ قَالَ فَوَاصَلَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَيْنِ اَوْ لَيْلَتَيْنِ ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَاَخَّرَ الْهِلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ

باب علم میں تشدّد کرنا (حد سے بڑھنا) اور اس میں جھگڑا کرنا اور دین میں غلوّ اور بدعت کی کراہت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے اہلِ کتاب اپنے دین میں غلوّ نہ کرو اور حق کے سوا اللہ پر کچھ نہ کہو ''

'' علم میں تعمق وتشدّد یعنی حد سے بڑھ جانا مکروہ ہے ایسے ہی جب دلیل کی وضاحت نہ ہو تو حکم میں جھگڑا کرنا مکروہ ہے غُلُوّ کے معنیٰ حدّ سے تجاوز کرنا ہے۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اِیَّاکُمْ وَالْغُلُوَّ فِی الدِّیْن '' (الحدیث) اپنے آپ کو دین میں غلوّ سے بچاؤ جن لوگوں نے دین میں غُلُوّ کیا وہ ہلاک ہوگئے جیسے ربوبیت میں بحث وتمحیص کرتے حتیّ کہ شیطان دخل اندازی کرتے اور حق سمجھنے سے باہر ہو جاتے

[illegible]

۱ ۴۸۵۷ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ خَطَبَنَا عَلِيٌّ عَلٰى مِنْبَرٍ مِّنْ اٰجُرٍّ وَّعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيْهِ صَحِيْفَةٌ مُّعَلَّقَةٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُّقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيْهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَإِذَا فِيْهَا اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مِّنْ عَيْرٍ إِلٰى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيْهِ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَسْعٰى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ

۴۸۵۶ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پے در پے روزے نہ رکھو۔ لوگوں نے کہا آپ تو پے در پے روزے رکھتے ہیں، فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں رات بسر کرتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ لوگ پے در پے روزہ رکھنے سے نہ رُکے۔ ابوہریرہ نے کہا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ساتھ پے در پے دو روزے رکھے پھر لوگوں نے چاند دیکھ لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاند نظر نہ آتا تو میں اور زیادہ روزے رکھتا جیسے ان کو زجر اور تنبیہ فرما رہے۔

۴۸۵۶ — شرح: قولہ یطعمنی ویسقین الخ اطعام سے اس کا لازم یعنی تقویت مراد ہے یا جنّت کا طعام مراد ہے اس سے روزہ افطار نہیں ہوتا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور کی مخالفت نہ کی تھی بلکہ اُن کا خیال تھا کہ پے در پے روزے رکھتے حرام نہیں۔

حل لغات: منکل، عذاب دینا۔ (حدیث ۱۸۴۲ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

۴۸۵۷ — ترجمہ: ابراہیم تیمی نے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا وَّاِذَا فِيْهَا وَمَنْ وَالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ
فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا
وَّلَا عَدْلًا ۶۸۵۸ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا
اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ
قَالَتْ عَائِشَةُ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا تَرَخَّصَ فِيْهِ وَتَنَزَّهَ

نے اینٹوں کے منبر پر خطبہ پڑھا آپ کے پاس تلوار تھی جس کے ساتھ صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا بخدا! ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں صرف اللہ کی کتاب ہے جو اس صحیفہ میں ہے پھر اسے کھولا تو اس میں اونٹوں کی عمریں لکھی تھیں (جو دیت میں دیتے ہیں) اور اس میں یہ بھی تھا۔ مدینہ منورہ عیر سے فلاں جگہ تک حرم ہے جس نے اس میں کوئی نیا کام شروع کیا اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی فرض اور نفل عبادت قبول نہیں کرے گا اس میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کا عہد واحد ہے ان میں ادنیٰ شخص بھی پورا کرنے میں سعی کرے جس نے کسی مسلمان کے عہد کو توڑا۔ اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی فرض اور نفل عبادت قبول نہ کرے گا اس میں یہ بھی تھا جس نے اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر کسی قوم سے موالات کی اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرض اور نفل عبادت قبول نہ کرے گا۔

۶۸۵۷ — شرح: یعنی مسلمان کا کافر کو امان دینا صحیح ہے اور تمام مسلمان ایک جان ہیں لہٰذا ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان غلام ہو یا عورت وغیرہ کا کافر کو امان دینا درست ہے اور جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے سوا کسی اور طرف کی یا آزاد شدہ غلام نے اپنی نسبت آزاد کرنے والے کے غیر کی طرف کی اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، کیونکہ اس میں کفرانِ نعمت اور وارث و ولائت کے حقوق کی رضاعت اور قطع رحمی ہے اور لفظ "بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ" حکم کی قید نہیں یہ صرف اس لئے ذکر کیا کہ غالباً ایسے لوگ بدونِ اجازت ہی کرتے ہیں؛ ورنہ اجازت کے ساتھ بھی مذکور نسبت جائز نہیں۔

(حدیث ۱۷۵۱ ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

حل لغات: اُجر، اینٹیں۔ صرف فرض عبادت۔ عدل نفل عبادت۔ الذمہ۔ عہد و امان۔

عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ اَصْنَعُهُ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً

۶۸۵۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيِّرَانِ اَنْ يَهْلِكَا اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ لَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفْدُ بَنِيْ تَمِيْمٍ اَشَارَ اَحَدُهُمَا بِالْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ اَخِيْ بَنِيْ مُجَاشِعٍ وَاَشَارَ الْاٰخَرُ بِغَيْرِهٖ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ اِنَّمَا اَرَدْتَ خِلَافِيْ فَقَالَ عُمَرُ مَا اَرَدْتُ

۶۸۵۸ — ترجمہ: مسروق نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو اس میں رخصت دے دی۔ بعض لوگوں نے اس سے احتراز کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو حضور نے اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا اُن لوگوں کا حال کیسا ہے جو اس شئی سے پرہیز کرتے ہیں جسے میں کرتا ہوں اللہ کی قسم! میں اُن تمام سے اللہ کو زیادہ جانتا ہوں اور اُن سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔

۶۸۵۸ — شرح: یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیا اور لوگوں کو اس میں رخصت دے دی کہ وہ نہ کریں۔ یعنی اس میں آسانی کر دی جیسے رمضان مبارک کے علاوہ بعض دنوں میں روزہ افطار کرنا اور بعض دنوں میں روزہ رکھنا لیکن بعض لوگوں نے پرہیز کرتے ہوئے رخصت نہ چاہی اور پے درپے روزے رکھتے رہے اور بیویوں سے دور رہنا پسند کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ جو کام میں نے کیا ہے اور انہیں رخصت دی ہے وہ یہ اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک یہ ان کے لئے افضل ہے؟ یہ گمان درست نہیں کیونکہ اُن تمام سے افضل کو جانتا ہوں اور عمل میں اُن سے بہتر ہوں یعنی مجھ میں قوت علمیہ اور قوت عملیہ اُن سے زیادہ ہے (حدیث ۱۷۵۱ ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى قَوْلِهٖ عَظِيْمٌ وَقَالَ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذٰلِكَ عَنْ اَبِيْهِ يَعْنِيْ اَبَا بَكْرٍ اِذَا حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيْثٍ حَدَّثَهٗ كَاَخِي السِّرَارِ لَمْ يُسْمِعْهُ حَتّٰى يَسْتَفْهِمَهٗ

۶۸۵۹ — ترجمہ : ابن ابی مُلیکہ نے کہا قریب تھا کہ دو بہتر آدمی ابوبکر اور عمر ہلاک ہوجاتے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی تمیم کا وفد آیا اُن میں سے ایک (عمر فاروق) نے اقرع بن حابس تمیمی حنظلی کا مشورہ دیا کہ اس کو امیر بنایا جائے اور دوسرے (ابوبکر صدیق) نے اس کے غیر کی طرف اشارہ کیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے کہا تم میری مخالفت ہی کرتے ہو۔ عمر فاروق نے کہا میری خواہش آپ کی مخالفت نہیں (اس گفتگو میں) ان کی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلند ہوگئیں تو یہ آیت کریمہ "اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کریم "صلی اللہ علیہ وسلم" کی آواز سے بلند نہ کرو" "عظیم تک" نازل ہوئی۔ ابن ابی مُلیکہ نے کہا ابن زبیر نے کہا اس کے بعد عمر فاروق، عبد اللہ بن زبیر نے یہ اپنے جدّ امجد ابوبکر صدیق سے ذکر نہیں کیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی کلام کرتے تو ایسے بات کرتے جیسے کوئی راز بیان کرتے ہیں۔ حضور کو نہ سُنا سکتے یہاں تک کہ حضور اُن سے پوچھتے (کہ کیا کہا ہے)

۶۸۵۹ — شرح : حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا یہ تنازع سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہُوا جبکہ عمر فاروق نے کہا اقرع بن حابس حنظلی جو بنی مجاشع میں سے ہے کو امیر بنایا جائے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا قعقاع بن معبد بن زرارہ تمیمی کو امیر بنایا جائے جو بنی تمیم کا وفد تھا اور وہ دونوں امیر بننا چاہتے تھے۔

اس تولیت کے اختیار میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما میں تنازع ہوگیا اور ان کی آواز بلند ہوگئیں تو مذکورہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حل لغات : سرار بھید۔ اخی السرار، رازدان

٦٨٦٠ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ هِشَامِ
ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ
قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْ
عُمَرَ فَلْيُصَلِّ فَقَالَ مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ
لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ
فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا
أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكِ
خَيْرًا ٦٨٦١ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ
جَاءَ عُوَيْمِرٌ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا

٦٨٦٠ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض میں فرمایا ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب ابوبکر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب وہ لوگوں کو نہیں سنا سکیں گے آپ عمر کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں فرمایا ابوبکر کو کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ام المؤمنین عائشہؓ نے کہا میں نے حفصہ سے کہا تم کہو کہ جب ابوبکر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب وہ لوگوں کو نہیں سنا سکیں گے آپ عمر کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ام المؤمنین حفصہؓ نے یہی عرض کر دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا تم یوسف کی ساتھناں ہو ابوبکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ام المؤمنین حفصہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے

فَيَقْتُلُهُ اَتَقْتُلُوْنَهُ بِهِ سَلْ لِيْ يَا عَاصِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَسَاَلَهُ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا فَرَجَعَ عَاصِمٌ
فَاَخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللّٰهِ
لَاٰتِيَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ خَلْفَ عَاصِمٍ
فَقَالَ لَهُ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكُمْ قُرْاٰنًا فَدَعَاهُمَا فَتَقَدَّمَا فَتَلَاعَنَا ثُمَّ قَالَ
عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَاْمُرْهُ
النَّبِيُّ بِفِرَاقِهَا فَجَرَتِ السُّنَّةُ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْهَا فَاِنْ جَاءَتْ بِهِ اَحْمَرَ قَصِيْرًا مِثْلَ وَحَرَةٍ فَلَا
اَرَاهُ اِلَّا وَقَدْ كَذَبَ وَاِنْ جَاءَتْ بِهِ اَسْحَمَ اَعْيَنَ ذَا اَلْيَتَيْنِ فَلَا
اَحْسِبُ اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْاَمْرِ الْمَكْرُوْهِ

میں نے تم سے کبھی بھلائی نہیں پائی۔ (حدیث ۶۴۹ - ۶۵۰ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۶۱ — ترجمہ: سہل بن سعد ساعدی نے کہا عُوَیمر عجلانی عاصم بن عدی کے پاس آئے اور کہا مجھے ایک آدمی کی خبر دو کہ وہ کسی آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ پائے اور اس کو قتل کر دے تو کیا تم اس کا بدلہ اسے قتل کرو گے؟ اے عاصم تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ عاصم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسائل کو مکروہ جانا اور معیوب سمجھا۔ عاصم واپس چلے گئے اور عُوَیمر کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سوالات کو اچھا نہیں سمجھا۔ عُوَیمر نے کہا۔ اللہ کی قسم! میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا ہوں۔ وہ آئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عاصم کے جانے کے بعد قرآن نازل فرما دیا تھا۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں قرآن نازل کیا اور ان دونوں (میاں بیوی) کو بلایا وہ دونوں آئے اور لعان کیا پھر عُوَیمر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا ہوگا؛

۶۸۶۲ــ **حَدَّثَنَا** عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ النَّصْرِيُّ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ ذٰلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى مَالِكٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَاءُ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمٰنَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا قَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبَّا فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمٰنُ وَأَصْحَابُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کو جدا کر دیا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جدا کرنے کا حکم نہ فرمایا تھا۔ پھر لعان کرنے والوں کا یہی طریقہ جاری ہوگیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو دیکھو اگر اس نے چھوٹے قد والا سرخ رنگ بچہ جنم دیا۔ جیسے زمین کا کیڑا ہوتا ہے تو میں عویمر جھوٹا خیال کروں گا اور اگر اس نے کالا موٹی آنکھوں والا اور موٹے سرینوں والا بچہ جنا تو میں اس کو یہی خیال کروں گا کہ اس نے عورت کے متعلق سچ کہا ہے، چنانچہ اس نے مکروہ حالت پر بچہ جنا (حدیث ۵۷۹۷ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

حلّ لغات : وحرہ سرخ رنگ کا چھوٹا سا جانور ہے۔ کھانے میں گر کر اس کو خراب کر دیتا ہے۔ اسحم سیاہ رنگ۔ اَعْيَنَ، کشادہ چشم، ذاالیتین، موٹے موٹے سرینوں والا۔

۶۸۶۲ــ ترجمہ : محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے حدیث سے ذکر کیا کہ میں مالک کے پاس گیا اور اُن سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا میں چلا یہاں تک کہ عمر فاروق کے

قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَفْسَهٗ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ اَنْشُدُ
كُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ
قَالَا نَعَمْ قَالَ عُمَرُ فَاِنِّیْ مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهٗ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا الْمَالَ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهٖ اَحَدًا غَيْرَهٗ قَالَ اللّٰهُ مَآ اَفَآءَ
اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ الْاٰيَةَ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً
لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا
اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ وَقَدْ اَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا
الْمَالُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ
مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَاْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ النَّبِيُّ
بِذٰلِكَ حَيٰوتَهٗ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ قَالُوْا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ

پاس پہنچا اُن دربان یَرْفَاؔ اُن کے پاس آیا اور کہا کیا آپ عثمان غنی، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ فرمایا ہاں (اجازت ہے) وہ اندر آئے اور سلام کہہ کر بیٹھ گئے پھر اُس نے کہا کیا علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو اندر آنے کی اجازت ہے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دونوں کو داخل ہونے کی اجازت دیدی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یا امیر المؤمنین میرے اور اس ظالم کے درمیان فیصلہ کردیں پھر وہ دونوں آپس میں الجھ گئے اور ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہا۔ حضرت عثمان اور ان کے ساتھیوں نے کہا یا امیر المؤمنین ان کے درمیان فیصلہ کردیجئے اور ایک کو دوسرے سے راحت پہنچائیں۔ عمر فاروق نے فرمایا تھوڑا سا صبر کرو میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کریمہ مراد لی تھی۔ اُن حضرات نے کہا حضور نے یہ فرمایا ہے پھر

لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى
اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا اَبُوْبَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمَا حِيْنَئِذٍ فَاَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ تَزْعُمَانِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ
فِيْهَا كَذَا وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّهُ فِيْهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى
اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ
فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ اَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا عَلٰى كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَاَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ
جِئْتَنِيْ تَسْاَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ وَاَتَانِيْ هٰذَا يَسْاَلُنِيْ
نَصِيْبَ امْرَاَتِهٖ مِنْ اَبِيْهَا فَقُلْتُ اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا حَتّٰى اَنَّ

عمر فاروق حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں! عمر فاروق نے فرمایا میں تمہیں اس امر کی خبر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال سے ایک شئ کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا جو آپ کے سوا کسی کو نہ دی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو فئی اللہ نے ان میں سے اپنے رسول کو دی پس تم نے اس پر گھوڑے اونٹ نہیں دوڑائے ،، یہ آیت کریمہ خالصاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی۔ بخدا! پھر یہ مال تمہارے سوا محفوظ نہیں کیا اور نہ ہی تم پر اس مال میں کسی کو ترجیح دی۔ وہ حضور نے تم کو دیا اور تم ہی میں تقسیم کر دیا۔ یہاں تک اس مال سے یہ باقی بچ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے لئے اس مال سے ایک سال کا خرچہ رکھ لیتے اور باقی مال پکڑ کر اللہ کے مال کی طرح خرچ کر دیتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر اسی پر عمل کیا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ

عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهٗ تَعْمَلَانِ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيْهِ اَبُوْبَكْرٍ وَّبِمَا عَمِلْتُ فِيْهَا مُنْذُ وُلِّيْتُهَا وَاِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِيْ فِيْهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعْهَا اِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَاَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ فَقَالَ اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا اِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ اَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَالَّذِيْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِيْ فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَاِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا اِلَيَّ فَاَنَا اَكْفِيْكُمَاهَا

نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں اور اس مال کو ابوبکر نے اپنے قبضہ میں لے کر اس میں وہی عمل کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا تھا اور تم دونوں اس وقت موجود تھے اور حضرت علی اور عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تم دونوں یہ گمان کرتے تھے کہ ابوبکر نے ان اموال میں ایسا ایسا کیا۔ اللہ جانتا ہے کہ وہ ان حالوں میں سچے تھے نیک تھے۔ راستی پر تھے، حق کے تابع تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو وفات دی تو میں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کا ولی ہوں۔ میں نے ان اموال کو دو سال اپنے قبضہ میں رکھا اور ان میں وہی عمل کرتا رہا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کرتے رہے۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تمہاری بات ایک ہی تھی اور تمہارا کام بھی ایک ہی تھا (اے عباس) آپ میرے پاس آئے اپنے بھتیجے کی جانب سے اپنا حصہ مانگتے اور یہ میرے پاس آئے یہ اپنی بیوی کا ان کے والد کی طرف سے حصہ مانگتے تھے۔ تو میں نے کہا تھا اگر تم چاہتے ہو تو میں یہ تمہیں دے دیتا ہوں اور تم پر اللہ کا عہد اور وعدہ ہے کہ ان میں وہ عمل کرو گے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کیا ہے، ورنہ ان کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرو تو تم نے کہا اس شرط پر یہ مال ہمارے حوالہ کر دیں تو میں نے اس شرط پر تمہیں دے دیئے میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں نے اس شرط پر تمہیں دیا تھا؟ انہوں نے

بَابُ اِثْمِ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا رَوَاهُ عَلِيٌّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۶۳ــــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ

کہا جی ہاں! عمر فاروق نے کہا کیا تم مجھ سے اس کے سوا فیصلہ طلب کرتے ہو اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔ ان اموال میں اس کے سوا میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے۔ اگر تم اِن میں عمل کرنے سے عاجز ہوگئے ہو تو یہ میرے حوالہ کردو میں تمہاری طرف سے اِن اموال کے انتظام کی کفائت کرتا ہوں۔

۶۸۶۳ ــــ شرح : حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی کے حقیقی چچا تھے اور بھتیجہ اپنے بیٹے کی طرح ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے اگر حضرت علی کو ظالم کہا تو اس میں حرج نہیں اور کسی کے لئے ایسا کہنا جائز نہیں۔ نیز یہ ایسا کلمہ ہے کہ اس سے حقیقی معنی مراد نہیں، کیونکہ ظلم کے معنیٰ ہیں۔ ایک شئ کو اس کے محل کے غیر میں رکھنا یہ مباح خصلت کو شامل ہے جو عرف میں اس کے لائق نہ ہو اور یہ محال ہے کہ معاذاللہ حضرت علی ظالم ہوں؛ لہٰذا اس کی تاویل کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زجر کے طور پر یہ کہا تھا اور یہ وضاحت کرنا چاہتے تھے کہ میں اپنے کلام میں غلطی نہیں کرتا ہوں۔ اسی لئے موجود حضرات کرام اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم نے اس کو بُرا نہ سمجھا؛ حالانکہ منکر شئ کو وہ بہت بُرا جانتے تھے۔ انہوں نے حال کے قرینہ سے سمجھا تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مراد ظالم کا حقیقی معنیٰ نہ تھا۔ قولہ کذا وکذا یعنی وہ حق پر نہ تھے اور نہ حق کام کرتے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں ایسا اعتقاد کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عباس وعلی رضی اللہ عنہما نے "لَا نُوْرَثُ" کی حدیث ان تک نہ پہنچی تھی۔ اپنے اجتہاد سے ایسی بات کہی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے اس سے رجوع کرلیا تھا اور یہ اعتقاد کرلیا تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حق پر ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں اس میں کوئی تغییر اور تبدیلی نہ کی تھی۔ (حدیث ۲۸۸۵ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

حل لغات : استبّا، آپس میں سخت کلام کیا۔ اِتَّئِدُوْا، ٹھہرو اور صبر کرو۔ استاثر، ترجیح دی۔ بثّھا، تقسیم کردیا۔

قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا اِلٰى كَذَا لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ قَالَ عَاصِمٌ فَاَخْبَرَنِيْ مُوْسٰى بْنُ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّاْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ

باب اس کو گناہ جو بدعتی کو پناہ دے

۶۸۶۴ —— ترجمہ : عاصم نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو حرم بنایا ہے۔ انس نے کہا جی ہاں یہاں سے وہاں تک اس کے درخت نہ کاٹے جائیں جس نے اس میں کوئی بدعت جاری کی اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ عاصم نے کہا مجھے موسیٰ بن انس نے کہا یا بدعتی کو پناہ دی۔

(حدیث ۱۷۴۸ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

باب رائے کی مذمت اور قیاس کے تکلف میں جو مذکور ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور اس کا پیچھا نہ کر جس کا تجھے علم نہیں

رائے اور قیاس ایک ہی شی ہیں۔ اس جگہ رائے اور قیاس سے وہ مراد ہے جو کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع سے مستنبط نہ ہو جاہل لوگ اپنی طرف سے کہہ دیتے ہیں یہ مذموم ہے اور جو قیاس ان اصولوں سے مستنبط ہو وہ مذموم نہیں یہ چوتھا اصل ہے جو پہلے تین اصول سے مستنبط ہے۔ قیاس مامور بہ ہے کیونکہ یہ اعتبار ہے اور اعتبار مامور بہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ"، لہٰذا

۶۸۶۴ ـــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ وَغَيْرُهٗ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوْهُ انْتِزَاعًا وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهٗ عَنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ فَيَبْقَى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ فَيَضِلُّوْنَ وَيُضِلُّوْنَ فَحَدَّثْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّ بَعْدُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي انْطَلِقْ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ فَاسْتَثْبِتْ لِي مِنْهُ الَّذِي حَدَّثْتَنِي عَنْهُ فَجِئْتُهٗ فَسَأَلْتُهٗ فَحَدَّثَنِي بِهٖ كَنَحْوِ مَا حَدَّثَنِي فَأَتَيْتُ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا فَعَجِبَتْ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو ـــــ

قیاس مامور بہ ہے اور حجت و دلیل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بیہقی نے مجاہد کے طریق سے حضرت عمر فاروق سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا اصحاب رائے سے بچو وہ سنتوں کے دشمن ہیں ان کو احادیث نے مستغنی کر دیا ہے وہ انہیں یاد کریں لیکن انہوں نے رائے سے کام لیا خود گمراہ ہو گئے اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وہ رائے ہے جو کتاب وسنت سے مستنبط نہ ہو نص کے ہوتے ہوئے رائے سے کام لینا گمراہی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ"۔ وہ بات مت کرو جس کا تجھے علم نہ ہو۔ بظاہر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیاس ممنوع ہے اس کا جواب یہ ہے کہ "فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ" اور دیگر آیات سے یہ منسوخ ہے۔

۶۸۶۴ ـــــ ترجمہ: عروہ سے روایت ہے انہوں نے کہا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے حج کیا اس حال میں وہ ہمارے پاس سے گزرے تو میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ تم کو علم دینے کے بعد علم نہیں اٹھائے گا لیکن

۶۸۶۵ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ هَلْ شَهِدْتَ صِفِّيْنَ قَالَ نَعَمْ فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ ح وَحَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ يَوْمَ أَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهٗ وَمَا وَضَعْنَا سُيُوْفَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا إِلٰى أَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلٰى أَمْرٍ نَعْرِفُهٗ غَيْرَ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ وَقَالَ أَبُوْ وَائِلٍ شَهِدْتُ صِفِّيْنَ وَبِئْسَتْ صِفُّوْنُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ اتَّهِمُوْا رَأْيَكُمْ يَقُوْلُ مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ كِتَابٌ وَلَا سُنَّةٌ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ أَنْ يُفْتِيَ

اُن سے علماء کو علم سمیت قبض کرنے کے ساتھ علم اُٹھائے گا اور جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے وہ فتویٰ پوچھیں گے تو ان کو وہ اپنی رائے سے جواب دیں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے میں نے یہ حدیث ام المؤمنین زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ... کی پھر اس کے بعد عبداللہ بن عمرو نے حج کیا تو ام المؤمنین نے فرمایا اے میرے بھانجے عبداللہ بن عمرو کے پاس جاؤ تم نے جو حدیث مجھ سے بیان کی تھی اس کا ثبوت طلب کرو میں اُن کے پاس آیا اور اُن سے پوچھا تو اُنہوں نے مجھ سے اسی طرح حدیث بیان کی جیسے مجھے عبداللہ بن عمرو نے بتائی تھی میں ام المؤمنین کے پاس آیا اور انہیں خبر دی تو انہوں نے تعجب کیا اور کہا بخدا! عبداللہ بن عمرو نے حدیث یاد رکھی ہے (حدیث ۹۹ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۶۵ ـ ترجمہ : سہل بن حنیف نے کہا اے لوگو تم اپنے دین پر اپنی رائے کو کمزور جانو میں نے اپنے آپ کو ابو جندل کے روز اگر مجھے طاقت ہوتی کہ میں جناب رسول اللہ

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتَّى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ لِقَوْلِهِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ وَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوحِ فَسَكَتَ حَتَّى نَزَلَتْ

صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم رد کر سکتا تو ضرور رد کر دیتا ہم نے اپنی تلواریں اپنے کندھوں پر تلواریں کسی کام کے لئے نہ رکھتے جو ہم کو گھبراہٹ میں ڈالتا مگر وہ آسانی اور آسان امر تک پہنچاتیں جسے ہم بہتر جانتے تھے سوا اس امر کے جس میں اب ہیں۔ ابو وائل نے کہا میں صفین میں حاضر ہوا۔ صفین بہت برا تھا"

۶۸۶۶ شرح : صفین کی جنگ میں سہل کو لڑائی میں تقصیر کرنے سے متہم کیا جاتا تھا اس لئے انہوں نے کہا تم اپنی رائے کو متہم کرو کیونکہ میں ضرورت سے تقصیر نہیں کرتا ہوں جیسے حدیبیہ کے روز میں نے تقصیر نہیں کی تھی، کیونکہ اس روز میں نے اپنی حالت دیکھی تھی کہ اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنے پر قادر ہوتا تو سخت جنگ کرتا جس کی مثال نہ ہوتی میں آج مسلمانوں کی مصلحت کے لئے توقف کرتا ہوں اور جنگ صفین میں شریک نہیں ہوتا۔ بعض شراح نے اِتَّهِمُوا رَأْيَكُم "کے یہ معنی ذکر کئے ہیں کہ دین کے امر میں محض رائے پر عمل نہ کرو جو دین کے کسی اصول کی طرف منسوب نہ ہو۔ صفین بکسر الصاد وتشدید الفاء وسکون الیا شام اور عراق کے درمیان دریا کے کنارے ایک مقام ہے جہاں حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما میں عظیم جنگ ہوئی تھی۔ جس میں ہزاروں صحابہ کرام شہید ہوئے تھے۔ اس جنگ میں سہل بن حنیف شریک نہیں ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا تم نے اچھا نہیں کیا اس لئے سہل نے کہا صفین کی جنگ میں شریک نہ ہونا تقصیر نہیں کیونکہ میں لڑائی سے خوفزدہ نہیں ہوں، چنانچہ یوم ابی جندل یعنی حدیبیہ میں اگر ہم حضور کے حکم کی مخالفت پر قادر ہوتے تو بڑی جرأت کر سکتے تھے" اس کی مختصر سی تفصیل یہ ہے۔

چھ ہجری کے رمضان مبارک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کی جانب ہدی لے کر نکلے اور عمرہ کا احرام باندھا تاکہ مکہ والوں کو معلوم ہو جائے کہ ہم لڑنے نہیں آئے جبکہ آپ کے ہمراہ مہاجرین اور انصار کی کثیر تعداد تھی۔ ہدی ستر اونٹ تھے اور لوگ سات سو تھے ہر دس کے لئے ایک اونٹ تھا جب قریش کو خبر پہنچی تو وہ مقابلہ کے لئے نکلے اور ذی طوی مقام میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے اللہ سے عہد کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں

داخل نہونے دیں گے پھر بُدَیل بن ورقاء قبیلہ خزاعہ کے لوگوں کو ساتھ لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور سے پوچھا کہ آپ کس لئے مکہ آئے ہیں؟ حضور نے فرمایا ہم جنگ کرنے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کرنے آئے ہیں، چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور قریش کو بتایا کہ وہ جنگ کرنے نہیں آئے اس کے بعد قریش اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کافی مراسلات ہوتے رہے حتیٰ کہ آخر میں قریش نے سہیل بن عمرو کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مصالحت کے لئے بھیجا کہ اس سال آپ واپس چلے جائیں اور کثیر گفتگو کے بعد اس شرط پر صلح ہوئی کہ دس برس جنگ نہیں کریں گے اور قریش کا کوئی شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مدینہ منورہ آجائے تو اسے واپس کیا جائے گا۔ اور جو مسلمان مکہ مکرمہ آجائے اس کو وہ واپس نہیں جانے دیں گے۔ صلحنامہ لکھا جارہا تھا کہ اسی اثناء میں اچانک ابوجندل سہیل بن عمرو بن یوسف زنجیروں میں جکڑے ہوئے جو اہل مکہ کی قید سے بزور چھوٹ کر آئے تھے جب سہیل نے ابوجندل کو دیکھا تو اس کے قریب آکر اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کا گریبان پکڑ لیا اور کہا اس کو واپس کر دیا جائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی صلح مکمل نہیں۔ یہ تمام شرائط صلح کے بعد کی ہیں لیکن سہیل نہ مانا اور ابوجندل کی واپسی کا اصرار کیا۔ حضور نے ابوجندل سے فرمایا واپس مکہ چلے جاؤ۔ ابوجندل زور زور سے چلّانے لگا اور کہا اے مسلمانوں کیا میں مشرکوں کی طرف واپس کیا جاؤں گا؟ وہ میرا دین خراب کریں گے اس سے مسلمان بہت غمناک ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا جندل صبر کرو اور اللہ سے ثواب کے طالب رہو عنقریب تم سب کے لئے کوئی راہ نکال دے گا جب صلح سے فارغ ہوئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ہدی کے پاس گئے اور اس کو نحر کیا اور حلق کیا پھر تمام صحابہ کرام نے ہدایا نحر کئے اور حلق کر کے عمرہ کا احرام کھول دیا اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

لوگوں نے جنگ صفین میں سہل بن حنیف کو متہم کیا تھا جبکہ وہ اس جنگ میں شریک نہ ہوئے تھے اُن پر یہ کلام گراں گزرا تو اُن سے کہا میں نے جنگ میں شرکت سے تقصیر نہیں کی اور نہ میری یہ عادت ہے۔ میں ضرورت کے وقت شرکت سے تقصیر نہیں کرتا ہوں۔ جب ابوجندل مسلمان ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضور نے صلح کی شرط کے مطابق اس کو مشرکوں کی طرف واپس کر دیا تو سہل پر یہ بہت گراں گزرا لوگوں نے جب اس کو جنگ میں تقصیر کرنے سے متہم کیا تو کہا مجھ میں ابوجندل کو واپس کرنے کی طاقت ہوتی تو ضرور اس کو واپس کر دیتا؛ لیکن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق تقصیر کی تھی کیونکہ آپ نے اس کو واپس کر دینے کا حکم دیا تھا اور حضور کا حکم مسترد کرنے کی مجھ میں طاقت نہ تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یوم کی نسبت ابوجندل کی طرف کی ہے۔ حدیبیہ کی طرف کیوں نہیں کی اس کا جواب یہ ہے کہ ابوجندل کو مشرکوں کے حوالہ کرنا مسلمانوں پر بہت شاق تھا اور یہ تمام امور ان کے لئے تکلیف دہ امر تھا۔ ابوجندل کی وجہ سے انہوں نے کہا تھا کہ انہیں مشرکوں کے

حوالہ نہیں کریں گے اور لڑائی کریں گے صلح پر راضی نہ ہوں گے ۔ حدیث ع ۲۹۷۱ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز سے متعلق پوچھا جاتا جس کے متعلق وحی نازل نہیں ہوئی ہوتی تو فرماتے میں نہیں جانتا یا جواب ہی نہ دیتے یہاں تک کہ آپ پر وحی نازل ہوتی اور اپنی رائے اور قیاس سے کچھ نہ فرماتے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ " جو اللہ نے آپ کو دکھایا ،،

اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روح سے متعلق پوچھا گیا تو آپ خاموش رہے حتیٰ کہ آیت نازل ہوئی ،،

شرح : رائے اور قیاس ایک ہی شی ہے۔ بعض کہتے ہیں رائے وہ علم ہے جو نظر و فکر سے حاصل ہو یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فکر و عقل کے مقتضی کے مطابق کلام نہ فرماتے تھے اور قیاس کے ساتھ اجتہاد نہ کرتے تھے حضور جو فرماتے تھے بذریعہ وحی فرماتے تھے۔ کرمانی نے کہا معلق اور موصول حدیث میں بخاری کے قول " لاادری " پر دلیل نہیں اور نہ ہی یہ اس کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ لہٰذا بخاری کا لاادری کہنا بے محل ہے ۔ مہلب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن اشیاء سے سوال کے جواب میں سکوت فرماتے تھے جن کا شریعت مطہرہ میں اصل نہیں۔ ان میں وحی کی اطلاع ضروری ہے ۔ اس کے علاوہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے قیاس مشروع کیا ہے اور جن مسائل کے اصول ہیں ان کے استنباط کی کیفیت بھی بیان فرمائی ہے ۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ جہاں شرعی نص نہ ہو وہاں مسائل کا حل کیا ہے ۔ قیاس کی تعریف یہ ہے کہ جس میں کوئی حکم نہ ہو اس کو اس سے تشبیہ دینا ہوتا ہے جس میں حکم ہوتا ہے اور دونوں میں علت مشترکہ ہوتی ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی قیاس فرماتے تھے ۔ ایک عورت نے پوچھا کہ اس کے والد نے حج نہیں کیا کیا وہ اس کی طرف سے حج کر سکتی ہے ؟ حضور نے فرمایا یہ تو بتا اگر تیرے والد پر قرضہ ہو تو کیا وہ ادا کرے گی اللہ تعالیٰ کا حق زیادہ ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے ۔ یہ عین قیاس ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن مسائل میں سکوت فرمایا تھا جن کا شریعت میں اصل نہ تھا ۔ جس پر قیاس کریں کیونکہ آپ اس آیت کریمہ فَاعْتَبِرُوْا يَآ اُولِي الْاَبْصَارِ "

۶۸۶۶ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَرِضْتُ فَجَاءَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّهُمَا مَاشِيَانِ فَاَتَانِيْ وَقَدْ اُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْءَهٗ عَلَيَّ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيٰنُ فَقُلْتُ اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ قَالَ فَمَا اَجَابَنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ

کے عموم کے مطابق مامور ہیں جب کہ آپ اولی الابصار سے افضل ہیں اور بَابُ مَنْ شَبَّهَ اَصْلًا مَعْلُوْمًا اس پر دلالت کرتا ہے۔ قولہ لقولہ بما اراك اللّٰه، امام بخاری رحمہ اللّٰہ تعالیٰ نے لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ سے استدلال کیا کہ حضور رائے اور عقل سے مسائل بیان نہ فرماتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم لوگوں میں قیاس کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے وہ فیصلہ اللّٰہ ہی آپ کو بتاتا تھا لہٰذا یہ قیاس کے مخالف نہیں۔

قولہ قال ابن مسعود الخ امام بخاری نے عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ سے تعلیق عنوان میں "لَمْ يُجِبْ" کی دلیل ذکر کی ہے کہ جب روح سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب نہ دیا اور جواب نہ دینا سکوت ہے لیکن یہ تعلیق بخاری کے دعویٰ کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ ایسے موضع میں سکوت اس لئے فرماتے تھے کہ ان مسائل کا شریعت میں اصل نہ تھا جس پر قیاس فرماتے لہٰذا ایسے مقامات میں وحی کا نزول ضروری تھا۔ واللّٰہ ورسولہ اعلم!

۶۸۶۶ ترجمہ: جابر رضی اللّٰہ عنہ نے کہا میں بیمار ہو گیا تو جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ پیدل چلتے ہوئے میری عیادت کرنے تشریف لائے جب میرے پاس آئے تو مجھ پر غشی طاری تھی جناب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے وضوء فرمایا پھر میرے اوپر پانی ڈالا تو میں ہوش میں آیا میں نے عرض کیا یا رسول اللّٰہ! صلی اللّٰہ علیہ وسلم! بسا اوقات سفیان بن عیینہ نے کہا "میں نے عرض کیا اے رسول اللّٰہ! صلی اللّٰہ علیہ وسلم! میں اپنے مال میں کیسے فیصلہ کروں کہا حضور نے مجھے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ آیت میراث نازل ہوئی۔ (حدیث ۴۲۶۳ ج: ۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ تَعْلِيمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ لَيْسَ بِرَأْيٍ وَلَا تَمْثِيلٍ

۶۸۶۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللهُ فَقَالَ اجْتَمِعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے مردوں اور عورتوں کو وہ تعلیم دینا جو اللہ تعالیٰ نے آپکو سکھایا ہے جو رائے اور تمثیل نہ تھی

"اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں سے ہیں جو قیاس نہیں مانتے، حالانکہ ابھی ابھی ہم نے ذکر کیا ہے کہ قیاس اعتبار ہے اور اعتبار ماموربہ ہے جبکہ اعتبار کرنے میں ساری مخلوق سے افضل ہیں تمثیل قیاس ہی ہے اور وہ معلوم حکم کی مثل کو دوسرے معلوم میں ثابت کرنا جبکہ وہ حکم کی علت میں مشترک ہوں۔

۶۸۶۷ — **ترجمہ**: ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مرد آپ کی حدیثیں سن کر چلے جاتے ہیں اپنی طرف سے ہمارے لئے بھی کوئی دن معین فرمائیں کہ اس دن میں ہم آپ کی

عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ اِمْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلٰثَةً اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتْ اِمْرَأَةٌ مِنْهُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِثْنَيْنِ قَالَ فَاَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاِثْنَيْنِ وَاِثْنَيْنِ وَاِثْنَيْنِ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ وَهُوَ اَهْلُ الْعِلْمِ

۶۸۶۸ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ

کی خدمت میں حاضر ہوں آپ ہمیں وہ تعلیم دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے فرمایا فلاں فلاں دن فلاں فلاں مقام میں جمع ہو جاؤ وہ جمع ہوئیں تو ان کے پاس جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لے گئے اور انہیں وہ سکھایا جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔ پھر فرمایا تم میں سے کوئی عورت نہیں جس نے اپنے سامنے تین بچے بھیجے ہوں مگر وہ اس کے لئے دوزخ سے حجاب ہو جاتے ہیں اُن میں سے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دو بھی، یہ اس نے دوبارہ کہا پھر حضور نے فرمایا اور دو بھی، دو بھی، دو بھی۔

۶۸۶۷ شرح : استفسار کرنے والی عورت حدیث میں مبہم ہے، لیکن یہ احتمال ہے کہ اسماء بنت یزید بن سکن ہو۔ قولہ من نفسک من اوقات نفسک تُقَدِّمُ تقدیم سے ہے یعنی قیامت کے دن کی طرف بظاہر یہ حکم عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ چھوٹا بچہ فرط کا حکم رکھتا ہے۔ قیامت میں اسے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو وہ کہے گا جب تک میرا باپ جنت میں داخل نہ ہوگا میں جنت میں نہیں جاؤں گا۔ یہ عام ہے۔ اسی لئے اس کو فرط کہتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مطہرہ کے تمام احکام جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سپرد ہیں جسے چاہیں کسی حکم کے ساتھ مخصوص کردیں۔ حدیث عـــ ۱۰۰ ج : ۱ اور احادیث عـــ ۱۱۷۹ ج : ۲ اور عـــ ۱۱۸۱ ج : ۲ کی شرح دیکھیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِىْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَاْتِيَهُمْ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا اور جنگ کریگا اور وہ علماء ہیں

مسلم نے ثوبان کے ذریعہ یہی حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک گروہ حق پر غالب رہیں گے جو اُن کو رسوا کرنا چاہے گا وہ انہیں ضرر نہیں پہنچا سکے گا حتّٰی کہ وہ اسی حال میں ہوں گے اور قیامت قائم ہو جائے گی۔ عنوان میں "ھُمْ اَھْلُ الْعِلْمِ" یہ بخاری کا کلام ہے۔ ہوسکتا ہے یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام حدیث میں داخل ہو یہ بھی احتمال ہے کہ "علی الحق" لایزال کی خبر ثانی ہو یعنی میری امت سے ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا اور حق پر رہیں گے۔

۶۸۶۸ — ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت سے ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا حتی کہ ان پر اللہ کا امر آجائے (قیامت قائم ہو جائے) اور وہ غالب رہیں گے۔"

۶۸۶۸ — شرح : اس حدیث میں حُجّیتِ اجماع کی دلیل ہے اور قیامت تک مجتہدین سے زمانہ خالی نہ ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مسلم میں عبداللہ ابن عبداللہ بن عمرو کی حدیث اس حدیث کے معارض ہے کہ قیامت شرارتی لوگوں پر قائم ہوگی اور وہ جاہلیت کے کافروں سے زیادہ شرارتی ہوں گے وہ کوئی دعا اللہ سے نہ مانگیں گے مگر اللہ اس کو مسترد کر دے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شرارتی خاص مقام میں ہوں گے اور دوسرے مقام میں حق پر لڑنے والا گروہ ہوگا ان کے مخالفین انہیں کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے چنانچہ ابوامامہ نے مرفوع حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ

۶۸۶۹ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ قَالَ سَمِعْتُ مُعٰوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيٰنَ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَآ اَنَا قَاسِمٌ وَّيُعْطِي اللّٰهُ وَلَنْ يَّزَالَ اَمْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ مُسْتَقِيْمًا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے ایک گروہ حق کے ساتھ غالب ومعاون رہے گا حتیٰ کہ قیامت آجائے گی وہ اسی طرح دشمنوں پر غالب ہوں گے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کہاں ہوں گے فرمایا وہ بیت المقدس اور اس کے نواحی میں ہوں گے (عینی)

اقول: یہ جواب اس تقدیر پہ ہے جبکہ غالب طائفہ سے مخصوص لوگ مراد ہوں اور وہ ابدال ہیں جو شام میں ہیں لیکن ترجمۃ الباب اور حدیث کے الفاظ عام ہیں اور وہ اہلِ علم ہیں اس تقدیر پر جواب یہ ہے کہ جن لوگوں پر قیامت قائم ہوگی وہ اس وقت صفحۂ ارض پر موجود ہوں گے اور اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ شام میں ابدال زمین پر ہیں اور اللہ اللہ بھی کرتے ہیں لہٰذا حدیث میں قیامت سے مراد قربِ قیامت ہے یعنی قیامت کے قرب تک غالب رہیں گے اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس کے بعد کسی کا ایمان معتبر نہ ہوگا اور صرف بے ایمان لوگ ہوں گے جن پر قیامت قائم ہوگی،، واللہ ورسولہ اعلم!

۶۸۶۹ — ترجمہ: حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا میں نے معاویہ بن ابی سفیان کو خطبہ دیتے ہوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین میں سمجھ دے دیتا ہے میں تو صرف قاسم ہوں عطاء اللہ کرتا ہے اس امت کا معاملہ ہمیشہ مستقیم رہے گا یہاں تک کہ قیامت ہوجائے یا فرمایا یہاں تک کہ اللہ کا امر آجائے (حدیث ۶۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا

۶۸۷۰ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ قَالَ هَاتَانِ اَهْوَنُ اَوْ اَيْسَرُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یا تمہیں مختلف گروہ گروہ کردے

۶۸۷۰ــــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر یہ آیت کریمہ " فرما دیں اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے نازل ہوئی تو حضور نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے تو حضور نے فرمایا اے اللہ میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں اور جب یہ ارشاد نازل ہُوا " یا تمہیں گروہ گروہ کردے جو ایک دوسرے کو عذاب دیں فرمایا یہ آسان ہے یا اَیْسَرُ (راوی کو شک ہے)

۶۸۷۰ــــ شرح: یعنی تم پر آسمان سے عذاب آئے جیسے قوم لوط پر پتھر برسے تھے جو زمین سے عذاب آئے جیسے قارون کو زمین میں دھنسا یا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اوپر کا عذاب بُرے حاکم ہیں اور نیچے کا عذاب بُرے خدمتگار ہیں یا تمہیں مختلف گروہ بنا دے جو باہم لڑتے رہو۔ پہلی دونوں سے حضور نے پناہ مانگی تیسرے کو آسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا قبول فرمائی۔ کہ آپ کی امت عذاب سے ہلاک نہ ہوگی اور ان کے مختلف فرقے اور گروہ ہوں گے جو آپس میں جنگ وجدال کرتے رہیں گے اس کو حضور نے آسان فرمایا، کیونکہ اس میں مومن کے لئے کفارہ ہے۔

بَابُ مَنْ شَبَّهَ اَصْلًا مَعْلُوْمًا بِاَصْلٍ مُبَيَّنٍ قَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ حُكْمَهَا لِيَفْهَمَ السَّائِلُ

۶۸۷۱ــــ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِیْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَاِنِّیْ اَنْکَرْتُهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ فَهَلْ فِیْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ فِیْهَا لَوُرْقًا قَالَ فَاَنّٰی تَرٰی ذٰلِكَ جَاءَهَا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ وَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهٗ وَلَمْ یُرَخِّصْ لَهٗ فِی الْاِنْتِفَاءِ مِنْهُ

باب جس نے معلوم اصل کو واضح اصل کے ساتھ تشبیہ دی اللہ تعالیٰ نے دونوں کا حکم بیان فرمایا تاکہ سائل سمجھ لے

۶۸۱۱ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میری بیوی نے کالا بچہ جنا ہے اور میں نے اس کا انکار کر دیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں عرض کیا جی ہاں! فرمایا ان کے رنگ کیسے ہیں عرض کیا سرخ رنگ ہیں فرمایا کیا اُن میں کچھ بھورے بھی ہیں۔ عرض کیا اُن میں بھورے بھی ہیں فرمایا تو کیا گمان کرتا ہے وہ کیسے آیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی رگ نے اس کو کھینچا

۶۸۷۲ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ قَبْلَ اَنْ تَحُجَّ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّیْ عَنْهَا اَرَأَیْتِ لَوْ کَانَ عَلٰی اُمِّكِ دَیْنٌ اَکُنْتِ قَاضِیَةً قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اقْضُوا الَّذِیْ لَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ

فرمایا شاید یہ رگ ہے جس نے اس کو نکالا ہے اور اس کو اپنے نسب سے بچے کے انکار کرنے کی اجازت نہ دی

۶۸۷۱ ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے پہلے باب میں قیاس کی مذمت اور کراہت بیان کی ہے یہاں اس کا جواز ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے۔ قیاس کے دو نوع ہیں۔ ایک صحیح جو فنِ اصول میں مذکور قیاس کی تمام شرائط پر مشتمل ہے۔ دوسرا فاسد جو اس کے خلاف ہے۔ مذموم قیاس فاسد ہے۔ صحیح قیاس مامور بہ ہے۔

حلّ لغات : وُرق بضم الواو اورق کی جمع بمعنی سیاہ سفید (بھورا) عرق رگ

۶۸۷۲ ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا میری والدہ نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہو گئی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ فرمایا ہاں کر سکتی ہو بہ تو بتا اگر تیری ماں پر قرضہ ہوتا کیا تو اس کو ادا کرتی عرض کیا جی ہاں! فرمایا جو اللہ کا قرضہ ہے ادا کرو اس لئے کہ اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔

۶۸۷۲ ــــ شرح : قولہ فَاقْضُوْا الخ اس خطاب میں مرد اور عورتیں داخل ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آدمی کا حق اللہ کے حق پر مقدم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آدمی کا حق اس لئے مقدم ہے کہ وہ محتاج و مفتقر ہے۔ آدمی کے محتاج ہونے کے سبب اس کے حق کی تقدیم وفاء کی احقیت کے منافی نہیں ہے مزنی نے ان دو حدیثوں سے منکرین قیاس پر حجت قائم کی ہے اور کہا ہے سے پہلے ان دو حدیثوں سے منکرین قیاس نے استدلال کیا

بَابُ مَاجَاءَ فِی اجتہادِ القضاءِ بما انزل الله

لقولہ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ و مَدَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صاحبَ الحکمۃ حین یقضی بھا ویعلّمھا لا یتکلّفُ من قبلہ ومُشاورۃ الخلفاء وسُؤالھم اھل العلم

٦٨٧٣ — حَدَّثَنِیْ شہابُ بن عباد قال حَدَّثَنَا ابراھیم ابن حُمید عن اسمٰعیل عن قیس عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاحَسَدَ اِلَّا فی اثنتین رَجُلٌ اٰتَاہُ اللہ مالًا فسلّطہ علیٰ ھَلکتِہٖ فِی الحقّ و اٰخر اٰتاہُ حکمۃً فھو یقضی بھا وَیُعلّمُھا

ابراہیم نظام داؤد بن علی اور بعض معتزلوں نے قیاس کا انکار کیا لیکن حق یہ ہے کہ امت کا اس پر اتفاق ہے۔ حضرات صحابہ کرام، تابعین عظام اور دنیا کے فقہاء نے قیاس کیا۔ (حدیث ع

باب اللہ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق قاضیوں کا اجتہاد کرنا

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کوئی اللہ کے نازل کرنے کے مطابق فیصلے نہ کریں وہ ظالم لوگ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبِ حکمت کی مدح کی جو حکمت سے فیصلہ کرے اور اس کی تعلیم دے اور اپنی طرف سے تکلّف نہ کرے خلفاء کا علماء سے مشورہ کرنا اور اُن سے پوچھنا،،

٦٨٧٣ — ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف دو آدمیوں پر حسد ہے ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس کو حق میں خرچ کرنے

۶۸۷۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ وَهِيَ الَّتِي يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقِي جَنِينًا فَقَالَ أَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ مَا هُوَ قُلْتُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ لَا تَبْرَحْ حَتَّى تَجِيئَنِي بِالْمَخْرَجِ فِيمَا قُلْتَ فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَجِئْتُ بِهِ فَشَهِدَ مَعِي أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ

مسلط کیا گیا دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے علم دیا وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا ہے۔ (حدیث ـــ کی شرح دیکھیں)

۶۸۷۴ — **ترجمہ** : مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عورت کے املاص کے متعلق پوچھا (اور یہ وہ عورت ہے جس کے پیٹ پر ضرب ماری جائے اور وہ ناتمام بچہ گرا دے) فرمایا تم میں سے کس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں کچھ سنا ہے۔ میں نے کہا میں نے سنا ہے فرمایا وہ کیا ہے۔ میں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس میں غرّہ ہے اور وہ غلام یا لونڈی ہے۔ عمر فاروق نے کہا اسی جگہ رہو گے یہاں تک جو تو نے کہا ہے اس پر شہادت لاؤ پس میں باہر نکلا اور محمد بن مسلمہ کو پایا اور اسی کو ساتھ لے آیا اس نے میرے ساتھ گواہی دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس کی دیت غرّہ ہے عبد یا لونڈی ہے۔ ابن ابی زناد نے اپنے باپ عروہ اور مغیرہ سے روایت کرنے میں ہشام ابن عروہ کی روایت کیا۔

۶۸۷۴ — **شرح** : قولہ "ھی التی یضرب بطنھا"، املاص کے معنی میں جملہ معترضہ ہے۔ یعنی وہ عورت

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

۶۸۷۵ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَاْخُذَ اُمَّتِىْ بِاَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَفَارِسَ وَالرُّوْمِ قَالَ وَمَنِ النَّاسُ اِلَّا اُولٰئِكَ

جس کے پیٹ پر کچھ مارا جائے اور وہ خلقت میں ناتمام بچہ پیٹ سے باہر نکال دے اس کو جنین بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کی دیت غرّہ فرمائی ہے اور وہ غلام یا لونڈی ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث کی روایت میں ایک گواہ کافی ہے۔ ممکن ہے کہ محمد بن مسلمہ کے ساتھ دو گواہ ہوں گے اور مدعی قاضی اور حاکم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ خبر واحد حجت ہے اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ حضرت عمر فاروق نے گواہ کیوں ضروری قرار دیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تاکید کے لئے ہے تاکہ انہیں پورا اطمینان ہو جائے۔ علاوہ ازیں اگر او رہی ساتھ ہو تو جب بھی یہ خبر واحد ہی ہے۔

حل لغات: املاص، ناتمام بچہ پیٹ سے گر جائے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تم پہلے لوگوں کے طریقوں کی ضرور پیروی کروگے

۶۸۷۵ــــ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میری امت پہلے لوگوں کے

۶۸۷۶ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عبدِ العزیزِ قالَ حَدَّثَنَا ابو عُمَر الصنعانیُّ مِنَ الیَمَنِ عَنْ زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری عن النبیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قبلکم شِبْرًا شِبْرًا وذراعًا ذراعًا حتی لَوْ دَخَلُوْا جُحرَ ضَبٍّ تبعتُمُوْہُمْ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الْیَھُوْدَ وَالنَّصارٰی قَالَ فَمَنْ

کے طریقوں پر برابر چلنے لگے گی بالشت کے برابر بالشت اور ذراع کے برابر ذراع چلے گی۔ عرض کیا گیا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارس و روم کی مانند فرمایا وہ یہی لوگ تو ہیں۔

۶۸۷۵ شرح: یعنی یہ لوگ جو بالشت و ذراع کی برابری کی مانند ان کی پیروی کریں گے اور وہ فارس و روم کے دو عظیم گروہ ہیں۔ فارس فارسی ہیں ان کا بادشاہ کسریٰ ہے اور روم کا بادشاہ قیصر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ صرف فارس و روم میں منحصر ہیں؛ چنانچہ حضور نے ارشاد فرمایا لوگ صرف یہی تو ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کے ان دو میں منحصر ہونے سے مراد معلوم متبوع ہیں جو گذر چکے ہیں کیونکہ اس وقت وہی عظیم ملوک تھے اور ان کی رعیت بکثرت تھی اور دور دراز تک ان کی حکومت تھی۔

۶۸۷۶ ترجمہ: ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلے لوگوں کے طریقوں کے برابر ایسی پیروی کرو گے جیسے بالشت بالشت کے برابر ہے اور ذراع ذراع کے برابر ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم ان کی پیروی کرو گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا اور کون؟

بَابُ اِثْمِ مَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ اَوْسَنَّ سُنَّةً سَیِّئَةً

لِقَوْلِ اللّٰهِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ

۶۸۷۷ — **حَدَّثَنَا** الْحُمَیْدِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا کَانَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ کِفْلٌ مِنْهَا وَرُبَّمَا قَالَ سُفْیٰنُ مِنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ سَنَّ الْقَتْلَ اَوَّلًا

باب اس شخص کو گناہ جو گمراہی کی طرف بلائے یا جس نے بُرا طریقہ نکالا ''

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اُن لوگوں کے گناہوں کا بوجھ اُٹھائیں گے جنکو علم کے بغیر گمراہ کیا ''

۶۸۷۷ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جان نہیں جو ظلماً قتل کی جائے مگر آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس کے گناہ سے حصہ ہوگا بسا اوقات سفیان نے کہا'' اس کے خون سے ''، کیونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ جاری کیا۔

۶۸۷۷ — شرح : آدم علیہ السلام کا پہلا بیٹا قابیل تھا جس نے اپنے بھائی ہابیل کو بلا وجہ قتل کیا تھا زمین پر سب سے پہلے یہ قتل ہُوا تھا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ اور رواج نکالے جو شریعت سے متصادم نہ ہو اس کو اس کے اجر کا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجُزۡءُ الثَّلَاثُوۡنَ

بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ اَهْلِ الْعِلْمِ وَمَا اَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِيْنَةُ وَمَا كَانَ بِهَا مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ

ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کے ثواب کے برابر اسے ثواب ملتا رہے گا کسی کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جس نے کوئی بُرا طریقہ وضع کیا اس کو اس کا گناہ ہوگا اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کے گناہ کے برابر اس کو گناہ ہوگا اور کسی کے گناہ سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔

حلّ لغات : کفل بمعنیٰ حصّہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیسواں (۳۰) پارہ

باب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ذکر کیا اور علماء کے اتفاق

پر رغبت دلائی اور جس پر حرمان (مکہ و مدینہ منورہ) نے اتفاق کیا اور جو مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم اور مہاجرین و انصار کے متبرک مقامات ہیں اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم

اور مہاجرین و انصار کے متبرک مقامات ہیں اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ اور منبر و قبر میں مذکور ہے "

قولہ ذَکَرَ وَحَضَّ یعنی ذکر فرمایا اور رغبت دلائی یہ دو فعل ہیں جو اپنے معمول مَا عَلَی اتِّفَاقِ اَھْلِ عِلْمٍ " میں عمل کرنے میں متنازع ہیں جب زمانہ کے علماء کا کسی مسئلہ پر اتفاق ہو جائے اور اسی پر فوت ہو جائیں اُن میں سے کسی نے اختلاف نہ کیا ہو وہ اجماع ہے اور اگر صحابہ کرام کا اس میں اختلاف ہو پھر ان کے اقوال میں سے کسی قول پر بعد میں آنے والے نے اتفاق کر لیا ہو تو صحیح یہ ہے کہ یہ اجماع نہیں اور اگر جماعت کے اتفاق کے بعد کسی ایک کی رائے مختلف ہو تو اس اجماع میں اختلاف ہے بعض اس کی رائے کو اجماع میں مؤثر کہتے ہیں بعض کے نزدیک اس کی رائے غیر مؤثر ہے ۔ حرمان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہیں ۔ شَرَّفَهُمَا اللهُ تَعَالٰی " یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس مسئلہ پر اتفاق کیا اُن کے علاوہ کسی صحابی نے اختلاف نہیں کیا ۔ یہ بھی اجماع ہے ۔ سحنون نے کہا اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہو تو وہ اجماع نہیں ۔ عینی نے ابن بطال سے نقل کیا کہ جس مسئلہ میں مدینہ منورہ کے صحابہ کا اتفاق ہو وہ دوسرے شہروں کے رہنے والوں کے لئے نہ تو نقل کے طور پر حجت ہے اور نہ ہی استنباط کے طور پر حجت ہے (احناف) ابہری نے کہا اہلِ مدینہ منورہ کا اجماع دوسرے شہر والوں کے لئے بطریق نقل حجت ہے اور اجتہاد میں وہ اور دوسرے سب برابر ہیں ۔ امام شافعی رحمہ اللہ یہی فرماتے ہیں ۔

مہلب نے کہا اس باب کے انعقاد سے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ مدینہ منورہ کو اللہ تعالیٰ نے دین کے معالم کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور یہ دارِ وحی اور رحمت کے فرشتوں کے نازل ہونے کا مقام ہے ۔ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم میمنت سے اس بقعہ کو مقدس کیا اور حضور کی سکونت کا اس کو شرف بخشا اور اس میں حضور کی قبر شریف اور منبر بنایا اور ان دونوں کے درمیان جنت کا باغ رکھا ۔ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار کے متبرک مقامات ہیں ۔ اسی میں سید کونین کا مصلّٰی ، منبر اور قبر شریف ہے ۔ یہ وہ امور ہیں جن کے باعث مدینہ منورہ کو مولیٰ تعالیٰ نے شرف فضیلت سے نوازا ہے ۔ شرفہا اللہ تعالیٰ ۔

٦٨٧٨ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ السَّلَمِيِّ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ الْاَعْرَابِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهٗ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى ثُمَّ جَاءَهٗ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا

٦٨٧٨ — ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کی پھر مدینہ منورہ میں اس کو سخت بخار ہو گیا تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیعت واپس لے لیں۔ حضور نے انکار فرمایا وہ پھر دوبارہ آیا اور کہا میری بیعت واپس لے لیں حضور نے بیعت توڑنے سے انکار فرمایا پھر تیسری بار آیا اور کہا میری بیعت توڑ دیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت توڑنے سے انکار فرمایا وہ باہر چلا گیا تو حضور نے فرمایا مدینہ منورہ آگ کی بھٹی کی طرح ہے کہ اس کے زنگار (میل کچیل) کو دور کرتا ہے اور پاک کو خالص کرتا ہے۔

٦٨٧٨ — شرح : اس نادان اعرابی کا خیال تھا کہ مدینہ منورہ میں رہنا بیعت کو لازم ہے اگر بیعت نہ ہو تو مدینہ منورہ سے باہر جا سکتا ہے اور مدینہ منورہ کی ناموافق آب و ہوا سے بخار دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ بار بار بیعت توڑنے کا اعادہ کرتا رہا۔ بظاہر حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرتد ہو گیا تھا لیکن ہو سکتا ہے کہ اعرابی کا مقصد مدینہ منورہ کی اقامت ہو؛ کیونکہ وہ بیعت اور اقامت میں تلازم خیال کرتا تھا اور حضور سے باہر جانے کی رخصت طلب کرتا تھا اسی لئے

٦٨٧٩ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ
قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ
حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أُقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا كَانَ
آخِرُ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِمِنًى لَوْ شَهِدْتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقُولُ لَوْ مَاتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَبَايَعْنَا فُلَانًا
قَالَ عُمَرُ لَأَقُومَنَّ الْعَشِيَّةَ فَأُحَذِّرُ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ
أَنْ يَغْصِبُوهُمْ قُلْتُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ يَغْلِبُونَ
عَلٰى مَجْلِسِكَ فَأَخَافُ أَنْ لَا يُنْزِلُوهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَيُطَيِّرُ بِهَا كُلُّ مُطِيرٍ
فَأَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ دَارَ الْهِجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ فَتَخْلُصَ
بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارتداد کا حکم جاری نہ فرمایا ذہن بھی اسی طرف جاتا ہے کیونکہ اگر وہ مرتد ہوتا تو یا رسول اللہ نہ کہتا معلوم ہُوا کہ وہ اسلام میں رہتے ہُوئے مدینہ منورہ سے رخصت چاہتا تھا اور بیعت کے اقالہ کے الفاظ کو رخصت کے لئے استعمال کر رہا تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

٦٨٧٩ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں عبدالرحمٰن بن عوف کو پڑھایا کرتا تھا جب آخری حج کا وقت تھا جو انہوں نے حج کیا (عبدالرحمٰن نے) منیٰ میں کہا کاش کہ میں امیرالمؤمنین کے پاس موجود ہوتا جس وقت ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا فلاں شخص کہتا ہے اگر امیرالمؤمنین فوت ہو گئے تو میں فلاں کی بیعت کروں گا۔ عمر فاروق نے کہا میں آج شام کو خطبہ دوں گا اور ان لوگوں کو ڈراؤں گا جو یہ ارادہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے حق غصب کریں۔ میں نے کہا یہ کام نہ کریں کیونکہ موسم حج چھوٹے چھوٹے اور رذیل لوگوں کو جمع کرتا ہے وہ آپ کی مجلس میں آئیں گے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ آپ کے خطبہ کو صحیح طریقہ پر نہ رکھیں گے

وَيَحْفَظُوا مَقَالَتَكَ وَيَنْزِلُوهَا عَلَى وَجْهِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ لَاَقُوْمَنَّ بِهٖ فِىْ اَوَّلِ مَقَامٍ اَقُوْمُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيْمَا اُنْزِلَ اٰيَةُ الرَّجْمِ

۶۸۸۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَتَمَخَّطَ فَقَالَ بَخٍ بَخٍ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَتَمَخَّطُ فِى الْكَتَّانِ لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ وَاِنِّىْ لَاَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور ہر نقل کرنے والا بے سوچے سمجھے نقل کرے گا۔ آپ ذرا ٹھہریں یہاں تک کہ مدینہ منورہ آئیں وہ دار ہجرت اور دار سنت ہے وہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام مہاجرین و انصار سے آپ ملیں گے وہ آپ کا کلام محفوظ کریں گے اور اس کو اپنے طریقہ پر رکھیں گے عمر فاروق نے کہا اللہ کی قسم! میں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے یہی خطبہ دوں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم مدینہ منورہ آئے تو عمر فاروق نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور حضور پر قرآن نازل کیا اور جو نازل کیا ہوا ہے اس میں رجم کی آیت کریمہ ہے

۶۸۷۹ — شرح : قولہ فلما کان آخر حجۃ حجھا ،، لما کا جواب محذوف ہے یعنی جس وقت عمر فاروق نے آخری حج کیا تو عبدالرحمٰن بن عوف عمر فاروق سے رخصت ہو کر واپس آئے۔ قولہ بمنی ،، یہ کنت افرئی سے متعلق ہے یعنی میں منیٰ میں ان کو تعلیم دیتا تھا۔ قولہ لو شھدت ،، کلمہ لو تمنی کے لئے ہے اگر شرط کے لئے ہو تو جزاء محذوف ہے۔ یعنی وہ لوگ ایسے امور کا قصد کرتے ہیں جو اُن کے لائق نہیں اور نہ ہی ان کا یہ مرتبہ ہے کہ ان کا اہتمام کریں۔ وہ چاہتے ہیں کہ خلفا ان کو اپنے قبضہ میں کرلیں اور انہیں غصب کریں۔

(حدیث ع ۶۹۲۵ ج : ۱۰ کی شرح دیکھیں) **حل لغات** : رعاع الناس ،، رذیل لوگ۔ کل منظر ہر طرف اڑنے والے

۶۸۸۰ — ترجمہ : محمد بن سیرین نے کہا ہم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اُن کے کندھے پہ

إِلَىٰ حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَيَجِيءُ الْجَائِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَىٰ عُنُقِي وَيُرَىٰ أَنِّي مَجْنُونٌ وَمَا بِي مِنْ جُنُونٍ مَا بِي إِلَّا الْجُوعُ

۶۸۸۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشَهِدْتَ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُهُ مِنَ الصِّغَرِ فَأَتَى الْعَلَمَ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ ابْنِ الصَّلْتِ فَصَلَّى

کتان کے دو کپڑے تھے جو سُرخ مٹی (گیری) سے رنگے ہوئے تھے۔ انہوں نے کتان میں ناک سُنکا اور کہا تعجب ہے کہ ابوہریرہ کتان میں ناک صاف کر رہا ہے میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف اور ام المؤمنین کے حجرۂ شریفہ کے درمیان بیہوش پڑا ہوتا تھا کوئی آنے والا آتا وہ اپنا پاؤں میری گردن پر رکھتا اور گمان کرتا کہ میں مجنون ہوں، حالانکہ مجھے جنون نہ تھا صرف بھوک کی وجہ سے دیوانہ وار گر پڑتا تھا۔

۶۸۸۰ شرح : عنوان سے حدیث کی مطابقت ان الفاظ میں ہے کہ میں منبر شریف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حجرۂ شریفہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بیہوش گرا ہوتا تھا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ طلب علم کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ کا ملازمہ کرنے میں سخت شدت برداشت کرنے پر صبر کرتے تھے اور مدینہ منورہ میں سکونت کرنے کی برکت سے انہوں نے کثیر احادیث یاد کی تھیں۔

حلّ لغات : مُمَشَّقَان ،، گیری سے رنگے ہوئے کپڑے۔ مشق سرخ مٹی (گیری) تَمَخَّطَ ،، ناک صاف کیا۔ بَخٍ بَخٍ ،، خوشی اور تعجب کے وقت کہا جاتا ہے۔ لاخرّ ،، البتہ میں گر پڑتا تھا۔

۶۸۸۱ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عابس نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کیا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عید میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا جی ہاں! اگر میں حضور کا قریبی نہ ہوتا تو بچپن کے باعث حاضر نہ ہو سکتا۔ حضور اس علم کے پاس تشریف لائے جو کثیر بن صلت

ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ اَذَانًا وَّلَا اِقَامَةً ثُمَّ اَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ النِّسَاءُ يُشِرْنَ اِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَتَاهُنَّ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۸۲ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيْ قُبَاءَ مَاشِيًا وَّرَاكِبًا

۶۸۸۳ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ادْفِنِّيْ مَعَ صَوَاحِبِيْ وَلَا تَدْفِنِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ

کے گھر کے پاس تھا۔ حضور نے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اذان اور اقامت ذکر نہ کیں پھر صدقہ کا حکم دیا تو عورتیں اپنے کانوں اور گریبانوں کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں۔ حضور نے بلال کو حکم دیا کہ وہ ان عورتوں کے پاس جائیں پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آگئے"۔ (حدیث ۸۷۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۸۸۲ — ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں پیدل اور سوار تشریف لاتے تھے (حدیث ۱۱۲۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۸۸۳ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ بن زبیر سے فرمایا مجھے میری سہیلیوں کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ گھر میں یہ پسند نہیں کرتی ہوں کہ میرا تزکیہ کیا جائے۔ ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیجا کہ وہ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن ہوں۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم۔ راوی نے کہا صحابہ کرام میں سے کوئی انہیں پیغام بھیجتا تو وہ فرماتیں اللہ کی قسم! میں کسی اور کو ترجیح نہ دوں گی۔

فَاِنِّی اٰسَ(؟)ءُ اَنْ اُزَکّٰی وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلٰی عَائِشَةَ
اِئْذَنِیْ لِیْ اَنْ اُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَیَّ فَقَالَتْ اِیْ وَاللّٰهِ قَالَ وَکَانَ الرَّجُلُ
اِذَا اَرْسَلَ اِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ لَا اُوْثِرُهُمْ بِاَحَدٍ اَبَدًا

۶۸۸۴ — حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَکْرِ
ابْنُ اَبِیْ اُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَيْسَانَ قَالَ ابْنُ
شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
کَانَ يُصَلِّی الْعَصْرَ فَيَاْتِی الْعَوَالِیَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ زَادَ اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ
وَبُعْدُ الْعَوَالِیْ اَرْبَعَةُ اَمْيَالٍ اَوْ ثَلٰثَةٌ

۶۸۸۳ — شرح : قولہ اَنْ اُزَکّٰی ، یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہ پسند نہ کیا کہ ان کے متعلق یہ گمان کیا جائے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے بعد صحابہ کرام سے افضل ہیں جبکہ وہ اس خطۂ مقدسہ میں تیسری مدفون ہیں۔ قولہ لَا اُوْثِرُهُمْ بِاَحَدٍ اَبَدًا " اس عبارت میں قلب ہے۔ اصل عبارت یہ ہے " لا اوثرھم احدًا۔ ان کے ساتھ میں اور کو ترجیح نہ دوں گی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عمر فاروق کے واقعہ میں فرمایا میں ان کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ اس کا معنٰی یہ ہے کہ حجرۂ مقدسہ میں اس کے سوا اور کسی کے دفن کی جگہ نہ دی اس کا جواب یہ ہے کہ جو جگہ عمر فاروق کے لئے پسند کی تھی یہ وہ جگہ تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حجرۂ شریفہ میں اور قبر کی گنجائش تھی۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجرہ شریفہ میں مدفون ہوں گے کیا ان کے لئے جگہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حجرہ شریفہ میں تینوں قبور کے علاوہ چوتھی قبر کی جگہ باقی ہے جہاں عیسٰی علیہ السلام مدفون ہوں گے

۶۸۸۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرماتے پھر عوالی مدینہ تشریف لاتے، حالانکہ سورج بلند

۴۸۸۵۔ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقٰسِمُ ابْنُ مٰلِكٍ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَّثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ وَقَدْ زِيْدَ فِيْهِ سَمِعَ الْقٰسِمُ بْنُ مٰلِكٍ الْجُعَيْدَ۔

۴۸۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مٰلِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ يَعْنِيْ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ

ہوتا تھا۔ لیث نے یونس سے بیان کیا کہ عوالی مدینہ منورہ سے تین یا چار میل دُور ہیں۔

۴۸۸۴ــــ شرح : حدیث کی عنوان سے مناسبت فَيَاْتِی الْعَوَالِیْ،، میں ہے کیونکہ حضور کا عوالی میں تشریف لانے کا مدلول یہ ہے کہ عوالی مدینہ منورہ میں حضور کا مشہد ہے۔ عوالی عالیہ کی جمع ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے قریب چند اونچے مواضع ہیں۔

۴۸۸۵ــــ ترجمہ : سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صاع ایک مُدّ اور تمہارے مُدّ کا تہائی تھا۔ اب اس میں اضافہ کیا گیا ہے

۴۸۸۵ــــ شرح : یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اہل حرمین نے اتفاق کیا تھا۔ وہ مد اور تہائی مد ہے یعنی ۱⅓ مدّ،، حدیث ــــ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۴۸۸۶ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ان کے ناپ میں برکت فرما اُن کے صاع میں برکت فرما اُن کے مُدّ میں برکت فرما یعنی مدینہ منورہ والوں کے ــ حدیث ــــ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۸۸۷ — **حَدَّثَنَا** إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا مِنْ حَيْثُ تُوضَعُ الْجَنَائِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

۶۸۸۸ — **حَدَّثَنَا** إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مٰلِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا تَابَعَهُ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُحُدٍ

۶۸۸۷ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ حضور نے دونوں کے متعلق حکم فرمایا تو ان کو مسجد کے پاس جنازگاہ کے قریب رجم کیا گیا۔ (حدیث ۶۴۳۳ جلد: ۱۰ کی شرح دیکھیں)

۶۸۸۸ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اُحُد ظاہر ہُوا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم کیا اور میں مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو حرم قرار دیتا ہوں۔ انس بن مالک کی سہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُحُد میں متابعت کی۔

۶۸۸۸ — شرح : پہاڑ کا محبت کرنا حقیقی بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں زندگی پیدا کر دے اور اس کو ادراک و محبت دے جیسے ستون حنانہ کو ادراک و محبت دی تھی اور وہ حضور کے فراق کو برداشت نہ کر سکا اور بلند آواز سے رونا شروع کیا (حدیث ۲۸۲۳ ج: ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۸۸۹ — **حَدَّثَنَا** ابْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْحَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ اَنَّهٗ كَانَ بَیْنَ جِدَارِ الْمَسْجِدِ مِمَّا یَلِی الْقِبْلَةَ وَبَیْنَ الْمِنْبَرِ مَمَرُّ الشَّاةِ

۶۸۹۰ — **حَدَّثَنَا** عَمْرُوْ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مٰلِكٌ عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ

۶۸۹۱ — **حَدَّثَنَا** مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَیْرِیَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَابَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ الْخَیْلِ فَاُرْسِلَتِ الَّتِیْ اُضْمِرَتْ مِنْهَا وَاَمَدُهَا الْحَفْیَاءُ اِلٰی ثَنِیَّةِ الْوَدَاعِ وَالَّتِیْ

۶۸۸۹ — ترجمہ : ابوحازم نے سہل سے روایت کی کہ مسجد کی دیوار کے جو قبلہ کو ملتی ہے اور منبر شریف کے درمیان بکری گزرنے کی جگہ تھی۔

(حدیث ۴۷۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۹۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر شریف کے درمیان جنت کے باغات سے ایک باغ ہے اور میرا منبر شریف حوض پر ہے۔

۶۸۹۱ — شرح : اس بقعۂ مبارکہ کا حقیقتہً باغ ہونا بھی ممکن ہے اور آخرت میں جنت میں منتقل ہو جائے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس مقدس بقعہ میں عمل کرنا جنت میں دخول کا سبب ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ افضل ہے کیونکہ جب اس جگہ کو باقی جگہ پر فضیلت ہے تو اس کے

لَمْ تُضْمَرْ اَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِىْ زُرَيْقٍ وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ كَانَ فِيْمَنْ سَابَقَ

۶۸۹۲ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى وَابْنُ اِدْرِيْسَ وَابْنُ اَبِىْ غَنِيَّةَ عَنْ اَبِىْ حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِىِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ما سوا پر بطریق اولیٰ فضیلت ہوگی (حدیث ع۱۱۲۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۸۹۱ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کی دوڑ میں مقابلہ کرایا جو گھوڑے مضمر ... چھوڑے گئے اور اُن کی انتہا حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک تھی اور جو گھوڑے مضمر نہ کئے گئے تھے۔ ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زُریق تک تھی اور عبداللہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے مسابقت میں شرکت کی تھی"

۶۸۹۱ — شرح : مسابقت گھوڑوں کی دوڑ کرانا، گھوڑے کی تضمیر یہ ہے کہ گھوڑے کو کچھ مدت کے لئے خوب چارہ کھلایا جاتا ہے پھر اس پر جُل ڈال دی جاتی ہے۔ پھر اس کا چارہ آہستہ آہستہ کم کیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا موٹاپن ختم ہو جاتا ہے وہ سخت اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ یہ گھوڑا بہت دوڑتا ہے اس کے قوی ہونے کے باعث دوڑنے کی مسافت زیادہ کی اور غیر مضمر گھوڑے کی مسافت اس کے کمزور ہونے کے باعث کم کی۔ کیونکہ وہ مضمر گھوڑے کے میدان میں دوڑنے سے قاصر ہوتا ہے مسابقت میں اللہ تعالیٰ کے کلام در وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ " پر امتثال کرتے ہوئے مضمر اور غیر مضمر گھوڑوں کی دوڑ کرانے میں قوت کی تیاری ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

حل لغات : اَمَدٌ، غایت، حفیاء ایک مقام ہے جو ثنیۃ الوداع سے پانچ چھ میل پر ہے۔ ثنیۃ الوداع ایک گھاٹی ہے۔ جہاں تک لوگ باہر جانے والے کو الوداع کہنے کے لئے جاتے تھے۔ (حدیث ع۴۱۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۹۲ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر عمر فاروق سے سُنا۔

۶۸۹۳ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمٰنَ بْنَ عَفَّانَ خَطِيْبًا عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۹۴ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ اَنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدْ كَانَ يُوْضَعُ لِيْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْمِرْكَنُ فَنَشْرَعُ فِيْهِ جَمِيْعًا

۶۸۹۵ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ اَنَسٍ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْاَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ فِيْ دَارِيَ الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْا عَلٰى اَحْيَاءٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ

۶۸۹۲ ـــ شرح : اس حدیث میں صرف ان الفاظ پر اقتصار کیا ہے، کیونکہ اتنی مقدار کی ضرورت تھی اور وہ منبر کا تذکرہ ہے (حدیث ۶۱۳۰ ج ۸ کی شرح دیکھیں)

۶۸۹۳ ـــ ترجمہ : سائب بن یزید نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر حضرت عثمان غنی سے خطبہ سُنا۔ (منبر کے لفظ کے لئے حدیث میں اس مقدار پر اقتصار کیا)

۶۸۹۴ ـــ ترجمہ : عروہ نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے لئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ بڑا برتن رکھا جاتا تھا۔ ہم اس میں اکٹھے غسل شروع کرتے تھے (حدیث ۲۴۹،۱۹۲ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۹۵ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں انصار اور

۴۸۹۶ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَيْدٌ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لِىْ اِنْطَلِقْ اِلَى الْمَنْزِلِ فَاَسْقِيَكَ فِىْ قَدَحٍ شَرِبَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّىَ فِىْ مَسْجِدٍ صَلّٰى فِيْهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَاَسْقَانِىْ سَوِيْقًا وَّاَطْعَمَنِىْ تَمْرًا وَّصَلَّيْتُ فِىْ مَسْجِدِهٖ

۴۸۹۷ـــــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عِكْرِمَةُ قَالَ حَدَّثَنِى ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ عُمَرَ حَدَّثَهٗ قَالَ حَدَّثَنِى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِى اللَّيْلَةَ اٰتٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَهُوَ بِالْعَقِيْقِ اَنْ صَلِّ فِىْ هٰذَا

قریش کے درمیان بھائی چارہ کروایا اور ایک مہینہ قنوت پڑھی جس میں بنی سلیم کے قبیلوں پر بددعا فرماتے تھے

۴۸۹۵ـــــ شرح : حَالَفَ مُحَالَفَۃ سے ہے یہ لوگوں کے درمیان اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا معاہدہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے : لَاحَلْفَ فِی الْاِسْلَامِ ،، اسلام میں عقد حلف جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ قتل و غارت پر ایک دوسرے کی موافقت کرنے کا عہد کیا جاتا تھا۔ اسلام میں اس سے منع فرمایا ہے۔ بھائی چارہ اور شئی ہے (حدیث ۲۱۴۸ کی شرح دیکھیں)

۴۸۹۶ـــــ ترجمہ : ابو بردہ نے کہا میں مدینہ منورہ آیا تو مجھے عبد اللہ بن سلام ملے اور کہا گھر چلو میں تمہیں اس پیالہ میں پانی پلاتا ہوں جس میں جناب رسول اللہ نے پانی پیا تھا اور اس مسجد میں نماز پڑھو گے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی تھی۔ میں اُن کے ساتھ چلا تو انہوں نے مجھے ستو پلائے اور کھجور کھلائے اور میں نے اس کی مسجد میں نماز ادا کی۔

۴۸۹۷ـــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی کہ آج رات میرے پاس

الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ وَحَجَّةٌ وَقَالَ هَارُونُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ

٦٨٩٨ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْنًا لِأَهْلِ نَجْدٍ وَالْجُحْفَةَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَذَا الْحُلَيْفَةِ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ قَالَ سَمِعْتُ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَذُكِرَ الْعِرَاقُ فَقَالَ لَمْ تَكُنْ عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ

میرے رب کی طرف سے کوئی آنے والا آیا جبکہ آپ عقیق مقام میں تھے کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیں اور فرمائیں عمرہ اور حج کی نیت کرتا ہوں۔ ہارون بن اسماعیل نے کہا ہم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حج میں عمرہ روائت کیا ہے (حدیث ١٤٤٢ ج ٢ کی شرح دیکھیں)

٦٨٩٨ — **ترجمہ** : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لئے قرن شامیوں کے لئے جُحفہ اہل مدینہ منورہ کے لئے ذوالحلیفہ میقات مقرر کئے اور کہا یہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل یمن کے لئے یَلَمْلَم ہے۔ عراق ذکر کیا گیا تو فرمایا اس وقت عراق نہ تھا

٦٨٩٨ — **شرح** : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام عادل اور ہدایت کے ستارے تھے اور "بَلَغَنِي" میں اگرچہ مجہول سے روائت ہے لیکن اس میں قدح نہیں کیونکہ ابن عمر دوسرے صحابی سے روائت کرتے ہیں اور صحابہ تمام عادل ہیں۔ عراق کے لئے میقات مقرر نہیں کیا کیونکہ لوگ اس وقت مسلمان نہ تھے اور عراق کسریٰ کے قبضہ میں تھا۔ حج سات ہجری میں فرض ہوا تھا اور دس ہجری میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تھا حج کی فرضیت اور حجۃ الوداع کے درمیان چار برس کی مدت ہے اس وقت شام وغیرہ کے بلاد

۶۸۹۹ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اُرِیَ وَهُوَ فِیْ مُعَرَّسِهٖ بِذِی الْحُلَیْفَةِ فَقِیْلَ لَهٗ اِنَّکَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَکَةٍ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ

۶۹۰۰ــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

اسلام میں داخل ہو چکے تھے اس لئے ان کا میقات جحفہ معین کیا تھا۔

۶۸۹۹ــ ترجمہ : سالم بن عبداللہ اپنے والد سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور کو خواب میں دکھایا گیا جبکہ آپ ذوالحلیفہ میں آخر رات آرام فرما تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ مبارک وادی میں ہیں۔ (معرس وہ مقام ہے جہاں آخر رات کو آرام فرماتے تھے) (حدیث ۱۴۴۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ بات تمہارے ہاتھ میں نہیں

" یعنی لوگوں کے معاملات اور ان میں فیصلے کرنا صرف میرے قدرت میں ہیں میں جیسے چاہوں کرتا ہوں۔ کافروں کی توبہ قبول کروں یا دنیاؤ آخرت میں عذاب دوں سب میرے اختیار میں ہے اس باب کو کتاب الاعتصام میں اس وجہ سے داخل کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور قبائل پر بددعاء فرمائی تھی کیونکہ انہوں نے ایمان کا یقین نہ کیا تھا تا کہ اللہ کی لعنت سے بچ جائے۔ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ " کے معنی اور اس آیت کریمہ وَ لَیْسَ عَلَیْکَ هُدٰاهُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ " کے معنی واحد ہیں یعنی کافروں کو بالفعل ہدایت دینا آپ کے ذمہ نہیں لیکن اللہ جسے چاہے منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ آپ کے ذمہ صرف ان کی راہنمائی ہے۔ ان کو مطلوب تک

اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَرَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا وَقَوْلِهٖ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ الْاٰيَةَ

۶۹۰۱ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

پہنچانا ہمارے ذمہ ہے۔ عنوان کی آیت میں دلالتِ موصولہ کی نفی ہے۔

اس آیت کریمہ کی مفصّل شرح تفہیم البخاری جلد دوئم کے صفحہ ۷۱۵، ۱۴۹ پر اور حدیث ۳۸۱۰ ج ۶ کی شرح بھی دیکھیں۔

۶۹۰۰ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو فجر کی نماز میں یہ فرماتے ہوئے سُنا جبکہ اپنا سَر مبارک رکوع سے اُٹھایا اور فرمایا "اے اللہ آخرت میں تیری ہی حمد و ثناء ہے۔ پھر فرمایا اے اللہ! فلاں، فلاں پر لعنت فرما تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ نازل فرمائی یہ بات تمہارے ہاتھ میں نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں (حدیث ۳۸۱۰ ج: ۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! انسان سب سے زیادہ جھگڑالو ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اہلِ کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر اس طریقہ سے جو احسن ہے

۶۹۰۱ ترجمہ: زہری سے روایت ہے کہ علی بن حسین نے خبر سُنائی کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے

ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عَلِيُّ ابْنُ حُسَيْنٍ اَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُصَلُّوْنَ قَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَنْفُسَنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَاِذَا شَاءَ اَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيْهِ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مَا اَتَاكَ لَيْلًا فَهُوَ طَارِقٌ وَيُقَالُ الطَّارِقُ النَّجْمُ وَالثَّاقِبُ الْمُضِيْءُ يُقَالُ اَثْقِبْ نَارَكَ لِلْمُوْقِدِ

بیان کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ان کے پاس اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے تو اُن سے فرمایا کیا تم نماز نہیں پڑھتے ہو حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری روحیں اللہ کے دستِ قدرت میں ہیں جب ہمیں اُٹھانا چاہے گا ہم اُٹھیں گے جس وقت حضرت علی نے یہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے اور انہیں کچھ جواب نہ دیا پھر آپ سے سُنا جب کہ پشت پھیر کر تشریف لے جا رہے تھے۔ اس حال میں کہ ران شریف پر ہاتھ مارتے ہوئے فرماتے تھے۔ انسان بہت جھگڑا کرتا ہے۔

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز کی رغبت دلائی کہ اُٹھ کر نماز پڑھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قضاؤ قدرت کے اعتبار سے جواب دیا علماء کا کہنا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا فوری جواب سن کر تعجب کرتے ہوئے اپنی ران شریف

۶۹۰۱

۶۹۰۲ــــ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ أُرِيدُ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقٰسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّالِثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا

پہ ہاتھ مارا تھا۔ اس سے اثنا عشریہ کا ماتم کے جواز پر استدلال کرنا بغیر محل ہے کہ ماتم میں تعجب نہیں ہوتا افسوس ہوتا ہے اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اولی فعل ترک کیا تھا اگرچہ جوانہوں نے توجیہہ بیان کی تھی صحیح تھی اسی لئے حضور نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی اور ان کو نماز پڑھنے پر مجبور نہیں کیا تھا۔ اگر حضرت علی حضور کے ارشاد پر عمل کرتے اور نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے تو اچھا تھا اس سے واضح ہوتا ہے کہ فعل یا قول سے دفاع کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور کے ارشاد پر عمل کیا ہو، کیونکہ حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ حضرت علی نے نماز نہ پڑھی تھی۔ انہوں نے صرف نیند کے غلبہ کے باعث ترکِ قیام سے عذر خواہی کی تھی اور یہ ممتنع نہیں کہ حضور کی مراجعت کے بعد نماز پڑھی ہو کیونکہ حدیث میں اس کی نفی نہیں۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ غافل کو یاد دلانا مشروع ہے کیونکہ غفلت انسان کی طبعی امر ہے۔ قولہ قال ابوعبداللہ الخ بخاری نے کہا کہا جاتا ہے جو رات تیرے پاس آئے وہ طارق ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طارق ستارہ ہے ثاقب کے معنی ہیں روشنی کرنے والا۔ آگ سلگانے والے کو کہا جاتا ہے۔ اَثْقِبْ نَارَکَ آگ روشن کردو۔ **وضاحت**: طرقہ کے دراصل معنی یہ ہیں وہ رات آیا۔ دراصل طروق طرق بمعنی کھٹکھٹانا۔ رات آنے والے کو طارق اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دروازہ کھٹکھٹانے کا محتاج ہے

الْاَرْضُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ

بَابُ قَوْلِهٖ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَمَا اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلُزُوْمِ الْجَمَاعَةِ وَهُمْ اَهْلُ الْعِلْمِ

۶۹۰۲ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم مسجد میں تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا یہودیوں کے پاس چلو ہم آپ کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ بیت المدراس آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے پھران کو آواز دی اور فرمایا اے یہودیوں کی جماعت مسلمان ہو جاؤ سلامتی سے رہو گے انہوں نے کہا اے ابا القاسم آپ نے تبلیغ کردی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں یہی چاہتا تھا مسلمان ہو جاؤ سلامتی سے رہو گے انہوں نے کہا اے ابا القاسم آپ نے پہنچا دیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یہی چاہتا تھا۔ پھر تیسری بار فرمایا اور فرمایا یقین کرو زمین صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس زمین سے جلاوطن کردوں تم میں سے جو کوئی اپنے مال کے بدلہ کوئی شئی پاتا ہے تو وہ اس کو فروخت کردے ورنہ یقین کرو زمین صرف اللہ اور اس کے رسول کی ہے

۶۹۰۲ شرح: اس حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو تبلیغ کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی اُنہوں نے کہا آپ نے پہنچا دیا ہے انہوں نے حضور کی طاعت پر یقین نہ کیا تو آپ نے بار بار انہیں تبلیغ کی یہ اچھا محبادلہ ہے۔ بیت المدراس یہودیوں کا مدرسہ ہے جہاں وہ تورات پڑھا کرتے تھے۔ (حدیث ۲۹۵۵ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اسی طرح ہم نے تمکو عادل امت بنایا

اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا اور وہ علماء ہیں

جماعت سے مراد ہر زمانہ میں اہل حل وعقد ہیں۔ امام کرمانی نے کہا جماعت کو لازم پکڑنے کا مقتضیٰ یہ ہے کہ مکلف کو لازم ہے کہ اس کی پیروی کرے جو مجتہدین کا اتفاق ہے۔ اہل علم سے یہی مراد ہیں۔

۶۹۰۳ــــ **حَدَّثَنِیْ** اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُجَاءُ بِنُوْحٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیُقَالُ لَهٗ هَلْ بَلَّغْتَ فَیَقُوْلُ نَعَمْ یَا رَبِّ فَتُسْئَلُ اُمَّتُهٗ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَیَقُوْلُوْنَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِیْرٍ فَیَقَالُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَیَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا قَالَ عَدْلًا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ قَالَ اَخْبَرَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

۶۹۰۳ــــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز "نوح علیہ السلام" کو لایا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا کیا تم نے تبلیغ کی ہے؟ وہ کہیں گے جی ہاں! اے ہمارے پروردگار! پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کیا تمہیں تبلیغ کی ہے وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ فرمائے گا، اے نوح! تمہارے گواہ کون ہیں؟ وہ کہیں گے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت میرے گواہ ہیں پھر تمہیں لایا جائے گا اور تم "نوح کے حق میں" گواہی دو گے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا اور اسی طرح ہم نے تمہیں عادل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔ اور رسول "صلی اللہ علیہ وسلم" تم پر گواہ ہوں گے جعفر بن عون نے کہا ہم سے اعمش نے ابو صالح اور ابو سعید خدری کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible]

بَابٌ إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَأَ خِلَافَ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ فَحُكْمُهُ مَرْدُوْدٌ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

۶۹۰ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ ابْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِيْ عَدِيِّ الْأَنْصَارِيِّ وَاسْتَعْمَلَهُ عَلٰى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلُوْا وَلٰكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ بِيْعُوْا هٰذَا وَاشْتَرُوْا بِثَمَنِهِ مِنْ هٰذَا وَكَذٰلِكَ الْمِيْزَانُ۔

باب جس وقت عامل یا حاکم اجتہاد کرے اور حکم میں خطاء

کرے اور جہالت کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خلاف کرے اس کا حکم مردود ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو کوئی ایسا عمل کرے جس میں ہمارا حکم نہیں وہ عمل مردود ہے"

شرح الباب: جب حاکم حکم میں اجتہاد کرے اور وہ صحیح ہو تو اس کو دوگنا ثواب حاصل ہے اگر حکم

بَابُ اَجْرِ الْحَاكِمِ اِذَا اجْتَهَدَ فَاَصَابَ اَوْ اَخْطَأَ

۶۹۰۵ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ قَيْسٍ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهُ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَأَ فَلَهُ اَجْرٌ قَالَ فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ هٰكَذَا حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

میں خطاء کرے تو اسے ایک ثواب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مخطی کو ثواب کس لئے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اصابت کا متلاشی تھا۔ اس کو طلب ثواب پر اجر ملتا ہے خطاء پر نہیں۔ ابن منذر نے کہا حاکم اگر حکم میں خطاء کرے تو اس کو ثواب حاصل ہوگا جبکہ اجتہاد کا علم رکھتا ہو اور اجتہاد کرنے میں غلطی کر جائے اور جب عالم نہ ہو تو کچھ ثواب نہ ہوگا۔

۶۹۰۴ ــــ ترجمہ: ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی سامہ بن کے ایک شخص کو خیبر کا حاکم بنا کر بھیجا وہ بہت عمدہ کھجور لایا تو اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا خیبر کے تمام کھجور ایسے ہی ہیں؟ اس نے کہا واللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تمام کھجور ایسے نہیں ہیں لیکن ہم اس کھجور کے دو صاع کے بدلہ اس کا ایک صاع خریدتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہ کرو لیکن برابر کرو ان کو بیچ کر ان کے داموں سے اچھے خرید لیا کرو۔ وزنی اشیاء کی خرید و فروخت اسی طرح کیا کرو۔

۶۹۰۴ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث عـ ۲۰۶۳ / ج ۳۰ میں "وکذالک المیزان" مذکور نہیں حالانکہ وہ یہی حدیث ہے پس جو کا معنی کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وزنی اشیاء کا وہی حکم ہے جو ناپ والی اشیاء کا حکم ہے۔ وزنی اشیاء میں بھی تفاضل جائز نہیں ان میں گی ردی کھجوروں کو بیچ کر عمدہ خرید کریں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ردی اور عمدہ کھجوریں مساوی ہیں۔ جنیب عمدہ کھجوریں اور "جمع" ردی کھجوریں ہیں۔ اصمعی نے کہا حس قسم کی کھجور کا نام معلوم نہ ہو اس کو "جمع" کہتے ہیں

بَابُ الْحُجَّةِ عَلٰى مَنْ قَالَ اِنَّ اَحْكَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ ظَاهِرَةً وَمَا كَانَ يَغِيبُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُمُوْرِ الْاِسْلَامِ

باب ۔ حاکم کو ثواب جب وہ اجتہاد سے فیصلہ کرے صحیح کرے یا خطاء کرے "

۶۹۰۵ ترجمہ : عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب حاکم فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچے تو اسے دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور خطاء کرے تو اسے صرف ثواب ہے ۔ راوی نے کہا میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عمرو بن حزم سے بیان کی تو انہوں نے کہا اسی طرح مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی اور عبدالعزیز بن مطلب نے عبداللہ بن ابی بکر اور ابوسلمہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بیان کیا۔

باب اس شخص پر حجت و دلیل جو کہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام ظاہر تھے اور بعض صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محافل سے غائب اور امورِ اسلام کے مکمل واقف نہ تھے ،،

شرح : یعنی بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے محافل طیبہ سے غائب ہوتے تھے اور جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال تکلیفہ اُن سے رہ جاتے تھے تو اپنی احوال پر ہمیشہ قائم رہتے تھے جن پر وہ مطلع تھے اور ناسخ وغیرہ پر مطلع نہ ہونے کے باعث منسوخ پر عمل پیرا رہتے تھے پھر ایک دوسرے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اخذ کرتے تھے ۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے استیذان کے مسئلہ میں ابوموسیٰ اشعری کی طرف رجوع کیا ۔ علی ہذا القیاس کثیر مثالیں پائی جاتی ہیں ۔ اس باب میں رافضیوں اور خارجیوں کا رد ہے ۔ وہ کہتے ہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور سنتیں نقل متواتر سے منقول ہیں اور جو نقل متواتر سے منقول نہیں اس پر عمل واجب نہیں اس پر عمل واجب نہیں ۔ اُن کا

٦٩٠٦ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُو مُوسَى عَلَى عُمَرَ فَكَأَنَّهُ وَجَدَهُ مَشْغُولًا فَرَجَعَ فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوا لَهُ فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا قَالَ فَأْتِنِي عَلَى هَذَا بِبَيِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا لَا يَشْهَدُ إِلَّا أَصَاغِرُنَا فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ قَدْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ

یہ زعم فاسد ہے کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے مسائل اخذ کرتے تھے اور بعض کسی سے مرفوع منقول روایت پر عمل کرتے تھے اور اخبار احاد کے ذریعہ عمل کے قول پر اجماع منعقد ہے۔

٦٩٠٦ــ ترجمہ : عُبَید بن عمیر سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی اور عمر فاروق کو کسی کام میں مشغول پا کر واپس چلے گئے عمر فاروق نے فرمایا کیا میں نے عبد اللہ بن قیس کی آواز نہیں سنی ؟ انہیں اجازت دے دو ، چنانچہ انہیں بلایا گیا تو عمر فاروق نے فرمایا ایسا تم نے کیوں کیا ہے ؟ واپس کیوں چلے گئے " ابو موسیٰ نے کہا ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے ۔ عمر فاروق نے فرمایا اس پر کوئی گواہ پیش کرو " کہ تمہیں یہی حکم دیا گیا ہے " ورنہ میں تمہارے ساتھ ایسا ایسا کروں گا " عذاب دوں گا " ابو موسیٰ انصار کی مجالس میں گئے تو انہوں نے کہا اس کے ہمارے چھوٹے چھوٹے لوگ گواہ ہیں ؛ چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے " جو ابو موسیٰ نے کہا ہے " عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مخفی رہا ہے ۔ مجھے منڈیوں میں تجارت نے مشغول کر رکھا تھا "

٦٩٠٧ــــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا
الزُّهْرِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ مِنَ الْاَعْرَجِ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ
اِنَّكُمْ تَزْعُمُوْنَ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ اِنِّيْ كُنْتُ اِمْرَاً مِسْكِيْنًا اَلْزَمُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ وَكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ
يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلٰى
اَمْوَالِهِمْ فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ
فَقَالَ مَنْ يَبْسُطْ رِدَاءَهٗ حَتّٰى اَقْضِيَ مَقَالَتِيْ ثُمَّ يَقْبِضْهُ فَلَمْ

٦٩٠٦ــــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اجازت لینے کا مسئلہ مخفی رہا حتی کہ ابو موسیٰ اشعری کی طرف رجوع کرنا پڑا معلوم ہوا کہ خبر واحد معمول بہ ہے اور بعض سنن بعض جلیل القدر صحابہ پر مخفی رہ جاتی تھیں اور جو حضور کی مجلس میں ہوتے تھے وہ ان تک مسائل پہنچاتے تھے جو غائب ہوتے تھے اور غائب ان کی خبر قبول کر لیتے تھے اور اس پر اعتماد کر کے عمل کرتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا استیذان کے مسئلہ پر گواہ طلب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خبر واحد کو حجت نہیں جانتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہی تو حجت و دلیل ہے کیونکہ ابو سعید خدری کی خبر ملنے سے خبر واحد ہی رہتی تھی متواتر نہ ہوئی تھی نیز یہ منقول ہے کہ حضرت عمر فاروق سے کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین اس طرح صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عذاب نہ کیا کرو تو انہوں نے کہا میں خبر کی توثیق چاہتا ہوں۔ اس سے واضح ہے کہ وہ خبر واحد پر عمل کو جائز کہتے تھے۔ (حدیث ۶۷۵۸ ج ۹ کی شرح دیکھیں)

٦٩٠٧ــــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم خیال کرتے ہو کہ ابو ہریرہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں ذکر کرتا ہے۔ اللہ کے حضور جانا ہے۔

يَنْسَ شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ

بَابُ مَنْ رَأَى تَرْكَ النَّكِيرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً لَا مِنْ غَيْرِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۹۰۸ ـــ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ

میں مسکین آدمی تھا۔ پیٹ بھر کر کھانے پر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں موجود رہتا تھا۔ مہاجرین کو منڈیوں میں تجارت مشغول رکھتی تھی اور انصار کو اپنے مالوں پر قائم رکھنے نے مشغول رکھا تھا۔ ایک دن میں جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضور نے فرمایا جو کوئی اپنی چادر پھیلائے رکھے یہاں تک کہ میں اپنا کلام پورا کر لوں پھر اس کو اکٹھا کرلے جو کچھ اُس نے مجھ سے سُنا ہوگا اس کو ہرگز نہ بھولے گا میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ اللہ کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے جو شئ آپ سے سُنی تھی اس کو نہیں بھُولا۔

۶۹۰۷ ـــ **شرح** : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیّدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اقوال وافعال کی خبر دی جن سے کثیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم غائب تھے جب ان کو ابوہریرہ نے خبر دی تو انہوں نے اسے قبول کیا اور اس پر عمل کیا معلوم ہُوا کہ خبر واحد مقبول ہے اور معمول بہ ہے۔ اس حدیث میں ان لوگوں پر حجت ہے جو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اخبار پر عمل کرنے کے لئے تواتر سے منقول شرط قرار دیتے ہیں۔ قولہ واللہ الموعد الخ یہ جملہ معترضہ ہے اس سے مراد قیامت کا دن ہے یعنی قیامت کے دن ظاہر ہو جائے گا کہ مجھ پر انکار کرنے میں تم حق پر تھے یا زیادہ حدیثیں بیان کرنے میں میں حق پر تھا۔ قولہ علی اموالہم۔ یعنی انصار کھیتی باڑی میں مصروف رہتے تھے۔ اموال سے مراد کھیتی باڑی ہے (حدیث ۱۹۲۱ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

ابْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَحْلِفُ بِاللهِ أَنَّ ابْنَ الصَّائِدِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللهِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلَى ذٰلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب جس نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انکار ترک کرنے کو حجّت اور دلیل خیال کیا،،

جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ اور کسی کا انکار ترک کرنا حجت نہیں

۶۹۰۸ — ترجمہ : محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ کو دیکھا کہ وہ اللہ کی قسم کھاتے تھے کہ ابن صیّاد دجال ہے۔ میں نے کہا تم اللہ کی قسم کھاتے ہو۔ انہوں نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اس پر کھاتے تھے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کا انکار نہ کیا۔

۶۹۰۹ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا مجھے مہلت دیں میں ابن صیاد کی گردن اُڑاتا ہوں تو حضور نے فرمایا۔ اگر یہ دجال ہی ہے تو اس پر تم مسلط نہیں ہوسکتے۔ اگر یہ دجال نہیں تو تمہارے لئے اس کو قتل کرنے میں خیر نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ابن صیاد کے بارے میں شک کرتے تھے اور حتمی طور پر اس کو دجال نہیں کہا۔ اس کا جواب یہ ہے سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کلام شریف اگرچہ معرضِ شک میں ہے لیکن کبھی اس سے یقین مراد ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل باطل ہو جائیں گے،، حالانکہ اللہ کے علم میں ہے کہ حضور سے شرک ہونا محال ہے یہ سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرب کے محاورات کے مطابق مذکور ہے وہ اپنے مقالات میں اس طرح کلام کرتے ہیں۔

بَابُ الْاَحْكَامِ الَّتِیْ تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ وَكَيْفَ مَعْنَى الدَّلَالَةِ وَتَفْسِيْرُهَا وَقَدْ اَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَ الْخَيْلِ وَغَيْرِهَا ثُمَّ سُئِلَ عَنِ الْحُمُرِ فَدَلَّهُمْ عَلٰى قَوْلِهٖ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا اٰكُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ وَاُكِلَ عَلٰى مَائِدَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ فَاسْتَدَلَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِاَنَّهٗ لَيْسَ بِحَرَامٍ

باب جو احکام دلائل سے پہچانے جاتے ہیں۔ دلالت کا

معنی اور تفسیر کیا ہی ؟ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھوڑے اور اس کے غیر کے حکم کی خبر دی پھر گدھوں سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے اس آیت کریمہ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ،، کی طرف ان کی رہنمائی کی۔ اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے گوہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا میں اسے نہ کھاتا ہوں اور نہ حرام کرتا ہوں اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی اس سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ گوہ حرام نہیں۔

شرح : دلائل ملازمات شرعیہ اور عقلیہ ہیں۔ ابن حاجب نے کہا صحیح ادلہ جن پر اتفاق ہے پانچ ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع، قیاس اور استدلال۔ استدلال کی صورت یہ ہے کہ ملزوم کا ثبوت شرعًا یا عقلًا معلوم ہو جائے تو اس کے لازم کا ثبوت شرعًا اور عقلًا معلوم ہو جاتا ہے۔ دلالت کے معنی یہ ہیں جیسے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ارشاد کو خاص کا حکم اور وہ گدھے ہیں عام کے حکم کے تحت داخل ہے اور وہ ،، فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ،، ہے کیونکہ جو کوئی ان کو اللہ کی راہ میں باندھے رکھے وہ خیر کا عامل ہے وہ خیر کی جزا دیکھ لے گا اور جو فخر و ریا کے لئے باندھتا ہے وہ شر کا عامل ہے وہ اس کی جزا دیکھ

۶۹۰۹ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ زَيْدِ
ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ لِثَلٰثَةٍ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ اَجْرٌ
وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِيْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ فِيْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا
ذٰلِكَ فِي الْمَرْجِ وَالرَّوْضَةِ كَانَ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا
فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا وَاَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهٗ
وَلَوْ اَنَّهَا بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يُّسْقِيَ بِهٖ كَانَ ذٰلِكَ

ملے گا۔ دلالت کی تفسیر یہ ہے جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس عورت کو تعلیم دینا جس نے طہارت کی کیفیت سے سوال کیا تھا کہ روئی کو خوشبو سے تر کرکے خون کے مواضع پر لگائے،، قولہ سُئِلَ الخ اس میں سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا گوہ کھانے والوں کو دیکھ کر خاموش رہنا اس کے حلال ہونے پر دلالت کرتا ہے جب تک کوئی قرینہ نہ پایا جائے جو اس کے خلاف ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ گوہ کھانا حرام نہیں کیونکہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی جبکہ حضور موجود تھے اور آپ نے منع نہ فرمایا، لیکن ہم کہتے ہیں، سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں گوہ نہیں کھاتا ہوں یہ گوہ کھانے کے عدم جواز کا قرینہ ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،، وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ،، اور لوگوں پر خبیث جانور حرام کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ گوہ خبیث جانور ہے، کیونکہ طبیعت اس کو پسند نہیں کرتی اسی لئے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں اس کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ نزول آیت سے قبل ہو۔ نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس وقت کھانے والے شدّتِ بھوک کے باعث گوہ کھانے پر مجبور رہوں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۹۰۹ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا گھوڑا تین شخص کیلئے ہے کسی کے لئے ثواب کا موجب ہے اور کسی کے لئے پردہ پوشی کا

حَسَنَاتٍ لَهٗ وَھِیَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ اَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّیًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ یَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِیْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِیَ لَهٗ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَّرِیَاءً فَهِیَ عَلٰی ذٰلِكَ وِزْرٌ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا اُنْزِلَ اللّٰهُ عَلَیَّ فِیْهَا اِلَّا هٰذِهِ الْاٰیَةَ الْفَاذَّةَ الْجَامِعَةَ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ

کا سبب ہے اور کسی کے لئے گناہ کا سبب ہے۔ ثواب کا موجب اس شخص کے لئے ہے جس نے اسے اللہ کی راہ میں باندھا اور اس کی رسی چراگاہ یا باغ میں لمبی کردی جس قدر وہ چراگاہ یا باغ میں چارہ کھائے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر اس کی رسی ٹوٹ جائے اور وہ ایک یا دو بلندیاں دوڑ جائے تو اس کے قدموں کے آثار اور اس کی لید اس شخص کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ نہر کے پاس سے گزرے اور اس سے پانی پیئے حالانکہ اس کا پانی پینے کا ارادہ نہیں تھا یہ اس کی نیکیاں ہوں گی پس یہ گھوڑا اس کے ثواب کا موجب ہے اور جس شخص نے اس کو مالداری کی وجہ سے اور لوگوں سے سوال سے بچاؤ کے لئے باندھا پھر اس کی گردن اور پیٹھ کے متعلق اللہ کا حق نہ بھولا وہ اس کے لئے بچاؤ کی صورت ہوگا اور جس نے فخر اور ریاء کے طور پر اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھا وہ اس کے لئے گناہ کا باعث ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں سے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اس کے متعلق مجھ پر کوئی آیت نہیں اتری سوا اس جامع تنہا آیت کے فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۔ (حدیث ۲۲۱۷ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

حل لغات

: مَرَجٌ ،، چراگاہ جہاں مویشی چرتے ہیں۔ طِیَلٌ ،، لمبی رسی۔ شرف ،، بلندی تَغَنِّیًا ،، لوگوں سے مستغنی۔ تَعَفُّفًا ،، سوال سے بچنا۔ حُمُرٌ ،، حمار کی جمع ہے گدھے۔ اِسْتَنَّتْ ،، دوڑا۔

۶۹۱۰ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورِ ابْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ النُّمَيْرِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ تَأْخُذِينَ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِينَ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِينَ قَالَتْ كَيْفَ أَتَوَضَّأُ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئِينَ بِهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِي يُرِيدُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَذَبْتُهَا إِلَيَّ فَعَلَّمْتُهَا ـــــ

۶۹۱۰ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا ۔ (اس حدیث کے دو طرق ہیں ایک طریق یحییٰ کا ہے جو مختصر ذکر کیا۔ دوسرا طریق محمد بن عقبہ کا ہے وہ یہ ہے)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے متعلق سوال عرض کیا کہ اس سے کیسے غسل کرے فرمایا مشک لگا ہوا کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کیسے پاکی حاصل کروں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکی حاصل کر۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیسے پاکی حاصل کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکی حاصل کر۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے وہ پہچانا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ فرماتے تھے میں نے اس کو اپنی طرف کھینچا اور اس کو سکھایا

۶۹۱۰ــــ شرح : اس حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ جب عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غسل کی کیفیت پوچھی تو اس کو دیا ... سکھایا۔ یہ عورت اسماء بنت شکل تھی (حدیث ۳۱۰ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۹۱۱ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا فَدَعَا بِهِنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ فَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ

۶۹۱۲ـــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ

۶۹۱۱ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُمّ حُفَیْد بنت حارث بن حزن نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گھی، پنیر اور گوہیں ہدیہ بھیجا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو منگوایا اور وہ حضور کے دسترخوان پر کھائی گئیں اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو ترک کیا جیسے ان سے نفرت کرتے ہیں۔ اگر یہ حرام ہوتیں تو حضور کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتیں اور نہ ہی آپ کھانے کا حکم فرماتے۔

۶۹۱۱ـــ شرح : اس کی مطابقت اس طرح ہے کہ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو نفرت کرتے ہوئے ترک کر دیا لوگ اُن کے کھانے سے رُک گئے تو حضور نے وہ منگوائیں اور آپ کے دسترخوان پر کھائی گئیں یہ ان کی اباحت کی دلیل ہے۔

اُمّ حُفَیْد کا نام ہُزَیلہ بنت ہلالیہ ہے۔ یہ ام المؤمنین میمونہ کی ہمشیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور خالد ابن ولید کی خالہ ہیں (حدیث ۵۰۴۳ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

۶۹۱۲ـــ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ ثُوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ وَأَنَّهُ أُتِيَ بِبَدْرٍ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِي طَبَقًا فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا فَسَأَلَ عَنْهَا فَأُخْبِرَ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ فَقَالَ قَرِّبُوْهَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا وَقَالَ كُلْ فَإِنِّيْ أُنَاجِيْ مَنْ لَا تُنَاجِيْ قَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ قِصَّةَ الْقِدْرِ فَلَا أَدْرِيْ هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيْثِ

علیحدہ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے ایک تھال لایا گیا۔ ابن وہب نے کہا یعنی طبق لایا گیا جس میں سبزیاں تھیں حضور کو اس کی بو معلوم ہوئی تو اُن سے متعلق دریافت کیا آپ کو اس میں سبزیوں سے متعلق خبر دی گئی فرمایا اس کو صحابی کے قریب کرو جو آپ کے ہمراہ تھا جب اس کو دیکھا کہ وہ اس کو کھانا پسند نہیں کرتا تو فرمایا کھاؤ میں اس سے مناجات کرتا ہوں جس سے تم مناجات نہیں کرتے ہو۔

۶۹۱۲ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام صحابہ کرام اللہ سے مناجات کرتے تھے تو اس کلام کا معنی کیا ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ مناجات خفیہ گفتگو ہے اور لفظ "مَنْ" موصولہ ہے اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے۔ بعض روایات میں اس کی تصریح موجود ہے۔ لہسن اور پیاز میں ہر وہ شئی داخل ہے جس کے کھانے سے بُو آئے اس میں مولی، گندھنا اور تمباکو والا پان سگریٹ اور حقہ وغیرہ داخل ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ جس سے انسان بُو محسوس کرتے ہیں اور اذیت پاتے ہیں اس سے فرشتوں کو بھی اذیت پہنچتی ہے۔ کراماً کاتبین ان میں داخل نہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ الخ ابن عفیر نے ابن وہب سے روایت کرتے ہوئے کہا ہنڈی لائی گئی جس میں سبزیاں تھیں لیث اور ابوصفوان نے یونس سے ہنڈی کا قصہ ذکر نہیں کیا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ زہری کا قول ہے یا

۶۹۱۳ــــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي وَعَمِّي قَالَا حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ لَمْ أَجِدْكَ قَالَ إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ زَادَ لَنَا الْحُمَيْدِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ كَأَنَّهَا تَعْنِي الْمَوْتَ

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ

حدیث میں ہے یعنی زہری نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل ذکر کیا ہے اسی لئے اس کو یونس نے روایت نہیں کیا بامسند ذکر کیا ہے اس لئے یونس نے اسے نقل کیا ہے۔ (حدیث ۸۱۵،۸۱۶،۸۱۷ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۱۳ــــ ترجمہ : محمد بن جبیر نے بیان کیا کہ ان کے والد جبیر بن مُطعِم نے انہیں خبر سنائی کہ انصار قبیلہ کی ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کسی شئی کے بارے میں حضور سے گفتگو کی حضور نے اس کو کوئی حکم فرمایا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم " اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو؟ حضور نے فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آجانا۔ حمیدی نے ابراہیم بن سعد سے اضافہ کیا۔ گویا کہ اس کی مراد موت تھی۔

۶۹۱۳ــــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان دونوں حدیثوں کی عنوان سے کیا مناسبت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی سے یہ استدلال کیا ہے کہ فرشتے بدبودار شئے سے اذیت پاتے ہیں اور دوسری شئ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا ہے۔ (حدیث ۳۴۲۵ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

اہل کتاب سے کسی شئی سے متعلق مت پوچھو!

وَقَالَ اَبُو الیَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ مُعٰوِیَةَ یُحَدِّثُ رَھْطًا مِّنْ قُرَیْشٍ بِالْمَدِیْنَةِ وَذَکَرَ کَعْبَ الْاَحْبَارِ فَقَالَ اِنْ کَانَ مِنْ اَصْدَقِ ھٰؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِیْنَ الَّذِیْنَ یُحَدِّثُوْنَ عَنِ الْکِتَابِ وَاِنْ کُنَّا مَعَ ذٰلِکَ لَنَبْلُوْ عَلَیْہِ الْکَذِبَ ۶۹۱۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ

ابوالیمان نے کہا مجھے شعیب نے زُہری سے خبر دی اُنہوں نے کہا مجھ سے حُمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ مدینہ منورہ میں قریش کی ایک جماعت سے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے کعب الاحبار کا ذکر کیا اور کہا وہ ان محدّثین میں سب سے زیادہ سچے تھے جو اہل کتاب سے روایت کرتے تھے لیکن بایں ہمہ ہم اس کے کلام میں جھوٹ پاتے ہیں۔

شرح : اس حدیث کی مطابقت کعب الاحبار کے ذکر میں ہے جو پہلی کتابوں سے خبر نقل کرتے تھے اور اس سے ان کی خبروں کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا۔ کعب الاحبار اہل کتاب کے علماء اور فضلاء میں سے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایمان لائے بعض نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمان خلافت میں یہ مشہور ہے۔ اسے فضلاء تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ کا بیان ہے کہ کعب الاحبار تمام اہل کتاب سے زیادہ سچے تھے تورات وانجیل سے خبریں دیتے تھے لیکن بایں ہمہ نے جھوٹ میں کعب کا امتحان لیا ہے کہ ان کے کلام میں جھوٹ پایا جاتا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ وہ جو خبریں دیتے ہیں ان میں بسا اوقات خطاء کر جاتے ہیں ان کی یہ مراد نہیں کہ وہ کذّاب ہے چونکہ علماء یہود نے تورات وغیرہ میں بہت تغیر و تبدیل کر رکھی تھی اور وہ تحریف شدہ خبریں دیتے تھے اس لئے خبر جھوٹی ہوتی تھی وہ عمدًا جھوٹ نہ بولتے تھے۔

۶۹۱۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اہل کتاب تورات عبرانی زبان میں پڑھتے تھے

حدّثنا عثمٰن بن عمر قال اخبرنا علی بن المبارک عن یحیی ابن ابی کثیر عن ابی سلمة عن ابی ھریرة قال کان اھل الکتاب یقرؤن التورٰیة بالعبرانیة ویفسّرونھا بالعربیة لاھل الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصدقوا اھل الکتاب ولا تکذّبوھم وقولوا اٰمنّا باللہ وما انزل الینا الاٰیة

۶۹۱۵ — حدّثنا موسٰی بن اسمٰعیل قال اخبرنا ابراھیم قال اخبرنا ابن شھاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ انّ ابن عبّاس قال کیف تسألون اھل الکتاب عن شیءٍ وکتابکم الّذی اُنزل علی رسولہ احدث تقرؤنہ محضًا لم یشب وقد حدّثکم انّ اھل الکتاب بدّلوا کتاب اللہ وغیّروہ وکتبوا بایدیھم

اور مسلمانوں کے لئے عربی زبان میں اس کی تفسیر کرتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی تصدیق نہ کرو اور نہ ہی ان کی تکذیب کرو اور کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو ہماری طرف نازل ہوا اور جو تمہاری طرف نازل ہوا اس پر ایمان لائے

۶۹۱۴ — شرح : اس کی مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اہل کتاب کی عدم تصدیق اور عدم تکذیب کا حکم دیا اس کا مقتضیٰ اُن سے سوال نہ کرنا ہے۔ (حدیث ۴۱۷۳ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۹۱۵ — ترجمہ : عبید اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم اہل کتاب سے کسی شئ سے متعلق کیوں پوچھتے ہو، حالانکہ تمہاری کتاب (قرآن کریم) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی نئی کتاب ہے جسے تم پڑھتے ہو حالانکہ یہ خالص ہے اس میں کوئی ملاوٹ

الْكِتَابَ وَقَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا اَلَا يَنْهٰكُمْ مَا جَآءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ عَلَيْكُمْ

بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيْمِ اِلَّا مَا يُعْرَفُ اِبَاحَتُهٗ وَكَذٰلِكَ اَمْرُهٗ نَحْوُ قَوْلِهٖ حِيْنَ اَحَلُّوْا اَصِيْبُوْا مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ جَابِرٌ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ اَحَلَّهُنَّ لَهُمْ وَقَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْنَا

۶۹۱۶ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَآءٌ قَالَ جَابِرٌ ح وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ

نہیں کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں خبر سنائی ہے کہ اہلِ کتاب نے اللہ کی کتاب کو بدل دیا ہے اور اس میں تغییر کردی ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھی اور کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس وجہ سے وہ قلیل ثمن حاصل کریں خبردار سنو! تمہارے پاس جو علم آیا ہے یہ اُن سے سوال پوچھنے سے تم کو منع کرتا ہے بخدا! ہم نے ان میں سے کسی آدمی کو نہیں دیکھا کہ وہ تم سے اس کے متعلق پوچھے جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے۔

۶۹۱۵ شرح: قولہ اُحْدِثَ، یعنی نزول کے اعتبار سے نئی کتاب ہے اور اس کے الفاظ حادث ہیں اور قدیم وہ معنی ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ وہ تم سے نہیں پوچھتے؛ حالانکہ ان کی کتاب محرّف ہے۔ لہٰذا بطریقِ اولیٰ اُن سے کچھ نہیں پوچھنا چاہیئے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منع کرنا تحریم کا موجب ہے مگر جس کی اباحت پہچانی جائے

ایسے ہی آپ کا حکم ہے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! جب وہ عمرہ سے فارغ ہوگئے کہ بیویوں کے پاس جاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا اُن پر واجب نہ کیا تھا لیکن اُن کے لئے جماع حلال اور جائز کیا تھا۔ ام عطیہ نے کہا ہم کو جنازہ کے پیچھے جانے سے منع کیا گیا اور ہم پر واجب نہیں کیا کہ ہم نہ جائیں۔

شرح الباب: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی شئ سے منع کرنا اس کی تحریم کا سبب ہوتا ہے۔ نہی کا یہ حقیقی معنی ہے البتہ جس کی اباحت حال کے قرینہ سے یا کسی دلیل سے یا دلالتِ سیاق سے پہچانی جائے تو وہ جائز و مباح ہوتا ہے۔ اسی طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہی کے حکم جیسا ہے یعنی جب تک ندب وغیرہ کی دلیل نہ پائی جائے تو حضور کا ارشاد وجوب پر محمول ہوتا ہے۔ اور اس کی مخالفت حرام ہے۔ جیسے حجۃ الوداع میں جب لوگ عمرہ سے فارغ ہوگئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ بیویوں کے پاس جائیں اور اُن سے جماع کریں۔ حضور کا امر ”اصیبوا“ ایجاب پر محمول ہے جو امر کا حقیقی مدلول ہے لیکن جس وقت کوئی قرینہ پایا جائے جو ایجاب سے منع کرے! چنانچہ اس صورت میں جو لوگ عمرہ سے فارغ ہوگئے تھے ان کو بیویوں کے پاس جانے کا حکم دیا تھا حضرت جابر نے کہا ان پر جماع واجب نہیں کیا تھا، لیکن اُن کے لئے جماع کرنا حلال اور جائز فرمایا تھا۔ دوسری ایک اور صورت ہے کہ ام عطیہ نے کہا کہ حضور نے عورتوں کو جنازوں کے ہمراہ جانے سے منع کیا لیکن اُن پر یہ واجب نہ کیا تھا کہ وہ ہرگز نہ جائیں۔ علماء اصول نے کہا نہی کے آٹھ معانی ہیں اور وہ تحریم میں حقیقت اور باقی سات میں مجاز ہے اور امر سولہ معانی کے لئے ہے وہ ایجاب میں حقیقت اور باقی پندرہ میں مجاز ہے۔

۶۹۱۶ — ترجمہ: عطاء نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ کو چند لوگوں میں جو اُن کے ہمراہ تھے۔ یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرہ نہ تھا۔ عطاء نے کہا جابر بن عبد اللہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

أُنَاسٍ مَعَهُ قَالَ أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ عُمْرَةٌ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ
فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحِلَّ وَقَالَ
أَحِلُّوا وَأَصِيبُوا مِنَ النِّسَاءِ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ وَلَمْ
يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ أَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَبَلَغَنَا أَنَّا نَقُولُ لَمَّا لَمْ
يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ إِلٰى نِسَائِنَا
فَنَأْتِي عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيرُنَا الْمَذْيَ قَالَ وَيَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ هٰكَذَا
وَحَرَّكَهَا فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ
أَنِّي أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَصْدَقُكُمْ وَأَبَرُّكُمْ وَلَوْلَا هَدْيِي لَحَلَلْتُ كَمَا

ذی الحجہ کی چوتھی صبح کو مکہ مکرمہ تشریف لائے جب ہم آئے تو ہمیں حضور نے حکم دیا کہ ہم حج کا احرام کھول دیں اور فرمایا تم حج کا احرام کھول دو اور بیویوں کے پاس جاؤ۔ عطاء کا بیان ہے کہ حضرت جابر نے کہا بیویوں سے جماع کرنا ان پر واجب نہ کیا تھا لیکن عورتوں کو ان کے لئے حلال کیا تھا (جو احرام کے باعث حرام تھیں) پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن باقی رہ گئے ہیں تو ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنی بیویوں سے جماع کر سکتے ہیں۔ اب ہم عرفہ جائیں گے اور ہمارے ذکروں سے منی ٹپک رہی ہوگی۔ عطاء کا بیان ہے کہ حضرت جابر اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے تھے اور اپنے ہاتھ کو حرکت دیتے تھے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا تم نے جانا ہے کہ میں تم سب سے اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ سچا اور نیک ہوں اگر میری ہدی نہ ہوتی تو میں احرام کھول دیتا جیسے تم نے احرام کھول دیئے ہیں لہذا تم احرام کھول دو اور اگر میں اپنے امر کی طرف پہلے متوجہ

تَحِلُّوْنَ فَحِلُّوْا فَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَیْتُ فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

۶۹۱۷ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَیْنِ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ الْمُزَنِیُّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ کَرَاهِیَةَ اَنْ یَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً

ہوتا جو بعد میں متوجہ ہُوا تو ہدی نہ لاتا۔ ہم سب نے احرام کھول دیئے اور حضور کا کلام سُنا اور اطاعت کی۔

۶۹۱۶ ـــ شرح : اس کی مناسبت اس طرح کہ سیدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا لوگوں کو بیویوں کے پاس جانے کا حکم دینا وجوب کے لئے نہ تھا اسی لئے کہا کہ ہم پر واجب نہ کیا لیکن عورتوں کو ان کے شوہروں کے لئے حلال کیا کہ وہ اگر بیویوں سے جماع کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں یہ اُن پر حرام نہیں " قولہ اھللنا بالحج الخ یعنی ہم نے خالص حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرہ نہ تھا۔ ابتداء میں خالص حج کا احرام باندھا تھا پھر حج کو فسخ کرکے عمرہ کا احرام باندھا تھا حجۃ الوداع میں بعض لوگوں نے صرف حج کا احرام باندھا تھا بعض نے صرف عمرہ کا اور بعض نے حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا تھا۔ (حدیث ۱۵۴۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۱۷ ـــ ترجمہ : عبداللہ مُزنی نے بیان کیا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مغرب کی نماز سے پہلے نماز پڑھو اور تیسری بار فرمایا یہ اس کے لئے ہے جو پڑھنا چاہے مکروہ جانتے ہوئے کہ لوگ اسے سنت سمجھنے لگیں گے۔

۶۹۱۷ ـــ شرح : اس کی مناسبت اس طرح ہے کہ امر کی حقیقت وجوب ہے بشرطیکہ کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو۔ اگر قرینہ صارفہ ہو جو تخییر وغیرہ پر دلالت کرے تو اس وقت امر وجوب کے لئے نہ ہوگا جیسے اس حدیث میں " لِمَنْ یَّشَآءَ " وجوب پر محمول کرنے سے قرینہ صارفہ ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ مغرب سے پہلے دو رکعت نفل ضروری نہیں اور نہ ہی سنت مؤکدہ ہیں کہ

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْاِخْتِلَافِ

۶۹۱۸ـ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَلَّامِ بْنِ اَبِي مُطِيْعٍ عَنْ اَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَلَّامًا

۶۹۱۹ـ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ اَبُوْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ هَارُوْنَ الْاَعْوَرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عِمْرَانَ عَنْ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب خلاف مکروہ ہے

۶۹۱۸ـ ترجمہ : جُندُب بن عبداللہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھو جب تک تمہارے دل لگے رہیں جب تمہارے دل نہ لگیں تو اس کی تلاوت سے کھڑے ہو جاؤ ابو عبداللہ بخاری نے کہا عبدالرحمٰن نے سلام سے سماعت کی ہے۔
(حدیث ۴۶۷۳ کی شرح دیکھیں)

۶۹۱۹ـ ترجمہ : جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھتے رہو جب تک اس پر تمہارے دل لگے رہیں

۶۹۲۰ — حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ قَالَ عُمَرُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ فَحَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَ

ہیں اور جب تھکنے لگو تو اس سے کھڑے ہو جاؤ۔"

۶۹۱۹ — شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو قرآن کے ساتھ محبّت کا حکم دیا اور فرقت سے ڈرایا اور کسی شبہ کے باعث جھگڑا کا احتمال ہو تو اس میں اختلاف ترک کر دیں اور اگر قرآن کی تاویل میں اختلاف ہو تو اس کی قرأت ترک کرنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ قرآن پڑھنے پر امت کا اجماع ہے اس کو سمجھے یا نہ سمجھے معلوم ہُوا کہ قوموا عنہ کے معنی یہ ہیں کہ استحباباً کھڑے ہو جاؤ اور پڑھنا چھوڑ دو۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اختلاف کے وقت پڑھنا حرام ہے۔ قَالَ ابو عبد اللہ الخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یزید بن ہارون نے ہارون اعور سے روایت کی کہ ہم سے ابو عمران نے جندب کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔

۶۹۲۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قریب آئی۔ ابن عباس نے کہا گھر میں بہت لوگ تھے اُن میں عمر فاروق بھی تھے۔ حضور نے فرمایا آؤ میں تمہارے لئے تحریر لکھ دوں اس کے بعد تم نہیں بھٹکو گے۔ عمر فاروق نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا غلبہ ہے تمہارے پاس قرآن ہے ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ گھر میں

وَالْاِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتٰبَ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ وَاِنَّ الْمُشَاوَرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّبَيُّنِ لِقَوْلِهٖ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِذَا عَزَمَ الرَّسُوْلُ لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ اَلتَّقَدُّمُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَشَاوَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فِي الْمُقَامِ وَالْخُرُوْجِ فَرَاَوْا لَهُ الْخُرُوْجَ فَلَمَّا لَبِسَ لَاْمَتَهٗ وَعَزَمَ قَالُوْا اَقِمْ فَلَمْ يَمِلْ اِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ

لوگوں نے اختلاف کیا اور وہ جھگڑنے لگے۔ اُن میں سے بعض کہتے تھے "قلم دوات" آپ کے قریب کرو تمہارے لئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر لکھ دیں اس کے بعد تم نہیں پھسلو گے ان میں سے بعض وہی کہتے تھے جو عمر فاروق نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شور و غل اور اختلاف زیادہ ہو گیا تو فرمایا میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ عبید اللہ نے کہا ابن عباس کہتے تھے۔ مصیبت ہے بہت بڑی مصیبت یہ بھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے لئے تحریر لکھنے کے درمیان اختلاف اور جھگڑا حائل ہُوا۔

۶۹۲۰

شرح : یعنی اس نازک وقت میں لوگوں کا اختلاف کرنا اور آوازیں بلند کرنا جو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آزردگی کا موجب تھے تحریر کرنے میں حائل واقع ہُوئے۔ اس حدیث کے دیگر الفاظ یہ ہیں کہ حضور نے فرمایا میں جس حال میں ہوں اس سے بہتر ہے جو تم تکلیف کرتے ہو کہ میں ضرور لکھوں۔ حدیث ۱۱۴ ج ۱ میں ہم نے بسط سے تحریر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

Click

وَقَالَ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ يَلْبَسُ لَأْمَتَهُ فَيَضَعُهَا حَتَّى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَشَاوَرَ عَلِيًّا وَأُسَامَةَ فِيمَا رَمَى بِهِ أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ مِنْهُمَا حَتَّى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَجَلَدَ الرَّامِينَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى تَنَازُعِهِمْ وَلٰكِنْ حَكَمَ بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ وَكَانَتِ الْأَئِمَّةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَشِيرُونَ الْأُمَنَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوا بِأَسْهَلِهَا فَإِذَا وَضَحَ الْكِتَابُ أَوِ السُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدَّوْهُ إِلَى غَيْرِهِ اقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَى أَبُو بَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَنَعَ الزَّكٰوةَ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِذَا قَالُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا

مقصود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تصریح کرنا تھی (لہٰذا حدیث ۱۱۴ جلد ۱ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان کے معاملات باہم مشورہ سے ہوتے ہیں، معاملات میں اُن سے مشورہ کرلیا کریں

مشورہ عزم اور وضاحت سے مقدم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب عزم کرلو تو اللہ پر توکل کرو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزم کرلیں تو کسی بشر کو حق حاصل نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھے۔"

بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَابَعَهُ بَعْدُ عُمَرُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ أَبُوْبَكْرٍ إِلٰى مَشْوَرَةٍ إِذْ كَانَ عِنْدَهُ حُكْمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَأَرَادُوْا تَبْدِيْلَ

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُحد کے روز صحابہ کرام سے مدینہ منورہ میں اقامت کرنے اور اُحد میں جنگ کے لئے باہر نکلنے میں مشورہ لیا۔ جب آپ نے زرہ پہن لی تو صحابہ نے کہا مدینہ منورہ میں ہی ٹھہرنا چاہیئے تو حضور نے اُن کے کلام کی طرف التفات اور توجہ نہ کی اور فرمایا نبی کے لئے مناسب نہیں کہ زرہ پہنے پھر اس کو کندھے سے اُتار دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حکم کرے۔ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے افک کے بارے میں جو ام المؤمنین عائشہ پر بہتان گھڑا گیا تھا علی اور اُسامہ سے مشورہ کیا۔ اور ان کے مشورہ کی سماعت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ (ام المؤمنین) کی برأت میں قرآن نازل ہُوا، تو بہتان لگانے والوں کو حد لگائی اور اُن کے جھگڑے کی طرف توجہ نہ فرمائی لیکن وہی فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد حضرات صحابہ اور تابعین مباح امور میں دیانت دار علماء سے مشورے کرتے تھے تاکہ زیادہ آسان کو اختیار کریں اور اگر کتاب یا سنت حکم واضح کر دیتی تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کی اقتداء کرتے ہُوئے غیر کی طرف نہ جاتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ منع کرنے والوں سے جنگ کا ارادہ کیا تو عمر فاروق نے کہا آپ اُن سے کیسے جنگ کریں گے حالانکہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الاّ اللہ ،، کہیں جب وہ لا الٰہ الا اللہ کہیں گے تو مجھ سے اپنے خون اور مال بچا لیں گے۔ سوائے اُن کے حقوق کے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے جنگ کروں گا۔ جنھوں نے اس میں تفریق کی جس کو جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جمع کیا ہے پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی متابعت کی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی مشورہ کی طرف توجہ نہ کی جبکہ ان کے پاس اُن لوگوں کے بارے میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حکم تھا۔ جنھوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا تھا اور دین اور اس کے احکام تبدیل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جس نے اپنا دین بدل دیا اس کو قتل کر دو اور حضرات علمائے کرام بوڑھے ہوں یا نوجوان۔ عمر فاروق

الدِّیْنِ وَاَحْکَامِہٖ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِیْنَہٗ فَاقْتُلُوْہُ وَکَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَشُوْرَۃِ عُمَرَ کُھُوْلًا کَانُوْا اَوْ شُبَّانًا وَکَانَ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰہِ

رضی اللہ عنہ کے مشیر تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حکم پر ٹھہر جاتے تھے۔

شرح الباب

: قولہ اَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ الخ یعنی معاملات میں مشورہ کرتے ہیں صرف اپنی رائے میں منفرد نہیں ہوتے حتیٰ کہ اس پر اتفاق کرنے کے بعد کوئی اقدام کرتے ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوش کرنے اور امت مرحومہ کے لئے مشورہ کے طریقہ کی تمہید کے لئے فرمایا۔ حروب وکروب کے امور میں صحابہ کرام سے مشورہ فرمالیا کریں تاکہ وہ خیال کریں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتیں سنتے ہیں اور اُن سے استعانت کرتے ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان کی رائے سے مستغنی کر رکھا تھا اور بذریعہ وحی مغیبات پر مطلع فرما دیتا تھا۔ بعض علماء نے کہا جہاں وحی نہ آئی ہو حضور صحابہ سے اس لئے مشورہ فرماتے تھے کہ صحیح بات سامنے آجائے حسن اور ضحاک نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کی رائے معلوم کرنے کے لئے مشورہ لینے کا حکم دیا تاکہ انہیں معلوم ہو کہ مشورہ لینا افضل ہے۔ بعض علماء نے کہا چونکہ اللہ تعالیٰ حضور کے تمام امور کی تدبیر کرتا ہے بایں وجہ آپ اُن کے مشورہ سے مستغنی تھے۔ بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے آپکو مشورہ لینے کا حکم دیا تاکہ آنے والے لوگ آپ کی اقتداء کرتے ہوئے معاملات اور حوادث میں باہم مشورہ کر لیا کریں کئی مقامات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا۔ اُساریٰ بدر میں ابوبکر صدیق اور عمر فاروق سے مشورہ لیا اور اس پر عمل بھی کیا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کے بارے میں حضرات صحابہ کرام سے مشورے لئے قولہ ان المشاورۃ یعنی کسی شئی پر عزم کرنے اور مقصود کی وضاحت سے پہلے مشورہ کیا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مشورہ کا حکم دیا پھر عزم پر توکل اور بھروسہ کو مرتب کیا؛ چنانچہ فرمایا جب کسی شئی پر عزم کرلیں تو اس کے کرنے میں اللہ پر توکل کریں قولہ فاذا عزم یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی امر میں مشورہ کر لینے کے بعد اسے سرانجام دینے میں شروع ہوں تو کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ اس کے خلاف کوئی بات کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سامنے تقدم کرنے سے منع کیا ہے۔ فرمایا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے روز جنگ کرنے یا نہ کرنے میں صحابہ سے مشورہ لیا تو صحابہ نے

جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔ جب حضور نے زرہ پہن لی اور جنگ کا عزم کر لیا تو انہوں نے جنگ سے رُکنے کو کہا تو حضور نے ان کی بات کی طرف توجہ نہ کی اور یہ فرما کر ان کی رائے کو مسترد کر دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مناسب نہیں کہ زرہ پہن کر اُتار دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فرمان آ جائے کیونکہ عزم کے بعد رُک جانے میں توکل کا خلاف ہوتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے عزم کے بعد حکم دیا تھا۔

قولہ شاور علیاً، یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے والوں کے متعلق حضرت علی اور اسامہ رضی اللہ عنہما سے مشورہ لیا اور دونوں کا کلام سُنا اور اس پر عمل نہ کیا حتیٰ کہ قرآن نازل ہوا اور بہتان باندھنے والوں پر حد جاری کی، چنانچہ مسطح بن اُثاثہ، حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو حد قذف لگائی۔ امام احمد نے عزہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ام المؤمنین نے فرمایا جب میری براٗۃ نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور بہتان باندھنے والوں کو بُلا کر انہیں حد لگائی (حدیث ۲۴۱۵ کی شرح دیکھیں) قولہ کانت الائمہ یعنی صحابہ کرام اور تابعین اور اُن کے بعد ہونے والے خلفاء اور امراء دیانتدار علماء سے مباح امور میں مشورے لیتے تھے تاکہ آسان راہ اختیار کریں جبکہ ان میں کوئی معین نص نہ ہو اور اگر کتاب وسنت سے کسی شئی کی وضاحت ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے کسی دوسری طرف دھیان نہ کرتے تھے۔

قولہ ورای ابوبکر،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی مشورہ سے مناسبت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ شائد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہوگا کہ علماء کی رائے اُن کے موافق ہو اور فیصلہ زیادہ قوی ہو جائے۔

قولہ حَكَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفَارِقِيْنَ، فارقین وہ لوگ تھے جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے تھے کہ نماز فرض ہے۔ زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ زکوٰۃ اس مال میں فرض ہے جس میں ہمارے لئے دعاء سکن ہو اور وہ صرف نبی کی دعاء ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان کے مالوں سے صدقہ لیں اس سے ان کو پاک کریں اور ان کے لئے دعاء کریں بے شک آپ کی دعا اُن کے لئے سکن ہے اور ابوبکر صدیق کی دعاء اُن کے لئے سکن نہیں اس لئے زکوٰۃ فرض نہیں۔ اس طرح انہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا۔ یہ دین میں تبدیلی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قتل ہے، چنانچہ فرمایا مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ جو اپنا دین تبدیل کر دے۔ اسے قتل کر دو۔

قولہ کان القراء،، شروع اسلام میں علماء پر قراء کا اطلاق کرتے تھے۔ اس لئے کہا کہ قراء بوڑھے ہوں یا نوجوان عمر فاروق کے مشیر تھے یعنی عمر کا اعتبار نہیں علم کا اعتبار ہے۔ عالم اگرچہ کمسن ہو اس کو شیخ کہا جاتا ہے۔

۴۹۲۱ــــ حَدَّثَنَا الْاُوَيْسِيُّ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا قَالَتْ وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَاُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْاَلُهُمَا وَهُوَ يَسْتَشِيْرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ اَهْلِهِ فَاَمَّا اُسَامَةُ فَاَشَارَ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ اَهْلِهِ وَاَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ لَنْ يُضَيِّقَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ هَلْ رَاَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيْبُكِ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَمْرًا اَكْثَرَ مِنْ اَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ اَهْلِهَا فَتَاْتِي الدَّاجِنُ فَتَاْكُلُهُ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِيْ اَذَاهُ فِيْ اَهْلِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ

۴۹۲۱ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جس وقت بہتان باندھنے والوں نے ان پر بہتان باندھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا جس وقت وحی آنے میں تاخیر ہوئی اُن سے حضور پوچھتے تھے اور اپنی زوجہ محترمہ کے فراق میں اُن سے مشورہ لیتے تھے بہرحال اسامہ نے وہ مشورہ دیا جو وہ آپ کی رفیقۂ حیات کے متعلق ان کی پاکدامنی جانتے تھے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر تنگی نہیں کرے گا۔ عائشہ کے علاوہ عورتیں بہت ہیں آپ بریرہ سے پوچھیں وہ آپ سے سچی بات کرے گی سید عالم صلی اللہ

الْاَخْبَرَ وَذَكَرَ بَرَاءَةَ عَائِشَةَ وَقَالَ اَبُوْاُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنِيْ
مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ زَكَرِيَّاءَ الْغَسَّانِيُّ عَنْ هِشَامِ
ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا تُشِيْرُوْنَ عَلَيَّ فِيْ قَوْمٍ
يَسُبُّوْنَ اَهْلِيْ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَمَّا
اُخْبِرَتْ عَائِشَةُ بِالْاَمْرِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اَنْطَلِقَ اِلٰى
اَهْلِيْ فَاَذِنَ لَهَا فَاَرْسَلَ مَعَهَا الْغُلَامَ وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ
سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ

علیہ وسلّم نے بریرہ سے فرمایا کیا تو نے عائشہ میں کوئی شئ دیکھی ہے جس سے تجھے شک پیدا ہُوا ہو۔ بریرہ نے کہا میں نے کوئی شئ اس سے زیادہ نہیں دیکھی کہ وہ کمسن لڑکی ہے اپنے گھر والوں کا آٹا گوندھ کر سو رہتی ہے اور بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے (یہ سُن کر) سرورِ کائنات منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا اے مسلمانو وہ کون ہے جو مجھے اس مرد کو سزا دینے میں معذور جانے جس نے میری بیوی کے بارے میں مجھے اذیت پہنچائی ہے۔ اللہ کی قسم میں نے اپنی بیوی کے متعلق سوا خیر کے کچھ نہیں جانا پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی برأت ذکر فرمائی ابو اُسامہ نے اپنے اسناد سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا تم مجھے ایسے لوگوں کے متعلق کیا مشورہ دیتے ہو جو میری بیوی کو گالی گلوچ کرتے ہیں میں نے اپنے اہل و عیال میں کوئی بُرائی نہیں دیکھی۔ عروہ نے کہا جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہتان کی خبر پہنچی تو کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم! کیا آپ مجھے اجازت فرماتے ہیں کہ میں اپنے میکے جاؤں تو حضور نے انہیں اجازت فرما دی اور اُن کے ساتھ غلام بھیجا ایک انصاری آدمی نے کہا اے اللہ تو پاک ہے ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم ایسی بات زبان پر لائیں اے اللہ تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

۶۹۲۱ —— شرح: اس حدیث کی مفصل تقریر ہم حدیث ۲۴۱۵ کی شرح میں ذکر کر آئے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ الرَّدِّ عَلَی الۡجَھۡمِیَّۃِ وَغَیۡرِھِمُ التَّوۡحِیۡدُ

یہاں ایک بات قابلِ غور ہے وہ یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ نے کہا لَمۡ یُضَیِّقِ اللّٰہُ عَلَیۡکَ وَالنِّسَآءُ سِوَاھَا کَثِیۡرٌ ،، اللہ تعالیٰ نے آپ پر تنگی نہیں کی۔ عائشہ کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مشورہ ام المؤمنین کے خلاف نہ تھا یعنی حضرت علی نے کہا گھر میں عورتیں بہت ہیں جو نیک سے نیک تر ہیں اُن سے حال معلوم ہو سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کیساتھ محبت سے چشم پوشی کی اور منافقوں نے جو اس واقعہ میں حضور کی اہانت کی تھی اس کو اچھا نہ دیکھا اور بیان کا یہ طریقہ اختیار کیا اور بریرہ کی شہادت کا صدق ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی برأت کا نشان قرار دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کِتَابُ الرَّدِّ عَلَی الۡجَھۡمِیَّۃِ وَغَیۡرِھِمِ التَّوۡحِیۡدِ

جہمیہ وغیرہ پر توحید ردّ کرنا یعنی وہ توحید کے قائل نہیں ہیں۔ جہمیہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہیں۔ یہ شخص ہشام بن عبد الملک کے زمانہ میں مرو میں مر گیا تھا۔ اس کا مذہب یہ تھا کہ بندے کو اپنے فعل میں قدرت نہیں اور وہ اپنے افعال میں مجبور محض ہے نہ اس میں قدرت ہے اور نہ کسب ہے۔ ان کو جبریہ کہتے ہیں بعض نسخوں میں "کتاب التوحید" ہے۔ اس کے معنی اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات میں ایک جاننا ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ دُعَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمَّتَہٗ اِلٰی تَوْحِیْدِ اللّٰہِ تَبَارَکَتْ اَسْمَاؤُہٗ وَتَعَالٰی جَدُّہٗ

اس کی کوئی نظیر اور شبیہ نہیں۔ عارف جنید رحمت اللہ علیہ نے کہا توحید کے معنیٰ قِدم کو حدث سے جدا ماننا ہے۔ حدث بمعنیٰ حدوث ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک حدوث ذاتی وہ یہ ہے کہ کوئی مسبوق بالغیر ہو دوسرے حدوث زمانی وہ یہ ہے کہ کوئی شئ مسبوق بالعدم ہو۔ تیسرے حدوث اضافی یہ ہے کہ گزرے وقت میں اس کا وجود دوسرے سے قلیل تر ہو۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں معانی سے پاک وصاف ہے یہ اعتبارات عقلیہ ہیں جن کا خارج میں وجود نہیں۔ کتاب الفتن میں خوارج کا رد کیا۔ کتاب الاحکام میں رافضیوں کا رد کیا اور کتاب التوحید میں جبریہ کا رد ہے۔ یہ تینوں بدعتی فرقے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جب اصولِ فقہ کے مسائل سے فارغ ہوئے تو اصولِ کلام کے مسائل اور ان کے متعلقات میں شروع ہوئے اس پر کتاب ختم کی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کلامیات باقی تمام مسائل سے جو بخاری میں ہیں مقدم کرنا اولیٰ اور بہتر تھا کیونکہ کلامیات تمام مسائل کا اصل اور مبنیٰ ہیں۔ وضع طبعی کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اصولِ کلام کے مسائل اصولِ فقہ سے مقدم ہوں پھر وہ مسائل فقہ اور باقی عملیات پر مقدم ہو اس ترتیب پر کتاب کی تالیف ہونا چاہیئے تھی۔ اس کا جواب یہ ہے بخاری کی ترتیب ترقی کے باب سے ہے تاکہ کتاب کا اختتام اشرف واعلیٰ پر ہو اور اس کی مہر مسک ہو پھر توحید کو دوسروں پر مقدم کیا کیونکہ توحید اصل الاصول اور کلمۂ شہادت جو شعائر اسلام سے ہے کا یہی معنیٰ ہے۔ پھر اللہ کی صفات عدمی ہیں جیسے نقائص کی نفی یا وجودی ہیں جیسے کمالات کا اثبات۔ صفات عدمیہ کا نام صفاتِ جلال ہے اور صفاتِ وجودیہ کا نام صفاتِ اکرام ہے۔ ارشاد الٰہی ہے تَبَارَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۔ پھر صفات عدمیہ کو وجودیہ پر اس لئے مقدم کیا کہ عقل کا مقتضیٰ یہ ہے کہ شئ سے نقصان کی نفی کی جائے پھر اس کے لئے کمال ثابت کیا جائے جیسے کسی شئ پر نقش ونگار کرنے کے لئے پہلے اس کی صفائی کی جاتی ہے اور تخلیہ تحلیہ سے مقدم ہوتا ہے۔ اشرف الجلالیات کو تنزیہات کہا جاتا ہے اور وہ شریک کی نفی ہے۔ یہی توحید ہے اسی لئے اس کو مقدم رکھا اور وہ اگرچہ واجبات سے مقدم ہے لیکن وہ اس اعتبار سے آخر ہے کہ مقاصد اس کی طرف کھلتے ہیں پھر صفات وجودیہ سات ہیں وہ حیاتؔ، ارادہؔ، علمؔ، قدرتؔ، سمعؔ، بصرؔ اور کلامؔ ہیں ان کے علاوہ باقی صفات صفاتِ رحمت اور خلق وغیرہ ہیں۔ تمام کا مرجع یہی صفاتِ سبعہ ہیں۔ اُن سے باہر نہیں۔ مؤلف نے بخاری کو صفت

۶۹۲۲ـ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ صَيْفِيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ نَحْوَ اَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ لَهٗ اِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَلْيَكُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلٰى اَنْ يُّوَحِّدُوا اللّٰهَ فَاِذَا عَرَفُوْا ذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ

کلام پر ختم کیا کیونکہ یہ وحی کا دار و مدار ہے۔ اس کے ساتھ شرائع اور احکام ثابت ہوتے ہیں اسی لئے ابتداء بدء الوحی سے کی اور انتہا اس پر کی جس سے ابتداء ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے بخاری کا اختتام میزان کی حدیث پر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں میزان کا ذکر مقصود بالذات نہیں بلکہ وہ اس ارادہ سے ہے کہ آخری کلام اللہ کی تسبیح و تحمید سے ہو جیسے اول میں انما الاعمال بالنّیات کی حدیث اس ارادہ سے ذکر کی ہے کہ اس میں اخلاص کا بیان ہے۔ اس میں مؤلف کی دونوں حالتوں اول آخر اور ظاہر و باطن کا اشعار ہے اللہ تعالیٰ اسے اچھی جزاء دے (کرمانی)

۶۹۲۲ـ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن بھیجا۔ عبداللہ بن اسود نے فضل بن علا، اسماعیل بن امیۃ، یحیٰی ابن عبداللہ بن محمد بن صیفی کے ذریعہ کہا کہ ابو معبد مولی ابن عباس نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے

فَإِذَا صَلَّوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكٰوةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فَقِيرِهِمْ فَإِذَا أَقَرُّوا بِذٰلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ

۶۹۲۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَالْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ سَمِعَا الْأَسْوَدَ ابْنَ هِلَالٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَلَّا يُعَذِّبَهُمْ

سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا اور انہیں فرمایا تم ایسی قوم کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں سب سے پہلے ان کو یہ دعوت دو کہ وہ اللہ کو ایک جانیں (توحید کا اقرار کریں) جب یہ پہچان لیں تو ان کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب وہ نماز پڑھنے لگیں تو ان کو بتاؤ اُن پر ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے جو اُن میں سے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے غریب لوگوں پر خرچ کی جائے گی جب اس کا اقرار کرلیں تو ان سے زکوٰۃ لو اور لوگوں کے اعلیٰ مال سے بچو۔

۶۹۲۲ شرح: حدیث کی مناسبت اس طرح ہے حضور نے فرمایا ان کو سب سے پہلے یہ دعوت دو کہ وہ اللہ کو ایک مانیں۔ یمن کے دو حصے ہیں ایک حصہ کی طرف ابوموسیٰ اشعری کو بھیجا تھا اور دوسرے کی طرف حضرت معاذ بن جبل کو بھیجا تھا۔ حدیث میں بعض پر کل کا اطلاق کیا ہے کیونکہ معاذ کل یمن کی طرف نہیں بھیجے گئے تھے۔ اہل کتاب یہودی ہیں وہ یمن میں سب سے پہلے تبع اصغر اسعد ذی کرب کے زمانہ میں داخل ہوئے تھے۔ وہاں دین اسلام جاری ہوا، حالانکہ یمن کے بعض لوگ یہودی تھے۔ اس کے بعد نصرانیت یمن میں داخل ہوئی جبکہ یمن پر حبشیوں کا غلبہ تھا اُن میں سے ابرہہ تھا جس نے ہاتھیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ

۶۹۲۴ــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مٰلِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ زَادَ إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مٰلِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَخِي قَتَادَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پر حملہ کیا تھا۔ اس کے بعد یمن میں کوئی نصرانی باقی نہ رہا۔ صرف مکہ مکرمہ اور یمن کے درمیان نجران میں اور یمن کے بعض شہروں میں کچھ بچے کھچے یہودی رہ گئے تھے (حدیث ع ۱۳۱۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۲۳ــ ترجمہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! جانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ معاذ نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی جانے فرمایا بندے اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں کیا تو جانتا ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول جانے فرمایا وہ ان کو عذاب نہ دے گا۔

۶۹۲۴ــ ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ پڑھتے سنا کہ وہ اس کو بار بار پڑھتا ہے جب صبح ہوئی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور سے یہ واقعہ ذکر کیا گویا کہ وہ اس کو کم شمار کر رہا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے یہ سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ **۶۹۲۴.** شرح: یہ سورت تہائی قرآن کے برابر اس لئے ہے کہ قرآن تین انواع پر مشتمل ہے۔ احکام، قصص اور صفات سورۂ اخلاص میں صفات مذکور ہیں۔

۶۹۲۵ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ أَبَا الرِّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَكَانَتْ فِي حَجْرِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَأُ لِأَصْحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ فَلَمَّا ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فَسَأَلُوهُ فَقَالَ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهُ

قولہ زَادَ إِسْمَاعِيلُ ،، یعنی اسماعیل بن جعفر نے مالک سے انہوں نے عبدالرحمٰن سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوسعید خدری سے ذکر کیا کہ ابوسعید نے کہا میرے بھائی قتادہ بن نعمان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ زیادہ ذکر کیا وہ یہ کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صبح تک "قل ھو اللہ احد" پڑھتا رہا اس پہ کچھ زیادہ نہ پڑھا۔ جب صبح ہوئی تو وہ آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوری حدیث ذکر کی۔

(حدیث ۴۶۹۲ ج: ۷ کی شرح دیکھیں)

۶۹۲۵ ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایک چھوٹے لشکر کا امیر بنا کر بھیجا وہ نماز میں قرأت کرتا اور "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ" کے ساتھ ختم کرتا جب وہ واپس آئے تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اس سے پوچھو کس لئے یہ کرتا ہے انہوں نے پوچھا تو اس نے کہا یہ رحمٰن کی صفت ہے مجھے محبت ہے کہ میں اس کو پڑھتا رہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

باب قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

۶۹۲۶ ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ مُعٰوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَّاَبِيْ ظِبْيَانَ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ

۶۹۲۵ ــ شرح : سورۂ اخلاص رحمٰن کی صفت اس طرح ہے کہ اس میں اللہ کے اسماء اور اس کی صفات ہیں اور اس کے اسماء اس کی صفات سے مشتق ہیں اللہ کی محبت سے مراد ثواب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں میں موجود محبت کے موصوف نہیں ہوتا۔
(صفحہ ۱۱۴۲ ج : ۱ پر اس کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تبارک تعالیٰ کا ارشاد! فرما دیں اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو جس کو بھی پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں

۶۹۲۶ ــ ترجمہ : جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا"۔

۶۹۲۶ ــ شرح : مؤلف کا اس باب میں مقصد رحمت کو ثابت کرنا ہے اور یہ صفات ذات سے ہے اور رحمٰن وصف ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی وصف کی ہے اور وہ رحمت کے معنیٰ کو متضمن ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا اب ہم دو کو پکاریں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ اللہ کے غیر کو نہ پکارو۔ اللہ کے نام بہت ہیں اور سب اچھے ہیں"۔

۶۹۲۷ــــ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَسُولُ إِحْدَى بَنَاتِهِ يَدْعُوهُ إِلَى ابْنِهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ ارْجِعْ فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَعَادَتِ الرَّسُولَ أَنَّهَا أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَدُفِعَ الصَّبِيُّ إِلَيْهِ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنٍّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ

۶۹۲۷ ــــ ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو حضور کی ایک شہزادی کا قاصد آپ کے پاس آیا اور وہ حضور کو ان کے بچے کے لئے بلاتا تھا جو موت کی حالت میں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس جاؤ اور انہیں کہو جو اللہ کا تھا وہ اُس نے لے لیا ہے جو اُس نے دیا ہے وہ بھی اس کا ہے اور ہر شئی اللہ کے نزدیک مقرر وقت تک ہے۔ انہیں کہو صبر کرے اور ثواب کی طالب رہے۔ شہزادی نے قاصد کو واپس بھیجا کہ وہ آپ کو قسمت دیتی ہیں کہ ضرور تشریف لائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور آپ کے ہمراہ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل بھی اُٹھے بچہ حضور کو دیا گیا جبکہ اس کی سانس بیقرار تھی گویا کہ وہ پرانی مشکیزہ میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا؟ فرمایا یہ رحمت ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالا ہے۔ جز ایں نیست۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ

۶۹۲۸ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ جُبَیْرٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی سَمِعَهٗ مِنَ اللّٰهِ یَدَّعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْهِمْ وَیَرْزُقُهُمْ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا وَاِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ یَحْیٰی اَلظَّاهِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا

کرنا ہے۔ (حدیث ۱۲۱۲ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ ہی روزی دینے والا بہت بڑی قوت والا ہے

۶۹۲۸ — ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص اذیت پہنچانے والی بات سن کر اس پر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا نہیں لوگ اس کی طرف اولاد منسوب کرتے ہیں اور وہ ان کو عافیت دیتا ہے اور رزق عطا کرتا ہے (حدیث ۱۹۲۰ کی شرح دیکھیں)

۶۹۲۰ـــ حَدَّثَنَا خَلِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ ابْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ مَتٰى يَاْتِيَ الْمَطَرُ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا اللّٰهُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ غیب جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ''

بے شک اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے اور اس نے اپنے علم سے نازل کیا۔ کوئی عورت حاملہ نہیں ہوتی اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اللہ کے علم سے۔

قیامت اسی کی طرف ردّ کیا جائے۔ یحییٰ نے کہا اسے اشیاء کے ظاہر و باطن کا علم ہے

یحییٰ : وہ یحییٰ بن زیاد بن عبداللہ بن منظور دیلمی کوفی مولیٰ بنی اسد ہے اسی کو فراد نحوی کہا جاتا ہے۔ وہ دوسو سات ہجری کو مکہ مکرمہ جا رہے تھے کہ راستہ میں انتقال کر گئے ان کی عمر تریسٹھ (۶۳) برس تھی۔ ان کو فراء اس لئے کہتے تھے کہ وہ کلام کی بہت تحقیق کرتے تھے۔ ان کو اس لئے فراء نہیں کہتے تھے کہ وہ پوستین بناتے تھے یا بیچتے تھے۔

۶۹۲۰ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا غیب کی کنجیاں پانچ ہیں۔ اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا کوئی نہیں جانتا جو ارحام کمی و بیشی کرتے ہیں اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی اس کے سوا کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں فوت ہوگا اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی

۶۹۳۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاٰى رَبَّهٗ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهٗ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا يَعْلَمُ

۶۹۲۹ — شرح : سیدعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کائنات میں موجود کو اللہ کے علم میں منحصر کیا اور اس کو خزانوں کے محل سے تشبیہ دی اور محل کے دروازہ کے لئے کنجیاں استعارہ کیں لہٰذا مفاتیح الغیب استعارہ مَکْنِیَّۃ یا مُصَرِّحَۃ ہے۔ کیونکہ کنجیوں کے ذریعہ خزانوں کے محل کے اندر جاسکتے ہیں جن کے دروازے قفلوں کے ساتھ مضبوط بند ہیں۔ جس کو ان کی کنجیوں کا علم ہوگا اور ان کے کھولنے کی کیفیت جانتا ہوگا وہ خزانوں تک پہنچ سکے گا۔ اللہ ہی مغیبات جانتا ہے۔ ان کو اس کا علم احاطہ کئے ہوئے ہے اُس کے سوا کوئی وہاں نہیں پہنچ سکتا وہی اُن کے اوقات اور حکم کی تعجیل و تاخیر جانتا ہے اور اپنی حکمت کے مقتضیٰ کے مطابق ان کو ظاہر کرتا ہے اور جیسی اس کی مشیت ان کا اظہار کرتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اشیاء کو ان کے وجود سے پہلے جانتا ہے اور پانچ میں حکمت یہ ہے کہ تمام جہاں ان میں محصور ہے۔ لہٰذا نفس میں جو کمی بیشی ہوتی ہے "لَا يَعْلَمُ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ اِلَّا اللّٰهُ" سے اس کی طرف اشارہ کیا اور "لَا يَعْلَمُ مَا فِيْ الْغَدِ" سے زمانہ کے انواع اور ان میں ہونے والے حوادث کی طرف اشارہ کیا کیونکہ غَد بہت قریب ہے اور جو مستقبل قریب میں ہونے والے حادثات کو نہیں جانتا وہ مستقبل بعید میں کیا جانے گا اور "لَا يَعْلَمُ مَتٰى يَاْتِي الْمَطَرُ" سے عالم بالا کی طرف اشارہ کیا اور "لَا تَدْرِيْ نَفْسٌ الخ" سے عالم زیرین کی طرف اشارہ کیا یعنی کوئی نفس نہیں جانتا وہ کہاں مرے گا۔ بسا اوقات ایک علاقہ میں انسان مستحکم رہتا ہے لیکن قدرت اس کو کہاں کی کہاں لے جاتی ہے اور وہاں فوت ہوتا ہے۔ طبرانی میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے کسی کی موت کسی مقام میں واقع کرنا ہو تو وہاں اس کی حاجت پیدا کردیتا ہے۔ اور "لَا يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ" سے علوم آخرت کی طرف اشارہ کیا لہٰذا غیب کوئی نبی مرسل اور مقرب فرشتہ نہیں جانتا، البتہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور ولیوں کو غیب پر مطلع کرے تو وہ بھی غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ قرآن کی آیات اس پر شواہد ہیں اور احادیث نبویہ صلّی اللہ علی صاحبہا

اَلْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ

۶۹۳۱ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنَا زُھَیْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِیْرَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا شَقِیْقُ بْنُ سَلَمَۃَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ کُنَّا نُصَلِّیْ خَلْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ ہم نے اسی آئت کریمہ کے تحت تفہیم البخاری کی جلد اول کی حدیث ع۴۷ ج ا میں مفصل بحث کی ہے جو پیاسے کو مطمئن کرتی ہے۔ واللہ الہادی۔

۶۹۳۰ــــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس نے تمہیں خبر دی کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ اس نے جھوٹ بولا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کا ابصار احاطہ نہیں کرتیں اور جس نے یہ بیان کیا کہ حضور غیب (بذاتِ خود) جانتے ہیں اس نے جھوٹ بولا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

۶۹۳۰ــــ شرح: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کو دیکھنے کا انکار کیا لیکن اس میں منقول دلیل ذکر نہیں کی صرف اجتہاد پر اکتفاء کی اس مسئلہ کی مکمل تفصیل تفہیم البخاری جلد ششم کے ص۸۵۴-۸۵۵ پر ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ سلامتی اور امن دینے والا ہے

۶۹۳۱ــــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے ہم کہتے تھے اللہ پر سلام ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عین سلام ہے، لیکن تم کہو

أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ مَلِكِ النَّاسِ فِيْهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۹۳۲ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ

التحیاتُ لِلّٰہ الخ قولی عبادتیں، فعلی عبادتیں اور مالی عبادتیں سب خدا کے لئے ہیں یا نبی اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں اور ہم پر سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور میں گواہ ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے عبد اور اس کے رسول ہیں۔

۶۹۳۱ — شرح : قولہ ان اللہ ھو السلام یعنی اللہ تعالیٰ نقائص سے منزّہ اور عیوب سے مُبّرا ہے۔ یہ صفت عدمی ہے یا معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ جنت میں بندوں پر سلامتی کرے گا ؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے،، سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ یہ صفت کلامی ہے۔ شیخ نے خطابی سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق پر ظلمت سے سلامتی کرتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو سلامتی دینے والا ہے۔ یہ صفت فعلی ہے۔ قولہ السلام علیک ایہا النبی الخ شیخ محقق نے کہا۔ عرفا کہتے ہیں یہ خطاب حقیقت محمدیہ سے ہے جو تمام کائنات علوی، سفلی، انفسی اور آفاقی کے حقائق میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ذاتِ مصلیان موجود وحاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوارِ قرب واسرار معرفت مستفید و فائض گردد۔ (حدیث ۷۹۰ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لوگوں کا بادشاہ!

اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

۶۹۳۲ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اَبِی ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقْبِضُ اللّٰہُ الْاَرْضَ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیَطْوِی السَّمَاءَ بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا الْمَلِکُ اَیْنَ مُلُوْکُ
الْاَرْضِ وَقَالَ شُعَیْبٌ وَالزُّبَیْدِیُّ وَابْنُ مُسَافِرٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ یَحْیٰی
عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَمَنْ حَلَفَ

بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَصِفَاتِہٖ وَقَالَ اَنَسٌ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
تَقُوْلُ جَھَنَّمُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِکَ وَقَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَبْقٰی رَجُلٌ بَیْنَ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ اٰخِرُ اَھْلِ النَّارِ دُخُوْلًا
الْجَنَّۃَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْھِیْ عَنِ النَّارِ لَا وَعِزَّتِکَ لَا اَسْأَلُکَ

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی قدرت کی مٹھی میں لے گا اور قدرت کے دائیں ہاتھ میں آسمان کو لپیٹ لے گا
پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں دنیا کے بادشاہ کہاں ہیں؟

۶۹۳۲

شرح : ملک الناس میں دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ اس کا مرجع ذات کی صفت ہے جو قدرت ہے کیونکہ ملک بمعنی قدرت ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کا مرجع فعل کی صفت ہے یہ بمعنی قہر ہے اور لوگوں کو ان کے ارادے سے اپنے ارادے کی طرف پھیرنا ہے۔ قولہ یقبض ،، یعنی زمین کو اکٹھی کرے گا اور وہ ایک شئی ہو جائے گی اور آسمانوں کو دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ یہ متشابہات سے ہے اس سے مراد جو اس کی شان کے لائق ہے یا اس کی قدرت سے تاویل کرتے ہیں۔ یہ اللہ کی ذات کی صفت ہے پکڑنے کا آلہ نہیں جیسے لوگوں میں ہاتھ ہے اشیاء پکڑنے کے لئے ہیں۔ جہمیہ اس کے خلاف کہتے ہیں وہ اللہ کا جسم کہتے ہیں اور اس کے لئے ہاتھ ثابت کرتے ہیں۔ قولہ وقال شعیب الخ یعنی شعیب

غَيْرِهَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ وَقَالَ أَيُّوبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

زبیدی، ابن مسافر اور اسحٰق بن یحیٰی نے زہری کے ذریعہ ابوسلمہ سے اس جیسی روایت کی، یعنی ان چار شخصوں شعیب وغیرہ نے اس کو زہری سے روایت کیا اور اُس نے ابوسلمہ سے روایت کیا۔

(حدیث ـــــ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ غالب حکمت والا ہے

پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو ان کی باتوں سے جو کا فر اس کی شان میں کہتے ہیں۔ اللہ اور اس کے لئے ہی عزت ہے اور جس نے اللہ کی عزت اور اس کی صفات کی قسم کھائی۔

شرح: اس باب میں مختلف آیات سے تین ٹکڑے ذکر کیے جو اللہ کی صفات کو متضمن ہیں؛ چنانچہ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ،، عَزِيْزٌ عزت کو متضمن ہے اور یہ ذات کی صفت بمعنی قدرت اور عظمت ہے اور فعل کی صفت بمعنی قہر بھی ہو سکتی ہے یعنی وہ اپنی مخلوق پر غالب ہے ،، حکیم، حکمت کے معنی کو متضمن ہے۔ یہ ذات کی صفت بمعنی علم ہے اور وہ صفاتِ ذات سے ہے یا فعل کی صفت بمعنی احکام ہے

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

عزت سے مراد قہر و غلبہ ہے یعنی پاکی ہے۔ تمہارے رب کو جو قہر و غلبہ والا ہے۔ ہو سکتا ہے رب کی عزت کی طرف اختصاص کے لئے ہو یعنی وہ عزت والا ہے اور یہ صفاتِ ذات سے ہے۔ یعنی جو بھی کسی کو عزت حاصل ہے اللہ اس کا مالک ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ

یہ بمعنی غلبہ ہے، کیونکہ یہ اس شخص کا رد ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ بہت عزت والا ہے اور اس کا

ضدّاور مخالف ذلیل تر ہے اس قبیح دعویٰ کو اس طرح رد کیا کہ عزت اور غلبہ صرف اللہ اور اُس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے اور رسول اور مومن اللہ کے نزدیک بہت عزیز ہیں اسی لئے فرمایا لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ،، میں اور میرے رسول غالب ہیں اور اللہ قوی غالب ہے۔

مَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ

یعنی جو کوئی اللہ کی عزت کی قسم کھائے جو ذات کی صفت ہے وہ حانث ہو جائے گا اور جو کوئی اللہ کی عزت جو اللہ کے فعل کی صفت ہے کی قسم کھائے وہ حانث نہ ہوگا بلکہ یہ قسم کھانا ممنوع ہے جیسے حق آسمان اور حق زید کی قسم کھانا ممنوع ہے لیکن جب قسم کھانے والا مطلقاً عزت اللہ کی قسم کھائے تو اس سے مراد صفت ذات کی قسم ہوتی ہے لہٰذا قسم منعقد ہو جائے گی بشرطیکہ اس کا خلاف مقصود نہ ہو۔

(حدیث ع ۲۷۷ ج : ا کی شرح دیکھیں)

قَوْلُهٗ قَالَ اَنَسٌ : یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کہے گی قَطْ قَطْ تیری عزت کی قسم ،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا کلمہ نقل کیا جبکہ اللہ تعالیٰ اس میں قدرت کا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی اے اللہ تیری عزت کی قسم بس بس ،، میں بھر گئی ہوں وہ اپنی زبان سے حقیقۃً بولے گی۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ جمادات کو بھی نطق عطا فرمائے گا جیسے قرآن کریم میں ہے ،، آج ہم اُن کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے اور اُن کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے ،، اس کے نظائر کثیر ہیں۔

قَوْلُهٗ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ : یعنی ابو ہریرہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ کے درمیان ایک آدمی باقی رہ جائے گا جو دوزخیوں میں سے سب سے آخر دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر جنت میں داخل ہوگا۔ وہ کہے گا اے میرے رب میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے تیری عزت کی قسم میں اس کے علاوہ تجھ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔ ابو سعید نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے یہ جنت اور اس کی دس مثلیں ہیں یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث روایت کرنے میں ابو سعید نے ان کی موافقت کی ہے لیکن دس امثال کی زیادتی ابو ہریرہ کی حدیث میں نہیں جو ابو سعید نے ذکر کی ہے (حدیث ع ــــــ کی شرح دیکھیں)

قولہ وقال ایوب ،، یعنی ایوب نے کہا اے اللہ! تیری عزت کی قسم میں تیری برکت سے مستغنی نہیں ہوں۔

(حدیث ع ۲۷۷ ج : ا کی شرح دیکھیں)

۶۹۲۳ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ بُرَیْدَةَ عَنْ یَحْیٰی بْنِ یَعْمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَ الْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ

۶۹۲۴ــــ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُلْقٰی فِی النَّارِ وَقَالَ لِیْ خَلِیْفَةُ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ح وَعَنْ مُعْتَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ یُلْقٰی فِیْهَا وَھِیَ تَقُوْلُ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ حَتّٰی یَضَعَ فِیْهَا

۶۹۲۳ــــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں تو وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی حق معبود نہیں تو وہ ہے جو فوت نہ ہوگا اور جن وانسان سب مرجائیں گے۔ قولہ اَلَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اگر یہ سوال پوچھا جائے موصول کا صلہ جملہ ہو تو صلہ میں ضمیر ہوتی ہے جو موصول کی طرف لوٹتی ہے۔ یہاں ضمیر کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صلہ میں ضمیر اس لئے ہوتی ہے کہ صلہ کا موصول سے رابطہ ہو جائے لیکن جب نفس مخاطب یا متکلم مرجع ہوں تو ارتباط حاصل ہو جاتا ہے جیسے متکلم کی صورت میں ہے "اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَةً" اس وقت ضمیر کی حاجت نہیں۔

رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَدَمَهٗ فَيَنْزَوِىْ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ ثُمَّ تَقُوْلُ قَدْ قَدْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا يَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتّٰى يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنُهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ

۶۹۲۵ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ طَاؤٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ مِنَ اللَّيْلِ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ

۶۹۲۴ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں لوگ ڈالے جائیں گے (دوسرا اسناد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور وہ کہتی جائے گی کچھ اور زیادہ ہے؟ یہاں تک پروردگار عالم اس میں قدرت کا قدم رکھے گا تو اس کا ایک حصہ دوسرے سے مل جائے گا پھر وہ کہے گی بس بس تیری عزت اور کرم کی قسم! اور جنت بچ رہے گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے اور مخلوق پیدا کرے گا اور ان کو زائد بچی ہوئی جنت میں بسائے گا۔

۶۹۲۴ — شرح : قولہ قدمہ" قدم سے مراد متقدم ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس میں وہ لوگ لائے گا جو عذاب کے مستحق ہونے والے ہیں یا ایک مخلوق ہے جس کا نام قدم ہے یا وضع قدم سے مراد زجر و تشدید ہے اور دوزخ کو خاموش کرنا ہے جیسے کسی چیز کو مٹانے کا ارادہ ہو تو کہتے ہیں اس کو میں نے اپنے قدم کے تحت رکھا ہے یا اس کی مراد اللہ ہی جانتا ہے۔

حلّ لغات : قط قط، قَدْقَدْ " مجھے کافی ہے میں بھر گئی ہوں۔ يَنْزَوِىْ " انزواد بمعنی جمع ہونا ہے۔ یعنی دوزخ کا بعض کے ساتھ مل جائے گا۔

يُنْشِئُ " پیدا کرے گا۔

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَاَخَّرْتُ وَاَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ لِيْ غَيْرُكَ

۶۹۳۶ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ بِهٰذَا وَقَالَ اَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ وہی ذات ہے جس نے آسمان اور زمین حق پیدا کئے

۶۹۳۵ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات یہ دعاء کرتے تھے۔ اے اللہ تیری حمد ہے تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ تیری حمد ہے تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے کو قائم کئے ہوئے ہے تیری حمد ہے تو آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والا ہے تیرا قول حق ہے تیرا وعدہ حق ہے۔ تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے اے اللہ میں تم پر اسلام لایا اور تیرے ساتھ ایمان لایا تجھ ہی پر توکل کیا تیری طرف لوٹتا ہوں اور تیرے سبب میں جھگڑتا ہوں اور تجھ کو حاکم مانتا ہوں مجھے بخش جو میں نے پہلے کیا اور جو مؤخر کیا جو خفیہ کیا اور جو علانیہ کیا تو میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی حق معبود نہیں (حدیث ۱۰۵۸ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

حل لغات: نور السموات،، ان کو روشن کرنے والا ہے۔ ان کی تدبیر کرنے والے۔ بک خاصمت تیرے

بَابٌ قَوْلُهٗ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ تَمِيْمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا

دیئے ہوئے دلائل و براہین کے ساتھ میں دشمنوں سے مخاصمت کرتا ہوں۔ الیک حاکمت،، تجھے میں نے حاکم بنایا

۶۹۳۶ — ترجمہ: ثابت بن محمد نے کہا سفیان نے ہم سے یہ بیان کیا اور کہا: وَاَنْتَ الحق و قولك الحق،،

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ سُننے والا دیکھنے والا ہے

اعمش نے تمیم، عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا اللہ کی حمد ہے جو تمام آوازیں سُنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا اللہ نے اس عورت کی بات سُنی ہے جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑتی ہے نازل فرمائی۔

شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد معتزلہ کا رد ہے۔ معتزلہ کا عقیدہ ہے اللہ بغیر سمع کے سمیع ہے۔ نیز ان لوگوں کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں۔ سمیع کے معنیٰ صرف مسموعات کو جاننے والا ہے۔ ان کے قول کے مطابق لازم آئے گا کہ نابینا اور بہرہ اللہ کے مساوی ہو جائے کیونکہ نابینا جانتا ہے کہ آسمان سبز ہے اور اس کو دیکھتا نہیں اور بہرہ جانتا ہے کہ جہان میں آوازیں ہیں ان کو سنتا نہیں۔ یہ عقیدہ ظاہر الفساد ہے لہذا یہ ضروری امر ہے کہ سمیع و بصیر عالم ہونے کے علاوہ زائد معنیٰ کے مفید ہیں اور وہ سمع و بصر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے سمع کیسے متصور ہے، حالانکہ سمع کان کے سوراخ کے آخر میں باریک سی جھلی تک آواز سے ملی ہوئی ہوا کا پہنچنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے متصور نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سمع یہ نہیں بلکہ وہ ایک حالت ہے جسے اللہ تعالیٰ زندہ شخص میں پیدا کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ عادت کریمہ

۶۹۳۷ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَكُنَّا اِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ ارْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا قَرِيْبًا ثُمَّ اَتٰى عَلَيَّ وَاَنَا اَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ لِيْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَاِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ اَوْ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ بِهٖ

ہے کہ وہ اس کو ہوا کے ذریعہ وہاں تک پہنچنے پر پیدا فرماتا ہے۔ ان میں عقلاً ملازمہ نہیں اور اللہ ان وسائط عادیہ کے بغیر سنتا ہے جیسے عادۃً دیکھنے کے لئے شئی کا سامنے ہونا اور زیادہ قرب و بعد میں نہ ہونا اور دیکھنے والے کی آنکھ سے شعاع کے نکلنے اور سامنے والی شئی پر پھیل جانا ضروری ہے اس کے بغیر ابصار نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ مواجہ، مقابلہ اور خروج شعاع وغیرہ کے بغیر دیکھتا ہے۔

۶۹۳۷ **ترجمہ** : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب ہم کسی گھاٹی پر چڑھتے تو بلند آواز سے تکبیر کہتے حضور نے فرمایا اپنے پر میانہ روی کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو تم ہر شئی سننے اور دیکھنے والے قریب کو پکارتے ہو پھر حضور میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں اپنے دل میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ بِاللّٰہِ ؕ کہہ رہا تھا، کیونکہ جنت کے خزانوں سے خزانہ ہے یا فرمایا کیا میں جنت کے خزانہ کی طرف تیری رہنمائی نہ کروں۔

۶۹۳۷ **شرح** : اربعوا کے معنیٰ ہیں آواز بلند کرو لیکن اس میں مبالغہ نہ کرو بلکہ میانہ روی اختیار کرو۔ حدیث میں قریبًا کو اس لئے ذکر کیا کہ بسا اوقات سننے دیکھنے والا اس شئی کو نہیں دیکھ سکتا جو محسوس سے دور ہو قریب کر کرنے سے مقتضی کا وجود اور عدم مانع واضح ہوگیا۔ قرب سے مراد مسافت کا قرب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی مکان میں حلول ہونے سے پاک ہے بلکہ قرب سے علمی قرب مراد ہے۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث سے سمع و بصر سے مانع آفت کی نفی کرنا اور اللہ کا سمیع و بصیر

ؕ کہہ رہا تھا۔ فرمایا اے عبد اللہ بن قیس لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ...

۶۹۳۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

۶۹۳۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جِبْرِيلَ نَادَانِي قَالَ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ

وغیب ثابت کرنا اس بات کو مستلزم ہے کہ ان صفات کے ضد اللہ کے لئے صحیح نہیں"

۶۹۳۸ — ترجمہ : ابوالخیر نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سُنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے دعاء سکھائیں جو میں نماز میں پڑھا کروں فرمایا کہو: اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے۔ گناہوں کو تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ہے۔ مجھے اپنے پاس سے مغفرت عطاء کر بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

۶۹۳۸ — شرح : اس حدیث کی مناسبت یہ ہے کہ گناہ دیکھے سُنے جاتے ہیں اور اس دعاء کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اللہ ان کی دعاء کو سُنے گا اور اس کے مطابق قبولیت ہوگی۔

(حدیث ۷۹۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۳۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۶۹۳۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي دُعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

۶۹۳۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِيْلَ نَادَانِي قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ

وغیب ثابت کرنا اس بات کو مستلزم ہے کہ ان صفات کے ضد اللہ کے لئے صحیح نہیں"

۶۹۳۸ — ترجمہ : ابوالخیر نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے دعا سکھائیں جو میں نماز میں پڑھا کروں فرمایا کہو : اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے۔ گناہوں کو تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ہے۔ مجھے اپنے پاس سے مغفرت عطا کر بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

۶۹۳۸ — شرح : اس حدیث کی مناسبت یہ ہے کہ گناہ دیکھے سنے جاتے ہیں اور اس دعا کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اللہ ان کی دعا کو سنے گا اور اس کے مطابق قبولیت ہوگی۔

(حدیث ۷۹۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۳۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ قَوْلِهٖ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ

۶۹۴۰ــــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِیْسٰی قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی الْمَوَالِیْ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْکَدِرِ یُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ الْحَسَنِ یَقُوْلُ اَخْبَرَنِیْ جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ السَّلَمِیُّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُ اَصْحَابَہُ الْاِسْتِخَارَةَ فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا کَمَا یُعَلِّمُھُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یَقُوْلُ اِذَا ھَمَّ اَحَدُکُمْ بِالْاَمْرِ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْفَرِیْضَةِ ثُمَّ لْیَقُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ فَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ ھٰذَا الْاَمْرَ ثُمَّ یُسَمِّیْہِ

نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات سُنی اور جو کچھ انہوں نے آپ کو جواب دیا وہ بھی سُنا ہے۔

۶۹۳۹ــــ شرح: جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف سے واپس آنے کے بعد جبکہ ان کے ایمان لانے سے ناامید ہوئے تھے جبرائیل علیہ السلام نے یہ آواز دی تھی (حدیث ۳۰۱۹ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! فرما دیجئے اللہ قادر ہے

قدرت اور قوت ہم صفاتِ ذات سے ہیں"

۶۹۴۰ــــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ سلمی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام

بِعَيْنِهِ خَيْرًا لِّي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ قَالَ أَوْ فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ اَللّٰهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ شَرٌّ لِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ

بَابُ مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ

کو تمام امور میں استخارہ کی نماز کی تعلیم دیتے تھے جیسے انہیں قرآن کی سورۃ کی تعلیم دیتے تھے۔ حضور فرماتے تھے جس وقت تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعہ تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل میں سے سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو قادر ہے میں قادر نہیں تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو غیوب جاننے والا ہے اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (اس کام کا بعینہٖ نام لے) میرے لئے دنیا و آخرت میں یا حال اور مستقبل میں بہتر ہے جابر نے فِيْ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِه ،، کی بجائے میرے دین، میری زندگی اور میرے آخری امر" کہا ہے۔ مجھے اس کی قدرت دے اور وہ میرے لئے آسان کر دے۔ پھر اس میں میرے لئے برکت کر۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین اور میری زندگانی اور میرے آخری امر میں اچھا نہیں یا کہا میرے لئے دنیا یا آخرت میں،، تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے خیر کی قدرت دے جہاں بھی وہ ہے۔ پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر دے۔

۶۹۴۱ — شرح : استخارہ کے معنی نمازِ استخارہ اور اس کی دعا بمعنی طلبِ خیر ہے۔ أَسْتَقْدِرُ کے معنی ہیں۔ میں تجھ سے اس پہ قدرت طلب کرتا ہوں اور ثُمَّ رَضِّنِي کے معنی ہیں۔ پھر مجھے اس کے ساتھ خوش کر دے۔

(حدیث ع ۱۰۹۷ ج ۲ : کی شرح دیکھیں)

۶۹۴۱ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسٰى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ

بَابٌ اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ اِسْمٍ اِلَّا وَاحِدًا

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُو الْجَلَالِ الْعَظَمَةِ الْبَرُّ اللَّطِيْفُ

۶۹۴۲ ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ اَحْصَيْنَاهُ حَفِظْنَاهُ

باب اللہ دلوں کو پھیرنے والا ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم ان کے دلوں اور نظروں کو پھیرتے ہیں

۶۹۴۱ ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ قسم کھایا کرتے تھے لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ ،، دلوں کو پھیرنے والے کی قسم!

۶۹۴۱ ـــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قلب کا ارادہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے ہے اور یہ صفت فعلی ہے۔ اس کا مرجع قدرت ہے قلب کو قلب اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بکثرت پھرتا رہتا ہے۔ جیسے انسان کو انسان۔ اس لئے انسان کہا جاتا ہے اس میں اُنس ہے (حدیث ۶۲۱۵ ج ۱۰ کی شرح دیکھیں)

بَابُ السُّؤَالِ بِأَسْمَاءِ اللّٰهِ وَالْاِسْتِعَاذَةِ بِهَا

۶۹۴۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مٰلِكٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ فِرَاشَهٗ فَلْيَنْفُضْهُ

باب ۔ اللہ تعالیٰ کے ایک سے کم سو نام ہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذوالجلال کی تفسیر عظمت سے کی ہے اور بَرّ کی لطیف سے " اللہ عظمت والا اور لطف والا ہے "

۶۹۴۲ — ترجمہ ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ننانوے نام ہیں سو سے ایک کم جو کوئی ان ناموں کو یاد کرلے وہ جنت میں داخل ہوگا ۔ احصیناہ کے معنی ہیں حَفِظْنَاہ " میں نے اسے یاد کیا ۔

۶۹۴۳ — شرح : اس باب کی غرض اللہ کے لئے اسماء ثابت کرنا ہے ۔ پھر اس بات میں اختلاف ہے کہ اسم عین مسمّٰی ہے یا اس کا غیر ہے ۔ بعض کہتے ہیں اسم مسمّٰی کا نہ عین ہے نہ غیر " یہی صحیح تر ہے ۔ جہمیہ کہتے ہیں اللہ کے اسماء مخلوق ہیں کیونکہ اسم مسمّٰی کا غیر ہے ان کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تھا اور ان اسماء کا وجود نہ تھا پھر ان کو پیدا کیا ان کو اپنا نام بنایا ۔ ان کا رد اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی " اور فرمایا ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ " اس میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ معبود ہے تو اس کے کلام نے اس کے اسم پر دلالت کی جبکہ وہ اس کی ذات پر بھی دلالت کرتا ہے لہذا جو یہ کہتا ہے کہ اللہ کا نام مخلوق ہے تو اس کا یہ گمان ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ مخلوق کی تسبیح کہیں

بِصَنِفَةِ ثَوْبِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَلْيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ تَابَعَهٗ يَحْيٰى وَبِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ زُهَيْرٌ وَاَبُوْ ضَمْرَةَ وَاِسْمٰعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اللہ کے اسماء کی طفیل سوال کرنا اور اُن کے ذریعہ پناہ چاہنا،،

۶۹۴۳ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے کپڑے کے کنارے سے اس کو تین بار جھاڑے اور کہے اے اللہ! تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیری طفیل اس کو اٹھاؤں گا۔ اگر تو نے میری جان روک لی تو اسے بخش دے اور اگر اس کو چھوڑ دیا تو اُس کی طفیل حفاظت کر جس کی طفیل اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یحییٰ، بشر بن مفضل نے عبید اللہ، سعید اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کرنے میں عبدالعزیز کی مالک سے روائت کرنے میں متابعت کی۔

۶۹۴۳ — شرح: اس حدیث کی باب سے مناسبت بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ میں ہے کیونکہ اس میں وضع کی نسبت اسم کی طرف اور رفع کی نسبت ذات کی طرف کی ہے۔ معلوم ہُوا کہ اسم سے مراد ذات ہے اور وضع اور رفع میں ذات سے استعانت کی جاتی ہے۔ لفظ سے نہیں کی جاتی۔ بستر جھاڑنے میں حکمت یہ ہے کہ بسا اوقات اس میں سانپ یا بچھو وغیرہ داخل ہو جاتے ہیں اور اُن کا پتہ

۶۹۴۴ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَى وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

۶۹۴۵ — حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ بِاسْمِكَ نَمُوتُ وَنَحْيَا فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

نہیں سونا اور ہاتھ کپڑے میں مستور ہونا چاہیے تاکہ اگر کوئی شئ ہو تو اس سے اذیت نہ پہنچے۔ امساک کے ساتھ مغفرت کو اور ارسال کے ساتھ حفظ کو ذکر کیا کیونکہ امساک موت سے کنایہ ہے۔ مغفرت اس کے مناسب ہے اور ارسال سے زندگی کی بقاء کی طرف اشارہ ہے۔ حفظ اس کے مناسب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ زاد زہیر و ابوضمرۃ الخ یعنی زہیر، ابوضمرہ اور اسماعیل بن زکریاء نے عبید اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و ـــــ زیادہ ذکر کیا یعنی لفظ "اَبِیْہِ" زیادہ ذکر کیا۔

قولہ رواہ ابن عجلان، یعنی ابن عجلان نے سعید اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث کی روایت کی اور محمد بن عبدالرحمٰن، دراوردی اور اسامہ بن حفص نے محمد بن عجلان کی متابعت کی"۔

۶۹۴۴ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تشریف لاتے تو فرماتے اے اللہ! تیرے نام کی طفیل میں زندہ ہوں اور فوت ہوں گا اور جب صبح ہوتی تو فرماتے۔ اللہ کی حمد ہے جس نے ہم کو فوت کرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف جمع ہونا ہے۔ (حدیث ۶۸۱۳ ج ۹ کی شرح دیکھیں)

۶۹۴۵ — ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات اپنے بستر پر تشریف

۶۹۴۶ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَاْتِيَ اَهْلَهُ فَقَالَ بِسْمِ اللهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّهُ اِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ اَبَدًا

۶۹۴۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اُرْسِلُ كِلَابِيَ الْمُعَلَّمَةَ

لاتے تو فرماتے تیرے نام سے ہم فوت اور زندہ ہوتے ہیں اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے اللہ کی حمد ہے جس نے ہم کو فوت کرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف رجوع ہونا ہے۔

(حدیث ۶۸۱۳ جلد : ۹ کی شرح دیکھیں)

۶۹۴۶ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے تو کہے۔ تیرے نام کی طفیل اے اللہ ہم سے شیطان کو دور کر اور جو ہمیں عطا کرے اس سے شیطان دور کر اور جو ہمیں عطا کرے اس سے شیطان کو دور رکھو کیونکہ ان کے درمیان اس جماع میں بچہ مقدر ہو تو اس کو شیطان ضرر نہیں دے گا۔ (حدیث ۱۴۱ ج ۱ : ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۹۴۷ ـ ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ اپنے سکھائے ہوئے کتے (شکار پر) چھوڑتا ہوں۔ حضور نے فرمایا جب تو اپنے سکھائے ہوئے کتے شکار پر چھوڑے اور ان پر اللہ کا نام ذکر کرے اور انہوں نے شکار روک رکھا ہو تو کھا لو اور اگر بے پیر و پیکان تیر پھینکے اور وہ زخم کر دے تو شکار کھا لو۔

قَالَ إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَأَمْسَكْنَ فَكُلْ وَإِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْ

۶۹۴۸ـــ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ هُنَا أَقْوَامًا حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ يَأْتُونَنَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِي يَذْكُرُونَ عَلَيْهَا اسْمَ اللّٰهِ أَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوا أَنْتُمْ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوا تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ وَأُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ

۶۹۴۷ـــ شرح : معراض بکسر المیم تیر کی لکڑی ہے جس کو گز کہتے ہیں اس میں پیر و پیکان نہیں ہوتا۔ غالب یہی ہے کہ وہ تیزی سے نہیں چوڑائی سے شکار کو پہنچتا ہے۔ اگر وہ تیزی سے شکار کو زخم کر دے تو وہ ذبح ہو جائے گا۔ اسے کھانا حلال ہے۔ اگر وہ چوڑائی کے بل شکار کو مار دے تو وہ حلال نہیں۔

حلّ لغات : معلّمہ سکھلائے ہوئے۔ معراض تیر کی لکڑی جو پیکان کے بغیر ہو۔ خزق ،، زخم کر دے۔

۶۹۴۸ـــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہاں کچھ کا زمانہ شرک کے قریب ہے۔ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں ہم نہیں جانتے ہیں کہ وہ اُن پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیتے ہیں یا نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ کا نام لو اور کھا لو! محمد بن عبد الرحمٰن، دراوردی اور اُسامہ بن حفص نے ابو خالد کی متابعت کی ،،

۶۹۴۸ـــ شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ،، اذکروا انتم اسم اللہ ،، میں ہے اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے خیال فرمایا

۶۹۴۹ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ يُسَمِّيْ وَيُكَبِّرُ

۶۹۵۰ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ

کہ گوشت لانے والے لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں اور احکام سے واقف نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ ذکر کرتے ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اللہ کے نام سے ہی ذبح کرتا ہے۔ ان پر اچھا گمان کرنا چاہیئے لہٰذا تم اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو ذبیحہ اللہ کے نام سے ذبح نہ کیا ہو وہ بسم اللہ پڑھ کر کھا لینا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَاكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ "جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ ذکر کیا گیا ہو وہ نہ کھاؤ۔ لہٰذا ذبح کے وقت متروک التسمیہ حرام ہے۔

۶۹۴۹ — ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے قربانی کئے جن پر آپ نے بسم اللہ اللہ اکبر کہا۔ (یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا)

۶۹۵۰ — ترجمہ: جندب سے روایت ہے کہ وہ نحر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے۔ حضور نے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور فرمایا جس نے نمازِ عید سے پہلے ذبح کیا وہ اس کی جگہ اور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا وہ اللہ کے نام سے ذبح کرے (حدیث ۹۲۹ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۵۱ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ ۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوْتِ

وَاَسَامِيِ اللّٰهِ وَقَالَ خُبَيْبٌ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ فَذَكَرَ الذَّاتَ بِاسْمِهٖ ۶۹۵۲ — حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ سُفْيٰنَ بْنِ اَسِيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيْفٌ لِبَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

۶۹۵۱ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ جو کوئی قسم کھانا چاہے وہ اللہ کی قسم کھائے۔

۶۹۵۱ — شرح : لوگ اپنے آباؤ اجداد کی بکثرت قسمیں کھایا کرتے تھے اس لئے حضور نے ان کو باپ دادا کی قسم کھانے سے منع کر دیا کیونکہ جس کی قسم کھائی جائے اس کی تعظیم ہوتی ہے اور عظمت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ بعض اوقات کلام کی استقامت کے لئے زبان پر قسم جاری ہوجاتی ہے۔ اس سے قسم مقصود نہیں ہوتی۔ لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَفْلَحَ وَ اَبِيْهِ ،، (حدیث ۳۸ ۲۸ / ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب جو ذات و صفات اور اللہ کے اسماء کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے ،،

اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا اور یہ اللہ کی ذات میں ہے اللہ کے نام کے ساتھ

اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً مِّنْهُمْ خُبَيْبُ الْاَنْصَارِيُّ فَاَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عِيَاضٍ اَنَّ اِبْنَةَ الْحَارِثِ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهُمْ حِيْنَ اجْتَمَعُوْا اسْتَعَارَ مِنْهَا مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ قَالَ خُبَيْبٌ شعر

مَا اُبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ؛ عَلٰى اَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ

وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَّشَاْ ؛ يُبَارِكْ عَلٰى اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَاَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ يَوْمَ اُصِيْبُوْا

ذات ذکر کی یعنی ذات کا اطلاق اسامی کے اطلاق کی طرح جائز ہے۔ ذات کو اللہ کے نام کے ساتھ ملا کر ذکر کیا، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبیب رضی اللہ عنہ کا یہ کلام سُنا اور انکار نہ کیا لہذا اس کے علم کا طریق شارع علیہ السلام سے توقیف ہے (حدیث ۳۷۳۷ ج ۶ کی شرح دیکھیں

۶۹۵۲ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابی بھیجے اُن میں سے خبیب انصاری تھے۔ زُہری نے کہا مجھے عبید اللہ ابن عیاض نے خبر دی کہ حارث کی بیٹی نے انہیں خبر سنائی کہ جس وقت حارث کے بیٹے جمع ہوئے تو خبیب نے اس سے استرا طلب کیا تاکہ زیر ناف بال اُتارے جب وہ حرم سے باہر نکلے تاکہ اس کو قتل کریں تو خبیب انصاری نے کہا ؎

جس وقت میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جاؤں تو مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ اللہ کے لئے میرا گرنا کس کروٹ پر ہوگا اور یہ گرنا اللہ کی ذات میں ہے اگر وہ چاہے ٹکڑے کئے ہوئے عضو کے جوڑوں پر برکت کرے،، پھر عقبہ بن حارث نے اسے قتل کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو ان کی خبر سنائی جس روز وہ قتل کئے گئے۔

حل لغات: موسیٰ، استرا۔ استحداد،، استرے سے بال منڈانا۔ شق، کنارہ۔ مصرع، زمین پر گرنا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهُ وَقَوْلُهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ

۶۹۵۳ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ

کیا گیا۔(حدیث ۲۸۳۸ ج : ۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ اپنی ذات سے تمہیں ڈراتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو میرے دل کی بات جانتا ہے اور جو تیری ذات میں ہے میں نہیں جانتا ہوں"

۶۹۵۳ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور کوئی نہیں اسی لئے اس نے فواحش حرام کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو مدح پسند نہیں۔

۶۹۵۳ — شرح : اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ وہ بے حیائی کی باتیں پسند نہیں کرتا اور نہ اس سے راضی ہوتا ہے بعض علماء نے کہا غیرت کو غضب لازم ہے اور غضب کو لازم عذاب دینا ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ احد کو نفس کے قائم مقام کیا ہے کیونکہ ایک دوسرے کے مقام میں استعمال ہونے کے باعث ان میں تلازمہ ہے (حدیث ۴۳۲۳ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۹۵۴ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْخَلْقَ کَتَبَ فِیْ کِتَابِہٖ وَهُوَ یَکْتُبُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَہٗ عَلَی الْعَرْشِ اِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ

۶۹۵۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ

۶۹۵۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو اپنی کتاب میں لکھا وہ اپنی ذات پر لکھتا ہے اور وہ اس کے پاس عرش پر رکھا ہوا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے ۔

۶۹۵۴ — شرح : مسلم نے اپنی اسناد سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو اپنی کتاب میں لکھا اور وہ اس کے پاس عرش سے اوپر ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے ۔ وضع بمعنی موضوع ہے یعنی رکھا ہوا ، چنانچہ مسلم کی دوسری روایت میں فہو موضوع عندہ ہے ۔

۶۹۵۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں جو وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے ۔ جب وہ مجھے یاد کرے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے

نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَأٍ خَیْرٍ مِّنْہُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً

اپنے دل میں یاد کرے تو میں اس کو اپنی ذات میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے محفل میں یاد کرے تو میں اس کو اس کی محفل سے بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آئے تو میں ایک گز اس کے قریب آتا ہوں اور اگر وہ ایک گز میرے قریب آئے تو میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کی مقدار اس کے قریب آتا ہوں جو کوئی میری طرف چل کر آئے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

۶۹۵۵ شرح: یعنی اگر میرا بندہ میرے ساتھ یہ گمان رکھتا ہے کہ میں اس کے گناہ معاف کردوں گا تو میں اس کے گناہ معاف کردیتا ہوں اور اگر وہ عقوبت کا گمان کرے تو میں عقوبت کرتا ہوں اس میں یہ اشارہ ہے کہ خوف پر امید کی جانب راجح ہے بندے کی محفل اس کے احباب ہیں اور اللہ کی محفل اس کے فرشتے ہیں اس حدیث میں تقرب سے مراد طاعت اور عبادت ہے یعنی بندہ کی طرف سے طاعت اور عبادت ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے رحمت و ثواب ہے۔ یعنی ہر قدر کہ بندہ طاعت اور عبادت میں زیادتی کرتا ہے۔ میں اس کا ثواب بڑھاتا ہوں۔

اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ فرشتے بشر سے افضل ہیں اس مقام کی تفصیل یہ ہے خاص بنی آدم خاص فرشتوں سے افضل ہیں اور عوام بنی آدم عوام فرشتوں سے افضل ہیں۔ خواص بنی آدم سے انبیاء کرام مراد ہیں جبکہ عوام بنی آدم سے اولیاء اللہ مراد ہیں اور خواص ملائکہ عوام بنی آدم سے افضل ہیں اور ملائکہ کی بشر پہ تفضیل پہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہ احتمال ہے کہ ملأ خیر سے مراد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ہوں اللہ کا چلنا یا دوڑ کر آنا وغیرہ کا اللہ پر اطلاق مجازی ہے؛ کیونکہ عقلی براہین و دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ ان اطلاقات کا اللہ پر اطلاق محال ہے۔ لہٰذا معنیٰ یہ ہیں کہ جو تھوڑی عبادت اور طاعت کرے میں اس کو زیادہ ثواب دیتا ہوں اور اللہ پر نفس کا اطلاق بطور مشاکلت ہے جیسے اس آیت کریمہ "تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ" میں ہے اور نفس سے مراد اللہ کی ذات ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ

٦٩٥٦ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ فَقَالَ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَيْسَرُ

باب اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر شئی فانی ہے

۶۹۵۶ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ ،، کہہ دیں اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے ،، نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں اور فرمایا تمہارے پاؤں سے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں اور فرمایا یا تم کو گروہ گروہ ملا دے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آسان ہے ۔

۶۹۵۶ــــ شرح : اس آیت اور حدیث کی اس بات پر دلالت ہے کہ اللہ کا وجہ ہے اور وہ اس کی ذات کی صفت ہے اللہ کا وجہ لوگوں کے چہرہ جیسا نہیں جیسے اللہ عالم ہے لیکن ان علماء کی طرح نہیں جو ہم دیکھتے ہیں ۔ علامہ کرمانی نے کہا وجہ سے مراد ہی ذات ہے ۔ اس کی شرح صـــ ۸۳ ـــ ج : ۶ پر دیکھیں ۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ تُغَذّٰى وَقَوْلِهٖ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا ‘‘

۶۹۵۷ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ الدَّجَّالُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَ اَشَارَ بِيَدِهٖ اِلٰى عَيْنِهٖ وَاِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تاکہ تو ہماری حفاظت میں پرورش پائے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کشتی ہماری حفاظت میں جاری تھی ‘‘

شرح: ان دونوں آیات میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ کی صفت عین ہے وہ نہ اس کا عین ہے اور نہ اس کا غیر ہے۔ جیسا کہ مجسمہ کہتے ہیں کہ اللہ جسم ہے لیکن دیگر اجسام جیسا نہیں۔ یہ عقیدہ قبیح تر ہے کیونکہ اللہ کے جسم کے استحالہ پر براہین قائم ہیں لہٰذا عین سے مراد وہ ہے جو اس کی شان کے لائق ہے۔

۶۹۵۷ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دجال ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تم پر مخفی نہیں اللہ کانا نہیں اور اپنے دستِ اقدس سے اپنی آنکھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مسیح دجال کی دائیں آنکھ سے کانا ہے گویا کہ اس کی آنکھ انگور کا دانہ ہے جو باہر نکلا ہوا ہے۔

۶۹۵۸۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا قَتَادَةُ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مٰلِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا اَنْذَرَ قَوْمَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ اَنَّهُ اَعْوَرُ وَاَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ

۶۹۵۹۔ حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ ابْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ

۶۹۵۷۔ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دلائل عقلیہ سے ثابت ہے کہ اللہ جسم نہیں اور جسمانی صورت والا نہیں۔ دجال کی الوہیت کی اس طرح نفی کرنا کہ وہ کانا ہے اللہ کانا نہیں اس کے معنیٰ کیا ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جسم کے استحالہ پر دلائل علماء کے نزدیک ہیں۔ عوام ان سے بے خبر ہیں ان کے لئے یہی قدر کافی ہے کہ دجال کانا ہے

۶۹۵۸۔ ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا۔ مگر اس نے اپنی قوم کو کانے کذاب سے خوف دلایا ہے کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں اس کی دونوں کے درمیان کافر لکھا ہُوا ہے۔

۶۹۵۸۔ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ متعدد دلائل سے یہ معلوم ہے کہ وہ رب نہیں تو اس کو کانا کہہ کر اس کے رب ہونے کی نفی کا معنیٰ کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ علماء کو معلوم ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ایسی محسوس شئی کی طرف اشارہ کریں جس کو عوام بھی معلوم کر سکیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ فِیْ غَزْوَۃِ بَنِی الْمُصْطَلِقِ اَنَّھُمْ اَصَابُوْا سَبَایَا فَاَرَادُوْا اَنْ یَّسْتَمْتِعُوْا بِھِنَّ وَلَا یَحْمِلْنَ فَسَاَلُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا عَلَیْکُمْ اَلَّا تَفْعَلُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ کَتَبَ مَنْ ھُوَ خَالِقٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَقَالَ مُجَاھِدٌ عَنْ قَزَعَۃَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِیْدٍ فَقَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ نَفْسٌ مَّخْلُوْقَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ خَالِقُھَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا

۶۹۵۹ ــــ ترجمہ : ابوسعید خدری سے غزوہ بنی مصطلق میں روائت ہے کہ صحابہ کرام نے قیدی لونڈیاں پائیں اور ارادہ کیا کہ اُن سے جماع کریں اور وہ حاملہ بھی نہ ہوں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا تجھ پر حرج نہیں کہ عزل نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وہ لکھ دیا ہے جو وہ قیامت تک پیدا کرنے والا ہے۔

۶۹۵۹ ــــ شرح : عزل کے معنی ہیں بیوی سے جماع میں انزال کے وقت اس کی شرمگاہ سے آلہ تناسل نکال لینا۔ تاکہ نطفہ رحم میں نہ جا سکے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عزل ترک کرنے میں تم پر کوئی ضرر نہیں یا علم فعل تم پر واجب نہیں۔ (حدیث ۴۸۴۷ ج ۸ کی شرح دیکھیں)
قولہ وقال مجاہد الخ یعنی مجاہد نے قَزَعہ سے روائت کی اُنہوں نے کہا میں نے ابوسعید کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جان مخلوق نہیں مگر اللہ اس کا خالق ہے۔
یعنی اللہ کے نزدیک جو شئی عدم سے وجود کی طرف آنے والی ہے اس کا اللہ خالق ہے۔ اور خلق صفت فعلی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللهِ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

۶۹۶۰ ـــــ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا يُرِيْحُنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اٰدَمُ اَمَا تَرَى النَّاسَ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكَ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا فَاِنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد
جس کو میں نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا

۶۹۶۰ ـــــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام ایمانداروں کو اسی طرح جمع کرے گا تو وہ کہیں گے اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہم شفاعت طلب کریں تو بہتر ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس مقام سے آرام دے وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے آدم! کیا آپ لوگوں کو دیکھتے نہیں کہ وہ کس حال میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اور تمام اشیاء کے نام آپ کو سکھائے ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کریں حتیٰ کہ وہ

وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ اَصَابَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِىْ اَصَابَهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا اٰتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرٰةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْئَتَهُ الَّتِىْ اَصَابَهُ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوْحَهُ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَأْتُوْنِّىْ فَاَنْطَلِقُ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّىْ وَيُؤْذَنُ لِىْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّىْ وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِىْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدَعَنِىْ ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَحْمَدُ رَبِّىْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيْهَا رَبِّىْ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِىْ حَدًّا فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَرْجِعُ فَاِذَا رَاَيْتُ

ہمیں اس مقام سے نجات دے آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں اس کے لائق نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں اور اُن کے سامنے خطاء ذکر کریں گے جو اُن سے سرزد ہوئی تھی لیکن تم نوح "علیہ السلام" کے پاس جاؤ وہ اللہ کے پہلے رسول ہیں۔ اللہ نے ان کو زمین والوں کے پاس بھیجا وہ نوح "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطاء ذکر کریں گے جو سرزد ہوئی تھی لیکن تم ابراہیم "علیہ السلام" اللہ کے خلیل کے پاس جاؤ وہ ابراہیم "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ بھی فرمائیں گے میں اس کے لائق نہیں ہوں اور اُن سے اپنی خطائیں ذکر کریں گے جو ان سے سرزد ہوئی تھیں لیکن تم موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس جاؤ وہ اللہ کا بندہ ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے تورات دی اور بلاواسطہ ان سے کلام کیا وہ موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے میں اس کے لائق نہیں اور اُن سے

رَبِّیْ وَقَعْتُ لَہٗ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یُقَالُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَہْ فَاَحْمَدُ رَبِّیْ بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِیْهَا رَبِّیْ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَرْجِعُ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ مَا بَقِیَ فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَوَجَبَ عَلَیْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَكَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَیْرِ مَا یَزِنُ شَعِیْرَةً ثُمَّ یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَكَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَیْرِ مَا یَزِنُ بُرَّةً ثُمَّ یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَكَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِنَ الْخَیْرِ مَا یَزِنُ ذَرَّةً

اپنی خطا ذکر کریں گے جو ان سے سرزد ہوئی تھی لیکن تم عیسیٰ "علیہ السلام" کے پاس جاؤ وہ اللہ کے عبد اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ اور روح ہیں وہ عیسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے میں اس کے لائق نہیں لیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خاص عبد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ بخشے ہیں۔ وہ میرے پاس آئیں گے میں چلوں گا اور اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا وہ مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دے گا جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا وہ کچھ مدت مجھے سجدہ میں چھوڑے گا جو وہ چھوڑنا چاہے گا پھر مجھے کہا جائے گا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" سر مبارک اُٹھائیں اور بات کریں سُنی جائے گی۔ سوال کریں وہ دیا جائے گا اور شفاعت کریں قبول کی جائے گی پس میں اپنے رب کی بے شمار حمد کروں گا جن کی اللہ نے مجھے تعلیم دی ہے پھر شفاعت کروں گا تو میرے لئے مخصوص لوگوں کی حد مقرر کی جائے گی میں ان کو جنت میں داخل کروں گا پھر واپس آؤں گا جب اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جتنی مدت چاہے گا مجھے چھوڑے گا پھر مجھے کہا جائے گا اے محمد سر مبارک اُٹھائیں بات کریں سُنی جائے گی۔ سوال کریں وہ دیا جائے گا اور شفاعت کریں قبول کی جائے گی پس

میں اپنے رب کی بے شمار حمد کروں گا جو میرے رب نے مجھے تعلیم دی ہے پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی ان کو میں جنت میں داخل کروں گا پھر واپس آؤں گا اور کہوں گا اے میرے پروردگار دوزخ میں وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک رکھا ہے اور ان پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا واجب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے وہ لوگ نکلیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کہا ہوگا اور ان کے دلوں میں جو کے وزن کے برابر ایمان ہوگا پھر وہ لوگ دوزخ سے نکلیں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور ان کے دلوں میں جو کے وزن کے برابر ایمان ہوگا پھر وہ لوگ دوزخ سے نکلیں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور ان کے دلوں میں ذرہ بھر ایمان ہوگا۔

۶۹۶۰ شرح: یعنی اللہ تمام مومنوں کو ایسے جمع کرے گا جیسے وہ دنیا میں اکٹھے ہوتے ہیں اس میں پہلی امتوں کے مومن بھی داخل ہیں وہ سب مل کر مشورہ کریں گے کہ اگر ہم شفاعت طلب کریں تو بہتر ہوگا۔ اگر لفظ "لو" تمنی کے لئے ہو تو جزاء کی ضرورت نہیں یعنی کاش کہ ہم اپنے رب کے حضور شفاعت طلب کریں۔ تاکہ وہ اس موقف سے آرام پائیں جہاں سخت گرمی اور بے شمار غموم وکروب ہیں جن کو وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ آدم علیہ السلام سے حضرت عیسٰی علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس شفاعت کرانے جائیں گے اور وہ سب یہ کہہ کر معذرت کر دیں گے کہ ہمارا یہ مرتبہ ومقام نہیں اور تواضع وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے معذرت کریں گے۔ حدیث میں خطایا کا ذکر ہے کہ اُن سے جو خطائیں سرزد ہوئی تھیں ان کے پیش نظر وہ شفاعت نہیں کر سکتے۔ دراصل انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں ان سے چھوٹے بڑے گناہ سرزد نہیں ہوتے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنا مجبوری امر تھا کہ ان کے وجود سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ آدم زمین میں اللہ کے خلیفہ ہوں گے اور اس کی نیابت کریں گے لیکن ان کو پیدا کر کے جنت میں ٹھہرایا گیا اور کہا گیا کہ اس شجرہ سے تناول نہ کرنا اگر وہ شجرہ سے تناول نہ کرتے اور ہمیشہ کے لئے اس سے دُور رہتے تو ہمیشہ جنت میں رہتے اور اللہ کی یہ خبر کہ وہ زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا۔ واقع نہ ہوتی حالانکہ اللہ کی خبر واجب الوقوع ہے چونکہ اللہ کی خبر کا کذب محال ہے اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ سے دُور رہنا محال تھا جبکہ ایک محال دوسرے محال کو مستلزم ہوتا ہے، لہٰذا آدم علیہ السلام پر فرض کی تکمیل ضروری تھی اس لئے وہ شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنے میں مجبور تھے۔ یہ صورت کے اعتبار سے اگرچہ خطاء ہے لیکن حقیقت اور باطن کے اعتبار سے فرض کی تکمیل ہے اور یہ حسنات الابرار سیئات المقربین کے قبیلہ سے ہے کہ نیک لوگوں کی نیکیاں مقرب لوگوں کے گناہ ہوتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کی یہی خطاء مذکور ہے کہ انہوں نے کہا تھا "رب لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا" کہ زمین

پر بسنے والے کافروں کو ہلاک کر دے۔ یہ انہوں نے اس وقت کہا تھا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اے نوح تیری قوم سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا اور کافروں کی ہلاکت کی دعا گناہ نہیں۔ انہوں نے صرف تواضع کے طور پر اس کو خطاء فرمایا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین خطائیں ذکر کی جاتی ہیں لیکن وہ درحقیقت خطاء نہیں ۔ اوّل یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی کے متعلق فرمایا تھا کہ اَنَّھَا اُخْتِیْ ، کہ وہ میری بہن ہے ان کی مراد نسبی بہن نہ تھی بلکہ اسلامی بہن تھی۔ انہوں نے جابر بادشاہ کے چنگل سے بچنے کے لئے توریہ استعمال کیا تھا اور ضرورت کے وقت توریہ کرنا گناہ نہیں۔ دوم: ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا اِنِّیْ سَقِیْم ، میں بیمار ہوں یہ بھی توریہ تھا کہ وہ ان کی عید میں شرکت کرنے سے معذور ہیں۔ اس کی تعبیر سقیم سے فرمائی۔ یہ بھی توریہ ہے سوم ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا " بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ " بلکہ ان کے بڑے نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتوں کے لئے ضمیر مؤنث ذکر کی ہے چنانچہ فرمایا اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ، بتوں نے بہت لوگ گمراہ کئے ہیں۔ اور اس مقام میں "کبیرھم" فرمایا اور ھم ضمیر مذکر ہے قاعدہ ہے کہ ہزار عورتوں میں ایک مرد ہو تو ان کے لئے شان ضمیر مذکر استعمال ہوتی ہے اور عورتیں مرد کے تابع ہوتی ہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں میں موجود ہونے کے اعتبار سے فرمایا تھا اُن کے بڑے نے کیا ہے مشرکوں نے بڑے سے بڑا بت سمجھا تھا، حالانکہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ستودہ صفات کو کبیر فرمایا تھا یہ بھی توریہ ہے۔ توریہ کے معنیٰ یہ ہیں ایک لفظ کے متعدد احتمال ہوتے ہیں جن میں مخاطب اپنی مرضی کے مطابق ایک معنی ذہن نشین کرتا ہے جو دوسروں کے ذہن میں نہیں ہوتا یہ مذکورہ تینوں میں موجود ہے، چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے بہن سے اسلامی بہن کا ارادہ کیا جبکہ کافروں نے نسبی بہن سمجھا اور سقیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے روحانی بیماری کا ارادہ کیا جبکہ مشرکوں نے جسمانی بخار سمجھا اور کبیرھم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی طرف اشارہ کیا جبکہ کافروں نے بڑا بت سمجھا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ خطاء ذکر کی جاتی ہے کہ انہوں نے ایک فرعونی قبطی کو مکہ مار کر قتل کر دیا تھا۔ یہ قتل گناہ نہیں کیونکہ قبطی حربی کافر تھا اور حربی کافر واجب القتل ہے یا انہوں نے قتل کرنے کی غرض سے نہیں مارا تھا لیکن وہ مر گیا یہ قتل عمد نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ مذکور ہے کہ انہوں نے کہا تھا اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ فرمائے کہ اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا الٰہ بنالو حالانکہ لوگوں نے عیسیٰ اور ان کی والدہ مریم علیہما السلام کو الٰہ بنایا تھا لیکن عیسیٰ علیہ السلام نے انکساری کرتے ہوئے معذرت کی۔ علامہ قسطلانی اس حدیث کی شرح میں ذکر کرتے ہیں ، اَمَّا مَا نُسِبَ اِلَى الْاَنْبِيَاءِ مِنَ الْخَطَايَا فَمِنْ بَابِ التَّوَاضُعِ وَحَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ وَاِلَّا فَهُمْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ مَعْصُوْمُوْنَ مُطْلَقًا ، کہ نبیوں کی طرف خطا منسوب کی گئی ہے۔ یہ تواضع، انکساری اور ابرار کی نیکیاں مقربین

۶۹۶۱ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَقَالَ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ وَقَالَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْمِيزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ

۶۹۶۲ ـــ حَدَّثَنِي مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي الْقَاسِمُ ابْنُ يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَقْبِضُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَطْوِي

کے گناہوں کے باب سے ہے ورنہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام مطلقاً معصوم ہیں۔ اس حدیث میں معتزلہ قدریہ اور خوارج کا رد ہے کیونکہ وہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہے کیونکہ آپ وہ شفاعت فرمائیں گے جس سے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام نے خوف کیا۔

(حدیث ۶۱۴۶ ج : ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۹۶۱ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قدرت کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات دن کی سخاوت اس کو کم نہیں کرتی اور فرمایا تم جانتے ہو کہ جو اس نے خرچ کیا ہے جب سے زمین و آسمان کو پیدا کیا اس کے دستِ قدرت میں سے کچھ کم نہیں ہوا۔ اس کا عرش پانی پر تھا اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے اسے نیچے اور اونچا کرتا ہے (لوگوں میں رزق تقسیم کرتا ہے)

۶۹۶۱ ـــ شرح : قولہ ملائی یعنی وہ بے انتہا غنی ہے۔ اس کی قدرت میں غیر متناہی رزق ہے۔ قولہ سحاء،، سح سے بمعنی سیلان ہے گویا کہ اس کی قدرت کے ہاتھ بھرے ہوئے ہونے کے سبب رات دن سخاوت سے بہتے ہیں حالانکہ وہ زمین و آسمان کی تخلیق

السَّمٰوٰتِ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ سَمِعْتُ سَالِمًا سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَرَوَاهُ سَعِيْدٌ عَنْ مَالِكٍ وَقَالَ اَبُو الْيَمَانِ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ ۶۹۶۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ يَهُوْدِيًّا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ

کے زمانہ میں جس وقت اس کا عرش پانی پر تھا، آج تک خرچ کرتا رہا ہے اور اس سے کچھ کم نہیں ہُوا۔
(حدیث ۴۳۹۷ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

۶۹۶۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو قدرت کی مٹھی میں لے گا اور آسمان اس کی قدرت کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں اس کو سعید نے مالک سے روایت کیا اور عمر بن حمزہ نے کہا میں نے سالم سے سُنا اُس نے کہا میں نے ابن عمر کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا اور ابوالیمان نے کہا مجھے شعیب نے زہری سے خبر دی انہوں نے کہا مجھے ابوسلمہ نے بتایا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا۔

۶۹۶۳ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ قَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ وَزَادَ فِيْهِ فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيْقًا لَهٗ

۶۹۶۴ ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرْضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا الْمَلِكُ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَرَاَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

کے پاس آیا اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور تمام زمینوں کو ایک انگلی پر پہاڑوں کو ایک انگلی پر درختوں کو ایک انگلی پر اور مخلوق کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں پھر پڑھا وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ، انہوں نے اللہ کی حق قدر نہیں کی۔

۶۹۶۳ شرح: یعنی جو یہودی نے کہا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نسبت کچھ بھی نہیں اللہ کی قدرت تک کوئی وہم نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی کوئی حد اور آخر اس کا احاطہ کر سکتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ضحک یہودی کی جہالت پر تعجب تھا۔ اس لئے یہ آیت پڑھی یعنی یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اور نہ ہی اس کی تعظیم کا حق ادا کیا ہے۔

(اس حدیث کا مفصل بیان ع۴۴۹۲ ج: ۷ کی شرح میں ہے)

بَابُ قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا شَخْصَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ

۶۹۶۵ — حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ

۶۹۶۴ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اہلِ کتاب سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا ابا القاسم اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور تمام زمینوں کو ایک انگلی پر درختوں اور تری کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر رکھ کر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہنسے حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔ پھر پڑھا ان لوگوں نے اللہ کی قدر کا اندازہ نہیں کیا۔

۶۹۶۴ شرح : نواجذ ناجذ کی جمع ہے یہ وہ دانت ہیں جو ہنستے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا یہ آخر حلق میں آخری دانت ہیں۔ اس تقدیر پر سوال ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تو داڑھیں کیسے ظاہر ہوئیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضور غالب طور تبسم فرماتے تھے کبھی نادر طور پر قہقہہ سے بھی ہنستے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے انگلی کا ثبوت ایسے ہے جیسے بے مثال ہاتھ ثابت ہے ہمارے جیسا ہاتھ مراد نہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودی کی تصدیق کرنا محض الفاظ کے اعتبار سے تھا جو یہودی نے اپنے نبی کی کتاب سے ذکر کیے تھے

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اللہ سے زیادہ غیور کوئی شخص نہیں

عُبَیداللہ بن عمرو نے عبدالملک سے نقل کیا کہ اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی شخص نہیں

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس کلام سے اللہ تعالیٰ پر شخص کا اطلاق لازم آتا ہے یہ جائز نہیں کیونکہ شخص صفاتِ جسم سے ہے اور شخص جسم ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کا اطلاق

عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللّٰهِ لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ وَمِنْ اَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ الْمُنْذِرِيْنَ وَالْمُبَشِّرِيْنَ وَلَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا شَخْصَ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ ۔

واجب الوجود ذات پر صحیح نہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت میں شخص کا ذکر راوی کی تصحیف ہے اکثر راوی بالمعنی روایت کر دیتے ہیں۔ سب راوی فقہا تو ہونے بھی نہیں ہیں اور شخص کی روایت میں عُبید اللہ منفرد ہے اس لفظ میں اس کی کسی نے متابعت نہیں کی یا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جملہ متشابہات سے ہے اور متشابہات کی بعض تاویل کرتے ہیں ان کو مؤوّلہ کہتے ہیں اور بعض اللہ کے حوالے کرتے ہیں ان کو مفوّضہ کہتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں کوئی آدمی اپنی بیوی
کے ساتھ دیکھوں تو اس کو سیدھی تلوار کے ساتھ قتل کر دوں یہ خبر جناب ۶۹۶۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا تم سعد کی غیرت پر تعجب کرتے ہو بخدا! میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔ اللہ کی غیرت کے سبب اللہ نے بے حیائی کی ظاہر اور پوشیدہ باتوں کو حرام فرمایا ہے۔ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ عذر خواہی محبوب نہیں اسی لئے ڈرانے اور خوشخبری دینے والے پیغمبر مبعوث کئے ہیں اور کسی کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ مدح محبوب نہیں اسی لئے اس نے جنت کا وعدہ کیا ہے (تاکہ لوگ اس کی تعریف اور مدح و ثناء کریں)

حل لغات : مُصْفِح "تلوار کے کنارہ سے مارنے والا۔ یعنی میں اس کو تلوار سے تیزی کی جانب سے

بَابُ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ فَسَمَّى اللّٰهُ نَفْسَهٗ شَيْئًا وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ شَيْئًا وَهُوَ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ وَقَالَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ

٦٩٦٦ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ اَمَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا

باب کونسی شئ شہادت کے اعتبار سے بڑی ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو شئ کہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو شئ فرمایا حالانکہ اللہ کی صفات میں سے صفت ہے اور فرمایا ہر شئ اللہ کی ذات کے سوا فانی ہے ہم نے کسی کو آپ کی تصدیق کرتے نہیں سنا۔

شرح: قریش مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ کے پاس جاکر کہنے لگے ہم نے آپ کے متعلق یہود و نصاریٰ سے بھی پوچھا ہے وہ کہتے ہیں۔ ان کا ہمارے پاس ذکر اور وصف نہیں کوئی گواہ پیش کرو جو آپ کی تصدیق کرے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "قُلِ اللّٰهُ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ عَلٰى مَا اَقُوْلُ" کہہ دیں میرے اور تمہارے درمیان میری بات کا اللہ گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو شئ کہا یعنی وجود کو ثابت کیا اور عدم کی نفی کی۔ زنادقہ اور دہریہ کی تکذیب کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو شئ کہا آئندہ حدیث میں اس طرف اشارہ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے کہا کیا تیرے پاس قرآن سے کوئی شئ ہے؟ اور قرآن اللہ تعالیٰ کی صفاتِ ذات میں سے صفت

بَابُ قَوْلِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ ارْتَفَعَ فَسَوَّاهُنَّ خَلَقَهُنَّ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ عَلَا عَلَى الْعَرْشِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمَجِيدُ الْكَرِيمُ وَالْوَدُودُ الْحَبِيبُ يُقَالُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِنْ مَاجِدٍ وَمَحْمُودٌ مِنْ حَمِدَ

ہے اور ہر صفت کو شیٔ کہا ہے یعنی وہ موجود ہے اور فرمایا کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ، اللہ کی ذات کے سوا ہر شیٔ ہلاک ہونے والی ہے یہ مستثنیٰ متصل ہے لہٰذا اللہ کی ذات شیٔ میں داخل ہے (عینی)

۶۹۶۶ — ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کیا تیرے پاس قرآن سے کوئی شیٔ ہے ؟ اُس نے کہا : جی ہاں فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں اور اُن کے نام لئے (اس حدیث کی عنوان سے مطابقت قرآن کو شیٔ کہنے میں ہے)

باب اللہ کا عرش پانی پر تھا اور وہ عرش عظیم کا ربّ ہے

ابو عالیہ نے کہا "اِسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ" آسمان پر بلند ہوا "فَسَوَّاهُنَّ" اور ان کو پیدا کیا۔ مجاہد نے کہا اِسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ" پر آیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "مجید بمعنی کریم اور ودود بمعنی حبیب ہے کہا جاتا ہے "حَمِيدٌ مَّجِيدٌ" گویا کہ یہ فعیل ماجد سے ہے اور محمود حمید سے ہے۔

شرح : استواء کے معنی میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ معتزلہ کہتے ہیں اس کے معنی اِسْتِيلَاء قہر اور غلبہ کے ہیں۔ یہ قول درست نہیں کیونکہ جب کوئی پہلے غالب نہ ہو پھر غالب ہو جائے

۲۹۹۷ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ إِنِّي عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّينِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هَذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ

تو کہتے ہیں اِسْتَوْلٰی، اور خداوند قدوس تو ازلاً ابداً مستولی ہے۔ ابوالعالیہ کا قول بھی درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو اس کے ساتھ موصوف نہیں کیا۔ مجسمہ کہتے ہیں اس کے معنی ہیں مستقر ہوا یہ بھی فاسد ہے کیونکہ استقرار صفات جسم سے ہے اس کو حلول اور تناہی لازم ہے یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں۔ اہلسنت و جماعت کے اقوال بھی مختلف ہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی اِرْتَفَعَ، بلند ہوا جیسا کہ ابوعالیہ نے کہا ہے۔ بعض نے اس کے معنی، مَلَکَ وَقَدَرَ، کئے ہیں یعنی وہ مالک اور قادر ہوا۔ بعض نے کہا استواء کے معنی اتمام اور فراغ کے ہیں تو استوی علی العرش کے معنی ہیں عرش کی خلقت پوری کی۔ عرش کو اس لئے خاص کیا کہ تمام مخلوقات سے اعظم ہے۔ بعض نے کہا، علی العرش" کے معنی الی العرش کے ہیں اور "علی" بمعنی "الی" ہے یعنی عرش تک انتہا ہوئی یعنی جس کا تعلق عرش سے تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے اشیاء پیدا کی ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ استوی بمعنی علا ہے جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے یہی حق مذہب ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی ذات کریمہ کی وصف علو سے کی ہے۔ پھر استواء ذات کی صفت ہے یا فعل کی صفت ہے۔ اگر اس کے معنی علا کے ہیں تو یہ ذات کی صفت ہے اور اگر اس کے علاوہ ہے تو فعل کی صفت ہے۔ بس فوائد۔ [illegible] یعنی [illegible] سے زعینی

قولہ قال مجاہد الخ یعنی مجاہد نے کہا استوی بمعنی علا ہے یہی مذہب صحیح ہے قولہ قال ابن عباس الخ یعنی

كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ اَتَانِيْ رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ اَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُهَا فَاِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُوْنَهَا وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ اَقُمْ

اور حمید سے محمود ہے۔ دراصل محمود اور حمید دونوں حَمِد سے ماخوذ ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم

۶۹۶۷ — **ترجمہ** : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ اتنے میں آپ کے پاس قبیلہ بنی تمیم کے چند لوگ آپ کے پاس آئے حضور نے انہیں فرمایا اے بنی تمیم خوشخبری قبول کرو انہوں نے کہا آپ نے خوشخبری دی ہے کچھ دنیا کا مال بھی دیں پھر یمن کے لوگ آئے تو آپ نے اُن سے فرمایا اے یمن والو! تم خوشخبری قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے قبول کی ہم آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور آپ سے اس امر (جہان) کی ابتداء پوچھیں (کہ اس کی خلقت سے پہلے کیا تھا؟) فرمایا اللہ تھا اس سے پہلے کچھ نہ تھا اس کا عرش پانی پر تھا پھر آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں ہر شئی لکھی پھر میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہا اے عمران اپنی اونٹنی پکڑو وہ بھاگ گئی ہے میں اس کو تلاش کرنے چلا تو وہ سُراب اس سے پیچھے منقطع ہو گیا ہے (وہ بہت دور نکل گئی ہے) اللہ کی قسم میری خواہش تھی کہ وہ چلی جاتی اور میں نہ اُٹھتا۔

۶۹۶۷ — **شرح** : سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بشارت دینے کے جواب میں بنو تمیم نے کہا آپ نے جنّت اور اس کی نعمتوں کی بشارت دی ہے۔ ہمیں دنیاوی مال بھی دیں حضور نے ان کے جواب کو اچھا نہ جانا اور آپ کا چہرۂ انور غصہ سے سُرخ ہو گیا جبکہ انہوں نے بشارت قبول نہ کی بعض نے کہا بشارت سے مراد یہ ہے کہ جو کوئی مسلمان ہو جائے وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ پھر اس کے بعد اس کے اعمال کے مطابق جزاء مرتب ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ معاف کر دے جس شخص نے یہ کہا تھا کہ ہمیں دنیا کا مال دیں اس کا نام اقرع بن حابس تمیمی تھا۔ یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھا قولہ عن اول ہذا الامر، سے مراد عالم کی تخلیق ابتداء ہے۔ ذکر سے مراد لوح محفوظ ہے۔ قولہ دونہا، یعنی اونٹنی سراب سے پرے چلی گئی ہے۔ اس کو تلاش کرنے کے لئے سرابی مسافت طے کرنا ہوگا۔ سراب وہ ہے جس کو انسان دوپہر کے وقت دیکھتا ہے کہ وہ پانی ہے۔ آخر میں عمران نے حسرت کا اظہار کیا کہ اگر اونٹنی جاتی تھی تو چلی جاتی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شرف سے جو لطف اندوز ہو رہا تھا وہ ختم نہ ہوتا (حدیث ۲۹۸۰ ج: د کی شرح دیکھیں)

۶۹۶۸ــــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ يَمِيْنَ اللّٰہِ مَلْاٰى لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّاءُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ مَا فِيْ يَمِيْنِهٖ وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْاُخْرٰى الْفَيْضُ اَوِ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ

۶۹۶۹ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَشْكُوْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِتَّقِ اللّٰہَ وَاَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاتِمًا شَيْئًا لَكَتَمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ

۶۹۶۸ــــ **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ اللہ کی قدرت کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے اس کو خرچ کم نہیں کرتا۔ وہ ہمیشہ رات دن سخاوت کرتا ہے۔ تم جانتے ہو اللہ نے جب سے زمین آسمان کو پیدا کیا اس نے کتنا خرچ کیا ہے اس نے اللہ کے دائیں ہاتھ میں جو کچھ ہے اس سے کچھ کم نہیں کیا۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں فیض یا قبض ہے اونچا اور نیچا کرتا ہے۔ (حدیث ۴۳۶۷ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

۶۹۶۸ــــ **ترجمہ** : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ شکایت کرتے ہوئے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے کہنے لگے اللہ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ زَوَّجَكُنَّ اَهَالِيْكُنَّ وَزَوَّجَنِيَ اللّٰهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ وَعَنْ ثَابِتٍ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ نَزَلَتْ فِيْ شَانِ زَيْنَبَ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

کوئی شئی چھپانے والے ہوتے تو یہ چھپاتے راوی نے کہا ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں، چنانچہ فرماتی تھیں تمہارے نکاح تمہارے گھر والوں نے کئے میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں سے اُوپر کیا ہے۔ ثابت سے روایت ہے " آپ اپنے دل میں جو چھپاتے ہیں اللہ اس کو ظاہر کرنے والا ہے آپ لوگوں سے خوف کرتے ہیں الخ یہ آیت کریمہ زینب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے متعلق نازل ہوئی تھی

۶۹۶۹ — شرح : اس حدیث کی مناسبت "من فوق سبع سمٰوات" میں ہے کیونکہ اس سے مراد عرش ہے۔ عامر شعبی نے روایت کی کہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتی تھیں۔ میں آپ کی تمام بیویوں سے زیادہ حقدار ہوں چنانچہ میں نکاح میں اُن سے، سفیر میں اُن سے زیادہ مکرم، رحم کے لحاظ سے اُن سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے میرا نکاح سات آسمانوں سے اُوپر کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے نکاح میں سفیر تھے میں آپ کے چچا کی بیٹی ہوں۔ آپکی بیویوں میں سے کوئی بھی آپ کو مجھ سے زیادہ قریب نہیں کیونکہ ام المؤمنین زینب بنت جحش کی والدہ اُمیمہ بنت عبدالمطلب ہیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں لہٰذا زینب حضور کی پھوپھی زاد ہیں۔ اُن کی زبان میں کچھ تیزی تھی۔ اس لئے زید نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زینب کی شکایت کی اور انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رہنے دو لیکن آپ کی خواہش تھی کہ زید انہیں طلاق دیدے لیکن زید کو یہ کہنا پسند نہ فرماتے تھے کہ زینب کو طلاق دے تاکہ یہ لوگ نہ سُنیں۔ دراصل لوگ حضرت زید بن حارثہ جو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّٰی تھے کو حضور کا بیٹا پکارتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کیا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ "کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۶۹۷۰ــــــ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عِيسٰى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَأَطْعَمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ

۶۹۷۱ــــــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي

کی دلی خواہش تھی کہ آپ کا متبنّٰی زید اپنی بیوی زینب کو طلاق دیدے تاکہ حضور اس سے نکاح فرمالیں اور شریعت مطہرہ میں یہ قانون ہوجائے کہ متبنّٰی کی بیوی سے جب وہ اسے طلاق دیدے نکاح جائز ہے، کیونکہ متبنّٰی کی بیوی حقیقی بہو نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۹۷۰ ــــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا پردہ کی آیت ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی اس دن ان کے ولیمہ پر روٹی اور گوشت کھلایا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں وہ کہتی تھیں اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر کیا۔

۶۹۷۰ ــــ شرح: اللہ تعالیٰ نے فرمایا "زَوَّجْنَاكَهَا"، ہم نے آپ سے اس کا نکاح کیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات جہت اور مکان سے پاک ہے۔ لہٰذا "فی السماء" سے مراد ذات وصفات کی برتری کی طرف اشارہ ہے۔ یہ نہیں کہ اللہ کا محل آسمان میں ہے وہ مکان سے پاک ہے۔

۶۹۷۱ ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے پاس عرش پر لکھا میری رحمت میرے غضب پر

۶۹۷۲ــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَیْحٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ فَاِنَّ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ هَاجَرَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِیْ اَرْضِهِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْهَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذٰلِكَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ كُلُّ دَرَجَتَیْنِ مَا بَیْنَهُمَا كَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْاَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَی الْجَنَّةِ وَفَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ

سبقت لے گئی ہے۔

۶۹۷۱ــ شرح : غضب اور رحمت دونوں اللہ کی صفات ہیں رحمت سے بندوں کو ثواب پہنچانے اور ان کو اچھی جزاء دینے کی طرف اشارہ ہے جبکہ غضب سے مراد اس کا لازم ہے جو انتقام ہے یعنی بندوں کے استحقاق کے مطابق ان کو عذاب دے گا

۶۹۷۲ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ نماز قائم کی رمضان کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرے یا اپنی زمین میں بیٹھا رہے جہاں وہ پیدا ہوا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم لوگوں کو اس سے خبردار نہ کریں؟ آپ نے فرمایا جنت میں سو درجے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے جب تم اللہ

۷۹۷۳ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعٰوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِيْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَاْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا فِي السُّجُوْدِ وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا ثُمَّ قَرَاَ ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا فِيْ قِرَاءَةِ عَبْدِ اللّٰهِ

سے سوال کرو تو اس سے جنّت الفردوس کا سوال کرو، کیونکہ یہ جنت کا درمیانہ اور بلندترین درجہ ہے اس کے اُوپر رحمٰن کا عرش ہے اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

۷۹۷۲ــــ شرح: اس حدیث سے معتزلہ اور قدریہ نے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ پر نیک بندوں کو اچھی جزاء دینا واجب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حق بمعنی ثابت ہے یا شرعی طور پر بحسب وعدہ واجب ہے عقلاً واجب نہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے نیک بندوں کو ثواب دینے کا وعدہ اپنے پر لازم کیا ہے۔ زکوٰۃ اور حج کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ یہ نصاب اور استطاعت پر واجب ہیں کبھی یہ دونوں بندہ کو میسّر نہیں ہوتیں۔ ہجرت کرنا یا نہ کرنا فتح مکہ کے بعد ہے کیونکہ فتح مکہ کے بعد ہجرت کی فرضیت منسوخ ہے۔ زمین اور آسمان کے درمیان پانچ صد سال کا فاصلہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ وسط جنت اعلیٰ جنت کیسے ہوسکتی ہے ان دونوں میں منافات ہے اس کا جواب یہ ہے اوسط ہی تو افضل ہے لہٰذا ان میں منافات نہیں۔

۷۹۷۳ــــ ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں مسجد شریف میں داخل ہُوا حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف فرما تھے جب سُورج غروب ہُوا تو فرمایا اے اباذرؓ! جانتے ہو سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں فرمایا یہ جاتا ہے اور سجدہ کرنے کی اجازت مانگتا ہے تو اس کو اجازت دی جاتی ہے۔ گویا کہ اسے کہا جاتا ہے جہاں سے آئے

۶۹۷۴ — حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ حَتّٰى وَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَجِدْهَا مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ حَتّٰى خَاتِمَةٍ ۞

۶۹۷۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ بِهٰذَا وَقَالَ مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ

ہوا دھر واپس چلے جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع کرے گا پھر یہ تلاوت فرمائی ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا ،، یہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ہے (حدیث ۲۹۸۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۹۷۴ — ترجمہ : ابن سباق سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا کہ ابوبکر صدیق نے میری طرف پیغام بھیجا۔ پس میں نے قرآن تلاش کیا" یہاں تک کہ سورۂ توبہ کا آخر ابوخزیمہ انصاری کے پاس پایا اُن کے سوا میں نے وہ کسی سے نہ پایا "وہ یہ ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ ،، سورۂ براءت کے خاتمہ تک"

۶۹۷۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم متواتر ہے اور آئت صرف ابوخزیمہ انصاری سے ملی تھی۔ لہٰذا یہ خبر واحد ہوئی اس کو قرآن میں کیوں لکھا۔

اس کا جواب یہ ہے یہ آئت بھی متواتر ہے صحابہ کرام کو یاد تھی لیکن لکھی ہوئی صرف ابوخزیمہ انصاری کے پاس تھی اور کسی کے پاس لکھی ہوئی نہیں پائی گئی تھی"، (حدیث ۴۳۶۲ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

۶۹۷۵ — ترجمہ : یحییٰ بن بکیر نے کہا لیث نے یونس کے ذریعہ یہ حدیث بیان کی اور کہا "مَعَ أَبِي خُزَيْمَةَ الْأَنْصَارِيِّ"

۶۹۷۶ـــ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

۶۹۷۷ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ يُصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ وَقَالَ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَاِذَا مُوْسٰى اٰخِذٌ بِالْعَرْشِ

۶۹۷۶ـــ ترجمه : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيْمُ الْحَلِيْمُ" اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ وہ جاننے والا بُردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"، وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔

(حدیث ۶۸۵۶ ج : کی شرح دیکھیں)

۶۹۷۷ـــ ترجمه : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے (سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا) تو میں موسیٰ "علیہ السلام" کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ ماجشون نے عبداللہ بن فضل، ابوسلمہ اور ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ اِلَيْهِ

يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَقَالَ اَبُوْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بَلَغَ اَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِاَخِيْهِ اِعْلَمْ لِيْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ اَنَّهُ يَاْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ يُقَالُ ذِي الْمَعَارِجِ الْمَلَائِكَةُ تَعْرُجُ اِلَى اللّٰهِ

سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں گا جو سب سے پہلے ہوش میں آئے گا۔ تو دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام "عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ (حدیث ۳۱۸۱ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس کی طرف فرشتے اور روح چڑھتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ جل ذکرہ کا ارشاد! اس کی طرف پاک کلمات چڑھتے ہیں"

اس باب میں جہمیہ کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف فرشتے اور روح چڑھتے ہیں حالانکہ اللہ جسم نہیں لہٰذا وہ مکان کا محتاج نہیں جس میں ٹھہرے جبکہ وہ تھا اور مکان نہ تھا اور اس کی طرف عروج کی نسبت تشریف کے لئے اور روح جبرائیل علیہ السلام ہیں بعض نے کہا روح عظیم فرشتہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ وہ فرشتہ ہے اس کے گیارہ ہزار پر اور ایک ہزار چہرہ ہے وہ قیامت تک اللہ کی تسبیح کرتا رہے گا جہاں فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں گے وہاں وہ تنہا صف باندھے کھڑا ہوگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا، قیامت کے دن روح اور فرشتے صفیں باندھے کھڑے ہوں گے وہاں وہ تنہا صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ نیز پاک کلمات کا اللہ کی طرف چڑھنے کا مقتضیٰ

٦٩٧٨ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰٓئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَقَالَ خٰلِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

یہ نہیں کہ وہ کسی جہت میں ہے کیونکہ کوئی جہت اس کا احاطہ نہیں کر سکتی جبکہ وہ موجود تھا اور جہت نہ تھی اور کلمات کی طرف صعود (چڑھنے) کی نسبت مجازی ہے کیونکہ یہ عرض ہیں اور عرض منتقل نہیں ہو سکتا کیونکہ انتقال حرکت سے ہوتا ہے اور عرض محل کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا جبکہ اس کا وجود وہی ہے جو محل کا وجود ہے۔

قولہ وقال ابو جمرہ ،، ابو جمرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ابوذر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا جاؤ اس آدمی کی خبر لاؤ جو کہتے ہیں کہ ان کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں (یعنی جو مکہ مکرمہ میں ہیں اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں)

قولہ وقال مجاھد ،، اور مجاہد نے کہا نیک عمل پاکیزہ کلمات کو اٹھا لیتے ہیں۔ یعنی فرائض کا ادا کرنا نیک عمل ہے اور جو اللہ کا ذکر کرے اور فرائض ادا نہ کرے اس کا کلام عمل پر رد کر دیا جاتا ہے۔

قولہ یقال ذِی الْمَعَارِجِ ،، کہا جاتا ہے ذی المعارج فرشتے ہیں جو اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ معارج معرج کی جمع معنی سیڑھی ہے یہ عروج سے ہے جس کے معنی ارتقاء کے ہیں۔ معرج وہ راستہ ہے جس میں فرشتے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں معراج سیڑھی کی مانند ہے جس میں روح قبض ہونے کے بعد چڑھتے ہیں جہاں انسانوں کے اعمال چڑھتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

٦٩٧٨ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے ہیں اور عصر و فجر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں پھر جنہوں نے تمہارے پاس رات گزاری ہوتی ہے وہ اوپر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں حالانکہ وہ نہیں بہت

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ

وَرَوَاهُ وَرْقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ

٦٩٧٩ — **حدثني** عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

جانتا ہے وہ کہتا ہے تم نے میرے بندوں کو کیسے چھوڑا ہے وہ کہتے ہیں ہم نے انہیں چھوڑا حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے اور اُن کے پاس گئے حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے۔ خالد بن مخلد نے اپنی اسناد کے ساتھ ابو صالح کے ذریعہ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پاک کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا، حالانکہ اس کی طرف پاک شئی ہی چڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قدرت کے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔ پھر صدقہ کرنے والے کے لئے اس کو بڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی گھوڑی کے بچہ کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ اس کو ورقاء نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ إِلَّا الطَّيِّبُ ذکر کیا ہے۔

٦٩٧٨ — شرح : فرشتوں نے اللہ کے سوال کے جواب میں مزید بیان کیا کہ ان کے پاس گئے، حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے کیونکہ انہوں نے ابتداء آفرینش میں تخلیقِ آدم کے وقت کہا تھا کہ تو ایسا شخص خلیفہ بنائے جو زمین میں فساد اور خونریزی کرے گا۔ اس کلام سے اس کا استدراک کرتے ہیں اور اُن کی فضیلت کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم اُن میں یہ کمال نہ جانتے تھے جو اللہ کے علم میں تھا۔ عصر اور فجر کے اوقات میں ان کے جمع ہونے کا اتفاق ہوتا ہے کیونکہ یہ رات دن کے وظائف سے فرصت کے اور اعمال کے اوپر چڑھنے کے وقت ہیں اور ان کا ان اوقات میں اجتماع میں مومنوں کے ساتھ

أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ بِهِنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

۶۹۸۰ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نُعْمٍ أَوْ أَبِيْ نُعْمٍ شَكَّ قَبِيْصَةُ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ بُعِثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ وَحَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا

اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے تاکہ فرشتے ان کے گواہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کا پوچھنا ان سے اعتراف کرانے کے لئے ہے اور رات میں رہنے والے فرشتوں کی تخصیص یہ ہے کہ رات میں گناہ کرنے کا احتمال ہے اور آرام کا وقت ہے جب لوگ رات بھی نافرمانی نہیں کرتے اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں تو دن میں بطریق اولیٰ ہو سکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

عدل تمرہ بکسر العین وفتحہا بمعنی مثل اور عدل بالکسر آدھا بوجھ خطابی نے کہا عدل تمرہ جو قیمت میں اس کے برابر ہو جو قیمت میں شئ کے برابر ہو اس کو عدل شی کہا جاتا ہے۔ بیمینہ میں حسن قبول کا معنیٰ پایا جاتا ہے کیونکہ عادۃً دائیں ہاتھ کو حقیر چیزوں کو مس کرنے سے بچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جو ہاتھ کی نسبت کی جاتی ہے۔ بایاں ہاتھ نہیں کیونکہ یہ محل نقص وضعف ہے جبکہ ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یَدُ اللّٰہ کی صفات میں سے صفت ہے ہم یَدْ بولتے ہیں لیکن اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔ (حدیث ۱۳۲۹ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۷۹ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کے وقت ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمُ"، قد مضیٰ آنفاً"

۶۹۸۰ ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ سونا بھیجا گیا آپ نے

سُفْيٰنُ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نُعْمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذُهَيْبَةٍ فِيْ تُرْبَتِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ نَبْهَانَ فَتَغَضَّبَتْ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ فَقَالُوْا يُعْطِيْهِ صَنَادِيْدَ اَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا قَالَ اِنَّمَا اَتَأَلَّفُهُمْ فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ فَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهٗ فَيَاْمَنُنِيْ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ فَسَاَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ قَتْلَهٗ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَاهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ

اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا (دوسری سند سے) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جبکہ وہ یمن میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ سونا بھیجا جو مٹی سے جدا نہ تھا۔ حضور نے اس کو اقرع بن حابس حنظلی مجاشعی، عیینہ بن بدر فزاری، علقمہ بن علاثہ عامری جو بعد میں بنو کلاب سے مل گئے تھے اور زید خیل طائی جو بعد میں بنی نبہان سے مل گئے تھے کو تقسیم کر دیا۔ قریش اور انصار غصہ سے بھر گئے اور کہا نجد والوں کے سرداروں کو مال دیتے ہیں اور ہمیں نظر انداز کرتے ہیں فرمایا میں ان کی تالیف قلب کرتا ہوں اتنے میں ایک آدمی آیا جس کی دونوں آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں اور پیشانی ابھری ہوئی تھی۔ داڑھی گھنی، دونوں رخسارے اُٹھے ہوئے اور سر منڈا ہوا تھا اس نے کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) " اللہ سے ڈر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں نے ہی اس کی نافرمانی کی تو کون اس کی فرمانبرداری کرے گا۔ اس نے زمین والوں پر مجھے امین بنایا ہے تم مجھے امین نہیں سمجھتے ہو۔ اتنے میں لوگوں میں سے ایک آدمی نے حضور سے اس کو قتل کر دینے کا پوچھا میرا خیال ہے وہ خالد بن ولید تھے نبی کریم

فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ

٦٩٨١ ـــــ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ اُرَاهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو منع کر دیا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا وہ اسلام سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں نے ان کو پایا تو ان کو عادیوں کی طرح قتل کروں گا (یعنی اُن کا کلیۃً خاتمہ کروں گا جیسے قوم عاد کا خاتمہ ہوا تھا) (اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۳۱۲۸ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

٦٩٨١ ـــــ ترجمہ : ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد! وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ، کے متعلق پوچھا تو فرمایا سورج کا مستقر عرش کے نیچے ہے

٦٩٨١ ـــ شرح : اس حدیث کی مناسبت کچھ اس طرح ہے کہ ذی المعارج سے جو اللہ کی جہت ثابت کرنے میں اُن کا ردِ بلیغ کیا اور بیان کیا کہ علو فوقی اللہ کی طرف منسوب ہے اور جس جہت پر آسمان صادق آتا ہے اور جس پر عرش صادق آتا ہے وہ دونوں مخلوق اور حادث ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے موجود تھا، اس کی اوّلیت کی ابتداء نہیں اور آخریت کی انتہاء نہیں ۔

بَابٌ قَوْلُ اللّٰهِ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ

۶۹۸۲ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ وَ هُشَيْمٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس دن بعض چہرے پُر رونق ہوں گے جو اپنے ربّ کو دیکھنے والے ہوں گے ،،

اس باب میں وہ آیات و احادیث مذکور ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنے رب کو دیکھیں گے اگرچہ رُؤیت کے لئے ایک دوسرے کے سامنے ہونا اور آنکھ سے شعاع کا نکلنا جو مرئی پر پھیل جائے اور دیکھنے والے کی آنکھ میں مرئی (جو دیکھی گئی ہو) کی صورت کا منتقش ہوجانا ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے لیکن دیکھنے کے لئے یہ شرطیں عادی ہیں، عقلی نہیں۔ عقلاً ان شرطوں کے بغیر ہی رؤیت کا حصول ممکن ہے۔ اسی لئے اشعریہ نے کہا یہ جائز ہے کہ چین کا نابینا اندلس کا مچھر دیکھ لے کیونکہ رؤیت ایک حالت ہے جو اللہ تعالیٰ زندہ میں پیدا کرتا ہے یہ محال نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات اور احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا سے یہ استدلال کیا ہے کہ جنت میں مؤمن اپنے رب کو دیکھیں گے۔ اہل سُنّت و جماعت اور جمہور حضرات ائمہ کرام کا یہی مذہب ہے۔ خارجی، معتزلے اور کچھ مرجئہ اسے ممنوع قرار دیتے ہیں۔ الحاصل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں مختلف اقوال ہیں۔ اہل حق کا مسلک یہ ہے کہ قیامت کے روز مومن اللہ کو دیکھیں گے کافر نہیں دیکھیں گے۔ معتزلے اور جہمیہ کہتے ہیں مومنوں اور کافروں میں سے کوئی بھی اللہ کو نہ دیکھے گا۔ ابن سالم بصری نے کہا مومن اور کافر سب دیکھیں گے۔ صاحب کتاب التوحید نے کہا بعض کافر بطور امتحان دیکھیں گے لیکن اس میں لذت نہیں پائیں گے۔ جیسے کسی سے غصہ سے بات

فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَلَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلٰوةٍ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَافْعَلُوْا

۶۹۸۳ — حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ ابْنُ يُوْسُفَ الْيَرْبُوْعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ شِهَابٍ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عِيَانًا

۶۹۸۴ — حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْجُعْفِىُّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ قَيْسِ ابْنِ اَبِىْ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا

کی جاتی ہے انہوں نے کہا یہ رؤیت دوزخ کی پشت پر پلصراط رکھنے سے پہلے ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۹۸۲ — ترجمہ: جریر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک آپ نے بدر کی رات میں چاند کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا تم عنقریب اپنے رب کو ایسے دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو تمہیں کوئی مشقت نہیں ہوتی اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ طلوعِ شمس سے پہلے نماز پر اور غروبِ شمس سے پہلے نماز پر مغلوب نہ ہو تو ضرور پڑھو۔

۶۹۸۲ — شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح اور عصر کی نمازوں کی محافظت کرنے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی امید ہے۔ کیونکہ ان اوقات میں فرشتے یکے بعد دیگرے آتے ہیں یا اس لئے کہ صبح کے وقت نیند لذیذ ہوتی ہے اور عصر کے وقت کاروبار سے فراغت ہوتی ہے لہٰذا ان دونوں اوقات میں نماز قائم کرنے میں بہت مشقت ہوتی ہے۔ حلِ لغات: لاتضامون بتخفیف المیم ضیم بمعنی مشقت سے مشتق ہے۔ تضامّون بفتح التاء وضم المیم بمعنی مزاحمت ہے (حدیث ــــ کی شرح دیکھیں)

۶۹۸۳ — ترجمہ: جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عنقریب

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ

۶۹۸۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهٗ كَذٰلِكَ يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ

اپنے رب کو علانیہ دیکھو گے۔

۶۹۸۴ — ترجمہ : جریر نے کہا چودھویں رات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم عنقریب قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھو گے جیسے تم اس کو دیکھتے ہو تمہیں کچھ مشقت نہ ہوگی

۶۹۸۴ — شرح : یہ رؤیت کی رؤیت کے ساتھ تشبیہ ہے۔ مرئی کی مرئی کے ساتھ تشبیہ نہیں اور نہ ہی رؤیت کی کیفیت کی رؤیت کی کیفیت کے ساتھ تشبیہ ہے یعنی تم یقیناً اللہ کو دیکھو گے جس میں کوئی شک و شبہ اور تعب و مشقت نہ ہوگی اور نہ ہی کسی قسم کی خفاء ہوگی جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی خفاء نہیں ہے۔

۶۹۸۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ!

الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيتَ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقَى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا شَافِعُوهَا أَوْ مُنَافِقُوهَا شَكَّ إِبْرَاهِيمُ فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَنَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فِي صُورَتِهِ الَّتِي يَعْرِفُونَ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُونَهُ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي أَوَّلَ مَنْ يُجِيزُ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَدَعْوَى الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَأَيْتُمُ السَّعْدَانَ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم قیامت میں اپنے رب کو دیکھیں گے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا تمہیں سورج دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے جس کے آگے بادل نہ ہو انہوں نے کہا نہیں یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا بے شک تم اسی طرح اپنے رب کو دیکھو گے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو اکٹھا کرے گا اور فرمائے گا جو کوئی جس شئی کی عبادت کرتا تھا وہ اس کے پیچھے ہو جائے پس جو شخص سورج کی عبادت کرتے تھے وہ سورج کے پیچھے ہو جائیں گے اور جو شخص چاند کی عبادت کرتے تھے وہ چاند کے پیچھے ہو جائیں گے جو شخص بتوں کی پوجا کرتے تھے وہ بتوں کے پیچھے ہو جائیں گے اور جو شخص چاند کی عبادت کرتے تھے وہ چاند کے پیچھے ہو جائیں گے جو شخص بتوں کی پوجا کرتے تھے وہ بتوں کے پیچھے ہو جائیں گے۔ صرف یہ امت باقی رہ جائے گی اس میں اس کے شفاعت کرنے والے اور منافق ہوں گے۔ ابراہیم نے شک کیا ہے۔ پھر اُن کے پاس اللہ تعالیٰ آئے گا اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے۔ یہ ہمارا مقام ہے (ہم یہاں رہیں گے) یہاں تک ہمارا رب ہمارے پاس آئے جب ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ اُن کے پاس اس شان میں آئے گا جسے وہ پہچانتے ہوں گے اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں ہاں تو ہمارا رب ہے اور

فَاِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ مَا قَدْرُ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ
تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمُ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهٖ وَالْمُوْبَقُ
بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ اَوِ الْمُجَازٰى اَوْ نَحْوُهٗ ثُمَّ يَتَجَلّٰى حَتّٰى
اِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَاَرَادَ اَنْ يُّخْرِجَ بِرَحْمَتِهٖ
مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ اَنْ يُّخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ
مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مِمَّنْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّرْحَمَهٗ مِمَّنْ
شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ فِي النَّارِ بِاٰثَارِ السُّجُوْدِ تَاْكُلُ
النَّارُ ابْنَ اٰدَمَ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ
السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيٰوةِ
فَيَنْبُتُوْنَ تَحْتَهٗ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ

وہ اس کے پیچھے ہو جائیں گے پھر دوزخ کی پشت پر پلصراط رکھا جائے گا تو میں اور میری امت سب سے پہلے اس پر گزریں گے اور اس دن رسولوں کے سوا کوئی شخص کلام نہ کرے گا اور اس روز رسولوں کی پکار یہ ہو گی۔ اے اللہ! سلامتی سے رکھ۔ سلامتی سے رکھ! اور دوزخ میں سعدان کے کانٹوں کی طرح کنڈے ہوں گے۔ کیا تم نے سعدان دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے سوا اس کے کہ اُن کی عظیم مقدار کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ لوگوں ان کے اعمال کے مطابق پکڑیں گے۔ پس ان میں سے بعض مومن ہوں گے جو اپنے عملوں کے سبب باقی رہیں گے یا اپنے عملوں کے سبب ہلاک ہوں گے اور ان میں سے بعض گرنے والے ہوں گے یا گزارے جائیں گے یا اس طرح کے لفظ فرمائے پھر اللہ تعالیٰ تجلی فرمائے گا۔ حتیٰ کہ جب لوگوں کے درمیان فیصلے کر کے فارغ ہو گا اور چاہے گا کہ اپنی رحمت کے سبب دوزخ سے جن لوگوں کو نکالنے کا ارادہ

مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مِنْهُمْ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ عَلَى النَّارِ هُوَ
اٰخِرُ اَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِىْ عَنِ
النَّارِ فَاِنَّهٗ قَدْ قَشَبَنِىْ رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِىْ ذَكَاءُهَا فَيَدْعُو اللّٰهَ بِمَا
شَاءَ اَنْ يَدْعُوَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ هَلْ عَسَيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ
اَنْ تَسْاَلَنِىْ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهٗ وَيُعْطِىْ رَبَّهٗ
مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَاِذَا
اَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَاٰهَا سَكَتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَىْ رَبِّ
قَدِّمْنِىْ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اَلَسْتَ قَدْ اَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَ
مَوَاثِيْقَكَ اَلَّا تَسْاَلَنِىْ غَيْرَ الَّذِىْ اُعْطِيْتَ اَبَدًا وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ
مَا اَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ اَىْ رَبِّ يَدْعُو اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يَقُوْلَ هَلْ

کرے تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ دوزخ سے اِن لوگوں کو نکالیں گے جو کسی شیٔ کو اللہ کا شریک نہیں بناتے تھے جن پر رحم کا ارادہ کرے گا جنہوں نے گواہی دی ہوگی کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں فرشتے اُن کو دوزخ میں سجدوں کے نشانوں سے پہچانیں گے۔ سجدوں کے نشانوں کے سوا آگ لوگوں کو جلا دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدوں کے نشانات کو جلائے وہ دوزخ سے اس حال میں نکلیں گے کہ وہ جلے ہوں گے پھر اُن پر آبِ حیات ڈالا جائے گا تو وہ اس کے نیچے سے ایسے نکلیں گے جیسے دانہ سیلاب کے خس و خاشاک سے نکلتا ہے پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کے فیصلہ سے فارغ ہوگا صرف ایک شخص باقی رہ جائے گا جو دوزخ کی طرف چہرہ کئے ہوگا وہ آخری دوزخی ہے جو سب سے آخر جنت میں داخل ہوگا وہ کہے گا اے میرے پروردگار! میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے کیونکہ اس کی گرم ہوا نے مجھے ہلاک کر دیا ہے۔ اور اس کے شعلوں نے مجھے جلا دیا ہے وہ اللہ سے دعا کرے گا جو بھی اللہ چاہے گا کہ دعا کرے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر تجھے یہ دے دیا جائے

عَسَيْتَ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ
غَيْرَهٗ وَيُعْطِيْ مَا شَاءَ مِنْ عُهُوْدٍ وَّمَوَاثِيْقَ فَيُقَدِّمُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ
فَاِذَا قَامَ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَاٰى مَا فِيْهَا مِنَ الْحَبْرَةِ
وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اَدْخِلْنِی
الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَلَسْتَ قَدْ اَعْطَيْتَ عُهُوْدَكَ وَمَوَاثِيْقَكَ اَنْ لَّا تَسْاَلَ غَيْرَ
مَا اَعْطَيْتُكَ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ اَیْ رَبِّ لَا
اَكُوْنَنَّ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ
فَاِذَا ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْهُ قَالَ لَهٗ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللّٰهُ
لَهٗ تَمَنَّهْ فَسَاَلَ رَبَّهٗ وَتَمَنّٰى لَهٗ حَتّٰى اِنَّ اللّٰهَ لَيُذَكِّرُهٗ وَيَقُوْلُ وَكَذَا

تو کیا اس کے علاوہ سوال کرے گا ؟ وہ کہے گا تیری عزت کی قسم میں کوئی سوال نہ کروں گا وہ اپنے رب سے عہدو پیمان کرے گا جو وہ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ آگ سے پھیر دے گا جب وہ جنت کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کو دیکھے گا تو جتنا اللہ کو منظور ہوگا خاموش رہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ جو کچھ تجھے دیا گیا ہے اس کے سوا اور کوئی شئی نہ مانگے گا تیری خرابی ہو اے ابن آدم! تو کس قدر عہد شکن ہے وہ کہے گا اے میرے پروردگار! اور اللہ کو پکارے گا حتی کہ اللہ فرمائے گا اگر تجھے یہ دیا گیا تو کیا تو اس کے سوا مانگے گا وہ کہے گا نہ تیری عزت کی قسم اس کے سوا میں کچھ نہ مانگوں گا اور اللہ جو چاہے گا عہد و پیمان کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے پہ پہنچا دیگا جب وہ جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوگا تو جنت اس کے لئے ظاہر ہوگی اور جو کچھ اس میں نعمت اور سرور ہوگا دیکھے گا تو جس قدر اللہ چاہے گا خاموش رہے گا پھر کہے گا اے میرے پروردگار! مجھے جنت میں داخل کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اور کیا تو نے عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے اس کے سوا اور کچھ نہ مانگے گا اور کہے گا تیری خرابی اے ابن آدم! تو کس قدر عہد شکن ہے وہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں زیادہ بدبخت نہ ہوں وہ ہمیشہ اللہ کو

وَكَذَا حَتّٰى انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ وَاَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِهِ شَيْئًا حَتّٰى اِذَا حَدَّثَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهِ مَعَهُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ اِلَّا قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ اَشْهَدُ اَنِّيْ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَذٰلِكَ الرَّجُلُ اٰخِرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ

پکارتا رہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جائے گا جب اللہ خوش ہوگا تو فرمائے گا جنت میں داخل ہو جا جب وہ داخل ہوگا تو اللہ اسے فرمائے گا۔ خواہش کر وہ اپنے رب سے سوال کرے گا اور خواہش کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا اور فرمائے گا فلاں فلاں شئی کی خواہش کر حتیٰ کہ اس کی تمام خواہشات ختم ہو جائیں گی تو اللہ فرمائے گا تیرے لئے یہ اور اس کے ساتھ اتنا اور دیا۔

عطاء بن یزید نے کہا ابوسعید خدری ابوہریرہ کے ساتھ اُن کی حدیث سے کوئی شئی ردّ نہ کرتے تھے حتیٰ کہ جب ابوہریرہ نے بیان کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا تیرے لئے یہ اور اس کے ساتھ اتنا اور دیا تو ابوسعید خدری نے کہا اے اباہریرہ! اس کے ساتھ اس کی دس مثلیں اور دیں۔ ابوہریرہ نے کہا میں نے تو حضور کا یہی قول یاد رکھا ہے کہ تیرے لئے یہ اور اتنا اور دیا۔ ابوسعید خدری نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا قول تیرے لئے یہ اور اس کی دس مثلیں دیں۔ ابوہریرہ نے کہا پس یہ آدمی جنت والوں میں سے سب آخر جنت میں داخل ہوگا۔

۶۹۸۵ — شرح: قولہ ھَلْ تُضَارُّوْنَ ،، بفتح التاء وتشدید الراء راء کو مشدّد اور مخفف پڑھتے ہیں معنی میں تبدیلی نہیں ہوتی یعنی چاند کو دیکھنے میں تم اختلاف نہیں کرتے اور اس کے واضح ہونے کے باعث اس کی طرف صحت نظر میں تم جھگڑا نہیں کرتے ہو اسی طرح کسی شک اور مشقت و اختلاف کے بغیر تم واضح طور پر اللہ کو دیکھو گے۔ قولہ الطواغیت ،، یہ طاغوت کی جمع ہے۔ طواغیت شیطان

یا بُت ہیں ہر گمراہ کن سردار کو بھی طاغوت کہا جاتا ہے۔ طاغوت لاہوت کے وزن پہ مقلوب ہے کیونکہ یہ طغیٰ سے اور لاہوت لاہ سے ماخوذ ہے۔ دراصل یہ جبروت کی طرح طغووت تھا واؤ کو غین کے ماقبل نقل کیا گیا۔ پھر اس کے متحرک ہونے اور ماقبل مفتوح ہونے کے باعث اس کو الف سے بدل دیا گیا۔

قولہ فَیَاتِیْھِمُ الخ یعنی اللہ اُن کے پاس آئے گا۔ اللہ کی طرف اتیان کا اسناد تجلّی سے مجاز ہے یعنی اللہ تجلّی فرمائے گا۔ بعض نے کہا یہ رؤیت سے مجاز ہے کیونکہ کسی کے پاس آنا اس کو دیکھنے کو مستلزم ہے۔ عینی نے قاضی عیاض سے نقل کیا کہ لوگوں کے پاس بعض فرشتے آئیں گے یا اللہ تعالیٰ فرشتہ کی صورت میں آئے گا۔ اس میں مومنوں کا آخری امتحان ہے۔ ابن تین نے کہا صورت کے معنی میں اختلاف ہے بعض نے کہا یہ صورتِ اعتقاد ہے جیسے کہے اس امر میں میرے اعتقاد کی صورت یہ ہے۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ایسی صفت میں دیکھیں گے جو وہ اعتقاد رکھتے تھے۔ عینی نے مہلّب سے نقل کیا لوگوں کا قول جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے یہ صرف اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کا امتحان لینے کے لئے اُن کے پاس فرشتہ بھیجے گا۔ اپنے رب کی صفات میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں جس کی کوئی مثل نہیں۔ جب فرشتہ اُن سے کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ اس پہ خلقت کی علامت دیکھیں گے جو مخلوقات کے مشابہ ہوگی تو کہیں گے ہمارا یہ مقام ہے اور ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب آئے گا وہ جب آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے یعنی تو ہمارا رب نہیں پھر اللہ تعالیٰ اس صورت میں آئے گا جسے وہ پہچانتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اپنی عظمت میں ظہور فرمائے گا جو کسی مخلوق کے مشابہ نہیں اس لئے وہ پہچان لیں گے کہ یہ جلال وعظمت کسی اور کے لئے نہیں ہو سکتی اس لئے وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے تیرے مشابہ کوئی شئی نہیں شئی کی حقیقت کی تعبیر صورت سے کی جاتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فرشتے معصوم ہیں لہٰذا فرشتہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں تمہارا رب ہوں اور ظاہر ہے کہ یہ کہنا اللہ کا شریک بنانا ہے جو بہت بڑا گناہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتہ کے قول میں ربّ بمعنی مُربّی ہے۔ مومنوں کے امتحان کے لئے مبہم ذکر کیا ہے۔

قولہ باٰثار السجود،، یعنی فرشتے دوزخ میں لوگوں کو آثار سجود سے پہچانیں گے اور وہ سات اعضاء ہیں وہ چہرہ دونوں ہاتھ گھٹنے اور دونوں پاؤں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کو یہ قدرت نہیں دی کہ وہ سجود کے مواضع جلائے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے ایک روایت میں ہے کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اس سونے اور چاندی کو دوزخ کی آگ سے گرم کر کے ان کی پیشانیاں اور پہلو داغے جائیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ سیاق آیات سے ظاہر ہے کہ یہ آیت کریمہ: اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ الاٰیۃ اہلِ کتاب کے حق میں نازل ہوئی ہے مسلمان اس وعید میں داخل نہیں ان کو کسی اور طریقہ سے عذاب دیا جائے گا، چنانچہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کے اتفاق سے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھی جنہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا سب سے جنگ کی اور اُخروی عذاب پر توقف نہ کیا اسی بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوذر جو زاہد صحابی تھے کا کہنا تھا کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سونا چاندی کو دوزخ کی آگ سے گرم کر کے اُن کے چہروں اور پہلوؤں کو داغا جائے گا جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت کریمہ اہل کتاب کی شان میں نازل ہوئی ہے، چنانچہ قرآن کریم کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق جو حضرات صحابہ کرام سے منقول ہے یہ ہے کہ جب جمع کردہ مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ مال جو پاک ہو جاتا ہے وہ اس وعید کا مَورَد نہیں۔

قولہ ومثلہ معہ ،، ابوہریرہ کی روایت میں ایک مثل اور ابوسعید خدری کی روایت میں دس مثل مذکور ہیں۔ ان روایتوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک مثل کی خبر دی، جیسا کہ ابوہریرہ کی روایت میں ہے۔ پھر اپنے فضل و کرم اور احسان و امتنان کے مقتضیٰ پر دس مثلیں اضافہ کر دیا جیسا کہ ابوسعید کی روایت میں ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس امثال کی خبر دی۔ ابوہریرہ نے وہ نہ سُنی ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنت میں سب سے آخر داخل ہونے والوں کے لئے بھی تمام نعمتیں اور عطایا میسّر ہوں گے پہلے داخل ہونے والوں کی کیا فضیلت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ فضیلت اجر و ثواب اور مشاہدۂ حق تعالیٰ میں ہے جنت میں پہلے داخل ہونے والے اس کرامت میں ممتاز ہوں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حلّ لغات

: تضارون ،، تمہیں تکلیف ہوتی ہے یہ ضیر بمعنی ضرر سے ہے۔ صورۃ ،، صفت یُجِیْزُ ،، گزرے گا۔ اَلْکَلَالِیْبُ ، جمع کلوب ،، کنڈے۔ سعدان ،، خاردار پودا۔ اَلْمُوْبَقُ ،، محبوس، ہلاک کیا گیا۔ مُخَرْدَلٌ ،، کاٹا گیا، گرایا گیا۔ اَلْمُجَازٰی ،، گزرا گیا۔ جُرْذِلَۃ ،، ہلاکت کے قریب ہونا۔ اَلْحِبَّۃ ،، دانے، سبزیاں، گھاس۔ قَشَبَنِیْ ،، مجھے اذیت دی، ہلاک کر دیا، حلیہ بگاڑ دیا۔ اَلْحَمِیْل ،، خس وخاشاک، مٹی وغیرہ۔ ذَکَاؤُھَا ،، اس کا شعلہ، شدت کی گرمی۔ مَا اَغْدَرَکَ ،، صیغہ تعجب، کیا ہی عہد شکن ہے۔ اِنْفَھَقَتْ ،، کھل جائے گی، وسیع ہو جائے گی اَلْحُبْرَۃ ،، آرام کی زندگی، سرور۔ اَشْقٰی ،، بدبخت۔ اَلْاَمَانِیْ ،، خواہشات، آرزوئیں۔

لِلّٰهِ رِيَاءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدُ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا
ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْجِسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
مَا الْجِسْرُ قَالَ مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيْفُ وَكَلَالِيْبُ وَحَسَكَةٌ
مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عَقِيْفَةٌ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ
يَمُرُّ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ
وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَّنَاجٍ مَخْدُوْشٌ مَكْدُوْشٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى
يَمُرَّ اٰخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا اَنْتُمْ بِاَشَدَّ لِيْ مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ
قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِّلْجَبَّارِ وَاِذَا رَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ
نَجَوْا فِيْ اِخْوَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا وَ
يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيَعْمَلُوْنَ مَعَنَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ
فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ وَيُحَرِّمُ اللّٰهُ صُوَرَهُمْ

چلا جائے جس کی وہ عبادت کرتے تھے ہم تو اپنے ربّ کی عبادت کرتے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صفت کے علاوہ آئے گا جس صفت میں انہوں نے پہلی بار اُس کو دیکھا تھا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے اور اللہ تعالیٰ سے صرف نبی کلام کریں گے پھر فرمائے گا کیا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی نشانی ہے جس سے اس کو پہچانو وہ کہیں گے "ساق" ہے پھر اس کی ساق کھولی جائے گی تو ہر مومن اس کے آگے سجدہ میں گر جائے گا۔ باقی صرف وہ رہ جائے گا جو ریاکاری کے لئے اسے سجدہ کرتا تھا وہ سجدہ کرنے لگے گا تو اس کی پشت ایک تختہ کی طرح ہو جائے گی پھر پلصراط لایا جائے گا اور دوزخ کی پشت پر رکھا جائے گا۔ ہم نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! پلصراط کیا ہے؟ فرمایا گرنے اور پھسلنے کا مقام ہے اس پر چوڑے کانٹے ہیں اس کے ٹیڑھے کانٹے ہیں جو نجد میں ہوتے ہیں ان کو سعدان بھی کہا جاتا ہے۔ اس پر مومن چشم زدن میں

عَلَى النَّارِ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمَيْهِ وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ
فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ
مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ
اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ
مَنْ عَرَفُوا وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي فَاقْرَءُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا فَيَشْفَعُ النَّبِيُّونَ وَالْمَلَائِكَةُ
وَالْمُؤْمِنُونَ فَيَقُولُ الْجَبَّارُ بَقِيَتْ شَفَاعَتِي فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ
فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ

اور بجلی کی مانند اور ہوا کی مانند، تیز گھوڑوں اور تیز رو اونٹ کی مانند گزر جائیں گے پس بعض صحیح سلامت نجات پانے والے ہوں گے بعض نجات پانے والے زخمی ہوں گے اور بعض دوزخ کی آگ میں گرنے والے ہوں گے یہاں تک کہ ان سے آخری شخص گھسیٹ کر گزرتا ہوگا تم مجھ سے حق میں مطالبہ کرنے میں جو تمہارے لئے واضح ہوچکا ہے آج اس قدر سخت نہیں ہو جس قدر مومن اس روز اللہ سے مطالبہ کریں گے جس وقت وہ دیکھیں گے کہ وہ نجات پا گئے ہیں "تو اپنے بھائیوں کے حق میں مطالبہ کریں گے"، وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے ہمارے ساتھ روزے سے ہوتے تھے اور ہمارے ساتھ عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ جس کے دل میں دینار کے وزن کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکالو اور اللہ تعالیٰ اُن کی صورتیں آگ پر حرام کردے گا اور اُن میں سے بعض قدموں تک آگ میں غائب ہوں گے اور بعض نصف پنڈلیوں تک دوزخ میں ہوں گے وہ جسے پہچانیں گے اس کو دوزخ سے نکالیں گے پھر لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکالو وہ جسے پہچانیں گے نکالیں گے پھر واپس آئیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ جس کے دل میں ذرہ کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکالو وہ جسے پہچانیں گے نکالیں گے۔ ابوسعید نے کہا اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے ہو تو یہ آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ

الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ فِيْ حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ قَدْ رَأَيْتُمُوْهَا
إِلٰى جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَإِلٰى جَانِبِ الشَّجَرَةِ فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ
أَخْضَرَ وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ
فَيُجْعَلُ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِيْمُ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ
هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ
فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ **وَقَالَ** الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ
حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُهَمُّوْا

وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا» اللہ ذرّہ بھر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اس کو بڑھاتا ہے» پس نبی، فرشتے اور مومن شفاعت کریں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب میری شفاعت باقی رہ گئی ہے وہ دوزخ سے قدرت کی مٹھی بھرے گا تو اُن لوگوں کو نکالے گا جو جل گئے ہوں گے ان کو جنت کے سامنے نہر میں ڈالا جائے گا جس کو آبِ حیات کہا جاتا ہے وہ نہر کے کنارے پر ایسے تازہ ہوں گے جیسے دانہ سیلاب کے خس و خاشاک میں اُگتا ہے تم نے اس کو پتھر کی جانب دیکھا ہے اور درخت کی جانب دیکھا ہے (پہاڑ کے سایہ اور درخت کے سایہ میں مختلف نرو تازہ ہوتا ہے) پس جو دانہ آفتاب کی جانب ہوتا ہے سفید ہوتا ہے (اس میں تازگی نہیں ہوتی) پس وہ آبِ حیات سے نکلیں گے گویا کہ وہ موتی ہیں (چمکتے ہوں گے) اور اُن کی گردنوں میں مہریں لگا دی جائیں گی وہ جنّت میں داخل ہوں گے تو جنتی کہیں گے کہ یہ رحمٰن کے مُعتقار ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کسی عمل کے بغیر جنت میں داخل کیا ہے جو انہوں نے عمل کیا ہو یا خیر آگے بھیجی ہو پھر اُن سے کہا جائے گا تمہارے لئے وہ ہے جو دیکھو اور ایک مثل اس کے ساتھ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا قیامت کے روز مومن روکے جائیں گے یہاں تک کہ وہ اس کے باعث غمگین ہوں گے اور کہیں گے اگر ہم اپنے پروردگار کے حضور شفاعت

بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَاْتُوْنَ
اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُوالنَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ
بِيَدِهٖ وَاَسْكَنَكَ جَنَّتَهٗ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ كُلِّ
شَيْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ
لَسْتُ هُنَاكُمْ قَالَ فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ اَكْلَهٗ مِنَ الشَّجَرَةِ
وَقَدْ نُهِيَ عَنْهَا وَلٰكِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلَى الْاَرْضِ
فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ
سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلٰكِنِ ائْتُوْا اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ
فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلٰثَ كَلِمَاتٍ
كَذَبَهُنَّ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا اٰتَاهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهٗ وَقَرَّبَهٗ

طلب کریں" تو ہمیں اس حال سے نجات دے ،، وہ حضرت آدم "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے اور کہیں گے ، آپ آدم ہیں لوگوں کے باپ ہیں اللہ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور آپ کو جنت میں سکونت دی اور آپ کے لئے اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر شئ کے نام کی تعلیم دی ۔ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں حتی کہ اس جگہ ہمیں آرام دے وہ کہیں گے میں تمہاری شفاعت کرنے والا نہیں ہوں ۔ حضور نے فرمایا وہ اپنی خطا ذکر کریں گے جو درخت سے کھانے میں کی تھی حالانکہ اس سے انہیں منع کیا گیا تھا لیکن تم نوح کے پاس جاؤ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ نے زمین میں بسنے والوں کی طرف بھیجا تھا ۔ وہ نوح "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں تمہاری شفاعت نہیں کروں گا اور اپنی خطا ذکر کریں گے جو انہوں نے کی تھی وہ اُن کا اپنے رب سے بغیر علم کے سوال کیا تھا (کہ کوئی کافر زمین پر زندہ نہ رہنے دے) لیکن تم ابراہیم کے پاس جاؤ وہ خدائے رحمان کے خاص محبوب ہیں ۔ وہ ابراہیم "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے

نَجِيًّا قَالَ فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَرُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلٰكِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَيَأْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهُ وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ فَيَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ اَيْضًا يَقُوْلُ فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهِ فَيُؤْذَنُ

وہ فرمائیں گے میں تمہاری شفاعت نہیں کروں گا اور تین کلمات ذکر فرمائیں گے جو ازروئے کذب کہے تھے لیکن تم موسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے ایسے بندہ ہیں کہ ان کو اللہ نے تورات دی اور اُن سے کلام کیا اور انہیں قریب کرکے سرگوشی کی تھی۔ وہ موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے تو وہ فرمائیں گے میں تمہاری شفاعت نہیں کرسکتا ہوں اور اپنی خطاء ذکر کریں گے جو انہوں نے کی ایک شخص کو قتل کیا تھا لیکن تم عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے عبد، رسول، روح اور کلمہ ہیں۔ وہ عیسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں اس لائق نہیں ہوں تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے عبد ہیں۔ اللہ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ (وجود سے پہلے) معاف کر دیئے ہیں۔ وہ میرے پاس آئیں گے میں اللہ تعالیٰ کے حضور اجازت طلب کروں گا تو مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی جب میں اللہ کو دیکھوں گا اس کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ جتنا اسے منظور ہوگا سجدہ میں رہنے دے گا پھر فرمائے گا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" سر اُٹھایئے اور

لِیْ عَلَیْهِ فَاِذَا رَاَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّدَعَنِیْ
ثُمَّ یَقُوْلُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَ قَالَ
فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِیْدٍ یُّعَلِّمُنِیْهِ قَالَ ثُمَّ اَشْفَعُ
فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ
فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّالِثَةَ
فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِهٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْهِ فَاِذَا رَاَیْتُهٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا
فَیَدَعُنِیْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ
وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَاءٍ
وَّتَحْمِیْدٍ یُّعَلِّمُنِیْهِ قَالَ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُدْخِلُهُمُ
الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَقَدْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ

بات کیجئے سنی جائے گی شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی اور سوال کیجئے عطا کیا جائے گا فرمایا پس میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی وہ ثنا اور حمد کروں گا جو مجھے وہ سکھائے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی (یعنی اس قسم کے گناہ گار دوزخ سے نکالیں) میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں انہیں داخل کردوں گا۔ قتادہ نے کہا میں نے حضور سے یہ بھی سنا آپ فرماتے تھے میں نکلوں گا اور ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کردوں گا پھر دوسری بار اللہ کے حضور جاؤں گا اور اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت دی جائے گی جب میں اللہ کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ کو جتنا منظور ہوگا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا پھر فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم" سر اٹھائیں اور بات کریں سنی جائے گی شفاعت فرمائیں قبول کی جائیں گی اور سوال کریں عطا کیا جائے گا۔ فرمایا میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد و ثنا کروں گا جو مجھے وہ سکھائے گا فرمایا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد

وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰى مَا يَبْقٰى فِى النَّارِ اِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ اَىْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قَالَ وَهٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِىْ وُعِدَهٗ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مقرر کی جائے گی (جس قسم کے گناہ گاروں کو نکالوں) میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور ان کو جنت میں داخل کروں گا پھر تیسری بار اللہ کے دربار میں حاضر ہوں گا اور اس سے اجازت چاہوں گا تو مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا جس قدر اللہ چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا پھر فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم" سر اٹھائیں بات کریں سنی جائے گی، شفاعت کریں قبول کی جائے گی سوال کریں عطاء کیا جائے گا فرمایا میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد و ثناء کروں گا جو مجھے وہ تعلیم دے گا پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لئے ایک حد مقرر کی جائیگی (جس قسم کے گناہگاروں کی شفاعت کروں) میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں انہیں داخل کروں گا۔ قتادہ نے کہا میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نکلوں گا اور انکو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں انہیں داخل کروں گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں کوئی باقی نہ رہے گا مگر وہ باقی رہے گا جس کو قرآن نے روکا ہوگا۔ یعنی اس پر واجب ہوگیا ہوگا کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے (مشرک اور منافق) پھر حضور نے یہ آیت کریمہ "عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا"، پڑھی کہا یہ مقام محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے۔

۶۹۸۶

شرح : قولہ فَاَرْفَنَاهُمْ، دنیا میں ہر اُن کے زیادہ محتاج تھے جو اُس دن میں محتاج ہیں۔ ان میں سے ہر ایک مُفَضَّل اور مُفَضَّل علیہ ہے لیکن دو زمانوں کے اعتبار سے یعنی ہم اپنے اقارب اور ساتھیوں سے جن کی طرف معیشت میں محتاج تھے تیری طاعت کرتے ہوئے اور دین کے دشمنوں سے قطع تعلق کرتے ہوئے ہم اُن سے جدا ہوگئے تھے۔ غرضیکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ زاری کریں گے کہ اُن سے یہ حال دور کردے وہ دوزخ میں ان کے ... اللہ تعالیٰ کی طرف صورت کی نسبت کی گئی ہے لیکن صورت یعنی

صفت ہے صورتوں جیسی صورت نہیں صرف بطور مشاکلت صورت کا اطلاق کیا ہے جیسے تَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِی نَفْسِكَ ، میں اللہ کی ذات پر نفس کا اطلاق بطور مشاکلت ہے جیسے اللہ شئی ہے لیکن اشیاء جیسا نہیں۔ نیز صورت میں ایک حد یا کئی حدود نے احاطہ کیا ہوتا ہے اللہ کا کسی حد نے احاطہ نہیں کیا بلکہ وہ ہر شئی پر محیط ہے۔ اس سے مجسمہ نے استدلال کیا کہ اللہ کا جسم ہے اس لئے اس کی صورت ہے لیکن جب صورت بمعنی صفت یا علامت ہے تو استدلال ہی باطل ہے جبکہ دلیل اور علامت پر صورت کا اطلاق ہوتا ہے

قولہ غیر صورتہ ، یعنی جو انہوں نے پہلی مرتبہ اس کی صورت دیکھی تھی۔ ہوسکتا ہے اس سے وہ صورت مراد ہو جو انہوں نے ابتداء آفرینش میں جبکہ صلبِ آدم سے نکالے گئے تھے اس وقت پہچانا ہو اور جب دنیا میں آئے تو ان کو بھلا دیا پھر آخرت میں انہیں یاد دلائے گا۔

قولہ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ ، ساق سے سختی اور قیامت کے دن کی شدت مراد ہے۔ یعنی اس روز شدت اور ہیبت ناک امر ظاہر ہوگا۔

قولہ طبقاً واحداً ، طبق سے مراد ریڑھ کی ہڈی ہے۔ یعنی پشت تختہ کی مثل ہو جائے گی اور وہ سجدہ نہ کر سکے گا اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ "تکلیف مالا یطاق" جائز ہے یعنی جس کی انسان میں طاقت نہ ہو اس کو وہ کرنے کی تکلیف دی جائے لیکن یہ تکلیف مالا یطاق نہیں بلکہ اس میں منافقوں کی ذلت اور رسوائی ہے جبکہ وہ دنیا میں اپنے آپ کو اپنے گمان میں اُن مومنوں میں داخل کرتے تھے جو دنیا میں اللہ کے حضور سجدے کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے سجدوں میں ان کی ریاکاری کو جانتا تھا۔ اس لئے ان کو آخرت میں سجدہ کے لئے بلایا جائے گا جیسے مخلص مومنوں کو سجدہ کرنے کے لئے کہا جائے گا لیکن منافق سجدہ نہ کر سکیں گے اور ان کی پشت تختہ کی طرح ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ ان کی منافقت ظاہر کر دے گا۔

قولہ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ الخ ، یعنی پل صراط سے گزرنے والے تین قسم کے لوگ ہوں گے ایک قسم وہ ہے جو صحیح سلامت گزر جائیں گے اور نجات پا جائیں گے اور دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو زخمی ہوتے ہوئے گزر جائیں گے۔ تیسری قسم وہ لوگ ہیں جو دوزخ میں گر جائیں گے اور دوزخ میں سے سب سے آخر نجات پانے والا گھسٹتا ہوا باہر نکالے گا۔ قولہ فی اخوانہم ، یہ اور للجبار مناشدہ مقدار سے متعلق ہے اور فی اخوانہم ماقبل سے حکماً مقدم ہے یعنی جب وہ دیکھیں گے کہ انہیں نجات مل گئی ہے تو یَقُوْلُوْنَ فِیْ اِخْوَانِہِمْ ، اپنے بھائیوں کے متعلق کہیں گے کہ وہ ہمارے ساتھ نماز روزہ کرتے تھے۔

قولہ ذرّہ ، جو دیوار کے سوراخ میں سورج کی شعاع داخل ہونے سے باریک سے ذرات نظر آتے ہیں۔

قولہ بغیر عمل الخ یعنی انہوں نے نہ تو دنیا میں کوئی عمل کیا اور نہ ہی دنیا میں کوئی نیک کام آخرت کے

٦٩٨٧ — حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمِّیْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اِلَی الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِیْ قُبَّةٍ وَقَالَ لَهُمُ اصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنِّیْ عَلَی الْحَوْضِ ٦٩٨٨ — حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ سُلَیْمٰنَ الْاَحْوَلِ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

لئے کیا یعنی اُن میں صرف ایمان ہوگا اس پر زائد کوئی عمل اور نیکی نہ ہوگی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیوں، فرشتوں اور مومنوں کی شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جن میں صرف ایمان ہوگا۔ ہوسکتا ہے اُن کے نیک عمل ہوں جو اللہ ہی جانتا ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حلّ لغات مِدْحَضَة، مَزِلَّہ" پھسلنے کی جگہ۔ خَطَاطِیف جمع خطاف" لوہے جن کے سرے ٹیڑھے کئے ہوں۔ کَلالِیب، خَسَکہ اور خَطَاطِیف ہم معنی ہیں۔ یعنی کانٹے۔ مُفَلْطَحَةٌ" چوڑے۔ عُقَیْفَاء" ٹیڑھے کانٹے۔ طَرْف" آنکھ کا اشارہ۔ برق" بجلی کی چمک۔ ریح" ہوا۔ اجاوید جمع اجواد اجواد جمع جواد" تیز گھوڑے۔ اجاوید جمع الجمع ہے۔ رِکاب" اونٹ۔ مُسَلَّمٌ" صحیح سلامت۔ مَخْدُوْش" زخمی۔ مَكْدُوْش" گرنے والا۔ خَوَاتِیم" سونے کی اشیاء جو دوزخ سے نکلنے والوں کی گردنوں میں لٹکائی جائیں گی۔

ترجمہ ٦٩٨٧ — انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو پیغام بھیجا اور اُن کو ایک قُبّہ میں جمع کیا اور اُن سے فرمایا تم صبر کرو حتی کہ اللہ اور اس کے رسول سے ملاقات کرو میں حوضِ کوثر پر ہوں گا۔

شرح ٦٩٨٧ — اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تعبیر موت اور قیامت کے دن سے کی جاتی ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو حوض ہیں ایک قیامت میں دوسرا جنت میں حوض ہوگا اس میں معتزلہ کا ردّ ہے جو حوض کا انکار کرتے ہیں۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَائُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَقَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاؤُسٍ قِيَامُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْقَيُّومُ الْقَائِمُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَأَ عُمَرُ الْقَيَّامُ وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ

والے حوض سے پانی پلائیں گے جہاں بعض مرتدوں کو پانی دینے سے فرشتے روک دیں گے

۶۹۸۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات تہجد کی نماز پڑھتے تو فرماتے ! اے اللہ ہمارے رب ! تیرے ہی لئے حمد و ثناء ہے تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، کو روشن کرنے والا ہے تو حق ہے تیرا کلام حق ہے تیرا وعدہ ہے حق ہے تیری ملاقات حق ہے دوزخ حق ہے قیامت حق ہے اے اللہ ! میں تیرے لئے اسلام لایا اور تیرے ساتھ ایمان لایا تجھ پر توکل کیا اور تیری طرف جھگڑا لایا اور تیری طرف جھگڑا لایا اور تیری ہی طرف محاکمہ لایا مجھے بخش دے جو میں نے پہلے گناہ کئے اور جو پیچھے کئے اور جو خفیہ کئے اور جو علانیہ کئے اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تیرے سوا کوئی حق معبود نہیں ۔ بخاری نے کہا قیس بن سعد اور ابوالزبیر نے طاؤس سے قیوم کی جگہ قیام روایت کیا ہے اور مجاہد نے کہا قیوم وہ ہے جو ہر شئی پر قائم ہو۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۶۹۸۹ ـــ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ حَدَّثَنِيْ الْاَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهٗ رَبُّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ وَّلَا حِجَابٌ يَّحْجُبُهٗ

نے قیام پڑھا ہے اور وہ دونوں (قیوم وقیام) صفتِ مدح ہیں۔ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: "نور السموات" سے مراد آسمان والوں کی ہدایت۔

۶۹۸۸ شرح: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت الکرسی میں لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْقَيَّامُ پڑھا ہے اس کا وزن فعّال ہے مبالغہ کا صیغہ ہے اسی طرح قیوم بھی مبالغہ کا صیغہ ہے۔ ابو عبیدہ اور ابن مثنیٰ نے کہا۔ قیوم بروزن فیعول ہے جو ہمیشہ قائم ہے خطابی نے کہا قیوم ہر شئی کی رعایت میں ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔

حلیمی نے کہا قیوم وہ ہے جو اپنی مخلوق پر قائم ہو اور اس کی حسب ارادہ تدبیر کرے قیوم اور قیام دونوں مدح کے لئے مبالغہ کے صیغے ہیں مدح کے غیر میں استعمال نہیں کئے جاتے لیکن قیّم مذمت میں بھی استعمال ہوتا ہے۔کتاب الاسنیٰ فی الاسماء الحسنیٰ میں ہے انسان کی وصف قیّم کے ساتھ جائز ہے قیوم کے ساتھ جائز نہیں امام غزالی نے مقصد میں ذکر کیا۔قیوم وہ ہے جو بذاتِ خود قائم ہو اور غیر کو قائم رکھے یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے (عینی) (ح ۱۰۵۸ ج: ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۸۹ ترجمہ: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر عنقریب اس کا رب اس سے کلام کریگا اس کے اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اور نہ ہی حجاب ہوگا جو اس کو پردہ میں رکھے۔

۶۹۸۹ شرح: یعنی اس کے اور اللہ کے درمیان پردہ اُٹھ جائے گا اور حجاب کے اُٹھنے کا معنیٰ یہ ہے کہ مومنوں کے ابصار سے آفت کا ازالہ ہو جائیگا جو اللہ کی رؤیت سے مانع ہے۔ دراصل حجاب رائی اور مرئی کے درمیان پردہ ہے یہاں اس سے مراد ابصار کو رؤیت سے منع کرنا ہے (عینی)

۴۹۹۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ

۴۹۹۱ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ أَعْيَنَ وَجَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ

۴۹۹۰ — ترجمہ : ابوبکر بن عبداللہ بن قیس نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو جنتیں ایسی ہیں کہ اُن کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے چاندی کے ہوں گے اور دو جنتیں ایسی ہیں کہ اُن کے برتن اور جو کچھ اُن میں ہے سونے کے ہوں گے اور جنتی لوگوں اور ان کا اپنے رب کو دیکھنے کے درمیان اس کی قدرت کے چہرے پر جنتِ عدن میں کبریائی کی چادر ہوگی۔

۴۹۹۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں جنت کی خبر دیں کہ وہ کس شئ سے بنائی گئی ہے فرمایا اس کی کچھ اینٹیں سونے اور کچھ چاندی کی ہیں۔ یہ حدیث باب کی حدیث کے معارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے سے مراد جنت کے تمام برتنوں وغیرہ کی وصف ہے اور دوسرے سے مراد جنتوں کی دیواریں ہیں۔

قولہ الا رداء الکبر، یہ متشابہات سے ہے کیونکہ حقیقۃً نہ تو چادر ہے اور نہ ہی چہرہ ہے اس کو اللہ کے مفوّض کیا جاتا ہے یا وجہ (چہرہ) کی تاویل ذات سے کی جاتی ہے اور رداء (چادر) ذات کی صفت ہے جو مخلوقات کی مشابہت سے پاک وصاف ہے۔ بعض علماء نے کہا رداء سے اللہ کی عظمت کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ

امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَاخَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ الْاٰيَةَ

۶۹۹۲ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَتِهٖ لَقَدْ اُعْطِيَ بِهَا اَكْثَرَ مِمَّا اُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى

میں ہے کبریا میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے محسوس کپڑے مراد نہیں۔

قولہ فی جنّۃِ عدنٍ، قوم کے اعتبار سے ہے یعنی وہ جنّتِ عدن میں ہوں گے۔

۶۹۹۱ــــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جھوٹی قسم کھا کر مسلمان کا مال غصب کر لیا وہ اللہ سے ملے گا حالانکہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جلّ ذکرہ کی کتاب سے اس کا مصداق پڑھا "اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَاخَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ الْاٰيَةَ"۔ بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں سے قلیل ثمن لیتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا

۶۹۹۲ــــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تین شخصوں سے کلام نہ کرے گا اور نہ ان کو دیکھے گا ایک وہ آدمی جو اپنے سامان کو فروخت کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھاتا ہے کہ جو یہ دیتا ہے اس سے زیادہ اسے دیا جاتا تھا دوسرا وہ آدمی جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے تاکہ اس کے ساتھ وہ مسلمان کا مال غصب کرے تیسرا

يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ الْيَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَالَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ

۶۹۹۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اَیُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ

وہ آدمی جو زائد پانی منع کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا آج میں تجھ سے اپنا فضل روک لیتا ہوں جیسے تو نے وہ زائد پانی روکا تھا جو تیرے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔

۶۹۹۲ — شرح: یعنی زائد پانی جو روکا تھا اس کا حصول اور منبع سے نکلنا تیری قدرت میں نہ تھا بلکہ وہ اللہ کا اپنے بندوں پر انعام اور فضل و کرم ہے اس سے مراد وہ پانی ہے جس کا ظہور لوگوں کی کوشش سے اور ان کے اختیار سے نہیں جیسے چشموں اور سیلاب کا پانی۔ کنوؤں اور نہروں کا پانی مراد نہیں کیونکہ یہ انسان کی قدرت میں ہے اور اس کی کوشش سے یہ پانی حاصل ہوتا ہے اس کو روکنا ممنوع نہیں۔ (حدیث ۲۲۰۴ ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

۶۹۹۳ — ترجمہ: ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمانہ اسی حال پر گھوم رہا ہے جس روز سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین

وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ قَالَ
اَلَیْسَ الْبَلْدَۃَ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا قُلْنَا اللہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ
فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ یُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ یَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا
بَلٰی قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَاَحْسِبُہٗ قَالَ وَاَعْرَاضَکُمْ
عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا
وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ فَیَسْأَلُکُمْ عَنْ اَعْمَالِکُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ
ضُلَّالًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا لِیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ
فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ یُبَلَّغُہٗ اَنْ یَکُوْنَ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَہٗ
فَکَانَ مُحَمَّدٌ اِذَا ذَکَرَہٗ قَالَ صَدَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
قَالَ اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ

پیدا کیا تھا سال کے بارہ ماہ ہیں ان میں سے چار مہینے حرام کئے ہیں تین مسلسل ہیں وہ ذوالقعدہ ذوالحجہ محرم ہے
اور رجب مضر جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے یہ کونسا مہینہ ہے۔ ہم نے کہا اللہ و رسولہ اعلم! آپ
خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ حضور اس نام کے بغیر ... دی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا
یہ ذوالحجہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں؟ "یہ ذوالحجہ ہے" فرمایا یہ کونسا شہر ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول
زیادہ جانتے ہیں آپ خاموش رہے یہاں تک ہمارا خیال تھا کہ حضور اس نام کے بغیر اس کا کوئی اور نام
ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ مکہ مکرمہ نہیں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں "یہ مکہ مکرمہ ہے" فرمایا یہ کونسا دن ہے؟
ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ حضور
اس نام کے بغیر اس کا کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ یوم نحر نہیں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یہ
"یوم نحر ہے" فرمایا بے شک تمہارے خون، تمہارے مال محمد بن سیرین نے کہا میرا خیال ہے کہ حضور نے فرمایا

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۶۹۹۴ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمٰنَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جس طرح اس دن کی حرمت اس مہینہ میں اور اس شہر میں ہے تم عنقریب اپنے رب سے ملاقات کروگے وہ تم سے تمہارے عملوں کے متعلق پوچھے گا تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو خبردار! جو شخص حاضر ہے وہ غائب کو یہ پہنچا دے شائد بعض لوگ جن کو یہ پہنچایا جائے وہ بعض سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں۔ محمد بن سیرین جب یہ ذکر کرتے تو کہتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے پھر فرمایا خبردار! میں نے پہنچا دیا میں نے پہنچا دیا"

۶۹۹۳ — شرح: رجب کو قبیلہ مضر کی طرف اس لئے منسوب کیا کہ وہ دوسرے لوگوں کی نسبت اس کی حرمت کی بہت حفاظت کرتے تھے اور انہوں نے اس کو اپنی جگہ سے تبدیل نہیں کیا تھا اور جمادی اور شعبان کے درمیان کہنے میں تاخیر والا شک وشبہ زائل کیا یا تاکید کے لئے فرمایا۔ قرآن کریم میں ہے "إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ" یعنی ایک مہینہ کی حرمت کو دوسرے مہینہ کی حرمت تک تاخیر کرنا کفر میں زیادتی ہے جبکہ وہ حرام کا مہینہ حلال کر لیتے اور اس کی جگہ دوسرا مہینہ حرام کر دیتے تھے حتیٰ کہ انہوں نے حرام کے مہینوں کی تخصیص اڑا دی تھی۔ وہ سال کے مطلق چار مہینوں کو حرام کرتے تھے کبھی وہ سال کے تیرہ یا چودہ مہینے کر دیتے تھے۔ یہ کفر میں مزید زیادتی تھی۔ حدیث شریف کے معنی یہ ہیں۔ مہینے اپنے اصل حال کی طرف لوٹ آئے ہیں اور حج بھی ذوالحجہ میں عود کر آیا ہے اور مشرکوں کی تبدیلیاں ختم کر دی گئی ہیں اس سال اتفاقاً حجۃ الوداع کا مہینہ ذوالحجہ تھا۔

(اس حدیث کی تفصیل حدیث ۶۵ ج: ۱ کی شرح میں دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کی رحمت مخلص لوگوں کے قریب ہے

قیاس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ قریبۃ فرمایا جاتا لیکن قریب اس لئے فرمایا کہ فعیل بمعنی فاعل کبھی مفعول کے معنی پر محمول کیا جاتا ہے یا رحمت ترحم کے معنی میں ہے یا اس کا موصوف محذوف ہے یعنی اللہ

يَقْضِي فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أَنْ يَأْتِيَهَا فَأَرْسَلَ أَنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى
وَكُلٌّ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ فَأَقْسَمَتْ عَلَيْهِ
فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ مَعَهُ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَ
أُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَقَلْقَلُ فِي صَدْرِهِ حَسِبْتُهُ قَالَ
كَأَنَّهَا شَنَّةٌ فَبَكَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ
عُبَادَةَ أَتَبْكِي فَقَالَ إِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ

کی رحمت قریب شئ ہے اس کا موصوف شئ ہے یا اس کا وزن شہیق و زفیر کی طرح مصدر کا وزن ہے اس لئے تذکیر و تانیث کے برابر ہونے میں اس کو مصدر کا حکم دیا گیا۔

رحمت کی دو قسمیں ہیں ایک صفتِ ذات دوسری صفتِ فعل، صفتِ ذات کی تقدیر پر معنی یہ ہیں تابعدار لوگوں کو ثواب دینے کا ارادہ کرنا اور صفتِ فعل کی تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ بادل چلانے اور بارش نازل کرنے میں اللہ کا فضل محسنین کے قریب ہے۔ گویا کہ یہ ان کے لئے رحمت ہے کیونکہ یہ اس کی قدرت اور ارادہ سے نازل ہوتی ہے۔

۶۹۹۴ — ترجمہ: اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی "زینب" کا بیٹا فوت ہو رہا تھا تو انہوں نے حضور کو پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لائیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام کا جواب دیا کہ اللہ کا تھا جو اس نے قبض کیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا ہے اور ہر شئ مقرر مدت تک ہے وہ صبر کریں اور ثواب کی طالب رہیں شہزادی نے پھر پیغام بھیجا اور حضور کو قسم دی "کہ ضرور تشریف لائیں"، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور آپ کے ساتھ ہیں۔ معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور عبادہ بن صاحب بھی کھڑے ہوئے جب ہم گھر میں داخل ہوئے تو گھر والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچہ دیا جبکہ اس کی روح سینہ میں بے قرار تھی میرا خیال ہے کہ فرمایا گویا کہ وہ پرانی مشک تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے۔ سعد بن عبادہ نے کہا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

۶۹۹۵ — حَدَّثَنِی عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَصَمَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اِلٰی رَبِّهِمَا فَقَالَتِ الْجَنَّةُ یَا رَبِّ مَا لَهَا لَا یَدْخُلُهَا اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَقَالَتِ النَّارُ یَارَبِّ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَکَبِّرِیْنَ فَقَالَ لِلْجَنَّةِ اَنْتِ رَحْمَتِیْ وَقَالَ لِلنَّارِ اَنْتِ عَذَابِیْ اُصِیْبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ وَلِکُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْکُمَا مِلْؤُهَا قَالَ فَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَاَنَّهٗ یُنْشِئُ لِلنَّارِ مَنْ یَّشَاءُ فَیُلْقَوْنَ فِیْهَا فَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ وَیُلْقَوْنَ فِیْهَا فَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ثَلٰثًا حَتّٰی یَضَعَ قَدَمَهٗ فِیْهَا فَتَمْتَلِئُ وَتُرَدُّ بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ وَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ

آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے رحم کرنے والے بندوں پر رحم کرتا ہے (حدیث ع ۱۲۱۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۹۵ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ نے اپنے رب کے پاس جھگڑا کیا۔ جنت نے کہا اے میرے پروردگار اس کا کیا حال ہے کہ اس میں صرف کمزور لوگ اور غریب داخل ہوں گے اور دوزخ نے کہا میں متکبروں کے لئے خاص کی گئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے اور دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیرے ساتھ میں جسے چاہوں عذاب دوں گا تم دونوں میں سے ہر ایک نے بھرنا ہے۔ بہرحال جنت بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا اور دوزخ کے لئے جسے چاہے گا پیدا کرے گا اور ان کو دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ کہے گی کیا اور ہیں؟ ابھی اور بھی گنجائش ہے اسے تین بار ڈالا جائے گا۔ وہ کہتی جائے گی کیا اور ہیں ابھی اور بھی گنجائش ہے۔ تین بار اس میں لوگ ڈالے جائیں گے (وہ ہر مرتبہ

۶۹۹۶ ــــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيُصِيْبَنَّ اَقْوَامًا سَفْعٌ مِّنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ اَصَابُوْهَا عُقُوْبَةً ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهٖ فَيُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ قَالَ هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ

کہے گی) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں قدرت کا قدم رکھے گا تو وہ بھر جائے گی اور اس کے بعض دوسرے بعض سے مل جائیں گے اور کہے گی بس بس بس۔

۶۹۹۵ ــــ شرح : جنّت اور دوزخ میں جھگڑا اُن کی خصومت کے مشابہ حال سے مجاز ہے۔ حقیقتہً بھی متصور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں نطق پیدا فرما دے جیسے بعض حیوانات اور جمادات کا نطق معروف ہے جنّت و دوزخ کا اختصام اُن میں رہنے والوں کے سبب ایک دوسرے پر افتخار ہے قولہ مالہا ،، اس میں متکلم سے غائب کی طرف التفات ہے۔ کیونکہ سیاق یہ ہے کہ مالی ،، میرا کیا حال ہے ، کہا جاتا۔ لیکن غائب کی طرف التفات کرتے ہوئے " مالہا " فرمایا کہ اس کا کیا حال ہے ؟ قولہ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ ،، یعنی جنّت نے کہا میرا کیا حال ہے کہ مجھ میں ناتواں اور وہ لوگ آئیں گے جو اعتبار سے ساقط ہیں اور وہ فقراء ہیں جو عاجز اور متواضع ہیں اس حدیث میں یہ متقرر ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کے لئے مخلوق پیدا کرے گا۔ اس مقام میں معروف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لئے لوگ پیدا کرے گا اور دوزخ میں قدرت کا قدم رکھے گا جس سے وہ بھر جائے گی۔ کرمانی نے کہا یہ حدیث سورۂ قٓ میں اس کے برعکس مذکور ہے اس میں یہ ہے کہ دوزخ بھر جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی کسی مخلوق پر ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ مخلوق پیدا کرے گا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے بعض نے کہا یہ وہم ہے کیونکہ غیر عاصی کو عذاب دینا اللہ تعالیٰ کے کرم کے لائق نہیں البتہ انعام کی کچھ اور صورت ہے وہ نافرمان پر کیا جا سکتا ہے۔ کرمانی نے کہا جو شخص گنہگار نہ ہو اس کو عذاب دینے میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دے تو عدل ہے اور جنت کے لئے مخلوق پیدا کرنا دوزخ کے لئے پیدا کرنے کے منافی نہیں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے کر سکتا ہے لہٰذا حدیث کو وہم پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں۔ قولہ قَدَمَہٗ ،، یہ متشابہات سے ہے یا اس سے قدم مُراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ دوزخ میں وہ لائے گا جو عذاب کے مستحق اس کے لئے رکھے گئے ہیں یا ایک مخلوق

حَدَّثَنَا اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا

۶۹۹۷ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ یَضَعُ السَّمَاءَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْاَرْضَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلٰی اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالْاَنْہَارَ

کا نام ہی قدم ہے یا وضع قدم کے معنٰی ہیں کہ اللہ اس کو زجر و تشدید کرے گا یا معنٰی یہ ہیں کہ دوزخ کو تسلی دے گا جیسے کہا جاتا ہے جَعَلْتُہٗ تَحْتَ رِجْلِیْ وَوَضَعْتُہٗ تَحْتَ قَدَمِیْ،، اس میں تسکین و اطمینان مراد ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۶۹۹۶ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگوں کو ان کے گناہوں کے سبب جو انہوں نے کسب کئے عقوبت اور عذاب کے طور پر آگ کی سخت گرمی پہنچے گی (جس سے وہ جھلس جائیں گے) پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے فضل سے ان کو جنت میں داخل کرے گا ان لوگوں کو جہنمی کہا جائے گا۔ ہمام نے کہا ہمیں قتادہ نے خبر دی انہوں نے کہا مجھ سے انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

۶۹۹۶ — شرح : اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ بعض مومن بھی دوزخ میں جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوزخ سے نجات پائیں گے جبکہ آگ کے شعلوں سے ان کے رنگ سیاہ ہو گئے ہوں گے اور بطور علامت اُن کی گردنوں میں علامت رہنے دی جائے گی اس لئے اہلِ جنت ان کو جہنمی کہیں گے۔ قولہ وقال ھمام،، اس سے غرض یہ ہے کہ پہلے اسناد میں عنعنہ ہے یعنی پہلا اسناد بطریق "عن،، مروی ہے اور یہ اسناد بطریق تحدیث ذکر کیا ہے۔

عَلٰی اِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰی اِصْبَعٍ ثُمَّ یَقُوْلُ بِیَدِہٖ اَنَا الْمَلِکُ فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ تَخْلِیْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ

وَغَیْرِھَا مِنَ الْخَلَائِقِ وَھُوَ فِعْلُ الرَّبِّ وَاَمْرُہٗ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِہٖ وَفِعْلِہٖ وَاَمْرِہٖ وَکَلَامِہٖ ھُوَ الْخَالِقُ الْمُکَوِّنُ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ وَمَا کَانَ بِفِعْلِہٖ وَاَمْرِہٖ وَتَخْلِیْقِہٖ وَتَکْوِیْنِہٖ فَھُوَ مَفْعُوْلٌ مَخْلُوْقٌ مُکَوَّنٌ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اللہ آسمانوں اور زمین کو زائل ہونے سے روکے ہوئے ہے

۶۹۹۷ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا محمد" صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور زمین کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی پر، درختوں اور نہروں کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر دستِ قدرت سے اشارہ کرتے ہوئے فرمائے گا میں بادشاہ ہوں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنستے ہوئے یہ آیت کریمہ "وَمَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ" پڑھی انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کا حق تھا ۔ (حدیث ۴۴۹۲ ج : ۷ کی شرح میں اس کا مفصل بیان ہے)

باب آسمان، زمین اور ان کے سوا مخلوق کی پیدائش میں آمدہ روایات

اس باب سے غرض یہ ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ آسمان، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

۶۹۹۸ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا لِأَنْظُرَ كَيْفَ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَى قَوْلِهِ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ ثُمَّ صَلَّى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ

سب اللہ کی مخلوق ہیں، کیونکہ ان کا انتظام محکم کرنا اور انہیں روزی پہنچانا ایسے امور ہیں جو ان کے حدوث پر دلالت کرتے ہیں اور عقلاً بھی معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں لہٰذا یہ نقلاً اور عقلاً اللہ کی مخلوق ہیں اور یہ کہنا سراسر باطل اور بے بنیاد ہے کہ عالم کی خالق طباع ہیں اور سات افلاک یہی فاعل ہیں اور ظلمت و نور خالق ہیں (معاذاللہ) بعض عرش کو خالق کہتے ہیں۔ بعض اس کو بخت و اتفاق پر محمول کرتے ہیں۔ یہ بے بنیاد جھوٹی گمراہ کن باتیں ہیں کیونکہ عالم کے حدوث اور اس کے پیدا کرنے والے کا محتاج ہونا ان کے مخلوق ہونے کی دلیل ہے کیونکہ پیدا کرنے والے کے بغیر کسی شئ کا پیدا ہونا محال ہے جیسے ضارب کے بغیر مضروب کا وجود محال ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں

ترجمہ: اور خلق اور تخلیق اللہ تبارک و تعالیٰ کا فعل اور اس کا امر ہے پس اللہ تعالیٰ اپنی صفات، فعل، امر اور کلام کے لحاظ سے خالق اور مکوِّن ہے۔ مخلوق نہیں اور جو کچھ اس کے فعل، امر، تخلیق اور تکوین کے سبب ہے وہ مفعول، مخلوق اور مکوَّن ہے۔

شرح: "اللہ کا فعل خلق اور امر کُن" خاص کلام ہے اور کلام عام ہے۔ یہ عام کا خاص پر عطف ہے۔ تکوین میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں کہ یہ فعل کی صفت قدیم ہے یا حادث ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوۃِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰی لِلنَّاسِ الصُّبْحَ

بَابٌ قَوْلُہٗ وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ

۶۹۹۹ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ حَدَّثَنِیْ مٰلِکٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَی اللّٰہُ الْخَلْقَ کَتَبَ عِنْدَہٗ فَوْقَ عَرْشِہٖ اَنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ

اور علماء سلف کہتے ہیں یہ قدیم ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ حادث ہے کیونکہ اگر یہ قدیم ہو تو مخلوق کا قدم لازم آئے گا اس کا جواب یہ ہے کہ تکوین قدیم ہے لیکن اس کا مخلوق سے تعلق حادث ہے چنانچہ ازل میں صفت خلق تھی لیکن مخلوق نہ تھا۔

۶۹۹۸ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ایک رات ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے پاس موجود تھے۔ تاکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز دیکھوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ وقت اپنی زوجہ محترمہ سے گفتگو فرماتے رہے پھر سو گئے۔ جس وقت رات کی آخری تہائی یا اس کا کچھ حصہ آیا تو حضور بیٹھ گئے اور آسمان کو دیکھ کر یہ آیات "اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" اُولِی الْاَلْبَابِ پڑھیں پھر کھڑے ہوئے اور وضوء فرمایا اور مسواک کی پھر گیارہ رکعتیں پڑھیں پھر بلال نے نماز کے لئے اذان کہی تو حضور نے دو رکعتیں (سنت فجر) پڑھیں پھر باہر تشریف لے گئے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

(حدیث ۱۳۸ — ۴۲۵۵ ج ۱ - ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بیشک ہمارا گزر چکا ہے ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے

۶۹۹۹ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۷۰۰۰ ـــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ ابْنَ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَهٗ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَهٗ ثُمَّ يُبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيُؤْذَنُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهٗ وَعَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ لَا يَكُوْنُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ اِلَّا ذِرَاعٌ

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو اپنے پاس عرش کے اُوپر لکھا میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے

۶۹۹۹ ـــــ **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ رحمت اور غضب قدیم صفات ہیں ان میں سبقت کیسے متصور ہوسکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں صفاتِ فعل میں سے ہیں۔ ذات کی صفات نہیں اور دو فعلوں میں سے ایک کی دوسرے پر سبقت جائز ہے کیونکہ ایصالِ خیر اس کی صفت کا مقتضیٰ ہے بخلاف غیر کے وہ عبد کی معصیت کے باعث ہے۔

۷۰۰۰ ـــــ **ترجمہ** : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ آپ سچے ہیں اور تصدیق کئے گئے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس طرح ہے کہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن اور چالیس رات نطفہ جمع رہتا ہے پھر اسی طرح وہ خون بستہ ہوجاتا ہے پھر اسی طرح گوشت کا لوتھڑا ہوجاتا ہے پھر اس کی طرف فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور اسے چار چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے وہ اس کا رزق، عمل، زندگی کی مدت اور اس کا نیک یا بد ہونا لکھتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ بے شک تم میں سے ایک اہلِ جنت سے عمل کرتا ہے یہاں تک اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کے آگے نوشتہ تقدیر آتا ہے اور وہ

فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ
وَإِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ
وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ
فَيَدْخُلُهَا ۷۰۰۱ — حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا
عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا جِبْرِيْلُ مَا يَمْنَعُكَ
اَنْ تَزُوْرَنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا فَنَزَلَتْ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ
مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا

دوزخیوں سے عمل کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے ایک دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کے آگے نوشتۂ تقدیر آتا ہے تو وہ جنتیوں سے عمل کرتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

۷۰۰۰ — **شرح**: قولہ وھو الصادق المصدوق یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد سچ ہے اور اللہ کے نزدیک آپ کی تصدیق کی گئی ہے۔

قولہ یجمع، یعنی جب نطفہ رحم میں واقع ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے بشر پیدا کرنے کا ارادہ کرے تو نطفہ عورت ہر بال اور ناخن کے تحت بھرتا ہے اور چالیس روز نطفہ رہتا ہے پھر وہ خون بستہ رحم میں اترتا ہے جمع کے یہی معنی ہیں۔ قولہ الکتاب، یہ نوشتۂ تقدیر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اور بد اعمال امارات ہیں موجب نہیں اور آخری امر وہی ہے جو نوشتۂ تقدیر ہے (حدیث ۳۱۴ — ۲۹۹۶ ج ۱، ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۷۰۰۱ — **ترجمہ**: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل! تمہیں کس نے منع کیا کہ جتنی مرتبہ میرے پاس آتے ہو اس سے زیادہ بار آؤ تو یہ آیت کریمہ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ نازل ہوئی

قَالَ هٰذَا كَانَ الْجَوَابُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۰۰۲ ــــــ **حدثنا** يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرْثٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُتَوَكِّئٌ عَلٰى عَسِيْبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ فَسَأَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى الْعَسِيْبِ وَاَنَا خَلْفَهُ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَقَالَ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسْأَلُوْهُ

اس حدیث کی باب سے مناسبت اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ سے مستفاد ہے، کیونکہ " بامر ربک " سے مراد اس کا کلام ہے۔ مابین ایدینا سے مراد آخرت کے امور ہیں اور ماخلفنا سے دنیا کے امور مراد ہیں جبکہ مابین ذالک سے برزخ مراد ہے کیونکہ وہ دنیا و آخرت کے درمیان ہے۔ بخاری کے شیخ خلاد بن یحییٰ بن صفوان ابو محمد سلمی کوفی ہیں مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھے۔ عمر بن ابی ذرّ ہمدانی کوفی ہیں۔ (صفحہ ۲۰۳ ج : ۷ پر شرح ملاحظہ فرمائیں)

۷۰۰۲ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک کھیتی میں چل رہا تھا جبکہ حضور کھجور کی چھڑی کے سہارے چل رہے تھے۔ آپ چند یہودیوں کے پاس سے گزرے تو اُنہوں نے ایک دوسرے سے کہا ان سے روح کے متعلق پوچھو اُن میں سے بعض نے کہا روح کے متعلق آپ سے نہ پوچھو۔ انہوں نے حضور سے روح کے متعلق پوچھ ہی لیا تو آپ چھڑی پر سہارا کرکے کھڑے ہوگئے جبکہ میں آپ کے پیچھے تھا۔ میں نے خیال کیا کہ حضور پر وحی اُتر رہی ہے پس اللہ نے فرمایا یہ لوگ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں ان سے فرمادیں رُوح میرے رب کا امر ہے اور تمہیں علم نہیں دیا گیا مگر قلیل۔ پھر اُنہوں نے ایک دوسرے

۳۰۰۳ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ اِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهٖ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهٖ بِاَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهٗ اِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ

۳۰۰۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ

سے کہا ہم نے تمہیں کہا تھا ان سے کچھ نہ پوچھو۔ (حدیث ع ۱۲۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۳۰۰۳ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کا کفیل ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے جبکہ اس کو صرف اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کے کلمات کی تصدیق نے نکالا ہو کہ اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اس کے گھر جس سے نکلا تھا ثواب یا غنیمت کے ساتھ اس کو واپس لوٹائے گا۔

۳۰۰۳ — شرح: قولہ تکفّل،، کفیل کی مثل یعنی اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ کرم کیا کہ شہادت کی صورت اس کو جنت میں داخل کرے گا اور سلامتی سے واپسی کی صورت اس کو اجر و غنیمت دے کر واپس کرے گا۔ یہ اس کی ذات کریمہ کا تفضل و احسان ہے۔ یعنی مجاہد، شہادت یا سلامتی سے خالی نہیں اگر شہید ہوگیا تو جنت میں پہنچا دے گا اگر سلامتی سے واپس ہوا تو ثواب یا غنیمت کے ساتھ لوٹے گا۔ یہ قضیہ مانعۃ الخلو ہے یعنی ثواب یا غنیمت سے خالی نہیں دونوں میں سے ایک یا دونوں ہی ضرور ہوں گے۔ یہ قضیہ مانع الجمع نہیں ہے (حدیث ع ۲۹۱۶ ج ۴، ع ۲۵۹۶ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۳۰۰۴ — ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کوئی آدمی خاندانی وجاہت کے لئے لڑتا ہے اور کوئی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً وَيُقَاتِلُ رِيَاءً فَأَيُّ ذٰلِكَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَاءُ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِنَّمَا أَمْرُنَا لِشَيْءٍ

۷۰۰۵ — حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ ظَاهِرِيْنَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ

بہادری کے اظہار کے لئے لڑتا ہے اور کوئی دکھانے کے لئے لڑتا ہے ان میں سے اللہ کی راہ میں کونسا ہے؟ فرمایا جو اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا دین غالب ہو وہ لڑنا اللہ کی راہ میں ہے۔

حل لغات: اَلْحَمِیَّۃُ عزت وناموس کی حفاظت۔ (حدیث ۲۶۱۵ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَا اَرَدْنَاہُ"

یعنی جب ہم کسی شیٔ کو عدم سے وجود کی طرف لانے کا ارادہ کریں تو اس کے لئے ہمارا قول کُن ہوتو وہ موجود ہو جاتی ہے۔ اس سے امام کا مقصد معتزلہ کا رد ہے وہ کہتے ہیں اللہ کا امر مخلوق کلام ہے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات کو قول اور امر سے موصوف کرنا صرف مجاز ہے۔ معتزلہ کا یہ عقیدہ فاسد ہے کیونکہ یہ ظاہر آیت سے عدول ہے اور اس آیت کریمہ کو اس کی حقیقت پر محمول کرنے میں اللہ کے حیّ ہونے کا اثبات ہے اور حیّ "زندہ" کا کلام کرنا محال نہیں۔ الحاصل ہر مقدور کی ایجاد اللہ پر آسان ہے تو اس کے لئے لوگوں کو قبروں سے اُٹھانا آسان ترین ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لفظ "کُن" اگر معدوم سے خطاب ہے تو یہ

۷۰۰۶ ـــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعٰوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ مٰلِكُ بْنُ يُخَامِرَ سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعٰوِيَةُ هٰذَا مٰلِكُ بْنُ يُخَامِرَ يَزْعَمُ اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُوْلُ وَهُمْ بِالشَّامِ

محال ہے اور اگر موجود سے خطاب ہے تو یہ تحصیلِ حاصل ہے۔ یہ بھی محال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خطاب لوگوں کی سمجھ کے مطابق ہے معدوم سے خطاب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کا ارادہ کرے وہ بہر حال موجود ہوجاتا ہے اگر وہ دُنیا و آخرت کو چشم زدن میں پیدا کرنا چاہے تو وہ اس پر قادر ہے لیکن لوگوں سے خطاب اُن کی عقل و فہم کے مطابق ہے۔

۷۰۰۵ ـــ ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میری اُمت سے ایک گروہ لوگوں پر ہمیشہ غالب رہے گا حتیٰ کہ اللہ کی قیامت آجائے (یعنی علماء گفتگو اور دلائل میں تمام لوگوں پر غالب رہیں گے)

۷۰۰۶ ـــ ترجمہ: عمیر بن ہانی نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا ان کو جھٹلانے والا انہیں ضرر نہیں دے سکے گا اور نہ ان کی مخالفت کرنے والا انہیں اذیت پہنچا سکے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے حالانکہ وہ اسی حال پر (یہ غالب) ہوں گے۔ مالک بن یخامر نے کہا میں نے معاذ بن جبل کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ وہ شام میں ہیں (حدیث ۳۴۰۶ ـــ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

٧٠٠٧ ـــــ حَدَّثَنَا اَبُوْ الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مُسَيْلَمَةَ فِيْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا اَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ اَمْرَ اللهِ فِيْكَ وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ

٧٠٠٨ ـــــ حَدَّثَنَا مُوْسٰى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ حَرْثٍ اَوْ خَرِبِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى عَسِيْبٍ مَعَهٗ فَمَرَرْنَا عَلٰى نَفَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْاَلُوْهُ اَنْ يَّجِيْءَ فِيْهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهٗ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْاَلَنَّهٗ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوْحُ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٧٠٠٧ ـــــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب کے پاس کھڑے ہوئے جبکہ وہ اپنے ساتھیوں میں تھا اور فرمایا تو اگر اس چھڑی کا ٹکڑا مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہ دوں گا اور تیرے متعلق جو اللہ کا حکم ہو چکا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا ہے اور اگر تو نے پیٹھ پھیری تو اللہ تجھے تباہ و برباد کرے گا۔ (حدیث ۳۳۸۹ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

٧٠٠٨ ـــــ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں مدینہ منورہ کے ایک کھیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا جبکہ حضور کھجور کی چھڑی

فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَقَالَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَمَا اُوْتُوْا مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا قَالَ الْاَعْمَشُ هٰكَذَا فِىْ قِرَاءَتِنَا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّىْ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَقَوْلِهٖ وَلَوْ اَنَّ مَا فِى الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ وَقَوْلِهٖ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ اِلٰى قَوْلِهٖ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ سَخَّرَ ذَلَّلَ

چھڑی کے سہارے چل رہے تھے۔ ہم چند یہودیوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ان سے رُوح کے متعلق پوچھیں اُن میں سے بعض نے کہا نہ پوچھو وہ ایسا جواب دیں گے جو تم پسند نہ کرو گے بعض نے کہا ہم تو ضرور پوچھیں گے تو اُن میں سے ایک آدمی حضور کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور کہا اے ابا القاسم "صلی اللہ علیہ وسلم" روح کیا شئ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دینے میں سکوت فرمایا، مجھے معلوم ہُوا آپ پر وحی اُتر رہی ہے۔ حضور نے فرمایا: یہ لوگ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں تم کہہ دو روح میرے ربّ کا امر ہے اور تمہیں تو تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔ اعمش نے کہا ہماری قرارت میں اسی طرح ہے

۷۰۰۸ — **شرح**: شیخ دہلوی نے تیسیر القاری میں ذکر کیا کہ یہودیوں کا حقیقتِ روح سے پوچھنے کا مقصد سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان لینا تھا کیونکہ ان کی کتاب میں لکھا ہے کہ روح کی حقیقت کوئی شخص نہیں جانتا ہے اگر یہ پیغمبر اور اللہ کے رسول ہیں تو روح کی حقیقت بیان نہیں کریں گے (حدیث ۱۲۶ ج: ا کی شرح میں تفصیل مذکور ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم فرماد و اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائیگا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ اگرچہ ہم ویسا ہی

اور اس کی مدد کو لے آئیں۔ اگر زمین میں جتنے درخت ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے پھر عرش کا قصد کیا وہ رات کو دن سے ڈھانپتا ہے۔ رات دن کو تیزی سے طلب کرتی ہے۔ سُورج، چاند اور ستاروں کو پیدا کیا وہ اللہ کے امر کے تابع ہیں خبردار! اسی کے لئے خلق اور امر ہے۔ اللہ تعالیٰ برکت والا ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔"

شرح: اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا "، تو یہودیوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ ہمیں تورات دی گئی ہے اس میں ہر شئی کا علم ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی یعنی اگر سارے سمندر قلم کے لئے سیاہی بن جائیں اور وہ لکھیں تو اللہ کے کلمات ختم ہونے سے پہلے سیاہی کے سمندر ختم ہو جائیں کیونکہ اللہ کے کلمات کی کوئی انتہا نہیں کیونکہ یہ اللہ کی ذات کی صفت ہیں اور ذات کی انتہا ناممکن ہے۔ مِدَاد کو اس لئے مداد کہا جاتا ہے کہ یہ کاتب کی امداد کرتی ہے۔ کلمات اگرچہ جمع قلت ہے اور اس کا اطلاق دس تک ہوتا ہے لیکن عرب جمع کثرت کو قلت کی جگہ اور برعکس استعمال کرتے رہتے ہیں: چنانچہ قرآن کریم میں ہے " وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ اٰمِنُوْنَ غرفات جمع قلت ہے حالانکہ جنّت کے غرفات بے شمار ہیں۔ آئت کریمہ کے آخر میں اگرچہ لفظ " مَدَدًا "، ہے اور یہ دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ لیکن آئت کے اختتام کی رعائت کرتے ہُوئے " مَدَدًا " کہا ہے۔ چھ دن میں پیدا کرنے

۷۰۰۹ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مٰلِكٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِیْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهٗ مِنْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِهٖ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهٖ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهٗ اِلٰى مَسْكَنِهٖ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ

کے معنیٰ یہ ہیں کہ چھ دن کی مقدار میں پیدا کیا، کیونکہ دن رات طلوع و غروب سے معلوم ہوتے ہیں، حالانکہ اس وقت سورج نہ تھا اور نہ ہی چاند تھا۔ اللہ تعالیٰ لفظ "کُنْ" سے چشم زدن میں ہر شئ پیدا کر سکتا ہے اور زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کو امور میں استقامت اور تثبت بتانا مقصود تھا۔ حکمت میں تثبت اور قدرت میں جلدی کرنا ابلغ ہے۔ نیز اس میں لوگوں کو حساب و کتاب سکھانا مطلوب تھا کیونکہ اصل حساب چھ دن میں ہے۔ باقی اس سے متفرع ہوتے ہیں۔

یہاں یہ آیت کریمہ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ امر اور خلق میں مغائرت ہے جو حرف عطف کا مقتضیٰ ہے۔ اس باب سے غرض یہ ہے کہ کلام اللہ تعالیٰ کی ذات کی صفت ہے اور وہ ازلاً ابداً متکلم ہے۔ اگرچہ اللہ نے اپنے کلام کی وصف کلمات سے کی ہے کیونکہ یہ ایک ہی شئ ہیں نہ منجزی ہوتے ہیں اور نہ تقسیم ہوتے ہیں ایسے ہی ان کی مختلف عبارات سے تعبیر کی جاتی ہے کبھی عربی سے کبھی سریانی سے تعبیر کی جاتی ہے اگر اللہ کے کلمات مخلوق ہوں تو سمندروں اور درختوں کی طرح یہ بھی ختم ہو جائیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ایسے ہی اس کے کلمات اور صفات کا احاطہ کرنا ناممکن ہے (عینی باختصار)

۷۰۰۹ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کا ضامن ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کو گھر سے صرف اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کے کلمہ کی تصدیق نکالتے ہیں کہ اس کو جنت میں داخل کرے گا یا ثواب و غنیمت کے ساتھ اس کو اس کے گھر واپس کرے گا (یہ حدیث عنقریب گزری ہے)

بَابٌ فِی الْمَشِیَّةِ وَالْاِرَادَةِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَا تَشَآؤُنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْهِ نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ طَالِبٍ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

باب اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور ارادہ تم وہی چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے۔

شرح: اس باب سے غرض اللہ تعالیٰ کی مشیئۃ اور ارادہ ثابت کرنا ہے اور یہ ثابت کرنا ہے کہ اس کی مشیت ارادہ، رحمت، غضب اور سخط و کراہت ایک ہی شئ ہیں اور یہ تمام مترادف اسماء ہیں۔ سب کا مرجع واحد ہے اور وہ ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کی ذات کی صفت ہے۔ معتزلوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ارادہ مخلوق ہے اور اس کے فعل کی صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو جسے چاہے ملک عطا کرتا ہے۔ تم کسی شئ سے متعلق نہ کہو کہ میں کل یہ کروں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے تم جس کو پسند کرو اسے ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔"

شرح: یہ آیات اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کے اثبات پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندے اس شئ کا ارادہ کرتے ہیں جس میں اللہ کا ارادہ ہو۔ اور وہ ان کے اعمال کا خالق ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یُرِیْدُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ، اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی معصیت کا ارادہ نہیں کرتا یہی معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ مخصوص لوگوں کے ساتھ خاص ہے جس پر روزے

۷۰۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَوْتُمُ اللّٰهَ فَاعْزِمُوْا فِي الدُّعَاءِ وَلَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِنِيْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهٗ

فرض ہیں یعنی اے روزے دار مسافرو تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ آسانی کا ارادہ کرتا ہے کہ تمہیں سفر میں اختیار ہے کہ روزہ رکھو یا افطار کرو اور تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا کہ تم سفر میں ضرور روزہ رکھو اسی لئے مومنوں کے حق میں فرمایا لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ، اللہ اپنے بندوں کے لئے کفر سے راضی نہیں یہ مومنوں کے لئے خاص ہے جن سے ایمان کا ارادہ کیا ہے۔

قولہ قال الخ یعنی سعید بن مسیب نے کہا یہ آیت کریمہ ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی۔

سعید بن مسیب

یہ تابعی قرشی مخزومی ابوہریرہ کے داماد ہیں یہ ابوہریرہ کی احادیث لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں۔ مسیب صحابی ہیں۔ بیعتِ رضوان میں حاضر تھے۔ انہوں نے کئی مواضع میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی۔

باب اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے، تنگی کا ارادہ نہیں کرتا"

۷۰۱۰ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت تم اللہ سے دعا کرو تو عزم کے ساتھ دعاء کرو اور تم میں سے کوئی یہ نہ کہے "اگر تو چاہتا ہے تو مجھے دے"، کیونکہ اللہ کو کوئی بھی مجبور نہیں کر سکتا۔

۷۰۱۰ شرح: یعنی یقین سے دعا مانگو اور اس کو مشیئت سے معلق نہ کرو اور طلب میں جزم کرو اور اللہ تعالیٰ کے قبول کرنے میں حسنِ ظن رکھو اور یہ نہ کہو کہ اگر تو چاہتا ہے

١١٠٧۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَبْدُالْحَمِيْدِ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ اَنَّ حُسَيْنَ ابْنَ عَلِيٍّ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهٗ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمَا اَلَا تُصَلُّوْنَ قَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَاِذَا شَاءَ اَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قُلْتُ لَهٗ ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهٗ وَهُوَ مُدْبِرٌ يَضْرِبُ فَخِذَهٗ وَيَقُوْلُ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا

تو قبول کر کیونکہ معلق کرنے سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ مشیئت کے بغیر اس کا عطا کرنا ممکن ہے حالانکہ مشیئت کے بعد صرف جبر ہی ہے اور اللہ پر کوئی جبر نہیں کر سکتا۔

١١٠٧ — ترجمہ : حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر سنائی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کیا تم نماز نہیں پڑھتے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! ہماری روحیں اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہیں وہ جب ہمیں اٹھانا چاہے گا اٹھا دے گا جس وقت میں نے یہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے حضور سے سنا جبکہ آپ واپس جا رہے تھے حالانکہ اپنی ران پر ہاتھ مار کر فرماتے تھے انسان بہت جھگڑا کرتا ہے۔

١١٠٧ — شرح : اَلَا تُصَلُّوْنَ ...

۱۲۰۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الزَّرْعِ يَفِيءُ وَرَقُهُ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ تُكَفِّئُهَا فَإِذَا سَكَنَتْ اعْتَدَلَتْ وَكَذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ يُكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتّٰى يَفْصِمَهَا اللهُ إِذَا شَاءَ

ساتھ تھے کے اعتبار سے ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ران شریف پر ہاتھ مار کر مذکور آیت کریمہ پڑھنے میں یہ اشارہ ہے کہ لوگوں پر شریعت کے احکام کی متابعت لازم ہے۔ حقیقت کا لحاظ نہ کریں۔ اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب کو حضور نے جدل فرمایا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے مناظرہ میں آدم موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے تھے حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام نے دلیل میں تقدیر اور حقیقت کا لحاظ کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ آدم اور موسیٰ علیہما السلام میں مناظرہ دار تکلیف میں نہ تھا جبکہ یہ مناظرہ دار تکلیف میں تھا اس لئے شریعت کا اعتبار کرنا ضروری تھا۔ اسی لئے اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ تھا۔ اس حدیث کی باب سے مطابقت "اِذَا شَاءَ" میں ہے۔

۱۲۰۷ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثال کھیتی کی شاخ جیسی ہے کہ وہ اِدھر اُدھر مائل ہو جاتی ہے جبکہ ہوا آتی ہے اور اس کو جھکاتی ہے اور جب ہوا ٹھہر جاتی ہے تو وہ سیدھا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مومن ہے بلاؤں اور مصائب سے ادھر ادھر جھکتا رہتا ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے جو سیدھا اور سخت رہتا ہے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو توڑ دیتا ہے

۱۲۰۷ — شرح: یعنی مومن کبھی مصائب میں مبتلا ہوتا ہے کبھی آرام پاتا ہے جیسے کھیتی کی شاخ جب ہوا ٹھہری ہوتی ہے اور سکون ہوتا ہے تو وہ سیدھی رہتی ہے اور جب ہوا چلے تو کبھی ادھر گرتی ہے کبھی اُدھر گرتی ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے کہ وہ سیدھا مضبوط کھڑا رہتا ہے۔

۷۰۱۳ — حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ اِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ اُعْطِيَ اَهْلُ التَّوْرٰىةِ التَّوْرٰىةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُعْطِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتّٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ

بڑی سخت ہوا چلے تو وہ کسی طرف جھکتا نہیں حتی کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو سخت ہوا چلنے سے ایک ہی بار جڑ سے اُکھڑ جاتا ہے۔ اسی طرح کافر ہے کہ اس کے تمام امور نہایت سلامتی سے ہیں اس پر کوئی مصیبت نہیں آتی اور وہ نہایت آرام سہولت سے رہتا ہے تاکہ اس کی عاقبت اس پر تنگ ہو جائے جب اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ایک ہی بار اس کی ہلاکت ہو جاتی ہے۔ اور موت اس کے لئے سخت عذاب ہوتا ہے۔ حدیث ۶۱۸۳ جلد: ۸ کی شرح دیکھیں۔ **حل لغات**: خَامَةُ الزَّرْعِ، کھیتی کی شاخ۔ تَكْفَئُهَا اِدھر اُدھر جھکتی ہے۔ یُكْفَاءُ، اِدھر اُدھر جھکتا ہے۔ اُرْزَه، صنوبر کا درخت۔ يَقْصِمُهَا، جڑ سے اُکھاڑتا ہے۔

۷۰۱۳ — **ترجمہ**: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جبکہ آپ منبر شریف پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلی امتیں جو گزر چکی ہیں ان کی نسبت تمہاری بقاء ایسی ہے جیسے عصر کی نماز اور سورج غروب ہونے کے درمیان مدت ہے۔ تورات والوں کو تورات دی گئی انہوں نے اس پر عمل کیا حتی کہ آدھا دن ہوگیا پھر وہ عاجز ہو گئے تو ان کو ایک ایک قیراط اجرت دی گئی پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی انہوں نے اس پر عصر تک عمل کیا پھر عاجز ہو گئے تو ان کو بھی ایک ایک قیراط دیا گیا پھر تمہیں قرآن دیا گیا تم نے سورج غروب ہونے تک اس پر عمل کیا تو تمہیں دو دو قیراط دیئے گئے۔ اہلِ تورات نے کہا اے ہمارے پروردگار ان لوگوں نے عمل کم کیا اور اُجرت زیادہ دی گئی ہے۔ فرمایا کیا میں نے تمہاری اُجرت سے کچھ کم نہیں کیا؟ انھوں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں عطا کروں۔ (حدیث ۵۳۴ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُعْطِيْتُمُ الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ حَتّٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَاُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ قَالَ اَهْلُ التَّوْرٰىةِ رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ اَقَلُّ عَمَلًا وَّاَكْثَرُ اَجْرًا قَالَ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ اَجْرِكُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَذٰلِكَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَاءُ ۔

۷۰۱۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ قَالَ اُبَايِعُكُمْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَاُخِذَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهٗ كَفَّارَةٌ وَّطَهُوْرٌ وَّمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذٰلِكَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهٗ ۔

۷۰۱۴ ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت میں بیعت کی۔ حضور نے فرمایا میں تمہیں اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ کرو گے نہ چوری کرو گے نہ زنا کرو گے نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے نہ کسی پر بہتان باندھو گے جو تم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے بنایا ہو (قصدًا) اور نہ ہی اچھی شئی میں نافرمانی کرو گے تم میں سے جس نے اس عہد کو پورا کیا اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے ان میں سے کوئی شئی کی اور دنیا میں اس سے

۷۰۱۵ـــ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللهِ سُلَيْمٰنَ كَانَ لَهٗ سِتُّوْنَ اِمْرَأَةً فَقَالَ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى نِسَائِىْ فَلْتَحْمِلَنَّ كُلُّ امْرَأَةٍ وَلْتَلِدَنَّ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللهِ فَطَافَ عَلٰى نِسَائِهٖ فَمَا وَلَدَتْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَأَةٌ وَلَدَتْ شِقَّ غُلَامٍ قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ سُلَيْمٰنُ اسْتَثْنٰى لَحَمَلَتْ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ فَوَلَدَتْ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللهِ

۷۰۱۶ـــ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ ابْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الثَّقَفِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اَعْرَابِىٍّ

مواخذہ کیا گیا تو وہ اس کے لئے کفارہ اور پاکیزگی ہے اور جس پر اللہ نے پردہ ڈالا وہ اللہ کے حوالہ ہے اگر چاہے تو اس کو عذاب دے اور اگر چاہے تو اسے بخش دے۔ (حدیث ۱۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۷۰۱۵ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے نبی کی ساٹھ بیویاں تھیں انہوں نے کہا آج رات میں اپنی بیویوں سے جماع کروں گا اور تمام عورتیں حاملہ ہوں گی اور شہسوار کو جنم دیں گی جو اس کی راہ میں جہاد کرے گا۔ انہوں نے اپنی بیویوں سے جماع کیا تو ان میں سے صرف ایک عورت نے آدھا بچہ جنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام انشاءاللہ کہتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک عورت حاملہ ہوتی اور شہسوار جنتی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا۔ جلد چہارم کے صـ ۳۸۱ پر اس کی شرح مفصل مذکور ہے۔

۷۰۱۶ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يَعُوْدُهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ طَهُوْرٌ بَلْ هِيَ حُمّٰى تَفُوْرُ عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمْ إِذَنْ

۷۰۱۷ — حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ حِيْنَ نَامُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ أَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَاءَ وَرَدَّهَا حِيْنَ شَاءَ فَقَضَوْا حَوَائِجَهُمْ وَتَوَضَّؤُوْا إِلٰى أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَضَّتْ فَقَامَ فَصَلّٰى

نے ایک اعرابی کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے گئے تو اسے فرمایا کوئی ڈر نہیں ان شاء اللہ گناہوں سے پاک ہو گے اعرابی نے کہا آپ طہور فرماتے ہیں بلکہ یہ بخار بوڑھے پر جوش مار رہا ہے اس کو قبروں تک پہنچائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہو گا

۷۰۱۶ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوڑھے اعرابی سے فرمایا یہ بیماری تجھے گناہوں سے پاک کر دے گی لیکن اعرابی نے اس کو بعید سمجھا اسی لئے اس نے کہا یہ تو بخار ہے جو جوش مار رہا ہے گناہوں سے پاک کیسے کرے گا وہ اسے قبر تک پہنچائے گا یعنی وہ اس بخار میں مر جائے گا (حدیث ۳۳۸۹ ج : ۵ ، ۵۱۹۵ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

۷۰۱۷ ترجمہ : ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب لوگ نماز سے سو رہے تھے (نماز فجر نہ پڑھی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس وقت چاہا تمہاری روحیں قبض کیں اور جس وقت چاہا ان کو واپس کیا پھر انہوں نے قضاء حاجت کی اور وضو کیا یہاں تک کہ سورج طلوع کرنے کے بعد سفید ہو گیا تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

۷۰۱۷ شرح : ابو داؤد میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ نماز حدیبیہ

۲۰۱۸ ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَالْاَعْرَجِ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَخِيْ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَسَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ فِيْ قَسَمٍ يُقْسِمُ بِهٖ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعٰلَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ الْيَهُوْدِيَّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ

کے سفر میں قضاء ہوئی تھی جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون حفاظت کرے گا بلال نے کہا میں جاگتا رہوں گا اور مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جنگ خیبر سے واپسی میں نماز قضاء ہوئی ۔ امام مالک نے مؤطا میں زید بن اسلم سے مرسل حدیث ذکر کی ہے کہ مکہ مکرمہ کے راستہ میں آخر رات آرام کرتے وقت قضاء ہوئی عطاء بن یسار سے مرسل عبدالرزاق کی روایت میں تبوک کے راستہ میں قضاء ہوئی ۔ عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اللہ نے تمہاری روحوں کو قبض کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روح نفس ہے ۔ اکثر ائمہ کرام یہی کہتے ہیں بعض علماء اس کے خلاف کہتے ہیں کہ روح آنے جانے والا سانس ہے جس کے خاموش ہو جانے سے زندگی ختم ہو جاتی ہے اور یہی نفس راحت و لذت پاتا ہے اور دکھ درد محسوس کرتا ہے یہی نیند کے وقت فوت ہوتا ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند میں قبض ہونے والوں کو روح فرمایا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن میں نفس فرمایا ہے ، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ،،

(حدیث ۵۷۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۲۰۱۸ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمانوں میں سے ایک مسلمان اور ایک یہودی مرد جھگڑ پڑے مسلمان نے قسم کھاتے ہوئے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ

إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ

۷۰۱۹ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ أَبِي عِيسَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ وَلَا الطَّاعُونُ إِنْ شَاءَ اللهُ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں پر بزرگی دی۔ یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے تمام جہانوں پر موسیٰ کو منتخب کیا۔ اس وقت مسلمان نے ہاتھ اُٹھایا اور یہودی کو طمانچہ رسید کیا۔ یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اپنا اور مسلمان میں دائر معاملہ سے آپ کو خبردار کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تواضع، انکساری کے طور) فرمایا مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو، کیونکہ لوگ قیامت کے دن بے ہوش ہو جائیں گے اور میں سب سے پہلے ہوش میں آؤنگا تو دیکھوں گا کہ موسیٰ (علیہ السلام) پائے عرش کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔ نامعلوم یہ اُن لوگوں میں سے ہوں گے جو بیہوش ہو گئے ہوں گے اور مجھ سے پہلے ان کو افاقہ ہوگا یا اللہ تعالیٰ نے ان کو بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کر دیا ہوگا۔

(اس حدیث کی مفصل شرح حدیث ۲۲۵۱ ج: ۳ کی شرح دیکھیں)

۷۰۱۹ — ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال مدینہ منورہ کا رُخ کرے گا تو فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتے ہوئے پائے گا پس ان شاء اللہ دجال اور طاعون مدینہ منورہ کے قریب نہیں آئیں گے۔ حدیث ۱۶۲، ۱۶۳ ج: ۳ کی شرح دیکھیں

٧٠٢٠ — **حَدَّثَنَا** اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَاُرِيْدُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

٧٠٢١ — **حَدَّثَنَا** يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيْلِ اللَّخْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِيْ عَلٰى قَلِيْبٍ فَنَزَعْتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ اَنْزِعَ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِيْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ثُمَّ اَخَذَهَا عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ حَوْلَهٗ بِعَطَنٍ

٧٠٢٠ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا مقبول ہے ان شاء اللہ میرا ارادہ ہے کہ میں اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا رکھوں (حدیث ۶۸۱۶ ج ۹ کی شرح دیکھیں)

٧٠٢١ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک کنوئیں پر دیکھا تو میں نے اس سے جس قدر اللہ نے چاہا ڈول نکالے پھر اس کو ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق) نے پکڑ لیا اُس نے ایک یا دو ڈول نکالے ان کے ڈول کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے پھر اس کو عمر فاروق نے پکڑ لیا تو وہ ڈول ان کے ہاتھ میں عظیم ڈول ہو گیا میں نے لوگوں میں کوئی پہلوان نہیں دیکھا جو ان جیسا کام کرتا ہو یہاں تک کہ

۷۰۲۲ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ وَرُبَّمَا قَالَ جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا وَيَقْضِي اللهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ بِمَا شَاءَ

۷۰۲۳ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِي إِنْ شِئْتَ وَلْيَعْزِمْ مَسْأَلَتَهُ إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

لوگوں نے اس کے ارد گرد گھاٹ بنا لیئے۔

۷۰۲۱ــــ شرح : ابن ابی قحافہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں "رضی اللہ عنہ" قلیب کنواں۔ ذنوب بفتح الذال بھرا ہُوا ڈول ہے اور غرب عظیم ڈول ہے عبقری، پہلوان۔ عطن جہاں اونٹ پانی پینے کے بعد آرام کرتے ہیں (حدیث ۳۶۴۵ ج ۵، کی شرح دیکھیں)

۷۰۲۲ــــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سائل یا حاجتمند آتا تو فرماتے اس کی شفاعت کرو تمہیں ثواب دیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی "علیہ السلام" کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے۔

۷۰۲۳ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی یہ نہ کہے کہ اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش اگر چاہتا ہے تو مجھ پر رحم کر اور اگر چاہتا ہے تو مجھے رزق دے۔ چاہیئے کہ اپنے سوال میں عزم کرے اللہ تو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کو کوئی جبر نہیں کرا سکتا ہے (یہ حدیث عنقریب گزری ہے)

٧٠٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ عَمْرٌو قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسِ ابْنُ حِصْنٍ الْفَزَارِيُّ فِي صَاحِبِ مُوسَى أَهُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِهِمَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعَمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ يَقُولُ بَيْنَا مُوسَى فِي مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوسَى لَا فَأُوحِيَ إِلَى مُوسَى بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقِيِّهِ فَجَعَلَ اللهُ لَهُ الْحُوتَ آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ فَكَانَ مُوسَى يَتْبَعُ أَثَرَ الْحُوتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَتَى مُوسَى لِمُوسَى أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ

٧٠٢٤ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حُر بن قیس بن حصن فزاری نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے متعلق جھگڑا کیا کہ وہ خضر ہیں؟ اُن کے پاس سے اُبی بن کعب انصاری گزرے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو بلایا اور فرمایا میں نے اور میرے اس ساتھی نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی جس کی ملاقات کا انہوں نے سوال کیا تھا کے متعلق جھگڑا کیا ہے۔ کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کا حال ذکر فرماتے ہوئے سُنا ہے؟ اُبی نے کہا جی ہاں! میں نے جناب رسول اللہ

أَنْ أَذْكُرَهُ قَالَ مُوسَىٰ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللَّهُ

۷۰۲۵ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَنْزِلُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ يُرِيدُ الْمُحَصَّبَ

صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک وقت موسیٰ "علیہ السلام" بنی اسرائیل کی جماعت میں بیٹھے تھے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کیا آپ کسی کو اپنے سے بڑا عالم جانتے ہیں؟ موسیٰ "علیہ السلام" نے کہا مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں۔ موسیٰ "علیہ السلام" کو وحی بھیجی گئی۔ کیوں نہیں۔ ہمارا بندہ خضر بڑا عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کی ملاقات کا راستہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مچھلی نشانی کر دی اور اُن سے کہا گیا جب مچھلی کو گم پاؤ تو واپس ہو جاؤ عنقریب اسے پالو گے پس موسیٰ علیہ السلام سمندر کے کنارے مچھلی کا نشان تلاش کرتے رہے تو ان کے خادم نے انہیں کہا مجھے بتائیں کہ جب ہم نے پتھر کے سایہ میں آرام کیا تو میں وہاں مچھلی بھول گیا تھا اور مجھے اس کو یاد کرنے سے صرف شیطان نے بھلایا تھا۔ موسیٰ "علیہ السلام" نے کہا یہی تو ہم چاہتے تھے۔ وہ فوراً اپنے پاؤں کے نشانات پر واپس ہو گئے اور خضر "علیہ السلام" کو پالیا ان کے حال سے وہ ہے جو اللہ نے بیان فرمایا ہے۔

۷۰۲۴ — شرح : اس حدیث شریف میں فرمایا "سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا فَإِذَا رَبُّكَ الآية" یہ طویل حدیث کا اختصار ہے۔ مذکور آیت کریمہ میں حدیث کی عنوان سے مطابقت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے فتی کا نام یوشع بن نون ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کا نام بلیا اور کنیت ابوالعباس ہے انہیں خضر اس لئے کہتے ہیں کہ جہاں وہ صاف زمین پر بیٹھتے تھے تو وہ سرسبز ہو جایا کرتی تھی۔ حل لغات : تمارٰی جھگڑا کیا، مناظرہ کیا۔ ملأ، جماعت۔ نبغی، طلب کرتے تھے، چاہتے تھے۔

۷۰۲۵ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۷۰۲۶ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَاصَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ الطَّائِفِ فَلَمْ يَفْتَحْهَا فَقَالَ إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ نَقْفُلُ وَلَمْ نَفْتَحْ قَالَ فَاغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَتْهُمْ جِرَاحَاتٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَكَأَنَّ ذٰلِكَ أَعْجَبَهُمْ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم انشاء اللہ کل خیف بنی کنانہ میں ٹھہریں گے۔ جہاں قریش نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں یعنی وادیٔ محصّب میں۔

۷۰۲۵ ـــ شرح: بنی کنانہ سے مراد وادی محصّب ہے جو مکہ مکرمہ اور منیٰ کے درمیان ہے۔ وہاں قریش نے قسمیں کھائی تھیں کہ وہ بنو ہاشم اور بنو مُطّلب سے خرید و فروخت، نکاح وغیرہ اور رہنا سہنا نہیں کریں اور اُن سے مکہ میں کلّیتہً مقاطعہ اور بائیکاٹ کریں گے یہاں تک کہ وہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے حوالہ کر دیں۔ یہ ایک کاغذ پر لکھ کر کعبہ پر لٹکا دیا تھا۔ (حدیث عـــــ کی شرح دیکھیں)

حل لغات: تقاسموا۔ قسمیں کھائیں۔

۷۰۲۶ ـــ ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا اور اس کو فتح نہ کیا۔ حضور نے فرمایا ہم انشاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے۔ مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، ہم واپس ہو جائیں گے حالانکہ ہم نے فتح نہیں کیا ہے۔ فرمایا جاؤ صبح جنگ کرو۔ وہ صبح جنگ کرنے گئے تو بہت زخمی ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انشاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے گویا کہ اس کلام نے ان کو خوش کیا۔ (یہ سُن کر وہ بہت خوش ہوئے) تو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ (اس حدیث کی مطابقت "ان شاء اللہ" میں ہے۔)

بَابٌ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ

إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ وَلَمْ يَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ وَقَالَ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمٰوَاتِ شَيْئًا فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ وَسَكَنَ الصَّوْتُ عَرَفُوا أَنَّهُ الْحَقُّ وَنَادَوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَحْشُرُ اللّٰهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الدَّيَّانُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کے حضور کوئی شفاعت نفع نہ دے گی مگر جس لئے اجازت دے۔

یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دُور کر دی جائے گی تو وہ کہیں گے تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ وہ کہیں گے حق فرمایا ہے اور وہ بلند بزرگ ہے اور یہ نہ کہا تمہارے رب نے کیا پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا " وہ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے پاس شفاعت کرے " مسروق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے کلام کرتا ہے تو آسمان والے کچھ سنتے ہیں اور جب ان کے

۷۰۲۷ــــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

دلوں سے گھبراہٹ دور کی جاتی ہے اور آواز ٹھہر جاتی ہے تو وہ پہچان لیتے ہیں کہ یہ حق تھا اور وہ اس میں آواز دیتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں حق فرمایا ہے؟ جابر بن عبداللہ بن انیس سے ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جمع کرے گا پھر انہیں ایسی آواز سے پکارے گا کہ دور والے ایسے سنیں گے جیسے قریب والے سنتے ہیں۔ (فرمائے گا) میں بادشاہ جزا دینے والا ہوں"

شرح: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس سارے باب سے ذکر کرنے سے مقصد معتزلہ، مرجئہ، جہمیہ اور نجاریہ کا رد ہے۔ یہ تمام کہتے ہیں اللہ کے متکلم ہونے کے معنی ہیں کہ وہ لوح محفوظ میں کلام پیدا کرنے والا ہے۔ رد اس طرح ہے کہ اللہ کا کلام اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے کیونکہ اس نے فرمایا۔ تمہارے رب نے کیا کہا اور یہ نہ فرمایا کہ تمہارے رب نے کیا پیدا کیا ہے۔ نیز یہ لوگ شفاعت کے منکر ہیں ان آیات میں شفاعت کا اثبات ہے۔ قولہ اِذَا فُزِّعَ، یعنی جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ جاتی رہے گی تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے تمہارے رب نے کیا کہا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آسمان والے کلام سنتے ہیں لیکن گھبراہٹ کے باعث معنی نہ سمجھ سکے۔ اس لئے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا ہے اور یہ نہ کہا کہ تمہارے رب نے کیا پیدا کیا ہے اور فرشتوں سے بھی حکایت کرکے اس کی تائید کی کہ وہ کہتے حق فرمایا اور حق ذات کی صفت ہے۔ قولہ مَنْ ذَا الَّذِيْ۔ اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب کافروں سے کہا گیا تمہاری سفارش کون کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے پاس نبی اور فرشتے شفاعت کریں گے لیکن جس کی شفاعت کریں گے اللہ سے اجازت حاصل کرنے کے بعد شفاعت کریں گے۔ قولہ فَيُنَادِيْهِمْ بِصَوْتٍ۔ یعنی اللہ تعالیٰ مخلوق آواز سے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم نہیں۔ ان کو ندا کرے گا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جو وہ سن رہے ہیں۔ اللہ کا کلام ہے جو ہر حرف سے منزہ ہے۔ جیسے مرقاۃ شرح اسود میں ہے تو وہ تمام جہات سے سنتے تھے۔ قولہ انا الملک، یعنی صرف میں ہی بادشاہ ہوں اور میں اعمال کی جزا دینے والا ہوں۔ اس میں صفات سبعہ (سات صفات) حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر اور کلام کی طرف اشارہ ہے تاکہ قول اور فعل کے ساتھ کلیات وجزئیات پر جزا دی جا سکے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ قَالَ عَلِيٌّ وَقَالَ غَيْرُهُ صَفْوَانٌ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَإِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ قَالَ عَلِيٌّ وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهٰذَا قَالَ عَلِيٌّ قَالَ سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ عَلِيٌّ قُلْتُ لِسُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ أَنَّهُ قَرَأَ فُزِّعَ قَالَ سُفْيَانُ هٰكَذَا قَرَأَ عَمْرٌو فَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هٰكَذَا أَمْ لَا قَالَ سُفْيَانُ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا

۴۰۲۷ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی حکم فرماتا ہے تو فرشتے اس کے فیصلے سے عاجزی کرتے ہوئے اپنے پَر مارتے ہیں۔ گویا کہ ان کے پروں کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے پتھر پر زنجیر چلنے سے آواز نکلتی ہے علی بن مدینی (شیخ بخاری) نے کہا سفیان کے غیر نے کہا "ینفذھم ذلک" اللہ یہ حکم فرشتوں کو پہنچاتا ہے۔ جب اُن کے دلوں سے گھبراہٹ دُور کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا ہے وہ کہتے ہیں حق فرمایا ہے اور وہ بلند بزرگ ہے۔ علی بن مدینی نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو، عکرمہ اور ابوہریرہ سے یہ بیان کیا۔ سفیان نے کہا عمرو نے کہا ہم نے عکرمہ سے سُنا کہ ہم سے ابوہریرہ نے بیان کیا۔ علی بن مدینی نے کہا میں نے سفیان سے کہا کہ عمرو بن دینار نے کہا میں نے عکرمہ سے سُنا۔ انہوں نے ابوہریرہ سے سُنا۔ سفیان نے کہا جی ہاں! میں نے سفیان سے کہا کہ ایک شخص نے عمرو کے ذریعہ ابوہریرہ سے روایت کی

۷۰۲۸ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْاٰنِ وَقَالَ صَاحِبٌ لَّهُ يُرِيْدُ يَجْهَرُ بِهِ

وہ اس کو مرفوع ذکر کرنے میں انھوں نے "فُزِّعَ" پڑھا ہے۔ سُفیان نے کہا عمرو نے ایسا ہی پڑھا ہے۔ مجھے معلوم نہیں انہوں نے یہ اسی طرح سُنا ہے یا نہیں۔ سفیان نے کہا یہ ہماری قرأت ہے۔

۷۰۲۷ ــــ شرح : یعنی جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی حکم نافذ کرتا ہے تو فرشتے اللہ کے حکم کے سامنے تواضع اور خضوع کرتے ہوئے اپنے پر مارتے ہیں یعنی پر ہلاتے ہیں۔ اور اُن کے پروں کی آواز صاف پتھر پر لوہے کی زنجیر چلنے کی آواز جیسے ہوتی ہے۔ بخاری کے شیخ علی بن مدینی نے کہا کہ سفیان کے غیر نے لفظ انفاذ کی زیادتی کی ہے۔ یعنی کہا صفوان ینفذھم ذالِک،، یعنی اللہ تعالیٰ وہ امر فرشتوں کو پہنچاتا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مراد یہ ہے کہ غیر سفیان نے صَفَوَان کہا ہے۔ لٰہذا یہ اختلاف صفوان کے فتح اور سکون میں ہے۔

۷۰۲۸ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا اِذن نہیں دیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِذن دیا ہے کہ آپ قرآن کے ساتھ استغناء کرتے ہیں۔ ابوہریرہ کے صاحب نے کہا بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہیں۔

۷۰۲۸ ــــ شرح : قولہ مَا اٰذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے استماع کی مانند کسی کا استماع نہیں کرتا۔ اللہ کا استماع (سُننا) مجازی ہے۔ یعنی قاری کو قریب کرتا ہے اور اس کو بہت ثواب دیتا ہے یا اس کی قرأت قبول کرتا ہے مَا اٰذِنَ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ما مصدریہ ہے اور یہ بمعنی استماع ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے صاحب نے یعنی

صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا نَادٰی جِبْرَئِیْلَ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ فَیُحِبُّهٗ جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ جِبْرَئِیْلُ فِی السَّمَآءِ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ وَیُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِیْ اَهْلِ الْاَرْضِ

۷۰۳۲ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْكُمْ مَلَآئِكَةٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَآئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْكُمْ فَیَسْاَلُهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ كَیْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ

اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تو اس سے محبت کر جبریل اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر جبریل آسمان میں آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم اس سے محبت کرو تو اس سے آسمان والے محبت کرتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین والوں میں رکھ دی جاتی ہے۔

۷۰۳۱ — شرح: اللہ تعالیٰ کا بندے سے محبت کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور خیر و برکت سے اس کو نوازتا ہے اور فرشتوں کے محبت کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور نیک دعائیں کرتے ہیں۔ پھر زمین والے لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت رکھ دی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگوں میں مقبول ہو وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ نیک لوگوں میں اس کی مقبولیت ہوتی ہے۔ تمام مخلوق میں نہیں اور موت سے زندگی کی نسبت محبت زیادہ ہو جاتی ہے۔ (حدیث ۶۵۵۸ کی شرح دیکھیں)

۷۰۳۳ ـــ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُوْرِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَبَشَّرَنِیْ اَنَّہٗ مَنْ مَاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰہِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ وَاِنْ سَرَقَ وَزَنٰی قَالَ وَاِنْ سَرَقَ وَزَنٰی

۷۰۳۲ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے باری باری آتے ہیں اور عصر اور فجر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں پھر وہ فرشتے جو تم میں رات گزارتے ہیں ان سے اللہ پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔ تم میرے بندوں کو کیسے چھوڑ کر آئے ہو وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو چھوڑا حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے اور اُن کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھتے تھے۔

۷۰۳۲ ـــ شرح : یعنی فرشتے لوگوں کے رات اور دن والے عمل لے کر چڑھتے اُترتے ہیں اسی طرح ان کا تانتا لگا رہتا ہے۔ حدیث شریف میں رات رہنے والے فرشتوں کو خصوصاً اس لئے ذکر کیا کہ جو لوگ رات نیک اعمال میں مشغول رہتے ہیں، حالانکہ رات استراحت کا زمانہ ہے تو وہ دن میں بطریق اولی اللہ کی طاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ یا ایک ضد سے دوسری ضد کا حکم معلوم ہوجاتا ہے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ جب اللہ لوگوں کے اعمال جانتا ہے تو فرشتوں سے کیوں پوچھتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو "اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ" کا بھید ظاہر فرماتا ہے کہ تم نے کہا تھا انسان زمین میں فتنہ و فساد اور خونریزی کرے گا اس سے فرشتوں کو الزام دینا ہے (حدیث ۵۳۲ ج ۱ ج : ۱ کی شرح

۷۰۳۳ ـــ ترجمہ : معرور نے کہا میں نے ابوذر سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میرے پاس جبریل آیا اور مجھے خوشخبری دی کہ جو شخص اس حال میں فوت ہوجائے کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا میں نے کہا اگرچہ وہ چوری اور زنا کرے اگرچہ چوری اور زنا کرے۔ (حدیث ــــ کی شرح دیکھو)

بَابُ قَوْلِهٖ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ

قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْاَرْضِ السَّابِعَةِ ۴۰۳۴ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُواِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلِ اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس کو اپنے علم سے نازل کیا اور فرشتے گواہ ہیں ،،

مجاہد نے کہا یتنزّلُ الامرُ بینھُنّ ،، کی تفسیر میں کہا کہ ساتویں آسمان اور ساتویں زمین کے درمیان حکم نازل ہوتا ہے ؎

شرح : امر کے انزال سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن کے معانی سمجھانا ہے۔ اجسامِ مخلوقہ کے انزال کی طرح انزال نہیں، کیونکہ قرآن جسم نہیں اور نہ ہی مخلوق ہے۔ قدریہ کہتے ہیں قرآن مخلوق ہے یہ آئت اُن پر حجّت ہے کیونکہ قرآن کریم بذاتِ خود قائم ہے۔ اس کی تقسیم و تجزّی نہیں ہوتی اور انزال کے معنیٰ افہام ہیں یعنی قرآن کے فروض سمجھانا جو قرآن میں ہیں۔

۴۰۳۴ ــــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے براء جس وقت تو اپنے بستر پہ جائے تو یہ پڑھ ،، اے اللہ میں نے اپنی ذات تیرے تابع کردی اور اپنے آپ کو تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا امر تیرے حوالہ کردیا۔ تجھ سے ڈرتے

وَلَا مَنْجَى مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِىْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِىْ اَرْسَلْتَ فَاِنَّكَ اِنْ مُتَّ فِىْ لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ اَجْرًا

۷۰۳۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خٰلِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اِهْزِمِ الْاَحْزَابَ وَزَلْزِلْهُمْ زَادَ الْحُمَيْدِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ خٰلِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہوئے اور تجھ میں رغبت کرتے ہوئے تجھ پر توکل کیا اور تجھ پر اعتماد کیا جائے پناہ اور جائے نجات صرف تیری ذات ہے اے اللہ! میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تونے نازل کی ہے اور تیرے نبی پر ایمان لایا جسے تونے بھیجا ہے اگر تو اس رات فوت ہو جائے تو فطرت پر تمہارا انتقال ہوگا اور اگر تو صبح کرے تو ثواب پائے گا۔

(حدیث ۲۴۶ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

۷۰۳۵ — ترجمہ : عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن فرمایا! اے اللہ! قرآن کریم کو نازل کرنے والے جلد حساب لینے والے کفار کے لشکروں کو شکست دے اور ان کے قدم پھسلا دے۔ حمیدی نے یہ اضافہ کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے ابن ابی خالد کے ذریعہ کہا کہ میں نے عبداللہ سے سنا انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (چونکہ اسناد میں عنعنہ ہے اس لئے بخاری نے حمیدی سے نقل کیا کہ اسناد سماعت پر مبنی ہے)

۷۰۳۵ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجع کی مذمت فرمائی ہے اور

٧٠٣٦ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ أُنْزِلَتْ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ فَسَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللهُ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ حَتَّى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا أَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتَّى يَأْخُذُوا عَنْكَ الْقُرْآنَ

اور یہ حدیث سجع پر مشتمل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے کاہنوں کی سجع کی مذمت فرمائی ہے جو باطل امور کو متضمن ہوتی ہے۔ یا وہ سجع ممنوع ہے جس میں تکلف کیا جائے۔ اور جو خود بخود زبان پر جاری ہو جائے وہ ممنوع نہیں۔ (حدیث ۲۷۳۶ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

٧٠٣٦ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا کی تفسیر میں کہا یہ آیت نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں چھپے ہوئے تھے جب آپ آواز بلند فرماتے تو مشرک سن کر قرآن کو گالیاں دیتے اور جس نے نازل کیا (اللہ) اور جو لے کر آیا (جبرائیل) کو گالیاں دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ نماز میں زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھو اور نہ ہی زیادہ آہستہ پڑھو۔ یعنی زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھو کہ مشرک سن لیں اور نہ اتنا آہستہ پڑھو کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سننے پائیں۔ اس کے درمیان راہ تلاش کریں (وہ یہ کہ) اپنے اصحاب کو سنائیں اور زیادہ بلند آواز نہ کریں یہاں تک کہ صحابہ آپ سے قرآن اخذ کر سکیں۔

٧٠٣٧ — شرح : انزال اور تنزیل میں فرق یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ نازل ہونے کو انزال کہتے ہیں اور واقعات اور مصالح کے مطابق تدریجاً نزول کو تنزیل کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی کہ نماز میں زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھیں اور نہ ہی زیادہ آہستہ پڑھیں بلکہ دونوں کے درمیان پڑھیں۔ (حدیث ۴۴۰۷ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ لَقَوْلٌ فَصْلٌ حَقٌّ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ بِاللَّعِبِ

۷۰۳۷ــــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْذِيْنِيْ ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ اللہ کا کلام تبدیل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ قرآن حق قول ہے یہ کوئی کھیل کود نہیں

اس باب کے عنوان اور اس سے پہلے اور بعد میں آنے والی احادیث نبویہ صلی اللہ علی صاحبہا کا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ کا کلام اس کی صفت اور اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے وہ ازلاً ابداً متکلم ہے"۔

۷۰۳۷ــــ **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم مجھے اذیت پہنچاتا ہے وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے، حالانکہ میں زمانہ ہوں۔ میرے ہاتھ میں امر ہے میں رات دن کو پلٹتا ہوں۔

۷۰۳۷ــــ **شرح** : یہ حدیث قدسی ہے اور اللہ کا ارشاد ابن آدم مجھے اذیت پہنچاتا ہے۔ یہ متشابہات سے ہے اسی طرح اللہ کا ہاتھ اور دھر متشابہ ہیں۔ متشابہات میں علماء کے دو قول ہیں جو ان کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں وہ مُفَوِّضہ ہیں اور جو تاویل کرتے ہیں وہ مؤوِّلہ ہیں۔ اللہ کو ایذاء دینے سے مراد یہ ہے کہ اس کی طرف وہ شیٔ منسوب کرتے ہیں جو اس کی شان کے لائق نہیں اور ید کی تاویل قدرت سے اور دہر کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ وہ دہر کو بدلتا ہے۔

(حدیث ۴۵۰۸ [illegible]

۷۰۳۸ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ

۷۰۳۹ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ

۷۰۳۸ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزاء دیتا ہوں روزہ دار میرے لئے اپنی خواہش اور کھانا پینا چھوڑتا ہے روزہ ڈھال ہے اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی روزہ افطار کرنے وقت اور دوسری خوشی جس وقت وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے پاکیزہ ہے۔

۷۰۳۸ ـــ شرح: تمام عبادات اللہ کے لئے ہیں لیکن روزہ کی تخصیص اس لئے ہے کہ اللہ کے سوا روزہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہیں کی گئی؛ کیونکہ کسی زمانہ میں کافروں نے روزہ رکھ کر بتوں کی عبادت نہیں کی دیگر سجدہ سے سجود اور صدقات وغیرہ وہ بتوں کے لئے کرتے رہتے تھے۔ اللہ کے نزدیک فم صائم کی بُو کا اطیب ہونا بطریق فرض ہے یعنی اگر اللہ کے نزدیک طیب تصور کی جائے تو صائم کے منہ کی بو اطیب ہوگی۔ (حدیث ۱۷۷۵ ج ۳ کی شرح میں اسکا مفصل بیان ہے۔

۷۰۳۹ ـــ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فَجَعَلَ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادٰى رَبُّهٗ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى يَارَبِّ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى بِىْ عَنْ بَرَكَتِكَ

۴۰۷ ـــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِىْ مٰلِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِىْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْاَلُنِىْ فَاُعْطِيَهٗ مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِىْ فَاَغْفِرَ لَهٗ

ایک دفعہ ایوب علیہ السلام ، برہنہ غسل کر رہے تھے کہ اُن پر سونے کی ٹڈی دل گرنے لگا انہوں نے اس کو اپنے کپڑوں میں بھرنا شروع کیا تو اُن کے رب نے آواز دی اے ایوب! کیا میں نے تجھے اس سے مستغنی نہیں کیا جو دیکھ رہے ہو۔ عرض کیا کیوں نہیں اے میرے پروردگار! تو نے مجھے بہت غنی کیا ہے! لیکن میں تیری برکت سے مستغنی نہیں ہوں۔ (حدیث ۲۷۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

حل لغات

رِجْلُ جَرَادٍ ، ٹڈی دل ۔ یَحْثِیْ ، بھرتا ہے ۔ اَغْنَیْتُکَ ، میں نے تجھے غنی کیا ۔

۴۰۷ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات پہلے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ آخر تہائی رات باقی رہ جاتی ہے اور فرماتا ہے کوئی شخص ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں کوئی شخص ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کو دوں کوئی شخص ہے جو مجھ سے بخشش مانگے میں اس کو بخشوں ۔

۴۰۷ ـــ شرح : اللہ تعالیٰ کا پہلے آسمان کی طرف نزول کرنا متشابہات سے ہے ان کی مراد اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں ۔ علماء اس کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے اور اس کی تجلیات نازل ہوتی ہیں اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو وہ عرش پر چلی جاتی ہیں ۔ اس جیسی مثالوں میں سر تسلیم خم کرنا چاہیے اور یہ نہ کہا جائے کہ اللہ پہلے آسمان پر اترتا ہے

۷۰۴۱ ـــ **حَدَّثَنَا** أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ اللّٰهُ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ

۷۰۴۲ ـــ **حَدَّثَنَا** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ هٰذِهِ خَدِيْجَةُ أَتَتْكَ بِإِنَاءٍ فِيهِ طَعَامٌ أَوْ إِنَاءٍ فِيهِ شَرَابٌ فَأَقْرِئْهَا مِنْ رَبِّهَا السَّلَامَ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ

کیونکہ اترنا جسم کو لازم ہے۔ اللہ جسم سے پاک ہے۔ لہٰذا خاموشی میں ہی سلامتی ہے یا اللہ اور اُس کے رسول کے حوالہ کریں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر رات نماز پڑھنے میں بہت برکتیں ہیں۔ سحری کے وقت استغفار کرنے والوں کی اللہ نے تعریف فرمائی۔ نیز عقل کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کیونکہ کھانا ہضم ہوجانے کے باعث سانس کی صفائی کا وقت ہوتا ہے اور حواس کا بوجھ زائل ہوجاتا ہے اور تشویش کن امور کا فقدان ہوتا ہے اور شور وغل نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ تنہائی اور یکسوئی کا وقت ہے۔ اس وقت عبادت میں لطف آتا ہے۔

(حدیث ۱۰۸۲ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۷۰۴۱ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ ہم دنیا میں آنے میں سب سے آخر ہیں اور قیامت کے روز سب سے پہلے ہوں گے اسی اسناد سے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تم خرچ کرو میں تم پر خرچ کردوں گا"

۷۰۴۲ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" یہ خدیجہ آپ کے پاس برتن لائی ہے

۷۰۴۳ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ

۷۰۴۴ ـ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ

جس میں کھانا یا پینے کا پانی ہے۔ انہیں اُن کے رب کی طرف سے سلام فرمادیں اور انہیں ایسے گھر کی خوشخبری دیں جو موتیوں سے بنا ہُوا ہے اس میں شور وغل اور کوئی مشقت نہیں۔ (حدیث ۳۵۲۶ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۷۰۴۴ ـ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات تہجد کی نماز پڑھتے تو فرماتے اے اللہ! تیرے ہی لئے حمد ہے تو آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والا ہے تیرے ہی لئے حمد ہے تو آسمانوں اور زمین کو قائم کرنے والا ہے۔ تیرے ہی لئے حمد ہے تو آسمانوں اور زمین اور جو ان میں ہے سب کا رب ہے تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیرا کلام حق ہے تیری ملاقات حق ہے جنّت حق ہے دوزخ حق ہے نبی حق ہیں قیامت حق ہے تیرے ہی لئے میں مسلمان ہُوا اور تجھ پر ایمان لایا تجھی پر میں نے توکّل کیا تیری طرف میں نے رجوع کیا تیری مدد سے میں نے مخاصمت اور تیری طرف میں محاکمہ لے گیا مجھے بخش دے جو میں نے پہلے کئے، جو پیچھے کئے، جو خفیہ کئے اور جو علانیہ کئے

الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ
اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ
وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ
وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

٧٠٤٥ ـــ **حَدَّثَنَا** حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَيْلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ
الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَ
عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ
زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا اَهْلُ الْاِفْكِ مَا قَالُوْا
فَبَرَّاَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ
حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ
يُنْزِلُ فِيْ بَرَاءَتِيْ وَحْيًا يُتْلٰى وَلَشَاْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ

تو میرا اللہ ہے تیرے سوا کوئی حق معبود نہیں ۔ (حدیث ۱۰۵۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۷۰۴۵ ـــ ترجمہ : یونس بن یزید نے کہا میں نے زُہری کو یہ کہتے ہوئے سُنا اُس نے کہا میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ ابن عبد اللہ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سُنی جس وقت اُن کے متعلق بہتان سازوں نے جو کچھ کہا اور اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین کو ان کے بہتان سے بری کیا ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا جس کی مجھے ام المؤمنین کے متعلق خبر دی تھی ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے

أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلٰى وَلٰكِنِّي كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَرَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِيَ اللّٰهُ بِهَا وَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِنَّ الَّذِيْنَ جَاؤُا بِالْإِفْكِ الْعَشْرَ الْآيَاتِ

۷۰۴۶ ـ **حَدَّثَنَا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِي فَاكْتُبُوْهَا لَهُ حَسَنَةً وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةٍ

نے فرمایا لیکن بخدا! مجھے یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے حق میں وحی نازل فرمائے گا جس کی تلاوت کی جایا کرے گی میرے نزدیک میری شان اس سے بہت کمزوری تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے حق میں کوئی ایسا کلام کرے جس کی تلاوت کی جائے لیکن مجھے یہ امید تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند میں خواب دیکھ لیں گے جس کے سبب اللہ تعالیٰ مجھے بری کر دے گا تو اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْکِ .. دس آیات نازل فرمائیں۔ (حدیث ۲۲۸۵ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

۷۰۴۶ ــــ **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! جب میرا بندہ گناہ کا ارادہ کرے تو جب تک وہ اس پر عمل نہ کرے اس کا گناہ نہ لکھو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کی مثل گناہ لکھو اور اگر وہ میرے خوف سے ترک کر دے تو اس کے لئے نیکی لکھو اور اگر اس پر عمل

۷۰۴۷ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُعٰوِيَةَ ابْنِ اَبِيْ مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ فَقَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذٰلِكِ لَكِ ثُمَّ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ —

کرے تو دس گناہ سے سات سو گنا تک نیکی لکھو۔ (حدیث ۶۹۳۷ ج ۹ کی شرح دیکھیں)

۷۰۴۷ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی جب اس سے فارغ ہُوا تو رحم کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ٹھہر رحم نے کہا یہ قطع رحم سے تیری پناہ مانگنے والے کا مقام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے قطع کرے گا میں اسے قطع کروں گا۔ رحم نے کہا کیوں نہیں اے میرے پروردگار۔ اللہ نے فرمایا بس یہ تیرے لئے ہے پھر ابوہریرہ نے پڑھا " تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔

۷۰۴۷ شرح : قولہ فرغ " یعنی مخلوق کی پیدائش پوری کر دی۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی شئی مشغول نہیں کرتی۔ رحم رشتہ ہے۔ اور یہ ایک مفہوم ہے اس سے کلام متصور نہیں ہو سکتا جبکہ یہ قرابت ہے جس کو رحم واحد جمع کرتا ہے اور وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں لہٰذا اس کی شان کی تعظیم، اس کو ملانے والے کی تعظیم اور اس کو قطع کرنے والے کی تاثیم مراد ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فقال میں فا تعقیب کے لئے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا کلام رحم کے کلام کے بعد ہے لہٰذا اللہ کا کلام حادث ہوگا اس کا جواب یہ ہے۔ یہ فرشتہ کا کلام ہے جو اس پر مامور ہے

۷۰۴۸ ــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ مُطِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ كَافِرٌ بِيْ وَمُؤْمِنٌ بِيْ

۷۰۴۹ ــــ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اِذَا اَحَبَّ عَبْدِيْ لِقَائِيْ اَحْبَبْتُ لِقَاءَهٗ وَاِذَا كَرِهَ لِقَائِيْ كَرِهْتُ لِقَاءَهٗ

۷۰۵۰ ــــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ

۷۰۴۸ ــــ ترجمہ : زید بن خالد نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بارش ہوئی تو حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بعض بندوں نے میرے ساتھ کفر کیا اور بعض ایمان لانے والے ہو گئے۔

۷۰۴۸ ــــ شرح : یعنی جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان لانے والے ہوئے اور جس نے کہا فلاں ستارہ کے باعث بارش ہوئی اور اس کو بارش برسانے میں مؤثر جانا تو اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستارہ پر ایمان لانے والا ہوا۔ (حدیث ۹۸۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۷۰۴۹ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے

۷۰۵۱ ـــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ إِذَا مَاتَ فَأَحْرِقُوْهُ وَاذْرُوْا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللهِ لَئِنْ قَدَرَ اللهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعٰلَمِيْنَ فَأَمَرَ اللهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَأَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهُ ـــ

کرے تو میں اس کی ملاقات سے محبت کرتا ہوں اور اگر میری ملاقات کو بُرا جانے تو میں اس کی ملاقات کو بُرا جانتا ہوں (حدیث ع ۶۹۵۳ ج ۹ کی شرح دیکھیں)۔

۷۰۵۰ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں جو وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ (اگر وہ میرے فضل و کرم کی امید رکھتا ہے تو اس پر اپنے فضل و کرم سے رحم کرتا ہوں) حدیث ع ـــ کی شرح دیکھیں۔

۷۰۵۱ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی جس نے کوئی اچھا کام نہ کیا تھا نے کہا جب وہ مر جائے تو اس کو آگ میں جلا دو اس کو آدھا خشکی میں اڑا دو اور آدھا سمندر میں بہا دو اللہ کی قسم! اگر اللہ اس پر قادر ہُوا تو اس کو ایسا عذاب دے گا جو تمام جہانوں میں کسی کو عذاب نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا تو جو کچھ میں بہایا گیا تھا اس کو اکٹھا کیا اور خشکی کو حکم دیا اس کو بھی جو کچھ اس میں تھا جمع کیا پھر اسے فرمایا تو نے یہ کیوں کیا تھا؟ اُس نے کہا تیرے خوف سے کیا تھا حالانکہ تو جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

۷۰۵۱ ـــ شرح : یہ شخص کفن چور تھا جو قبروں میں مردوں کے کفن اتارا کرتا تھا۔ اگر یہ سوال

۷۰۵۲ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ عَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَبْدًا اَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَمَا قَالَ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ وَرُبَمَا قَالَ اَصَبْتُ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا اَوْ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ اَوْ اَصَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا وَرُبَمَا قَالَ اَصَابَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَصَبْتُ اَوْ قَالَ اَذْنَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثَلٰثًا

پوچھا جائے کہ اگر وہ شخص مومن تھا تو اُس نے اللہ کی قدرت میں شک کیوں کیا اگر وہ کافر تھا تو اس کی مغفرت کیوں ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ وہ مومن تھا کیونکہ اُس نے کہا تھا میں نے تیرے خوف سے ایسا کیا ہے اور قدر مخفف ہو یا مشدد ہو بمعنی حکم ہے یعنی اگر اس نے میرے متعلق کوئی فیصلہ کیا تو سخت فیصلہ کرے گا۔ (حدیث ۳۲۲۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۷۰۵۲ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے گناہ کیا۔ بسا اوقات ”اَذْنَبَ ذَنْبًا“ فرمایا

۷۰۵۳ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَکَرَ رَجُلًا فِیْمَنْ سَلَفَ اَوْ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ قَالَ کَلِمَةً یَعْنِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا وَّ وَلَدًا فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِیْهِ اَیَّ اَبٍ کُنْتُ لَکُمْ قَالُوْا خَیْرَ اَبٍ

اور کہا اے میرے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے کبھی کہا اَصَبْتُ ذَنْبًا، مجھے بخش دے اس کے رب نے کہا کیا میرے بندے نے جانا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کے سبب پکڑتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر جس قدر اللہ نے چاہا ٹھہرا رہا پھر گناہ کا ارتکاب کیا یا اَذْنَبَ ذَنْبًا، فرمایا اور کہا اے میرے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے یا کہا دوسرا گناہ کیا ہے اسے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرے بندے نے جانا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کے سبب پکڑتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر جس قدر اللہ نے چاہا ٹھہرا رہا پھر گناہ کیا بسا اوقات فرمایا، اَصَابَ ذَنْبًا، کہا اے میرے پروردگار میں گناہ کو پہنچا ہوں یا کہا میں نے اور گناہ کیا ہے میرا گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرے بندے نے جانا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کے سبب پکڑتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا تین بار فرمایا وہ جو چاہے عمل کرے۔

۷۰۵۲ ـــ شرح : یعنی جب تک تو گناہ کرتا رہے گا اور توبہ کرتا رہے گا میں تجھے بخش دوں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اگر انسان ہزار بار گناہ کرے یا اس سے بھی زیادہ گناہ کرے اور ہر بار توبہ کرتا رہے اس کی توبہ قبول ہوتی رہے گی یا تمام گناہوں کی ایک بار توبہ کرے اس کی توبہ صحیح ہے بشرطیکہ صمیم قلب سے توبہ کرے۔ ایک عارف باللہ کا ارشاد ہے۔

ذُنُوْبِیْ کَاَمْوَاجِ الْبَحْرِ بَلْ هِیَ اَکْثَرُ ۞ کُلُّهَا کَالْجِبَالِ بَلْ هِیَ اَکْبَرُ
وَلٰکِنْ عِنْدَ الرَّحِیْمِ اِذَا عَفَا ۞ کَجَنَاحِ الْبَعُوْضَةِ بَلْ هِیَ اَصْغَرُ

۷۰۵۳ ـــ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گذرے ہوئے لوگوں میں یا تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کا تذکرہ

قَالَ فَاِنَّہٗ لَمْ یَبْتَئِرْ اَوْ لَمْ یَبْتَئِزْ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرًا وَاِنْ یَقْدِرِ اللّٰہُ یُعَذِّبْہُ فَانْظُرُوْا اِذَا مُتُّ فَاَحْرِقُوْنِیْ حَتّٰی اِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُوْنِیْ اَوْ قَالَ فَاسْحَکُوْنِیْ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ رِیْحٍ عَاصِفٍ فَاذْرُوْنِیْ فِیْہَا قَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ مَوَاثِیْقَہُمْ عَلٰی ذٰلِکَ وَرَبِّیْ فَفَعَلُوْا ثُمَّ اَذْرَوْہُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی کُنْ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ قَالَ اللّٰہُ اَیْ عَبْدِیْ مَا حَمَلَکَ عَلٰی اَنْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ قَالَ مَخَافَتُکَ اَوْ فَرَقٌ مِّنْکَ قَالَ فَمَا تَلَافَاہُ اَنْ رَحِمَہٗ وَقَالَ مَرَّۃً اُخْرٰی فَمَا تَلَافَاہُ غَیْرُہَا فَحَدَّثْتُ بِہٖ اَبَا عُثْمٰنَ فَقَالَ سَمِعْتُ ھٰذَا مِنْ سَلْمَانَ غَیْرَ اَنَّہٗ زَادَ فِیْہِ اَذْرُوْنِیْ فِی الْبَحْرِ اَوْ کَمَا حَدَّثَ

فرمایا ایک کلمہ فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو مال اور اولاد دی جب اس کی وفات قریب آئی تو اُس نے اپنے بیٹوں سے کہا میں تمہارا باپ کیسا ہوں؟ اُنھوں نے کہا تو اچھا باپ ہے اُس نے کہا شان یہ ہے اُس نے اللہ کے نزدیک کوئی اچھا عمل نہیں کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہُوا تو اس کو سخت عذاب دے گا اب تم دیکھو! جب میں مرجاؤں تو مجھے آگ میں جلا دو حتیٰ کہ جب میں کوئلہ ہوجاؤں تو مجھے پیس ڈالو جب سخت آندھی کا دن ہو تو اس میں مجھے اُڑا دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر اُس نے اپنے بیٹوں سے مضبوط وعدہ لیا۔ میرے رب کی قسم! اُنھوں نے ایسا ہی کیا پھر اس کو سخت آندھی کے روز اُڑا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہوجا۔ اچانک آدمی کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندے تجھے اس پر کس نے اُبھارا ہے جو تونے کیا ہے۔ اُس نے کہا تیرے خوف نے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو اس کی تلافی کی وہ یہ تھی کہ اس پر رحم کیا اور دوسری بار فرمایا اُس کے غیر نے تلافی نہ کی سلیمان تیمی نے

۷۰۵۴ — حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِرْ وَقَالَ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَئِزْ فَسَّرَهُ قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ

۷۰۵۵ — حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ شُفِّعْتُ فَقُلْتُ يَا رَبِّ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ خَرْدَلَةٌ فَيَدْخُلُوْنَ ثُمَّ اَقُوْلُ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى شَيْءٍ فَقَالَ اَنَسٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہا میں نے یہ حدیث ابوعثمان نہدی سے بیان کی تو انہوں نے کہا میں نے یہ سلمان فارسی سے سنی ہے لیکن انہوں نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ (اس نے کہا) اَذْرُوْنِیْ فِی الْبَحْرِ، یا جو بھی بیان کیا"

۷۰۵۳ — شرح : قولہ فَمَا تَلَافَا "، اس کی تلافی یہ کی کہ اس پر رحم کیا۔ لفظ "مَا" موصولہ ہے یعنی الذی تلافاہ ہوالرحمۃ۔ جس نے اس کی تلافی کی وہ رحمت تھی یا ما نافیہ ہے اور "اِلَّا" ایک مذہب کے مطابق محذوف ہے یعنی مَا تَلَافَاهُ اِلَّا بِرَحْمَةٍ " اس کی تلافی صرف رحمت کے ساتھ کی

حل لغات : لَمْ يَبْتَئِرْ" کچھ آگے نہیں بھیجا، کوئی اچھا عمل نہیں کیا۔ اَحْرِقُوْنِیْ"، مجھے آگ میں جلا دو۔ اَذْرُوْنِیْ" مجھے ہوا میں اڑا دو۔ فَحْمًا" کوئلہ۔ رِيْحٌ عَاصِفٌ" سخت آندھی۔ فَرَقٌ" خوف

۷۰۵۴ — ترجمہ : موسیٰ بن اسماعیل تبوذکی نے بیان کیا کہ ہم سے مُعْتَمِر بن سلیمان نے بیان کیا اور کہا "لَمْ يَبْتَئِرْ" ، راء کے ساتھ" اور خلیفہ بن خیاط " شیخ بخاری نے کہا ہم سے

۷۰۵۶ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ قَالَ اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ فَذَهَبْنَا اِلَى اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ وَذَهَبْنَا مَعَنَا بِثَابِتٍ اِلَيْهِ يَسْاَلُهُ لَنَا عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَاِذَا هُوَ فِيْ قَصْرِهٖ فَوَافَقْنَاهُ يُصَلِّي الضُّحٰى فَاسْتَاْذَنَّا فَاَذِنَ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَقُلْنَا لِثَابِتٍ لَا تَسْاَلْهُ عَنْ شَيْءٍ اَوَّلَ مِنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ يَا اَبَا حَمْزَةَ هٰؤُلَاءِ اِخْوَانُكَ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ جَاؤُا يَسْاَلُوْنَكَ عَنْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ

معتمر نے بیان کیا اور کہا " لَمْ يَبْتَئِرْ " زاء کے ساتھ " اس کی قتادہ نے لَمْ يَدَّخِرْ " کے ساتھ تفسیر کی" کہ اُس نے کچھ ذخیرہ نہیں کیا۔ کوئی نیک عمل نہیں کیا جو آگے بھیجا ہو "

باب پروردگار عالم کا قیامت میں انبیاء علیہم السّلام اور اُن کے غیر سے کلام کرنا "

۷۰۵۵ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا میری شفاعت قبول کی جائے گی تو میں کہوں گا اے میرے پروردگار جنت میں وہ لوگ داخل کر جن کے دلوں میں رائی برابر ایمان ہے، چنانچہ وہ جنت میں داخل ہوں گے پھر میں کہوں گا ان کو جنت میں داخل کر جن کے دلوں میں ذرہ برابر ایمان ہے۔ انس نے کہا گویا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں دیکھ رہا ہوں۔ (یعنی انگلیوں کے اشارہ سے ادنیٰ شئی کی وضاحت فرما رہے تھے)

۷۰۵۶ شرح : معبد بن ھلال عنزی نے بیان کیا ہم بصرہ والے لوگ جمع ہوئے اور حضرت

فِي بَعْضٍ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ
خَلِيلُ الرَّحْمَنِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّهُ
كَلِيمُ اللَّهِ فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى فَإِنَّهُ
رُوحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ
فَيَأْتُونِي فَأَقُولُ أَنَا لَهَا فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ
أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا
فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ
تُشَفَّعْ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي

انس بن مالک کے پاس گئے ثابت کو بھی ہم اپنے ساتھ لے گئے کہ وہ ہمارے لئے شفاعت کی حدیث کا اُن سے استفسار کریں گے جبکہ وہ اپنے مکان میں تشریف فرما تھے۔ ہم نے اُن کو اس حال میں پایا کہ وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے اُن سے اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دے دی جبکہ وہ اپنے بستر پہ بیٹھے ہُوئے تھے۔ ہم نے ثابت سے کہا اِن سے شفاعت کی حدیث سے پہلے کوئی شئی نہ پوچھو۔ ثابت نے کہا اے ابا حمزہ یہ آپ کے بھائی بصرہ سے آئے ہیں۔ آپ سے شفاعت کی حدیث پوچھنا چاہتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیث سنائی کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو لوگ بے قرار ہوں گے اور ہیبت سے ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔ پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اپنے ربّ کے پاس ہماری شفاعت کریں۔ وہ کہیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں لیکن تم ابراہیم کے پاس جاؤ وہ ابراہیم کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں لیکن تم موسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے کلیم ہیں وہ موسیٰ کے پاس آئیں گے۔ وہ کہیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں لیکن تم عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے روح اور کلمہ ہیں وہ عیسیٰ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں لیکن تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو وہ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا میں شفاعت کے لائق ہوں۔ پس میں اپنے ربّ کے پاس آنے کی اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے محامد الہام کرے گا۔ اُن سے میں اللہ کی حمد وثنا کروں گا وہ اس وقت مجھے حاضر فی الذہن نہیں میں اُن محامد سے اللہ کی حمد وثنا کروں گا اور

قَلْبِهٖ مِثْقَالَ شَعِيْرَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَانْطَلِقُ فَافْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ
بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ
وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ
فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَانْطَلِقُ فَافْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ
فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ
تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى اَدْنٰى اَدْنٰى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ
فَانْطَلِقُ فَاَفْعَلُ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ اَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ اَصْحَابِنَا لَوْ مَرَرْنَا
بِالْحَسَنِ وَهُوَ مُتَوَارٍ فِيْ مَنْزِلِ اَبِيْ خَلِيْفَةَ فَحَدَّثْنَاهُ بِمَا حَدَّثَنَا اَنَسُ
ابْنُ مٰلِكٍ فَاَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَاَذِنَ لَنَا فَقُلْنَا لَهٗ يَا اَبَا سَعِيْدٍ جِئْنَاكَ
مِنْ عِنْدِ اَخِيْكَ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ فَلَمْ نَرَ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ
قَالَ هِيْهِ فَحَدَّثْنَاهُ بِالْحَدِيْثِ فَانْتَهَيْنَا اِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ هِيْهِ
فَقُلْنَا لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلٰى هٰذَا فَقَالَ لَقَدْ حَدَّثَنِيْ وَهُوَ جَمِيْعٌ مُّنْذُ عِشْرِيْنَ
سَنَةً فَلَا اَدْرِيْ اَنَسِيَ اَمْ كَرِهَ اَنْ تَتَّكِلُوْا فَقُلْنَا يَا اَبَا سَعِيْدٍ فَحَدِّثْنَا

سجدہ کرتے ہوئے گرجاؤں گا پھر مجھے کہا جائے گا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم"، اپنا سر "مبارک" اٹھاؤ بات کرو سُنی جائے گی۔ سوال کرو مطلوب دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی میں کہوں گا اے میرے پروردگار میری اُمّت میری امت مجھے کہا جائے گا تشریف لے جائیں اور دوزخ سے وہ لوگ نکالیں جن کے دلوں میں ایک جَو کے برابر ایمان ہے۔ میں چلوں گا اور حکم کی تعمیل کروں گا۔ پھر واپس آؤں گا اور انہی محامد سے اللہ کی حمد کروں گا پھر سجدہ کرتے ہوئے گرجاؤں گا مجھے کہا جائے گا ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم" اپنا سر "مبارک" اٹھاؤ بات کرو تمہاری بات سُنی جائے گی سوال کرو مطلوب دیا جائے گا۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی میں کہوں گا

فَضَحِكَ وَقَالَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا مَا ذَكَرْتُهُ اِلَّا وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اُحَدِّثَكُمْ حَدَّثَنِيْ كَمَا حَدَّثَكُمْ ثُمَّ بِهٖ قَالَ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ ائْذَنْ.

ے میرے پروردگار! میری امت میری امت۔ مجھے کہا جائے گا تشریف لے جائیں اور دوزخ سے وہ نکالیں جن کے دلوں میں ذرہ برابر ایمان ہے یا فرمایا۔ رائی کے دانہ برابر ایمان ہے۔ میں چلوں گا اور حکم کی تعمیل کروں گا پھر واپس آؤں گا اور انہی محامد سے اللہ کی حمد کروں گا پھر سجدہ کرتے ہوئے گر جاؤں گا مجھے کہا جائے گا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم" اپنا سر "مبارک" اٹھاؤ بات کرو سنی جائے گی۔ سوال کرو جو چاہتے ہو پورا کیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی میں کہوں گا اے میرے پروردگار! پھر بھی امت میری امت اللہ اللہ فرمائے گا تشریف لے جائیے دوزخ سے اُن لوگوں کو نکالیں جن کے دلوں میں تھوڑا تھوڑا رائی کے دانہ برابر ایمان ہے۔ ان کو دوزخ سے نکالو (یہ دو بار فرمایا) میں چلوں گا اور حکم کی تعمیل کروں گا جب ہم انس کے پاس سے باہر آئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اگر ہم حسن بصری کے پاس سے گزریں حالانکہ وہ حجاج بن یوسف کے خوف سے ابو خلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے وہ ہم سے وہ حدیث بیان کریں جو انس بن مالک نے بیان کی ہے۔ ہم حسن بصری کے پاس آئے اور اُن سے سلام کہا انہوں نے ہمیں اجازت دی ہم نے اُن سے کہا اے ابا سعید ہم تمہارے پاس تمہارے بھائی انس بن مالک کے پاس سے آئے ہیں جو انہوں نے شفاعت کے بارے میں حدیث بیان کی ہے اس جیسی حدیث ہم نے نہیں سُنی۔ حسن بصری نے کہا بیان کرو ہم نے ان سے ساری حدیث کی اور اس مقام "اذنی اذنی" تک پہنچے تو کہا اور بیان کرو ہم نے کہا انہوں نے اس سے زیادہ نہیں کہا حسن بصری نے کہا اُنہوں نے مجھ سے بیس سال پہلے یہ حدیث بیان کی تھی جبکہ وہ پورے قوی نوجوان تھے میں نہیں جانتا وہ بھول گئے ہیں یا یہ پسند نہ کیا کہ تم وہ حدیث سننے سے توکل کر بیٹھو گے۔ ہم نے کہا اے ابا سعید ہم سے حدیث بیان کریں وہ ہنس پڑے اور کہا انسان جلد باز پیدا کیا گیا ہے میں نے یہ ذکر اسی لئے کیا ہے کہ میں تم سے حدیث بیان کرنا چاہتا ہوں۔ انس نے مجھ سے یہی حدیث بیان کی تھی جو تمہیں خبر دی ہے۔ پھر حضور نے کہا پھر میں چوتھی بار واپس آؤں گا اور انہی محامد سے اللہ کی حمد و ثناء کروں گا پھر

لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَقُوْلُ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظَمَتِيْ لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

سجدہ کرتے ہوئے گر جاؤں گا مجھے کہا جائے گا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" سر مبارک "اٹھاؤ بات کرو سنی جائے گی سوال کرو جو طلب کرتے ہو دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا اے میرے پروردگار مجھے اُن لوگوں کے بارے میں اجازت دے جنہوں نے صرف لا الٰہ الا اللہ "، ہی کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنی عزت وجلال اور کبریائی وعظمت کی قسم! میں دوزخ سے ان کو بھی نکالوں گا جس نے صرف لا الٰہ الا اللہ "، کہا ہے۔

۷۰۵۶ — شرح: حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں تم ابراہیم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ اس سے پہلے حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے کہا کہ تم نوح کے پاس جاؤ جب وہ نوح کے پاس آئیں گے تو وہ انہیں ابراہیم کے پاس جانے کو کہیں گے لیکن ہوسکتا ہے کہ آدم نے فرمایا ہوگا میرے غیر کے پاس نوح ابراہیم اور دیگر نبیوں کے پاس جاؤ وہ پہلے نوح اور پھر ابراہیم کے پاس گئے ہوں گے یا راوی نوح علیہ السلام ذکر کرنا بھول گیا ہوگا۔ لوگ حدیث میں مذکور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے ہوتے ہوئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اللہ تعالیٰ حضور کو محامد الہام کرے گا جن سے آپ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کریں گے الہام اور وحی میں فرق یہ ہے کہ وحی جبرائیل علیہ السلام کے توسط سے ہوتی ہے الہام عام ہے فرشتہ کے واسطہ سے ہو یا اس کے بغیر ہو جو توجہ کے بغیر دل میں القاء ہو جائے قولہ یارب امتی امتی "، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرنے والے عام لوگ ہیں صرف یہ امت نہیں اور یہ بھی قیامت میں موقف کے خوف وہراس زائل کرنے کے لئے ہے دوزخ سے نکالنے کے لئے نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی جس کا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے اور وہ قیامت میں موقف کے خوف وہراس سے ازالہ اور آپ کے لئے مقام محمود کی خصوصیت ہے جس میں کوئی اور نبی شریک نہیں اور جو شفاعت حضور امت کے ساتھ مخصوص ہے اسے بیان کیا یعنی اس حدیث میں اختصار ہے اور اس امت کی شفاعت پر اقتصار کیا ہے۔ شارح نے مہلب سے نقل کیا کہ یہ لفظ "اقول امتی امتی" سلیمان بن حرب نے زیادہ ذکر کیا ہے جو دوسرے راویوں نے ذکر نہیں کیا۔ اس تقدیر پر اس امت کی تخصیص نہ ہوگی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جلال وکبریا اور عظمت میں کیا فرق ہے۔ اس کا جواب

۷۰۵۷ — حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ خَلِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ ابْنُ مُوْسٰی عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَبِیْدَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اٰخِرَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ دُخُوْلًا اَلْجَنَّۃَ وَاٰخِرَ اَھْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ یَخْرُجُ حَبْوًا فَیَقُوْلُ لَہٗ رَبُّہٗ اُدْخُلِ الْجَنَّۃَ فَیَقُوْلُ رَبِّ الْجَنَّۃُ مَلْأٰی فَیَقُوْلُ لَہٗ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ کُلَّ ذٰلِكَ یُعِیْدُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃُ مَلْأٰی فَیَقُوْلُ اِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْیَا عَشْرَ مِرَارٍ

یہ ہے کہ کبیر کی نقیض صغیر ہے۔ عظیم کی نقیض حقیر ہے اور جلیل کی نقیض رقیق ہے۔ اضداد سے اشیاء پہچانی جاتی ہیں اور جب ان کا اطلاق اللہ پر ہو تو اس کی شان کے لائق ان کے لوازم مراد ہیں۔ بعض علماء نے کہا کبریاء کا مرجع کمالِ ذات، عظمت کا کمالِ صفات اور جمال کا کمال ذات و صفات ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صرف لا الٰہ الا اللہ کہا ہے محمد رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم"، کیوں نہیں کہا کیا دوزخ سے نجات حاصل ہونے کے لئے صرف اللہ کی توحید کافی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں اس سے پورا کلمہ مراد ہے جیسے الحمد للہ رب العالمین سے پوری صورت فاتحہ مراد ہے۔

حلّ لغات: مَاجَ النَّاسُ "، لوگ بے قرار ہوئے اور قیامت کے دن کی ہیبت سے ایک دوسرے سے مل گئے۔ مَرَجَ الْبَحْرُ "، سمندر کی موجیں اچھلیں۔ لَسْتُ لَھَا _ شفاعت کے لائق نہیں۔ الحبۃ "، دانہ۔ الخردل" رائی۔ متوارٍ "، چھپنے والا۔ حِبّہٖ "، اس پر زیادہ کر۔ جمیعٌ "، نوجوان

۷۰۵۷ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتیوں میں سے سب سے آخر جنت میں داخل ہونے والا اور دوزخیوں میں سب سے آخر دوزخ سے نکلنے والا ایک آدمی ہوگا جو گھسٹ کر نکلے گا اس کا رب اسے فرمائے گا جنت میں داخل ہوجا وہ کہے گا اے میرے پروردگار جنت تو بھری ہوئی ہے۔ اللہ اس سے یہ تین بار فرمائے گا وہ ہر بار اسی بات کا اعادہ کرے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے دنیا کی مثل دس بار ہے۔ حدیث ۳۱۲۵ ج ۵ کی شرح دیکھیں

۷۰۵۸ ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ فَيَنْظُرُ اَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ وَيَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا يَرٰى اِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرٰى اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ الْاَعْمَشُ وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيْهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

۷۰۵۹ ـــ حَدَّثَنِيْ عُثْمٰنُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُوْدِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهُ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ جَعَلَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ ثُمَّ يَقُوْلُ

۷۰۵۸ ـــ **ترجمہ** : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کا رب اس سے کلام کرے گا اس کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا وہ اپنے دائیں وہی عمل دیکھے گا جو اس نے آگے بھیجا ہے اور بائیں بھی وہی عمل دیکھے گا جو آگے بھیجا ہے وہ اپنے آگے سوا دوزخ کے کچھ نہ دیکھے گا جو اس کے چہرے کے سامنے ہوگا تم دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرنے سے ہو۔ اعمش نے کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے خیثمہ سے اس طرح بیان کیا اور اس میں یہ زیادہ کہا کہ اگرچہ اچھی بات سے ہو۔ (حدیث ۱۳۳۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا وَتَصْدِيقًا لِقَوْلِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

۷۰۶۰ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي النَّجْوٰى قَالَ يَدْنُوْ أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ أَعَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ

۷۰۵۹ — ترجمہ: عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی عالم آیا اور کہا جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ تمام آسمان ایک انگلی پر کر دے گا اور تمام زمینیں ایک انگلی پر اور پانی اور کیچڑ ایک انگلی پر اور پانی اور کیچڑ ایک انگلی اور ساری مخلوق ایک انگلی پہ پھر ان کو حرکت دے گا پھر کہے گا میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس کی بات پہ حیرت کرتے ہوئے اور اس کی بات کی تصدیق کرتے ہوئے ہنسے یہاں تک آپ کے دانت شریف ظاہر ہو گئے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کا حق ہے (حدیث ۴۴۹۲ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

۷۰۵۹ — شرح: اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ سارے جہان اللہ کی قدرت کے سامنے حقیر ہیں کیونکہ انگلی سے بوجھ اٹھانا اس وقت استعمال ہوتا ہے جب محمول کی حقارت مطلوب ہو جیسے تو اس شخص سے جو کسی شئ کو بھاری جانے کہے میں تو اس کو چھنگلی انگلی سے اٹھا لیتا ہوں اور یھزھن میں اس کی تحقیر ہے یعنی اللہ تعالیٰ پر یہ بھاری نہیں نہ ان کو روکنا بھاری ہے اور نہ ان کو حرکت دینا اور نہ ہی ان کی قبض و بسط بھاری ہیں۔

حل لغات: ثُمَّ یَهُزُّهُنَّ ،، پھر ان کو حرکت دے گا۔ بَدَتْ ،، ظاہر ہوئے۔ نواجذ ،، دانت

فَيُقَرِّرُهُ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنِّيْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ وَقَالَ اٰدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ صَفْوَانُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا

۷۰۶۱ — حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ

۷۰۶۰ — ترجمہ : صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نجویٰ (سرگوشی) کے متعلق فرماتے ہوئے (کس طرح) سُنا ہے۔ ابن عمر نے کہا تم میں سے کوئی ایک شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا۔ یہاں تک کہ اس پر اللہ تعالیٰ اپنا پردہ ڈال دے گا پھر فرمائے گا تونے ایسے ایسے عمل کئے ہیں؟ وہ کہے گا جی ہاں! اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا تونے ایسے ایسے عمل کئے ہیں؟ وہ کہے گا جی ہاں اور اس کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ فرمائے گا میں نے دُنیا میں تجھ پر پردہ ڈالا تھا (تیری پردہ پوشی کی تھی) آج میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ آدم نے کہا شیبان، قتادہ اور صفوان نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے (حدیث ۲۲۷۸ ج: ۳ کی شرح بھی دیکھیں)

۷۰۶۰ — شرح : قیامت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان سرگوشی ہوگی! وہ نجویٰ ہے۔ جبکہ بندے کا اللہ تعالیٰ سے قرب رُتبی ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ قربِ مکانی سے پاک ہے۔ اللہ کی عنایت اس کا احاطہ کرے گی تو اس سے اعمال کا اقرار کرائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت کا احاطہ کرنا بھی متشابہات سے ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر عظیم فضل وکرم کرے گا۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد!

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ "علیہ السلام" سے کلام کیا

عُقَیْلٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰی فَقَالَ مُوْسٰی اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِیْ اَخْرَجْتَ ذُرِّیَّتَکَ مِنَ الْجَنَّۃِ قَالَ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسٰی الَّذِی اصْطَفَاکَ اللّٰہُ بِرِسَالَاتِہٖ وَبِکَلَامِہٖ ثُمَّ تَلُوْمُنِیْ عَلٰی اَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی

۷۰۶۱ — **ترجمہ :** ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم اور موسیٰ "علیہما السلام" نے مناظرہ کیا۔ موسیٰ "علیہ السلام" نے کہا آپ وہی آدم ہیں جس نے اپنی اولاد کو جنت سے نکالا ہے۔ آدم "علیہ السلام" نے کہا آپ وہی موسیٰ ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام سے نوازا ہے۔ آپ اس امر کے سبب مجھے ملامت کرتے ہیں جو میرے پیدا ہونے سے پہلے میرا مقدر ہو چکا تھا۔ آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے۔

۷۰۶۱ — **شرح :** امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب میں مذکورہ آیت کریمہ سے استدلال کیا کہ اللہ متکلم ہے اور اہل سنت وجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کسی واسطہ اور ترجمان کے بغیر کلام فرمایا تھا اور انہیں اپنے کلام کے معانی سمجھائے تھے اور اپنا کلام سنایا تھا کیونکہ کلام کا سنا جانا اظہر ہے۔ اس میں معتزلہ کا بلیغ رد ہے جو کلام کو صفت تسلیم نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے تلاوت کرنے والے کی تلاوت اور قاری کی قرأت کے وقت سنا جاتا ہے۔ قولہ کَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا" لفظ اللہ مرفوع کلم کا فاعل ہے۔ یعنی اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا لہٰذا اللہ متکلم ہے۔ تکلیما مصدر ہے جو فعل کی تاکید کرتا ہے اس سے مجاز کا احتمال اٹھ جاتا ہے کیونکہ جب مصدر سے تاکید کی جائے تو حقیقی کلام مراد ہوتا ہے۔ قرطبی نے کہا "تکلیما" مصدر ہے اس کے معنی تاکید کے ہیں۔ یہ اس شخص کے قول کے بطلان پر دلالت کرتا ہے جو کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے درخت میں کلام پیدا کر دیا تھا جسے موسیٰ علیہ السلام سنتے تھے۔ بلکہ یہ حقیقی کلام تھا جس کے ساتھ کلام کرنے والے کو متکلم کہا جاتا ہے۔ علماء نحو کا بھی اتفاق ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناظرہ میں تمہارا کیا خیال ہے کہ کون غالب رہا۔ جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

۷۰۶۲ ــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْمَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِاسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيُرِيْحُنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ اَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا فَيَقُوْلُ لَهُمْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيْٓئَتَهُ الَّتِيْ اَصَابَ

کہ کیا تم رات نماز نہیں پڑھتے ہو تو حضرت علی المرتضیٰ نے عرض کیا تھا ہماری روحیں اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہیں اگر ہمیں نماز کے وقت اُٹھانا چاہے گا تو ہم اُٹھ کھڑے ہوں گے اور نماز پڑھ لیں گے یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انسان بہت جھگڑا کرتا ہے" اس کا جواب یہ ہے اس مناظرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مغلوب تھے، کیونکہ یہ آیت کریمہ دار تکلیف میں نازل ہوئی ہے اس دار میں صرف تشریف کا اعتبار ہے۔ بخلاف حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے مناظرہ کے وہ کسی اور دور میں تھا۔ اس میں حقائق امور سے پردہ مرتفع ہے اور وہ ظاہر ہو گئے ہیں لہٰذا اُس مناظرہ کا فائدہ سوائے آدم کو شرمندہ کرنے کے اور کچھ نہ تھا اور یہ تجبیل کا مقام نہیں۔

۷۰۶۲ ترجمہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مومن جمع ہوں گے اور کہیں گے اگر ہم اپنے رب کے حضور سفارش کرائیں تو بہتر ہوگا ہمیں اس مقام سے آرام دے گا۔ وہ آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم ابوالبشر آدم ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کروایا ہے اور ہر شئی کے ناموں کا علم سکھایا ہے۔ ہمارے رب کے پاس ہماری سفارش کیجئے تاکہ ہمیں اس مقام سے نجات ملے اور ہمیں راحت ہو ان سے آدم فرمائیں گے میں اُس مقام کے لائق نہیں اور وہ خطاء ذکر کریں گے جو پائی تھی۔ (حدیث ۵۶ کی شرح دیکھیں)

۷۰۶۳ ـ حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ اَنَّهٗ جَاءَهٗ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ اَنْ يُوحٰى اِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ اَوَّلُهُمْ اَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ اَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ فَقَالَ اٰخِرُهُمْ خُذُوا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى اَتَوْهُ لَيْلَةً اُخْرٰى فِيمَا يَرٰى قَلْبُهٗ وَتَنَامُ عَيْنُهٗ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهٗ وَكَذٰلِكَ الْاَنْبِيَاءُ تَنَامُ اَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ فَلَمْ يُكَلِّمُوهُ حَتّٰى احْتَمَلُوهُ فَوَضَعُوهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيلُ فَشَقَّ جِبْرِيلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهٖ اِلٰى لَبَّتِهٖ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهٖ وَجَوْفِهٖ فَغَسَلَهٗ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بِيَدِهٖ حَتّٰى اَنْقٰى جَوْفَهٗ ثُمَّ اُتِيَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ تَوْرٌ مِنْ ذَهَبٍ مَحْشُوًّا اِيمَانًا وَحِكْمَةً

۷۰۶۳ ــــ ترجمہ : شریک بن عبداللہ نے کہا میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جس رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے سیر کرائی گئی وحی آنے سے پہلے آپ کے پاس تین فرشتے آئے حالانکہ حضور مسجد حرام میں سو رہے تھے اُن میں سے پہلے نے کہا ان میں وہ کون ہے ؟ درمیانے نے کہا وہ سب سے بہتر ہے اور آخری نے کہا ان میں جو بہتر ہے اس کو لے لو۔ یہ رات اسی طرح رہی حضور نے ان کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ دوسری رات آئے جبکہ آپ کا قلب شریف انہیں دیکھ رہا تھا اور آنکھ سو رہی تھی۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اسی طرح ہوتے ہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں

فَحَشَا بِهٖ صَدْرَهٗ وَلَغَادِيْدَهٗ يَعْنِيْ عُرُوْقَ حَلْقِهٖ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَضَرَبَ بَابًا مِنْ اَبْوَابِهَا فَنَادَاهُ اَهْلُ السَّمَاءِ مَنْ هٰذَا فَقَالَ جِبْرِيْلُ قَالُوْا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مَعِيَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالُوْا فَمَرْحَبًا بِهٖ وَاَهْلًا وَيَسْتَبْشِرُ بِهٖ اَهْلُ السَّمَاءِ لَا يَعْلَمُ اَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِهٖ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى يُعْلِمَهُمْ فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا اٰدَمَ فَقَالَ لَهٗ جِبْرِيْلُ هٰذَا اَبُوْكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ اٰدَمُ وَقَالَ مَرْحَبًا وَاَهْلًا بِابْنِيْ فَنِعْمَ الْاِبْنُ اَنْتَ فَاِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهْرَيْنِ يَطَّرِدَانِ فَقَالَ مَا هٰذَانِ النَّهْرَانِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا النِّيْلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا ثُمَّ مَضٰى بِهٖ فِي السَّمَاءِ فَاِذَا هُوَ بِنَهْرٍ اٰخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ

اور دل نہیں سوتے انہوں نے حضور سے کوئی بات نہیں کی حتی کہ آپ کو اٹھا کر لے گئے اور چاہ زمزم کے پاس رکھ دیا۔ ان میں سے جبریل حضور کا والی بنا اور گلے سے زیر ناف تک سینہ چاک کیا حتی کہ سینہ اور پیٹ سے فارغ ہوئے تو اس کو اپنے ہاتھ کے ساتھ آبِ زمزم سے دھویا یہاں تک کہ آپ کا پیٹ صاف کر دیا پھر سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا برتن ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا اس سے حضور کے سینہ مبارک اور حلق شریف کی رگیں بھر دیں پھر اس کو برابر کر دیا۔ پھر آپ کو پہلے آسمان کی طرف لے گئے اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھٹکھٹایا تو آسمان والوں نے آواز دی یہ کون ہے؟ کہا جبریل۔ انہوں نے کہا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا میرے ساتھ محمد" صلی اللہ علیہ وسلم" ہیں اس نے کہا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں! انہوں نے مرحبا اور خوش آمدید کہا اور اس سے آسمان والے خوش ہوئے آسمان والے نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ زمین میں کیا ارادہ رکھتا ہے حتیٰ کہ ان کو خبردار کرتا ہے حضور نے پہلے آسمان میں آدم "علیہ السلام" کو پایا تو جبرائیل علیہ السلام"

فَضَرَبَ يَدَهُ فَاِذَا هُوَ مِسْكٌ اَذْفَرُ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ
هُوَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِىْ قَدْ خَبَالَكَ رَبُّكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ
الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الْاُوْلٰى مَنْ هٰذَا
قَالَ جِبْرِيْلُ قَالُوْا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ
نَعَمْ قَالُوْا مَرْحَبًا بِهٖ وَاَهْلًا ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ وَقَالُوْا لَهٗ
مِثْلَ مَا قَالَتِ الْاُوْلٰى وَالثَّانِيَةُ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوْا
لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوْا لَهٗ مِثْلَ
ذٰلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوْا لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ
عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوْا لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلُّ سَمَاءٍ فِيْهَا
اَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ فَاَوْعَيْتُ مِنْهُمْ اِدْرِيْسَ فِى الثَّانِيَةِ وَهَارُوْنَ
فِى الرَّابِعَةِ وَاٰخَرُ فِى الْخَامِسَةِ لَمْ اَحْفَظْ اِسْمَهٗ وَاِبْرَاهِيْمَ فِى
السَّادِسَةِ وَمُوْسٰى فِى السَّابِعَةِ بِتَفْضِيْلِ كَلَامِ اللّٰهِ فَقَالَ مُوْسٰى

نے کہا یہ آپ کا باپ ہے انہیں سلام کہیں۔ حضور نے انہیں سلام کہا آدم (علیہ السلام) نے سلام کا جواب دیا اور کہا میرے بیٹے کا آنا مبارک ہو۔ آپ بہت اچھے بیٹے ہیں آپ نے اچانک پہلے آسمان میں دو نہریں دیکھیں جو جاری تھیں فرمایا اے جبریل! یہ دو نہریں کیسی ہیں انہوں نے کہا یہ نیل اور فرات کا اصل منبع ہیں پھر آپ کو آسمان میں پھرانے لگے اچانک آپ نے ایک اور نہر دیکھی اس پر موتیوں اور زبرجد سے بنا ہُوا محل ہے۔ حضور نے اس کو دستِ اقدس مارا تو وہ خوشبودار مشک ہے۔ فرمایا اے جبریل یہ کیا ہے کہا یہ کوثر ہے۔ آپ کے رب نے آپ کے لئے چھپا رکھا ہے۔ پھر حضور کو دوسرے آسمان کی طرف لے گئے

رَبِّ لَمْ اَظُنَّ اَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ اَحَدٌ ثُمَّ عَلَا بِهٖ فَوْقَ ذٰلِكَ بِمَا
لَا يَعْلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ حَتّٰى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهٰى وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ
الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحَى
اللّٰهُ اِلَيْهِ فِيْمَا اَوْحَى اللّٰهُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً عَلٰى اُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ
وَلَيْلَةٍ ثُمَّ هَبَطَ حَتّٰى بَلَغَ مُوْسٰى فَاحْتَبَسَهٗ مُوْسٰى فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ
مَا ذَا عَهِدَ اِلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ عَهِدَ اِلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ
يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ
عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى
جِبْرِيْلَ كَاَنَّهٗ يَسْتَشِيْرُهٗ فِيْ ذٰلِكَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ جِبْرِيْلُ اَنْ نَعَمْ
اِنْ شِئْتَ فَعَلَا بِهٖ اِلَى الْجَبَّارِ فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهٗ يَا رَبِّ خَفِّفْ
عَنَّا فَاِنَّ اُمَّتِيْ لَا تَسْتَطِيْعُ هٰذَا فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ
رَجَعَ اِلٰى مُوْسٰى فَاحْتَبَسَهٗ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهٗ مُوْسٰى اِلٰى رَبِّهٖ

فرشتوں نے اُن سے اسی طرح کہا جو پہلے فرشتوں نے کہا یہ کون ہے کہا جبریل ہے فرشتوں نے کہا تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبریل نے کہا "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم ہیں انہوں نے کہا آپ کو پیغام بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں! انھوں نے کہا حضور کا تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر تیسرے آسمان کی طرف لے گئے۔ انہوں نے اس سے وہی کہا جو پہلے دوسرے آسمانوں کے فرشتوں نے کہا تھا۔ پھر آپ کو چوتھے آسمان کی طرف لے گئے انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر حضور کو ساتویں آسمان کی طرف لے گئے انہوں نے بھی اسی طرح کہا ہر آسمان میں نبی تھے اُن کے نام بھی ذکر کئے ہیں۔ میں نے اُن میں سے ادریس کو دوسرے

حَتّٰى صَارَتْ اِلٰى خَمْسِ صَلَوَاتٍ ثُمَّ احْتَبَسَهٗ مُوْسٰى عِنْدَ
الْخَمْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ قَوْمِيْ
عَلٰى اَدْنٰى مِنْ هٰذَا فَضَعُفُوْا اَوْ تَرَكُوْهُ فَاُمَّتُكَ اَضْعَفُ اَجْسَادًا
وَّقُلُوْبًا وَّاَبْدَانًا وَّاَبْصَارًا وَّاَسْمَاعًا فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ
رَبُّكَ كُلَّ ذٰلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ
لِيُشِيْرُ عَلَيْهِ وَلَا يَكْرَهُ ذٰلِكَ جِبْرَئِيْلُ فَرَفَعَهٗ عِنْدَ الْخَامِسَةِ
فَقَالَ يَا رَبِّ اِنَّ اُمَّتِيْ ضُعَفَاءُ اَجْسَادُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ وَاَسْمَاعُهُمْ
وَاَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا فَقَالَ الْجَبَّارُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ

آسمان پر، ہارون کو چوتھے پر پانچویں پر کسی اور کو مجھے اس کا نام یاد نہیں، ابراہیم کو چھٹے پر اور موسیٰ کو ساتویں آسمان پر "علیہم السلام" اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کی فضیلت کے باعث مجھے یاد رہا موسیٰ "علیہ السلام" نے کہا اے میرے پروردگار مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مجھ سے زیادہ بلندی پر پہنچے گا پھر حضور کو اس سے اوپر لے گئے اس کو اللہ ہی جانتا ہے کہ کہاں تک لے گئے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ پر آئے اور رب العزت کے قریب آئے پھر اور قریب ہوئے یہاں تک کہ کمان کے دو کونے رہ گئے یا اس سے بھی قریب ہوئے پھر اللہ نے وحی بھیجی اور جو آپ کو وحی بھیجی اس میں یہ تھا کہ آپ کی امت پر ایک دن رات میں پچاس نمازیں ہیں۔ پھر حضور نیچے تشریف لائے حتیٰ کہ موسیٰ "علیہ السلام" تک پہنچے تو انہوں نے آپ کو روک لیا اور کہا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" تمہارے رب نے تم سے کیا عہد لیا ہے۔ فرمایا مجھ سے ایک دن رات میں پچاس نمازوں کا عہد لیا ہے۔ موسیٰ نے کہا آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی واپس تشریف لے جائیے تاکہ آپ کا رب آپ سے اور اُن سے تخفیف کرے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبریل کی طرف متوجہ ہوئے گویا کہ اس بارے میں اُن سے مشورہ لیتے ہیں جبرائیل نے یہی مشورہ دیا کہ جی ہاں اگر آپ چاہتے ہیں تو ضرور تشریف لے جائیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف لے گئے

قَالَ اِنَّهٗ لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ کَمَا فَرَضْتُ عَلَیْكَ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا فَهِیَ خَمْسُوْنَ فِیْ اُمِّ الْكِتَابِ وَهِیَ خَمْسٌ عَلَیْكَ فَرَجَعَ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ كَیْفَ فَعَلْتَ فَقَالَ خَفَّفَ عَنَّا اَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ اَمْثَالِهَا قَالَ مُوْسٰی قَدْ وَاللّٰهِ رَاوَدْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی اَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ فَتَرَكُوْهُ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَلْیُخَفِّفْ عَنْكَ اَیْضًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا مُوْسٰی قَدْ وَاللّٰهِ اسْتَحْیَیْتُ

اور اپنے مقام پر ہی عرض کیا اے میرے پروردگار ہم سے تخفیف کر دے کیونکہ میری امّت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں وضع کر دیں۔ پھر آپ موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹے تو انھوں نے آپ کو روک لیا، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام بار بار اللہ کی طرف بھیجتے رہے یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے پانچ نمازوں کے وقت بھی روکا اور کہا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ کی قسم! میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے اس سے کم کا تجربہ کیا ہے وہ ادا کرنے سے کمزور ہو گئے اور اس کو چھوڑ دیا آپ کی امت تو جسم، دل، بدن، نظر اور سماعت کے اعتبار سے بہت کمزور ہے۔ واپس تشریف لے جائیے اور اپنے رب سے تخفیف کرائیے۔ ہر بار سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل کی طرف متوجہ ہوتے رہے تاکہ وہ حضور کو مشورہ دیں اور جبریل بھی اس کو ناپسند نہ کرتے تھے پھر پانچویں بار حضور کو اوپر لے گئے تو حضور نے عرض کیا اے میرے پروردگار میری امت کے جسم دل، کان اور بدن بہت کمزور ہیں ہم سے تخفیف فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" عرض کیا لبّیک سعدیک فرمایا میرے نزدیک کلام تبدیل نہیں ہوتا جو میں نے تم پر ام الکتاب میں فرض کیا ہے وہی رہے گا اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے اور یہ ام الکتاب (لوح محفوظ) میں پچاس ہیں حالانکہ آپ پر پانچ نمازیں فرض ہیں پھر حضور موسیٰ کی طرف تشریف لائے تو انہوں نے کہا کیا کیا ہے۔ فرمایا ہم سے تخفیف کر دی ہے اور ہر نیکی کا بدل دس گنا دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ کی قسم! میں نے بنی اسرائیل کا اس سے کم کا تجربہ کیا ہے انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیے اور اپنے سے تخفیف کرا لیجئے۔

مِنْ رَبِّیْ مِمَّا اخْتَلَفُ اِلَیْهِ قَالَ فَاهْبِطْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاسْتَیْقَظَ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے موسیٰ! بخدا مجھے اپنے رب سے حیاء آتا ہے کہ میں بار بار اس کی طرف جاؤں جبرائیل نے کہا اللہ کے نام سے "زمین" پر تشریف لے چلیں۔ راوی نے کہا حضور بیدار ہوئے جبکہ آپ مسجد حرام میں تھے۔

۷۰۶۳

شرح: حدیث شریف میں مذکور واقعہ خواب میں ہوا جبکہ آپ مسجد حرام میں سو رہے تھے چنانچہ اس حدیث کے آخری الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور بیدار ہوئے جبکہ آپ مسجد میں تھے اس وقت آپ کے پاس دو آدمی حمزہ بن عبد المطلب اور جعفر بن ابی طالب سو رہے تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان تھے اور اُن سے بہتر تھے۔ اس رات وہ آئے اور یہ رات یوں ہی گزر گئی اور اس میں کوئی واقعہ نہ ہوا پھر وہ دوسری رات آئے معلوم نہیں دوسری رات اور پہلی رات کے درمیان کتنا عرصہ تھا تو اس کا محمل یہی ہے کہ دوسری رات آنا نزولِ وحی کے بعد تھا جس میں اسراء اور معراج کا وقوع ہوا تھا۔ دونوں راتوں کے درمیان مدت کی تقدیر پر جو بھی مدت ہو ایک رات ہو یا زیادہ ہو یا کئی سال ہوں اس میں کوئی فرق نہیں اس طرح شریک کی اس روایت میں اشکال باقی نہیں رہتا اور اس پر اتفاق ہو جاتا ہے کہ اسراء بیداری میں بعثت کے بعد ہجرت سے پہلے تھا۔ لہٰذا خطابی، ابن حزم وغیرہ کی تشنیع زائل ہو جاتی ہے کہ شریک نے اپنے دعویٰ میں اجماع کا خلاف کیا ہے کہ معراج بعثت سے پہلے تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس روایت میں ہے کہ حضور حطیم میں تھے اس کا جواب یہ ہے کہ معراج کا واقعہ کئی بار ہوا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر بھی متعدد بار ہوا ہے۔ کسی میں پھر بعثت کے وقت جیسا کہ بیہقی نے دلائل نبوت میں ذکر کیا ہے پھر اسراء کے وقت شق صدر ہوا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شق صدر کے بعد چاہِ زمزم سے آسمان کی طرف تشریف لے گئے حالانکہ بیت المقدس سے آسمان کی طرف گئے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر تھے اور کتاب الفضائل میں ہے کہ موسیٰ چھٹے آسمان پر تھے اور ابراہیم علیہ السلام ساتویں پر تھے اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر تھے پھر وہ ساتویں پر چلے گئے۔ قولہ "ثم علا" یعنی جبرائیل علیہ السلام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر لے گئے جسے

جسے اللہ ہی جانتا ہے کہ کہاں تک گئے حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے جہاں ملائکہ کے علم کی انتہا ہوتی ہے یا جہاں تک وہ اُوپر جا سکتے ہیں۔ اس سے آگے نہیں جا سکتے ہیں۔ قولہ قَابَ قَوْسَیْنِ " قاب وہ ہے جو مٹھی کے دونوں طرف منتہی ہے۔ ہر قوس کے دو قاب ہوتے ہیں۔ یہ دراصل قَابَیْ قَوْسٍ " تھا۔ قولہ دَنَا الْجَبَّارُ " رب العزت جل جلالہ قریب ہُوا وَتَدَلّٰی پھر اور زیادہ قریب ہُوا۔ امام قسطلانی نے مکی کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے قریب ہُوا اور دو ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو فرمائی۔ اس مقام میں صحیح تر مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا۔ قسطلانی نے کہا " قاب قوسین سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت نہایت قرب، لطف محل اور ایضاحِ معرفت سے عبارت ہے اور اللہ تعالیٰ کی نسبت اجابت اور درجہ بلند کرنا ہے " الحاصل اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے سے مراد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے مقام کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضور کے رفعت درجات کا اظہار ہے۔ یہاں نہ قربِ مکان مراد ہے اور نہ ہی قربِ زمان کا احتمال ہے۔ بندۂ مسکیں غلام رسول رضوی اگرچہ قلتِ بضاعتِ علم کے باعث اِس بحرِ عمیق میں غوطہ زن ہونے سے قاصر ہے لیکن اپنی ضعیف دانست کے مطابق اس مقام میں کچھ بیان کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ فلاسفہ کے نزدیک فلک الافلاک تمام افلاک کو محیط ہے اور اس کی اعلیٰ سطح کے تحت مکان ہے اس سے اوپر مکان نہیں اور قرب و بُعد مسافت کے اعتبار سے ہوتا ہے جو مکان کے بغیر متصور نہیں ہے اور فلک الافلاک کی حرکت کا نام زمان ہے یہ بھی اس کے تحت متصور ہے لہٰذا ما فوق فلک اعلیٰ نہ مکان ہے اور نہ ہی زمان ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلّم فلک الافلاک کو عبور کر گئے تھے اور اللہ کی قدرت سے چل رہے تھے وہاں کوئی واسطہ نہ تھا تو تحدید مسافت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی اوپر سے نیچے اترنے کا کوئی تصور ہے۔ اب اگر دنیٰ کی نسبت جبّار قہار کی طرف ہو تو نہ تو تحدید مسافت پائی جاتی ہے اور نہ ہی تدلّی کی صورت میں اوپر سے نیچے اترنے کا کوئی معنیٰ ہے لہٰذا بخاری میں مذکور عبارت کا مفہوم واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو قربِ نعمت سے نوازا۔ یہی معنیٰ صحیح تر ہے اور کسی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور حدیث بے غبار ہے اور یہ کہنا کہ دنوّ (قریب ہونا) مسافت کی تحدید واجب کرتا ہے اور تَدَلّی مخلوق کے ساتھ تشبیہ و تمثیل کو واجب کرتا ہے جس کا تعلق اوپر سے نیچے اُترنے کے ساتھ ہے، مضمحل ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ نسخ جائز الوقوع ہے حالانکہ یہ تبدیل قول ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نسخ تبدیل قول نہیں بلکہ یہ حکم کی انتہا کا بیان ہے۔ اگرچہ لوگوں کے نزدیک تبدیل ہے اس لئے فرمایا مَا یُبَدَّلُ

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ

۷۰۶۴ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مٰلِكٌ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ

الْقَوْلُ لَدَيَّ "، میرے نزدیک قول میں تبدیلی نہیں قولہ اِسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ " سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے حالانکہ مسجد حرام میں تھے۔ یعنی آسمان کی سیر کے بعد آپ مسجد میں سو گئے تھے۔ اس نیند سے بیدار ہوئے تو آپ مسجد حرام میں تھے، کیونکہ آسمانی سیر مختصر وقت میں تھی ساری رات نہ تھی قولہ بَيْنَ اَنَا نَائِمٌ " یہ سیر کی ابتدار کا وقت ہے۔ آپ نیند فرمانے کے لئے بستر پہ آرام فرما ہوئے ابھی نیند مستحکم نہ ہوئی تھی تو جبرائیل علیہ السلام نے بیدار کر دیا۔ اسی لئے بعض روایات میں ہے کہ نوم اور یقظہ کے مابین تھا۔ یعنی مستحکم نہ سویا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اسرار کے واقعہ میں موسیٰ علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے کہ صرف انہوں نے ہی حضور سے ملاقات میں مراجعت کی اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان میں تھے اس لئے لامکان سے واپسی میں پہلے اُن سے ملاقات ہوئی یا اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت دوسرے نبیوں سے بہت زیادہ تھی اور اُنہوں نے اپنی امت سے بہت اذیت پائی تھی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مالک بن صَعْصَعَہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضور نے موسیٰ علیہ السلام سے جاتے وقت چھٹے آسمان پر ملاقات کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ پھر وہ ساتویں آسمان پر چلے گئے تھے اور واپسی میں حضور سے ساتویں آسمان پر ملاقات کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام نبیوں کے مراتب سے بلند ہے اور حوض کوثر مخلوق ہے اور فرات و نیل کے پانی متبرک ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

حلّ لغات

: اُسْرِيَ رات سیر کرائی گئی۔ نَفَرَ اشخاص۔ اِحْتَمَلُوْهُ، آپ کو اٹھا لائے۔ نحر، سینہ۔ لبّہ، سینے سے نیچے ہار کی جگہ۔ طست" برتن۔ تَوَر، پانی پینے کا برتن۔ لغادید جمع لَغْدُوْد، حلق کی رگیں۔ یَطّردان، جاری تھے۔ عُنْصُرُھُما اُن کا اصل۔ اَذْفَرَ، بہترین خوشبو۔ سدرۃ المنتہیٰ۔ فرشتوں کے علم اور اُن کے اوپر چڑھنے کا مقام یا لوگوں کے اعمال کے اوپر جانے کا مقام۔ دَنَا، قریب ہُوا۔ تدلّٰی، خوب قریب ہُوا۔ قاب، قوس کی مٹھی

سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا

اور دونوں منحنی طرفوں کا درمیان۔ عَهِدَ حکم دیا یا وصیت کی۔ ذاودتُ "میں نے طلب کیا اور ارادہ کیا۔

باب اللہ تعالیٰ کا اہلِ جنت سے کلام کرنا

۷۰۶۴ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے جنتیو! وہ کہیں گے لبّیک وسَعْدیک تمام خیر تیرے دستِ قدرت میں ہے۔ فرمائے گا کیا خوش ہو وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم کیوں خوش نہ ہوں حالانکہ تو نے ہمیں وہ عطاء کیا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا۔ اللہ فرمائے گا خبردار! میں تمہیں اس سے افضل دوں گا وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار اس سے افضل کیا ہے؟ فرمائے گا میں تم پر اپنی رضا مندی حلال کر دوں گا اس کے بعد کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔

۷۰۶۴ — شرح : اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے جواب میں اہل جنت خیر کو بطورِ ادب ذکر کیا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ہر شئ خیر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ جنّت سے ناراض ہو سکتا ہے کیونکہ وہ تمام اخروی اور دنیوی انعامات عطا کرنے والا ہے، حالانکہ لوگوں کے اعمال کا مقتضیٰ یہ ہے کہ انہیں متناہی جزاء دی جائے۔ اسی لئے فرمایا اس کے بعد میں تم سے ناراض نہ ہوں گا۔ الحاصل اللہ تعالیٰ پر کوئی شئ واجب نہیں۔ اس میں معتزلہ کا ردِّ بلیغ ہے وہ

٧٠٦٥ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَاْذَنَ رَبَّهُ فِی الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ اَوَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ فَاَسْرَعَ وَبَذَرَ فَتَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِيْرُهُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ دُوْنَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ فَاِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَیْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَجِدُ هٰذَا اِلَّا قُرَشِيًّا اَوْ اَنْصَارِيًّا فَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ فَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٧٠٦٥ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرمارہے تھے اور آپ کے پاس ایک دیہاتی آدمی بیٹھا تھا ، حضور نے فرمایا اہلِ جنت سے ایک آدمی اپنے رب سے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو تیرے پاس نعمتیں ہیں اُن سے خوش نہیں ؟ وہ کہے گا کیوں نہیں لیکن مجھے کھیتی باڑی سے محبت ہے ۔ پس وہ جلدی کرے گا بیج بوئے گا تو اس کے دیکھنے سے پہلے بیج اُگ آئے گا اور سیدھا ہوجائے گا اور کاٹنے کے قابل ہوجائے گا اور پہاڑ کی طرح انبار لگ جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا آدم کے بیٹے یہ لے لے تجھے کوئی شئے سیر نہیں کرسکتی ۔ اعرابی نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کو قریشی یا انصاری پائیں گے وہ کھیتیوں والے ہیں ہم تو کھیتیوں والے نہیں ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے ۔

٧٠٦٥ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جنت میں بھوک پیاس نہ ہوگی اس کا جواب یہ ہے شبع کی نفی بھوک کے منافی نہیں کیونکہ ان دونوں کے درمیان واسطہ ہے اور وہ کفایت ہے ۔ بعض نے یہ کہا کہ مناسب یہ ہے کہ سیر نہ ہو کیونکہ سیر گی زیادہ کھانے کو

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ بِالْاَمْرِ وَذِكْرِ الْعِبَادِ بِالدُّعَاءِ وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالْاِبْلَاغِ

لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى اُذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً اِلٰى قَوْلِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ غُمَّةٌ وَّضِيْقٌ قَالَ مُجَاهِدٌ اِقْضُوْٓا اِلَيَّ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ يُقَالُ افْرُقْ فَاقْضِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ اِنْسَانٌ يَّاْتِيْهِ فَيَسْتَمِعُ مَا يَقُوْلُ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَهُوَ اٰمِنٌ حَتّٰى يَاْتِيَهٗ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ وَحَتّٰى يَبْلُغَ مَاْمَنَهٗ حَيْثُ جَآءَ النَّبَاُ الْعَظِيْمُ الْقُرْاٰنُ صَوَابًا حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمَلٌ بِهٖ

منع کرتی ہے جس سے سیرگی کے دوران لذت حاصل ہوتی ہے یا اس سے مقصود انسان کی حرص اور ترکِ قناعت کا بیان ہے۔ گویا کہ فرمایا تیری آنکھ کو کوئی شئی سیر نہیں کرتی جنت میں کھانے سے سیر ہونے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جنت میں انسان سیر نہ ہوں گے کیونکہ اگر سیر ہو جائیں تو لذیذ کھانے ہمیشہ نہ کھائیں گے اور جنت میں کھانا بھوک کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ لذت کے حصول کے لئے ہوگا۔ اعراب وہ لوگ ہیں جو جنگلات میں بستے ہیں اور کھیتی باڑی نہیں کرتے۔ (حدیث ع ۲۱۹۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو اس طرح یاد کرنا کہ ان کو طاعت کا حکم دیتا ہے۔ اور بندوں کا اللہ کو اس طرح یاد کرنا ہے

کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں اور عاجزی اور زاری ظاہر کریں اور اس کا پیغام لوگوں کو پہنچائیں اور تبلیغ کریں" کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ اُن سے نوح کی خبر بیان کریں جب اُنھوں نے اپنی قوم سے کہا تھا اے میری قوم! اگر تم میں میرا رہنا اور اللہ کے احکام یاد دلانا تم پر گراں ہے تو میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں تم سب اتفاق کر لو اور اپنے شرکاء جمع کر لو پھر تمہارا معاملہ تمہارے لئے تنگی کا سبب نہ ہو۔ پھر میرے حق میں فیصلہ کر لو اور مجھے مہلت نہ دو اگر تم پھر گئے تو میں تم سے اُجرت نہیں مانگتا میرا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے رہوں۔ غُمَّۃً بمعنی غم اور تنگی ہے۔ مجاہد نے کہا اقْضُوْا عَلَيَّ کے معنی ہیں جو تمہارے دلوں میں آئے کر لو۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ اُفْرُق "یعنی فیصلہ کر" اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ " اگر کوئی مشرک آپ سے پناہ چاہے تو اس کو بناہ دو تاکہ وہ آپ کا کلام سُنے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مجاہد نے ذکر کیا۔ کوئی انسان آپ کے پاس آئے تو جو آپ کہتے ہیں اور جو آپ پر نازل کیا گیا ہے اس کی سماعت کرے وہ شخص امن و امان میں ہے تاکہ وہ آئے اور اللہ کا کلام سُنے حتیٰ کہ اپنے امن کے مقام میں پہنچ جائے جہاں سے آیا تھا۔ "نبأ عظیم" قرآن حکیم ہے اور صواب بمعنی حق ہے"

شرح الباب : یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو ذکر کرنے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ ان کو حکم کرتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کی طاعت اپنے پر لازم کرو تو وہ اُن پر رحم کرے گا اور انہیں انعامات عنایت کرے گا اور اگر وہ اس کی نافرمانی کریں گے تو انہیں عذاب دے گا اور بندوں کا اللہ کو یاد کرنے کے معنیٰ یہ ہے کہ وہ اللہ سے دعائیں کریں اور اس کے حضور عاجزی انکساری کریں اور اس کے پیغام لوگوں کو پہنچائیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ " اس آیت سے امام بخاری

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّقَوْلِهٖ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ وَقَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ

نے یہ استدلال کیا کہ جب انسان اللہ کی طاعت کرتے ہوئے اسے یاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو رحمت اور مغفرت سے یاد کرتا ہے اور وہ مرحوم و مغفور ہوتا ہے۔ قولہ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ ، یعنی نوح "علیہ السلام" کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح یاد کیا کہ انھوں نے اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچائے اور اس کے حکم کی خوب تبلیغ کی اسی طرح ہر نبی پر اللہ کی کتاب کی تبلیغ اور اس کی شریعت کی اشاعت فرض ہے۔ جبکہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا۔ اگر تم میں میرا رہنا تم پر بوجھ ہے اور میری تبلیغ تمہارے حال کے مناسب نہیں تو بہر حال میں میرا اللہ پر بھروسہ ہے۔ اور اگر تم میری مدد نہ کرو گے تو میں اس پر توکل کر دوں گا جو میری مدد کرے گا۔ تم اتفاق رائے کر لو اور اپنے شرکاء سے بھی مدد حاصل کر لو۔ پھر اپنے بُرے ارادہ کا نفاذ مجھ پر کرو اور مجھے مہلت بھی نہ دو۔ اور اگر تم نے ایمان سے اعراض کیا اور منہ پھیرا تو مجھے کوئی پرواہ نہیں میرا تمہیں تبلیغ کرنا کسی مال کے طمع پر مبنی نہیں۔ میرا ثواب صرف اللہ کے ذمہ ہے اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں اللہ کے حکم کے تابع ہوں۔ تمہارا کفر مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا بلکہ اس میں تمہارا ہی نقصان ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کا شریک نہ بناؤ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اللہ کے شریک بناتے ہو وہ سب جہانوں کا رب ہے۔

اور اللہ کا ارشاد! جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے اور تمہاری طرف اور تم سے پہلے لوگوں کی طرف وحی کی گئی کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل باطل ہو جائیں گے

مُشْرِكُوْنَ قَالَ يَسْأَلُهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ وَمَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَذٰلِكَ اِيْمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْبُدُوْنَ غَيْرَهٗ وَمَا ذُكِرَ
فِيْ خَلْقِ اَفْعَالِ الْعِبَادِ وَاَكْسَابِهِمْ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ
تَقْدِيْرًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَا تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِلَّا بِالْحَقِّ بِالرِّسَالَةِ
وَالْعَذَابِ لِيَسْأَلَ الصَّادِقِيْنَ الْمُبَلِّغِيْنَ الْمُؤَدِّيْنَ مِنَ الرُّسُلِ وَاِنَّا
لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ عِنْدَنَا وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ بِالْقُرْاٰنِ وَصَدَّقَ بِهٖ
اَلْمُؤْمِنُ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هٰذَا الَّذِيْ اَعْطَيْتَنِيْ عَمِلْتُ بِمَا فِيْهِ

اور تم خسارہ میں رہ جاؤ گے بلکہ اللہ کی عبادت کرو اور شکر گزار لوگوں میں سے ہو جاؤ"۔

خالق کائنات جلّ مجدہ الکریم جانتا ہے کہ اس کے رسول اللہ کا شریک نہیں بنائیں گے بایں ہمہ اُن سے فرمایا اگر تم نے شریک بنایا تو تمہارے باطل ہو جائیں گے۔ یہ بظاہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے لیکن مراد حضور کے غیر لوگ ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کا شریک بنائے اس کے لئے شدید وعید ہے اور انسان کو اعمال کا ثواب جب ہی حاصل ہوگا کہ وہ شرک سے سالم ہے اور اگر شرک کیا تو عمل تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

قولہٗ قَالَ عِكْرِمَةُ الخ یعنی عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا اُن میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر وہ مشرک ہیں اور اگر اُن سے پوچھو کہ اُن کو کس نے پیدا کیا اور آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ کہتے ہیں اللہ نے پیدا کیا ہے یہ اُن کا ایمان ہے حالانکہ وہ اس کے غیر کی عبادت کرتے ہیں یعنی اگر اُن سے اللہ کی صفت پوچھی جائے تو اس کی کوئی اور صفت کرتے ہیں اور اس کی اولاد بیان کرتے ہیں اور اس کا شریک بناتے ہیں۔ قولہ وَمَا ذُكِرَ فِيْ خَلْقِ اَفْعَالِ الْعِبَادِ" اور جو افعالِ عباد کی خلقت اور اُن کے کسب کرنے میں ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر شئی کو اس نے پیدا کیا ہے اور اس کا پورا اندازہ کیا ہے۔

۷۰۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ إِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ قُلْتُ

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر شئ کو پیدا کیا اُن میں سے لوگوں کے اعمال بھی ہیں لہٰذا اعمال کو بھی اُس نے پیدا کیا ہے اس میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو کہتے ہیں۔ اللہ کا شریک نہیں لیکن افعال کا خالق خود انسان ہے۔

قولہ مجاہد، مجاہد نے کہا فرشتے نازل نہیں ہوتے مگر حق کے ساتھ رسالت اور عذاب کے ساتھ (یعنی رسولوں کی رسالت کی صداقت اور کافروں کی عذاب دینے کے ساتھ) تاکہ سچوں کو اُن کی سچائی سے پوچھے کہ انہوں نے تبلیغ کی ہے اور اللہ کے احکام ادا کئے ہیں؟ (من الرسل صادقین کا بیان ہے) اللہ فرماتا ہے اور ہم قرآن کریم کی اپنے پاس حفاظت کرتے ہیں)

قولہ والذی جآءَ بالصدق، جو صدق یعنی قرآن لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی مومن ہے۔ قیامت کے دن کہے گا۔ یہ وہ ہے جو تو نے دیا تھا میں نے جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو صدق کے ساتھ [illegible]

شرح: اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اچھے ہوں یا بُرے سب کا اللہ ہی خالق ہے۔ لوگ صرف کاسب ہیں اللہ کے غیر کی طرف خالقیت کی نسبت کرنا صحیح نہیں ورنہ وہ اللہ کا شریک ہوگا جو خالقیت میں اس کے مساوی ہوگا۔ اس میں جہمیہ کا ردّ ہے جو کہتے ہیں انسان کو قطعاً قدرت نہیں اور وہ مجبور محض ہے اس میں معتزلہ کا بھی ردّ ہے جو کہتے ہیں لوگوں کے افعال میں اللہ کی قدرت کو دخل نہیں یہ قدریہ ہیں اور جہمیہ جبریہ ہیں۔ اہلسنت وجماعت ان کے مابین ہیں وہ کہتے ہیں نہ جبر ہے نہ قدر ہے بلکہ امر ان دونوں کے درمیان ہے۔ یعنی خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بندہ کاسب ہے۔ اس سے منارہ سے نیچے اُترنے والے اور اس سے گرنے والے میں فرق کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کو تاثیر نہیں بلکہ اللہ کی قدرت سے فعل واقع ہوا ہے اور بندے کی تاثیر کے بعد اس میں اللہ کی قدرت کی تاثیر ہے۔ اس کو کسب کہا جاتا ہے۔

۷۰۶۶ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ اللہ کے نزدیک کونسا گناہ بہت بڑا ہے۔ فرمایا تیرا اللہ کا شریک بنانا بہت

ثُمَّ اَیُّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ اَنْ يُّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ

بڑا گناہ ہے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے میں نے عرض کیا واقعی اللہ کا شریک بنانا بہت بڑا گناہ ہے میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا گناہ عظیم تر ہے۔ فرمایا تیرا اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا؟ فرمایا تیرا اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زناء کرنا۔

۷۰۶۶ شرح: سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل "علیہ السلام" ہمیشہ مجھے ہمسایہ کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کر لیا کہ اسے میراوارث بنا دیں گے"، ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا ہمسایہ سے خیانت کے ساتھ ساتھ ہمسائیگی کا حق باطل کرنا ہے یہ بہت بُرا فعل ہے۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ جو یہ کہتا ہے کہ بندہ اپنے فعل کا خالق ہے وہ ایسا ہے جیسے اس نے اللہ کا شریک بنایا اور اس میں سخت وعید آئی ہے۔ لہٰذا یہ اعتقاد حرام ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اس سے کہاں چھپ کر جاتے کہ تم پر تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں لیکن تم نے گمان کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بہت سے گناہ نہیں جانتا

یعنی تم گناہ کرتے وقت باغات اور پردوں میں چھپتے تھے اور تمہارا چھپنا اس خوف سے نہ تھا کہ تم پر تمہارے اعضاء گواہی دیں گے کیونکہ تمہیں ان کی گواہی کا علم نہ تھا بلکہ تم تو مر کر اٹھنے کا انکار کرتے تھے اور جزاء، سزا تسلیم نہ کرتے تھے لیکن تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ اللہ تمہارے بہت سے

۷۰۶۷ — حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ سُفْیٰنُ
قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَیْتِ ثَقَفِیَّانِ وَقُرَشِیٌّ اَوْ قُرَشِیَّانِ وَثَقَفِیٌّ كَثِیْرٌ
شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ قَلِیْلٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَتَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ
یَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ یَسْمَعُ اِنْ جَهَرْنَا وَلَا یَسْمَعُ اِنْ اَخْفَیْنَا
وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنْ كَانَ یَسْمَعُ اِذْ جَهَرْنَا فَاِنَّهٗ یَسْمَعُ اِذَا اَخْفَیْنَا فَاَنْزَلَ
اللّٰهُ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ الاٰیۃ

گناہ نہیں جانتا اور وہ تمہارے پوشیدہ گناہ ہیں۔

۷۰۶۷ ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیت اللہ کے پاس دو ثقفی اور ایک قرشی یا دو قرشی اور ایک ثقفی اکٹھے بیٹھے تھے اُن کے پیٹوں کی چربی زیادہ اور اُن کی سمجھ کم تھی۔ اُن میں سے ایک نے کہا کیا تم اللہ کو جانتے ہو کہ جو ہم کہتے ہیں وہ سنتا ہے۔ دوسرے نے کہا اگر ہم بلند آواز سے بات کریں تو سنتا ہے اور اگر آہستہ بات کریں تو نہیں سنتا ایک اور شخص نے کہا اگر وہ یہ سن لیتا ہے جو ہم بلند آواز سے بات کریں تو یہ بھی سن لیتا ہے جو ہم آہستہ کلام کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ الاٰیۃ

۷۰۶۷ شرح: امام بخاری کی اس باب سے غرض اللہ تعالیٰ کے لئے سمع ثابت کرنا ہے جو یہ ثابت ہے کہ وہ سمیع ہے تو اس کا سامع ہونا ضروری ہے کہ وہ سنتا ہے اس میں معتزلہ کا ردّ ہے کہ وہ اللہ کی صفات کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ عالم ہے۔ اس کے لئے علم نہیں اور سامع ہے اس کے لئے سمع نہیں یعنی عالم بلا علم اور سامع بلا سمع ہے۔ یہ عقیدہ ظاہر کتاب و سنت کے خلاف ہے۔ اس حدیث سے قیاس صحیح کا اثبات اور قیاس فاسد کا ابطال ہے کیونکہ جس شخص نے کہا تھا اگر ہم بلند آواز سے بات کریں تو سنتا ہے اگر آہستہ بات کریں تو نہیں سنتا اس قیاس میں خطاء ہے کیونکہ اس نے اللہ کو

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ وَقَوْلِ اللّٰهِ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا وَأَنَّ حَدَثَهُ لَا يُشْبِهُ حَدَثَ الْمَخْلُوقِينَ لِقَوْلِهٖ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مِنْ أَمْرِهٖ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ مِمَّا أَحْدَثَ أَلَّا تَكَلَّمُوا فِي الصَّلٰوةِ

لوگوں سے تشبیہ دی ہے جو بلند آواز سے بات کو سُنتے ہیں آہستہ کو نہیں سُنتے اور جس نے یہ کہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ سے ہم بلند آواز سے بات کریں تو سُنتا ہے تو آہستہ کو بھی سُنتا ہے اس کا قیاس صحیح تھا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو مخلوقات سے تشبیہ نہیں دی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس کا قیاس صحیح تھا اس کی قلتِ فقہ سے وصف کیوں کی اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے اپنے قول کی حقیقت کا اعتقاد نہ کیا تھا اور نہ ہی اس کا اس پر یقین تھا یہ صرف قیاس لسانی تھا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اسے ہر دن ایک کام ہے

اس آیت کریمہ میں یہودیوں کا رد ہے وہ کہتے تھے ہفتہ کے روز اللہ کوئی کام نہیں کرتا ان کا یہ قول مردود ہے کیونکہ اللہ کا ہر دن کام ہے وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ زندہ سے مردہ اور مردے سے زندہ نکالتا ہے۔ تندرست کو بیمار اور بیمار کو تندرست کرتا ہے مصیبت زدہ کو رہائی دلاتا ہے اور بے غموں کو مبتلا کرتا ہے۔ عزت والوں کو ذلیل کرتا ہے اور ذلیلوں کو عزت دیتا ہے۔ مالداروں کو محتاج کرتا ہے اور محتاجوں کو مالدار۔ ہر روز اس کی علیحدہ شان ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہر روز تین سو ساٹھ بار لوح محفوظ میں۔

۷۰۶۸ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ

قولہ تعالیٰ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ" ان کی طرف اُن کے رب کی طرف سے کوئی نئی بات نہیں آتی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! شاید اس کے بعد اللہ کوئی نئی بات پیدا کرے۔ اس کا نئی بات کرنا مخلوق کی نئی بات کرنے کے مشابہ نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے مماثل کوئی شئ نہیں وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب چاہے نیا حکم دیتا ہے اور جو نئے حکم دیئے ہیں اُن میں سے یہ ہے کہ نماز میں کلام نہ کرو۔

شرح: اس آئت کریمہ سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ قرآن مُحْدَث ہے کیونکہ اس میں ذکر یعنی قرآن کی صفت مُحْدَث سے کی ہے۔ لیکن یہ استدلال غلط ہے کیونکہ آئت کریمہ میں احداث سے موصوف ذکر اللہ کا نفسِ کلام نہیں، کیونکہ یہ محدث مخلوق اور مخترع ہے اور مترادف الفاظ کا منشاء واحد ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا کلام جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ اس کو مخلوق نہیں کہہ سکتے تو اس کو محدث بھی نہیں کہہ سکتے لہٰذا اس میں محدث سے موصوف ذکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آئت کریمہ میں حضور کو ذکر کیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے" وَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَسُولًا"۔ اللہ نے تم پر ذکر نازل کیا جو رسول ہے۔ لہٰذا مذکور آئت کریمہ کے معنی یہ ہیں" مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ" یہ بھی احتمال ہے کہ ذکر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ اور لوگوں کو معاصی سے تحذیر ہو۔ تو حضور کے وعظ کو ذکر کہا اور اس کی حضور کی طرف نسبت کی کیونکہ آپ اس کے فاعل ہیں۔ نیز ذکر کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ ذکر بمعنی علم آیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ بمعنی عظمت بھی آیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ" یعنی ذی العظمت بمعنی صلوٰۃ جیسے" فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ" بمعنی شرف جیسے" وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ" جب ان معانی میں مستعمل ہے حالانکہ یہ تمام معانی حادث ہیں تو ان پر محمول کرنا بہتر ہے اور مذکور آئت کریمہ سے قرآن کا محدث ہونا ثابت کرنا باطل ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بعض وجودی ہیں اور بعض سلبی۔ سلبی کو تنزیہات کہتے ہیں جیسے اللہ جوہر نہیں عرض نہیں جسم نہیں اور صفاتِ وجودیہ دو نوع ہیں ایک حقیقیہ ہیں جیسے علم، قدرت یہ قدیم ہیں۔ دوسرے اضافیہ جیسے

الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ اَقْرَبُ الْكُتُبِ عَهْدًا بِاللّٰهِ تَقْرَءُوْنَهُ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ

۷۰۶۹ — حَدَّثَنَا اَبُوْ الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ اَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّكُمْ اَحْدَثُ الْاَخْبَارِ بِاللّٰهِ مَحْضًا

خلق، رزق یہ حادث ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفاتِ حقیقیہ میں تغیر نہیں آتا جیسے علم اور قدرت کا معلومات اور مقدورات حادثہ کیساتھ تعلق سے علم اور قدرت میں تغیر نہیں آتا یہی حال اللہ تعالیٰ کی صفاتِ فعلیہ کا ہے اس قاعدہ اور اصل موضوع کے بعد ہم کہتے ہیں کہ مثلاً انزال حادث ہے مُنزَّل قدیم ہے قدرت کا تعلق حادث قدرت قدیم ہے۔ مذکور قرآن قدیم ہے ذکر حادث ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر مُحدِث بکسر الراء کا اطلاق جائز ہے، کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جیسے چاہے نیا حکم کرتا ہے لیکن اللہ کا احداث مخلوق کے احداث کی طرح نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۷۰۶۸ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم اہلِ کتاب سے اِن کی کتابوں سے متعلق کیوں پوچھتے ہو، حالانکہ تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے جو اللہ کی تمام کتابوں سے نئی ہے جسے تم پڑھتے ہو اس حال میں کہ وہ خالص ہے اس میں کوئی ملاوٹ نہیں۔ (یعنی اس میں خلط ملط نہیں جیسے یہودیوں نے خلط کیا اور تورات کی تحریف کر دی)

۷۰۶۹ — ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے مسلمانوں کی جماعت تم اہلِ کتاب سے کوئی شئے کیوں پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے۔ اللہ کی سب کتابوں سے نئی کتاب ہے خالص ہے جس میں کوئی ملاوٹ نہیں [illegible] تمہیں خبر دی ہے کہ اہلِ کتاب نے اللہ کی کتابوں کو تبدیل اور متغیر کر دیا

لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللّٰهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوْا مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ وَغَيَّرُوْا فَكَتَبُوْا بِأَيْدِيْهِمُ الْكُتُبَ قَالُوْا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا أَوَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ وَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا رَجُلًا مِنْهُمْ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ وَفِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ أَنَا مَعَ عَبْدِيْ مَا ذَكَرَنِيْ وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ

ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا اور کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑی قیمت وصول کریں کیا تمہارے پاس جو علم آیا ہے اُن سے سوال کرنے سے تم کو منع نہیں کرتا؟ اللہ کی قسم ہم نے اُن میں سے کسی آدمی کو نہیں دیکھا جو تم سے اس کے متعلق پوچھے جو تم پر نازل ہوا ہے۔

(حدیث ــــــ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کرنا جس وقت آپ پر وحی نازل ہوتا ہو

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی قرأت اور ہونٹوں اور زبان کو حرکت دینا اس کا عمل ہے اس پر اسے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جب جبرائیل علیہ السلام قرآن پڑھتے تھے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان شریف کو جلدی یاد کرنے کے لئے حرکت دیتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے روک دیا اور حضور سے اس وقت کی مشقت رفع کر دی اور یہ ضمان دی کہ اس کو آپ کے سینہ میں محفوظ ہم کریں گے۔

۷۰۷۰ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُوسَى ابْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قَالَ جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قَالَ جَمْعَهُ لَكَ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَءُهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهُ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَءَهُ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَقْرَأَهُ

قولہ قال ابوہریرہ ،، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جہاں بھی وہ مجھے یاد کرے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کر دیں۔ یعنی میری رحمت میرے بندے کے ساتھ ہوتی ہے اور جب بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو میں اس کی حفاظت کرتا ہوں اس کے معنیٰ یہ نہیں کہ اللہ اپنی ذات کے ساتھ بندے کے ساتھ ہوتا ہے۔ ہونٹوں اور زبان کے حرکت کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ کا نام لیتا ہے کیونکہ مونہوں میں اللہ کا موجود ہونا محال ہے۔

ترجمہ : **۷۰۷۰** ـ سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ،، کی تفسیر میں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے اترنے وقت شدت محسوس کرتے تھے اور لوگوں کی طرح ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ہونٹوں کو حرکت دیتا ہوں جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہونٹ

بَابُ قَوْلِ اللهِ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ يَتَخَافَتُوْنَ يَتَسَارُّوْنَ

۱۰۷ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَجْهَرْ

ہلاتے تھے۔ سعید نے کہا میں اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں جیسے میں نے ابن عباس کو ہونٹ ہلاتے دیکھا تھا اور دونوں ہونٹ ہلائے تو اللہ تعالیٰ یہ آیت کریمہ نازل کی "تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے ابن عباس نے کہا اس کو آپ کے سینہ میں محفوظ کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ اور آپ اسے خود بخود پڑھنے لگیں گے تو جب ہم اس کو پڑھ چکیں اس وقت آپ پڑھے ہوئے کی اتباع کرو۔ ابن عباس نے کہا اسے کان لگا کر سنیں اور چپ رہیں ہمارے ذمہ ہے کہ آپ اسے پڑھیں اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو خاموش سنتے رہتے جب وہ چلے جاتے تو جیسے انہوں نے پڑھا ہوتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پڑھتے تھے۔

۱۰۷ — شرح : اس باب کی غرض یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام سے اللہ کا کلام کیسے اخذ کرتے تھے۔ بعض علماء نے ذکر کیا کہ بخاری کے معلق اور موصول کلام کا مقصد ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ قاری کی قرأت قدیم ہے اس کی وضاحت کی ہے کہ قرآن کے ساتھ زبان کی حرکت قاری کا فعل ہے۔ اور جو پڑھا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قدیم کلام ہے جیسے اللہ کے ذکر سے زبان کا حرکت کرنے کا فعل حادث ہے اور جیسے ذکر کیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ قدیم ہے بعد میں آنے والے تراجم سے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے (اس کی تفصیل حدیث ۴ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اپنی بات آہستہ کہو یا آواز سے وہ تو دلوں کی جانتا ہے

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ أَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَاءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ أَيْ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْاٰنَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا

کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا ہے اور وہی ہر باریکی جانتا اور خبردار یتخافتون وہ آپس میں خفیہ مشورہ کرتے ہیں (یعنی اللہ پر کوئی شئ مخفی نہیں۔ اس باب سے مقصد یہ ہے کہ اللہ کا علم اس کی ذاتی صفت ہے، کیونکہ اس کو آہستہ اور بلند آواز سے بات کا علم یکساں ہے)

۱۷۰۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا ،، کی تفسیر میں کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں چھپے ہوئے تھے جب اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے تو قرآن کے ساتھ آواز بلند کرتے جب اسے مشرک سنتے تو قرآن کو گالیاں دیتے اور جس نے اس کو نازل کیا اور جو لے کر سب کو گالیاں دیتے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تم اپنی نماز میں بلند آواز سے نہ پڑھیں کہ مشرک سنیں گے اور قرآن کو گالیاں دیں گے اور نہ ہی اپنے صحابہ سے قرأت آہستہ کریں کہ ان کو نہ سنائیں اس کے بین بین راہ اختیار کریں (حدیث ۲۲۰۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۱۷۰۷ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو کفار سے چھپے ہوئے تھے تو آواز کیسے بلند کرتے تھے۔ رفع صوت تو اختفاء کے منافی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نماز اور رب سے مناجات کے وقت استغراق کے سبب اس میں اختیار باقی

۷۰۷۲ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا فِي الدُّعَاءِ

۷۰۷۳ ـ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ وَزَادَ غَيْرُهُ يَجْهَرُ بِهٖ

نہ رہتا تھا اور بے اختیار آواز بلند ہو جاتی تھی جو جہر کے مشابہ ہوتی تھی۔ اس مقام میں یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اس ملت اسلامیہ حنفیہ بیضاء کے اصول و فروع معتدل ہیں نہ اُن میں افراط ہے نہ تفریط۔ یعنی کمی بیشی سے بالاتر ہیں جیسے الٰہیات میں نہ تشبیہ ہے اور نہ تعطیل اور لوگوں کے افعال میں نہ تو جبر ہے اور نہ قدر ہے بلکہ امر اس کے بین بین ہے اور معاد کے معاملہ میں نہ تو محض وعید ہے اور نہ ہی محض رجاء ہے بلکہ خوف و رجاء کے درمیان ہے اور امامت میں نہ رفض ہے اور نہ خروج۔ خرچ کرنے میں نہ اسراف ہے نہ تقتیر، جراحات میں نہ قصاص واجب اور ضروری ہے جیسے تورات میں اور نہ عفو لازم ہے جیسے انجیل میں ہے بلکہ قصاص و عفو دونوں مشروع ہیں۔

۷۰۷۲ ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ آیت کریمہ "وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا" دُعاء کے بارے میں نازل ہوئی۔

۷۰۷۲ ــــ شرح : یعنی صلوٰۃ سے مراد یہاں لغوی معنیٰ اور وہ دعا ہے شرعی معنی مراد نہیں اور وہ عبادت ہے جو تکبیر سے شروع ہوتی ہے اور سلام سے ختم ہوتی ہے (حدیث ۴۴۰۷ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

۷۰۷۳ ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خوبصورت آواز سے قرآن نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں اس کے غیر نے یہ زیادہ کہا اس کے ساتھ بلند آواز کرے"

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَرَجُلٌ يَقُوْلُ لَوْ اُوْتِيْتُ مِثْلَ مَا اُوْتِيَ هٰذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ فَبَيَّنَ اللّٰهُ اَنَّ قِيَامَهٗ بِالْكِتَابِ هُوَ فِعْلُهٗ وَقَالَ وَمِنْ اٰيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ وَقَالَ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

۷۰۷۴ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۰۷۳ — شرح: لَيْسَ مِنَّا سے یہ مراد نہیں کہ وہ ہمارے دین سے نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ کہ وہ ہمارے طریقہ پر نہیں (صفحہ ۴۷ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ایک شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا وہ اس کو رات دن پڑھتا ہے

اور وہ شخص جو کہتا ہے اگر مجھے اس جیسا دیا جائے جو اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی وہ کروں گا جو وہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ اس کا کتاب کو پڑھنا اس کا فعل ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نیکی کرو تم کامیاب ہو گے۔"

شرح: اس باب کی غرض یہ ہے کہ لوگوں کے قول و فعل ان کی طرف منسوب ہیں۔ پہلے باب کی

لَا تَحَاسُدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ مِنْ آنَاءِ النَّهَارِ فَهُوَ يَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ فَيَقُولُ لَوْ أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا عَمِلْتُ فِيهِ مِثْلَ مَا عَمِلَ

٧٠٧٥ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ سُفْيَانَ مِرَارًا لَمْ أَسْمَعْهُ يَذْكُرُ الْخَبَرَ وَهُوَ مِنْ صَحِيحِ حَدِيثِهِ

کی نسبت یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے۔ زبانوں سے مراد لغات ہے یعنی تمہاری لغات کا مختلف ہونا اللہ کی نشانی ہے کیونکہ عضو مخصوص میں اختلاف نہیں اور زبان عضو مخصوص ہے۔ (حدیث ــــ ج اکی شرح دیکھیں)

۷۰۷۴ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشک صرف دو خصلتوں میں کیا جاسکتا ہے ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن دیا وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا ہے۔ رشک کرنے والا کہتا ہے کاش مجھے اس کی مثل دیا جاتا جو اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی کرتا جیسے وہ کرتا ہے دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا وہ اس کو رات دن خرچ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کاش اگر مجھے اس جیسا مال دیا جاتا تو میں بھی کئی بار اس کی طرح عمل کرتا (حدیث ۷۱ ج اکی شرح دیکھیں)

۷۰۷۵ — ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رشک صرف دو خصلتوں میں کیا جاسکتا ہے۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ قَالَ الزُّهْرِيُّ مِنَ اللّٰهِ الرِّسَالَةُ وَعَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيْمُ وَقَالَ لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَقَالَ اُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ اِذَا اَعْجَبَكَ حُسْنُ عَمَلِ امْرِئٍ فَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ اَحَدٌ وَقَالَ مَعْمَرٌ ذٰلِكَ الْكِتَابُ هٰذَا الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ بَيَانٌ

نے قرآن دیا وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا وہ رات دن اس کو خرچ کرتا ہے۔ علی بن مدینی نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کئی بار سنا ہے میں نے ان کو نہیں سنا کہ وہ "لفظ خبر" ذکر کرتے ہوں حالانکہ یہ ان کی صحیح حدیث ہے۔

۷۰۷۵ — شرح: یعنی شیخ بخاری کہتے ہیں میں نے یہ حدیث کئی بار سفیان سے سنی ہے میں نے ان کو لفظ "اَخْبَرَنَا" ذکر کرتے نہیں سنا ہے لیکن اس کے باوجود یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ کئی دوسرے طریقوں سے ان کی صحیح حدیثیں معلوم ہوئی ہیں (حدیث ۔۔۔ ج ا کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اے رسول پہنچا دیں وہ جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اگر ایسا نہ کیا تو تم نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا"

وَدِلَالَتُهُ كَقَوْلِهِ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ هٰذَا حُكْمُ اللّٰهِ لَا رَيْبَ فِيْهِ لَا شَكَّ تِلْكَ اٰيَاتُ اللّٰهِ يَعْنِيْ هٰذِهٖ اَعْلَامُ الْقُرْاٰنِ وَمِثْلُهٗ حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ يَعْنِيْ بِكُمْ وَقَالَ اَنَسٌ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَهٗ حَرَامًا اِلٰى قَوْمِهٖ وَقَالَ اَتُؤْمِنُوْنِيْ اُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ

- زہری نے کہا اللہ کی طرف سے رسالت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا پہنچانا ہے اور ہم پر تسلیم کرنا لازم ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے فرمایا تاکہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔
- کعب بن مالک نے کہا جس وقت وہ (جنگ تبوک میں) پیچھے رہ گئے تھے عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مومن تمہارا عمل دیکھ لیں گے۔
- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب تمہیں کسی آدمی کا اچھا عمل تعجب میں ڈالے تو کہو عمل کرو عنقریب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور مومن تمہارا عمل دیکھ لیں گے اور کوئی شخص تمہیں فریب نہ دے معمر نے کہا یہ کتاب ہے یعنی یہ قرآن ہے متقی لوگوں کے لئے مزید ہدایت کرنے والی ہے۔ یہ بیان اور دلالت ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ذالکم حکم اللہ ھذا حکم اللہ ،، یہ اللہ کا حکم ہے۔ لاریب یعنی لاشک تلک آیات اللہ یعنی یہ قرآن کے اعلام ہیں۔
- اس کی مثل حتیٰ اذا کنتم الایۃ ہے یعنی جب تم کشتیوں میں سوار ہو اور وہ تم کو لے کر چلیں۔ اس میں خطاب سے غائب کی طرف التفات
- اور انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماموں حرام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور انہوں نے کہا کیا تم مجھے امن دیتے ہو کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاؤں اور ان سے بیان کرنا شروع کیا۔

شرح الباب : رسالت میں تین امور ضروری ہیں۔ ایک مرسل" بھیجنے والا" دوسرا مرسل الیہ جس کی طرف بھیجا گیا۔ تیسرا رسول ان میں ہر ایک کے لئے امر ہے مرسل کے لئے ارسال بھیجا، رسول کے لئے

تبلیغ اور مرسل الیہ کے لئے قبول وتسلیم ہے۔ قولہ وقالت ،، یعنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ کسی کو غیر کا عمل پسند نہیں آتا اور اگر اس کو غیر کا عمل پسند آئے تو کہے عمل کرتے رہو عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مومن تمہارا عمل دیکھ لیں گے الحاصل کسی کے عمل کے ساتھ غرور نہ کرو جس کو تم بہتر گمان کرو مگر جبکہ اس کو حدود شرعیہ کے مطابق عمل کرتے دیکھو اور عمل سے مراد قرآن کا پڑھنا اور نماز وغیرہ تمام عمل ہیں۔ ام المؤمنین نے ان کو عمل کہا ہے۔ قولہ قال معمرؒ یعنی معمر بن راشد بصری تیمی نے ذالک الکتاب بمعنی ہذا الکتاب ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے ذَالِكُمْ حُكْمُ اللهِ بمعنی هٰذا حُكْمُ الله ،، ہے اور هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ،، کی تفسیر بیان اور دلالت سے کی۔ کرمانی نے کہا اس کا عنوان سے تعلق اس طرح ہے کہ ہدیٰ بیان یا دلالت کے معنی میں ہے یہ تبلیغ کا نوع ہے اور " لَا رَيْبَ فِيهِ ،، کی تفسیر مد لَا شَكَّ ،، سے کی اور تِلْكَ آيَاتُ الله ،، کی تفسیر هٰذِهٖ اَعْلَامُ الْقُرْآنِ سے کی۔ تلک اسم اشارہ بعید کے لئے ہے اس کو ھذا کی جگہ استعمال کیا گیا جو قریب کے لئے۔ قولہ مثلہ ،، یعنی بعید ذکر کرکے قریب کا ارادہ کرنے کی مثل یہ آیت کریمہ حَتّٰى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ يَعْنِيْ بِكُمْ ،، ہے کہ ضمیر غائب " بِهِمْ ،، ذکر کرکے حاضر " بِكُمْ ،، مراد لیا ہے۔ قولہ قَالَ اَنَسٌ الخ انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماموں حرام بن ملحان انصاری بدری کو ان کی قوم بنو عامر کی طرف بھیجا تو اس نے ان سے کہا کیا تم مجھے امن دیتے ہو انہوں نے اسے امن دے دیا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرنے لگے اس اثنا میں انہوں نے ایک آدمی کو اشارہ کیا تو اس نے اس کو تیر مارا۔ حرام نے کہا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ یہ تبلیغ کا نوع ہے۔

(حدیث ۲۸۳۰ / ج ۶ کی شرح دیکھیں)

۷۰۷۶ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ عُبَيْدِ اللهِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ وَزِيَادُ ابْنُ جُبَيْرٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ الْمُغِيْرَةُ اَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا اَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ اِلَى الْجَنَّةِ

٧٠٧٧ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْيٰنُ
عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ
حَدَّثَكَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا ح وَقَالَ
مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا اَبُوْعَامِرِ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ
اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلَّم كَتَمَ شَيْئًا مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تُصَدِّقْهُ اِنَّ
اللّٰهَ يَقُوْلُ يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْاٰيَةَ

٧٠٧٨ ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ
عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ قَالَ

٧٠٧٦ ـــ ترجمہ : مغیرہ بن شعبہ نے کہا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے رب کی طرف سے خبر دی کہ جو شخص ہم سے قتل کیا جائے وہ جنت میں جائے گا۔
حدیث ۲۹۴۹ ج ۴ کی شرح دیکھیں۔

٧٠٧٧ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس نے تمہیں خبر دی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی میں سے کچھ پوشیدہ رکھا ہے۔ اس کی تصدیق مت کرو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول لوگوں کو وہ پہنچا دو جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اُترا ہے اگر یہ نہ کیا تو آپ نے اللہ کا پیغام نہ پہنچایا۔

٧٠٧٧ ـــ شرح : اس حدیث سے استدلال کی وجہ یہ ہے کہ "ما انزل" عام ہے اور امر وجوب کے لئے ہے لہٰذا آپ پر اس کی تبلیغ واجب ہے جو آپ پر نازل ہوا۔

٧٠٧٨ ـــ ترجمہ : عمرو بن شرجیل نے کہا عبداللہ نے کہا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے۔ فرمایا تو

عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيَ اَهْلُ التَّوْرٰىةِ التَّوْرٰىةَ فَعَمِلُوْا بِهَا وَاُعْطِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا بِهٖ وَاُعْطِيْتُمُ الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ وَقَالَ اَبُوْ رَزِيْنٍ يَتْلُوْنَهٗ يَتَّبِعُوْنَهٗ

اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے عرض کیا پھر کونسا ؟ فرمایا تو اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائیں گے عرض کیا پھر کونسا ؟ فرمایا تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زناء کرے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق نازل فرمائی ،، وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کی عبادت نہیں کرتے نہ کسی جان کو ناحق قتل کرتے ہیں جس کو اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ زناء کرتے ہیں جو یہ کرے گا اس کو دگنا دگنا عذاب دیا جائے گا الخ (حدیث ۷۰۶۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہہ دیں تورات لاؤ اور اسے پڑھو

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! اہلِ تورات کو تورات دی گئی انھوں نے اس پر عمل کیا اور اہلِ انجیل کو انجیل دی گئی انھوں نے اس پر عمل کیا اور تمہیں قرآن دیا گیا تم نے اس پر عمل کیا "

وَيَعْمَلُونَ بِهِ حَقَّ عَمَلِهِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ يُتْلَى يُقْرَأُ حُسْنُ التِّلَاوَةِ حُسْنُ الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ لَا يَمَسُّهُ لَا يَجِدُ طَعْمَهُ وَنَفْعَهُ إِلَّا مَنْ آمَنَ بِالْقُرْآنِ وَلَا يَحْمِلُهُ بِحَقِّهِ إِلَّا الْمُوقِنُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ وَالْإِيْمَانَ وَالصَّلٰوةَ عَمَلًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ أَخْبِرْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ إِلَّا صَلَّيْتُ وَسُئِلَ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ

اور ابوزرین نے "یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ" کی تفسیر یتبعُوْنَ الخ سے کی "لوگ اس کی اتباع کرتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں جو عمل کرنے کا حق ہے۔ کہا جاتا ہے یُتْلٰی یعنی پڑھا جاتا ہے کیونکہ قراءۃ قرآن کے لئے حَسَنُ التلاوہ حَسَنُ القراءۃ کہا جاتا ہے۔ لَا یَمَسُّہٗ کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کی لذت اور نفع وہی پاتا ہے جو قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ اور اس کو حق کے ساتھ وہی اُٹھاتا ہے جو اس پر یقین رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! اُن لوگوں کی مثال جن پر تورات رکھی گئی تھی پھر اُنھوں نے اس کی حکم برداری نہ کی (اس پر عمل نہ کیا) گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اُٹھائے ہوئے ہے۔ کیا ہی بُری مثال ہے اِن لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام، ایمان اور نماز کو عمل فرمایا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال سے فرمایا مجھے اس پُرامید عمل کی خبر دو جو تو نے اسلام میں کیا ہے۔ عرض کیا میں نے کوئی عمل نہ کیا جو

۷۰۷۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَنْ سَلَفَ مِنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ اُوْتِيَ اَهْلُ التَّوْرٰىةِ التَّوْرٰىةَ فَعَمِلُوْا بِهَا حَتّٰى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا

میرے نزدیک افضل عمل ہے سوا اس کے کہ میں وضو نہ کرتا تھا مگر نماز ضرور پڑھتا تھا پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول "صلّی اللہ علیہ وسلّم" پر ایمان لانا پھر جہاد پھر حج مبرور۔

شرح: اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ یہ واضح کریں کہ تلاوت سے مراد قرأت ہے اور تلاوت کی عمل کے ساتھ تفسیر کی گئی ہے اور عمل فاعل کا فعل ہے۔ قولہ قول النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ"، اس سے اور اس کے مابعد کے ذکر سے مقصود تسلیم کے انواع کا ذکر کرنا ہے جو ارسال و انزال کا مقصد ہے اور وہ تلاوت اول اس کے ساتھ ایمان لانا اور عمل کرنا ہے۔ قولہ سمّی النَّبِیّ صَلَّی اللّٰه علیه وَسَلَّمَ یعنی نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسلام، ایمان اور نماز کو عمل فرمایا ہے کیونکہ ان کے اعمال ہونے کا کوئی بھی منکر نہیں کیونکہ اسلام و ایمان قلب و زبان کے اعمال ہیں اور نماز اعمال جوارح سے ہے۔ حدیث ۲۵ ج ۱، حدیث ۱۰۸۷ ج ۲، حدیث ۱۴۳۲ ج ۲

۷۰۷۹ — ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں اُن کی نسبت تمہاری بقاء اتنی ہے جتنا عصر اور سورج کے غروب ہونے کے درمیان وقت ہے۔ اہل تورات کو تورات دی گئی اُنھوں نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھی گئی پھر وہ عاجز ہو گئے اور ان کو ایک ایک قیراط اجرت دی گئی۔ پھر تمہیں قرآن دیا گیا تم نے اس پر عمل کیا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو تمہیں دو دو قیراط اجرت دی گئی اہل کتاب نے کہا اِن لوگوں نے تھوڑا کام کیا اور اجرت زیادہ دی گئی اللہ تعالیٰ

بِهٖ حَتّٰى صُلِّيَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيْتُمُ الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْتُمْ بِهٖ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَقَالَ اَهْلُ الْكِتَابِ هٰؤُلَاۗءِ اَقَلُّ عَمَلًا مِّنَّا وَاَكْثَرُ خَيْرًا قَالَ اللّٰهُ هَلْ ظَلَمْتُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ مِّنْ شَيْءٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَاۗءُ

بَابٌ وَّسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ عَمَلًا وَقَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

۷۰۸۰ ـ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيْدِ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْاَسَدِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْعَيْزَارِ عَنْ اَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ

نے فرمایا کیا میں نے تمہارے حق سے کچھ کم کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا نہیں فرمایا یہ فضل ہے جسے چاہوں عطا کروں (حدیث ۵۳۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو عمل فرمایا

اور فرمایا اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی

۷۰۸۰ ـ ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَیْنِ ثُمَّ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ضَجُوْرًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا

سے پوچھا کہ کونسے عمل افضل ہیں فرمایا نماز اس کے وقت میں پڑھنا، ماں باپ سے نیکی کرنا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا

۱۰۸۱ — شرح: باب کا عنوان حدیث شریف کا حصّہ ہے چنانچہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز نہیں جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ علامہ کرمانی نے کہا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اس کی نماز صحیح نہیں۔ علامہ عینی نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَاصَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلَّافِی الْمَسْجِدِ، مسجد کے ہمسایہ کی نماز مسجد کے بغیر نہیں ہوتی اس میں کمال کی نفی ہے یعنی مسجد کے ہمسایہ کی نماز مسجد کے بغیر کامل نہیں نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ، تمام مفسّرین کا اس میں اتفاق ہے کہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی یعنی نماز میں جو آسان ہو وہ پڑھو۔ علاوہ ازیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز تمام نہیں ہوتی۔ معلوم ہُوا کہ عبادہ بن صامت کی حدیث میں کمال کی نفی ہے۔ لہٰذا فاتحۃ الکتاب کے بغیر نماز کا کامل نہ ہونا متعین ہے (حدیث ۷۲۵ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

اس حدیث میں امام بخاری نے اسناد میں عبّاد بن یعقوب ذکر کیا ہے اور وہ رافضی ہے اور رفض جب ثابت ہو جائے یہ عظیم جرح ہے۔ لہٰذا مناسب تھا کہ ایسے راوی کی حدیث ذکر نہ کی جاتی (حدیث ۵۰۶ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد!

انسان ہلوع پیدا کیا گیا (گھبراہٹ والا)

جب اس پر مصیبت آئے تو گریہ زاری کرنے لگتا ہے اور جب بھلائی میں ہو تو نیک کاموں سے رُک جاتا ہے

(منوع، ہلوع اور ضجور ہم معنیٰ ہیں) قرآن کریم میں اذا مسہ الشر الخ ہلوع کی تفسیر ہے۔

۷۰۸۱ــــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالٌ فَاَعْطٰى قَوْمًا وَمَنَعَ اٰخَرِيْنَ فَبَلَغَهٗ اَنَّهُمْ عَتَبُوْا فَقَالَ اِنِّيْ اُعْطِي الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِيْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الَّذِيْ اُعْطِيْ اُعْطِيْ اَقْوَامًا لِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَاَكِلُ اَقْوَامًا اِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْغِنٰى وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَقَالَ عَمْرٌو وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِوَايَتِهٖ عَنْ رَّبِّهٖ

۷۰۸۲ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْهَرْوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ

۷۰۸۱ ترجمہ: عمرو بن تغلب نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آیا تو آپ نے بعض لوگوں کو دیا اور بعض کو نہ دیا حضور کو یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگ ناراض ہو گئے ہیں۔ فرمایا میں کسی آدمی کو مال دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا ہوں اور جس کو نہیں دیتا ہوں وہ مجھے اس آدمی سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جسے دیتا ہوں میں بعض لوگوں کو مال دیتا ہوں کیونکہ اُن کے دلوں میں گھبراہٹ اور بے صبری ہے اور بعض کو غنی اور بھلائی کے حوالہ کرتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں رکھی ہے ان میں سے عمرو بن تغلب ہے (یہ سن کر) عمرو نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلمہ مبارکہ کی بجائے مجھے سرخ اونٹ ملیں تو میں اُن کو پسند نہیں کروں گا۔ (حدیث ـــــ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ کا اپنے رب سے روائت ذکر کرنا

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَّبِّهٖ قَالَ اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَاِذَا اَتَانِيْ مَشْيًا اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً

۷۰۸۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رُبَّمَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَاِذَا تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا اَوْ بُوْعًا وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ اَبِيْ سَمِعْتُ اَنَسًا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَّبِّهٖ

۷۰۸۲ — **ترجمہ**: انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میرا بندہ ایک بالشت میرے قریب آتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں جب وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہو تو میں ایک باع اس کے قریب آتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

۷۰۸۲ — **شرح**: یہ حدیث قدسی ہے اس میں چل کر آنا مجازی ہے کیونکہ ایسے اطلاقات اللہ پر محال ہیں لہٰذا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو کوئی تھوڑی طاعت کر کے میرے قریب آتا ہے میں اس کو بہت ثواب دیتا ہوں اور جس قدر وہ طاعت و فرمانبرداری زیادہ کرے گا میں اس کو اور زیادہ ثواب عطا کروں گا یعنی اگر وہ طاعت میں آہستگی کرتا ہو تو میں اس کے ثواب میں جلدی کرتا ہوں۔ الحاصل ثواب کا مرجع عمل ہے اور اس پر اس کا اضافہ ہے جس قدر عمل میں وہ آگے بڑھے گا اس قدر میں اس کے ثواب میں جلدی کروں گا اور تقرب اور ہرولہ کے الفاظ بطور مشاکلت ذکر کئے ہیں۔

۷۰۸۳ — **ترجمہ**: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا بسا اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میرا بندہ ایک بالشت میرے قریب آتے میں ایک ہاتھ یا ایک گز اس کے قریب آتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک گز قریب آئے تو میں ایک باع یا بوع اس کے قریب آتا ہوں۔ معتمر نے کہا

حل لغات

تقرب: قریب آنا۔ شبر: بالشت
ذراع: ہاتھ یا گز۔ باع: دونوں ہاتھوں کے درمیان پھیلاؤ۔
ہرولہ: دوڑنا۔

۷۰۸۴ ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّكُمْ قَالَ لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ وَالصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ

۷۰۸۵ ــــ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهٖ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ اِنَّهٗ خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَنَسَبَهٗ اِلٰى اَبِيْهِ

میں اپنے والدہ سے سنا اُنھوں نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب عزّ و جلّ سے روایت کرتے تھے۔

۷۰۸۳ ــــ شرح: اس تعلیق سے مراد اللہ تعالیٰ سے روایت کی صراحت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث میں لفظ "الیٰ" ذکر کیا اور اس حدیث میں لفظ "منِ" مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دراصل لفظ "منْ" ہی مناسب ہے اور "الیٰ" سے انتہاء کا معنیٰ مقصود تھا اور نماز مقصود کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے۔

۷۰۸۴ ــــ ترجمہ: محمد بن زیاد نے بیان کیا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے رب سے روایت کرتے ہیں کہ ہر عمل کا کفارہ ہے اور روزہ میرے لئے ہے اس کی جزاء میں ہی دیتا ہوں اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ محبوب ہے۔

۷۰۸۴ ــــ شرح: یعنی ہر گناہ کا کفارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ گناہ پر پردہ ڈالتا ہے اور بخش

۷۰۸۶ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ سُرَیْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعٰوِیَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ الْمُزَنِیِّ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْفَتْحِ عَلٰی نَاقَةٍ لَّهٗ یَقْرَاُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ اَوْ مِنْ سُوْرَةِ الْفَتْحِ قَالَ فَرَجَّعَ فِیْهَا قَالَ ثُمَّ قَرَاَ مُعٰوِیَةُ یَحْکِیْ قِرَاءَةَ ابْنِ مُغَفَّلٍ وَقَالَ لَوْلَا اَنْ یَّجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَیْکُمْ لَرَجَّعْتُ کَمَا رَجَّعَ ابْنُ مُغَفَّلٍ یَحْکِیْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِمُعٰوِیَةَ کَیْفَ کَانَ تَرْجِیْعُهٗ قَالَ ءَآءَ ءَآءَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

دیتا ہے۔ اگرچہ ہر عمل کی جزاء اللہ ہی دیتا ہے لیکن بکثرت دوسرے اعمال کی جزاء فرشتوں کے سپرد کرتا ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اطیبیّت سے پاک ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بطور فرض ہے یعنی اگر فرض کیا جائے تو یہ اس سے اطیب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شہید کا خون کستوری کی خوشبو کی طرح ہے اور خلوف اس سے اطیب ہے لہٰذا روزہ دار شہید سے افضل ہُوا اس کا جواب یہ ہے کہ اطیبیّت کا منشا بکثرت طہارت ہونا ہے کیونکہ یہ طاہر ہے اور خون پلید ہے۔

۷۰۸۵ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جو حضور اپنے رب سے روایت کرتے ہیں فرمایا کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے کہ آپ یونس بن متی سے بہتر ہیں اور آپ نے ان کے باپ کی طرف منسوب کیا تھا۔

۷۰۸۶ — شرح: وَنَسَبَ اِلٰی اَبِیْهِ، جملہ حالیہ مُوسّعہ ہے۔ بعض کہتے ہیں "متّٰی" حضرت یونس علیہ السلام کی ماں کا نام ہے لیکن جمہور نے پہلے کی توثیق کی ہے دیگر انبیاء میں سے حضرت یونس علیہ السلام کو اس لئے مخصوص فرمایا کہ اس آیت کریمہ "وَلَا تَکُنْ کَصَاحِبِ الْحُوْتِ" کے نزول کے سبب ان میں کسی قسم کی ذلّت اور کمزوری کا وہم نہ کیا جائے ایک روایت میں لفظ "اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی" ہے مشہور بھی یہی روایت ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ "اَنَا" سے جناب رسالتمآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہو تو اس صورت میں حضور کا یہ کلام تواضع اور انکساری پر محمول ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کے سردار اور شاہ کونین ہونے کے

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرٰتِه وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ بِالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا لِقَوْلِ اللّٰهِ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرٰتِه فَاتْلُوهَا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسُفْيٰنَ بْنُ حَرْبٍ اِنَّ هِرَقْلَ دَعَا تَرْجُمَانَهٗ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ وَيٰاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

کے باوجود کسر نفس کیا ہے۔ (حدیث ع ۳۱۹۸ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۷۰۸۶ — ترجمہ: عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے فتح مکہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی پر سوار دیکھا آپ سورۂ فتح یا سورۂ فتح سے کچھ آیات پڑھ رہے تھے۔ عبداللہ بن مغفل نے کہا حضور نے اس میں ترجیع فرمائی شعبہ نے کہا پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پڑھا اُنھوں نے ابن مغفل کی قرأت کی حکایت کرتے ہوئے کہا اگر لوگ تم پر ہجوم نہ کریں تو میں ترجیع کروں جیسے ابن مغفل نے ترجیع کی تھی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حکایت کرتے تھے میں نے امیر معاویہ سے پوچھا کیسے ترجیع کرتے تھے تو انہوں نے کہا آ آ آ تین بار کہا۔

۷۰۸۶ — شرح: ترجیع کے معنیٰ ہیں گلو میں آواز بار بار پھیرنا اور اخفاء کے بعد بلند آواز سے کلام میں تکرار کرنا اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے " اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ " پڑھا یہ اللہ کا کلام ہے جو حضور نے بطور حکایت روایت میں پڑھا۔ حدیث ع ۳۱۷۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں مزید ص ۳۲۷ ج ۵ پر دیکھیں)

باب اللہ کی کتابوں تورات و انجیل وغیرہ کی تفسیر عربی وغیرہ میں کرنے کا جواز

۷۰۸۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰىةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ الْاٰيَةَ

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہہ دیں تم تورات لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو"

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابوسفیان بن حرب نے خبر دی کہ ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا پس پڑھا" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط (سیدنا) محمد اللہ کے عبد اور اس کے رسول "صلی اللہ علیہ وسلم" کی طرف سے ہرقل کی طرف .... اے اہل کتاب ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ الآیۃ

۷۰۸۷ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اہل کتاب تورات عبرانی میں پڑھتے اور مسلمانوں کے لئے اس کی تفسیر عربی میں کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی تصدیق و تکذیب نہ کرو اور کہو ہم اللہ کے ساتھ ایمان لائے اور اس کے ساتھ جو اس نے نازل کیا الخ

۷۰۸۷ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کے ترجمہ میں مذکور آیت کریمہ تفسیر پر دلالت نہیں کرتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ وہ تورات تلاوت کرتے تھے پھر اس کے معانی کی وضاحت کرتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ جو کتاب لغت عربی میں ہو اس کی عبرانی لغت میں تعبیر کرنا جائز ہے۔ اس طرح بالعکس جائز ہے یہ جواز اس شخص کے لئے ہے جو زبان نہ جانتا ہو۔ وہب بن منبہ وغیرہ اللہ کی کتب کا ترجمہ کرتے تھے لیکن ان کی صحت پر یقین نہ کرتے تھے کیونکہ

۷۰۸۸ ـــــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِّنَ الْيَهُودِ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لِلْيَهُودِ مَا تَصْنَعُونَ بِهِمَا قَالُوا نُسَخِّمُ وُجُوهَهُمَا وَنُخْزِيهِمَا قَالَ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ فَجَاؤُا فَقَالُوا لِرَجُلٍ مِّمَّنْ يَرْضَوْنَ يَا أَعْوَرُ اقْرَأْ فَقَرَأَ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَوْضِعٍ مِّنْهَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ تَلُوحُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ بَيْنَهُمَا الرَّجْمَ وَلٰكِنَّا نَتَكَاتَمُهُ بَيْنَنَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا فَرَأَيْتُهُ يُجَانِئُ عَلَيْهَا الْحِجَارَةَ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اہل کتاب جو تورات کی عربی میں تفسیر کرتے ہیں اس کی تصدیق نہ کرو ؛ کیونکہ یہودیوں نے تورات میں کافی تغیر وتبدیل کی ہے اور اُنہوں نے بعض کتاب کو چھپا رکھا تھا۔ قولہ وقال ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ لکھ کر ہرقل کی طرف اس لئے بھیجی تھی کہ اس کے پاس ترجمہ کیا جائے گا اور وہ اس کا مضمون سمجھ لے گا۔ ہرقل کی حدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ قرآن کی قرأت فارسی میں جائز ہے اور فارسی میں نماز جائز ہے۔ (حدیث ۴۲۳۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۷۰۸۸ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی مرد اور یہودیہ عورت لائے گئے جنہوں نے زنا کیا تھا حضور نے یہودیوں سے فرمایا ان کے ساتھ تم کیسے کیا کرتے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم ان کے چہرے کالے کر دیتے ہیں اور انہیں ذلیل و رسوا کرتے ہیں فرمایا تورات لاؤ اور پڑھو اگر تم اس بات میں سچے ہو وہ آئے اور ایک آدمی سے کہا جس کو وہ پسند کرتے تھے اے اَعور تورات پڑھ اُس نے تورات پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ جب آئت رجم کے مقام کو پہنچا تو اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ حضور نے فرمایا اپنا ہاتھ اُٹھا اُس نے ہاتھ اُٹھایا تو وہاں رجم کی آیت تھی جو چمک رہی تھی پھر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں پر رجم ہے لیکن ہم آپس میں

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَزَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ

۷۰۸۹ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهٖ

اس کو چھپا یا کرتے ہیں پھر ان دونوں کو رجم کیا گیا میں نے زانی یہودی کو دیکھا وہ زانیہ یہودیہ پر مائل ہوتا تھا اس کو پتھروں سے بچاتا تھا (حدیث ۱۴۴۰ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

حل لغات : نُسَخِّمُ ،، کالے کرتے ہیں۔ تلوح ،، چمک رہی تھی۔ نکاتمہ ،، چھپاتے ہیں یُجَانِی ،، منہ کے بل گرنا ہے، مائل ہونا ہے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! قرآن کی مہارت رکھنے والا مکرم پاک فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو

قرآن کی مہارت رکھنے والا وہ شخص ہے جو قرآن کو حفظ کرنے کے ساتھ اس کو تجوید سے پڑھے وہ مکرم پاک فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو لوح محفوظ سے لکھتے ہیں اور اللہ کے نزدیک مکرم تابعدار اور گناہوں سے پاک ہیں اور زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ ،، سے مراد یہ ہے کہ مد اور ترتیل سے پڑھا جائے اور حدِ غنا تک نہ پہنچے۔"

۷۰۸۹ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا اذن نہیں دیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید خوش آواز سے پڑھنے کا اذن دیا ہے۔ اس حال میں کہ قرآن

۷۰۹۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي وَأَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَأَنَّ اللهَ يُبَرِّئُنِي وَلَكِنْ وَاللهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللهَ مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلَى وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلَى وَأَنْزَلَ اللهُ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا

بلند آواز سے پڑھتے ہیں (اذن سے مراد شفاعت اور قرب ہے)

۷۰۸۹ — شرح : سَفَرَةٌ ،، وہ فرشتے ہیں جو لوحِ محفوظ سے لکھتے ہیں کرام وہ فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز و مکرم ہیں "بررہ" وہ فرشتے ہیں جو نافرمان گناہوں سے پاک ہیں۔ ترمذی شریف نے حسن صحیح حدیث ذکر کی کہ جو شخص مہارت سے قرآن پڑھتا ہے وہ سفرہ کرام بررہ فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ مہارت سے مراد تجوید سے تلاوت کے ساتھ ساتھ اسے قرآن کریم اچھا حفظ ہو اور اس کی زبان نہ پھسلتی ہو اور قرآن کریم نہایت آسانی سے پڑھ سکتا ہو ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن آسان کر دیا ہے جیسے فرشتوں کے لئے آسان کیا ہے وہ قرآن کے حفظ اور تلاوت کی آسانی اور آخرت کے درجہ میں ان فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور قرآن کریم کی مہارت کے سبب وہ اللہ کے نزدیک مکرم ہوگا۔

۷۰۹۰ — ترجمۃ : ابن شہاب نے کہا عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن عبد اللہ نے مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی۔ جس وقت بہتان سازوں نے ان کے خلاف جو کچھ کہا اور ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔

۷۰۹۱ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا اَوْ قِرَاءَةً مِّنْهُ

۷۰۹۲ ـــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارِيًا بِمَكَّةَ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَاِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ جَاءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا

ام المؤمنین نے فرمایا میں اپنے بستر پر لیٹ گئی اور میں اس وقت جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے ضرور بری کرے گا لیکن خدا کی قسم میں یہ گمان نہ کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری شان میں وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت کی جایا کرے گی۔ میرے دل میں میری شان اس سے بہت کم تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ایسا کلام کرے جو تلاوت کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ،، دس آیات نازل فرمائیں ۔ (سورۂ نور میں اس کی تفصیل دیکھیں)

۷۰۹۰ ـــ شرح : اس حدیث کی مطابقت بِاَمْرٍ یُتْلٰی ،، میں ہے محرابوں اور محافل میں ام المؤمنین کے بارے میں منزّل آیات کی تلاوت کی جائے گی ۔

کتاب الشہادت میں اس کو مفصّل بیان کیا ہے ۔ فراجع الیہ "

۷۰۹۱ ـــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عشاء کی نماز میں والتین والزیتون پڑھتے ہوئے سُنا۔ میں نے کسی کی آپ سے

۷۰۹۳ ـــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مٰلِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَأَذَّنْتَ بِالصَّلٰوةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالنِّدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اچھی آواز یا قراءۃ نہیں سنی۔

۷۰۹۲ ــــ **ترجمہ** : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں چھپے ہوئے تھے اور حضور اپنی آواز بلند کرتے تھے جب اسے مشرک سنتے تو قرآن اور جو قرآن کو لایا (جبرائیل علیہ السلام) ان کو گالی بکتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ آواز زیادہ بلند نہ کریں اور نہ ہی زیادہ اخفاء کریں۔ (اس کی تفصیل ابھی ابھی "وَأَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ" کے تحت کی ہے۔

۷۰۹۳ ــــ **ترجمہ** : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صَعْصَعَہ نے اپنے والد عبداللہ سے روایت کی کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو جب تک اپنی بکریوں یا کھلے میدان (بادیہ) میں ہو اور نماز کے لئے اذان کہو تو بلند آواز سے اذان کہو کیونکہ موذن کی بلند آواز کی دوری میں کوئی جن، انسان اور نہ کوئی اور سنتا ہے مگر وہ قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گا۔ ابوسعید نے کہا میں نے یہ حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ قرآن پڑھتے وقت بلند آواز سے قرآن پڑھنے والا شہادت کا زیادہ حقدار ہے۔

(حدیث ۵۸۰ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۷۰۹۴ــــ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَرَاْسُهٗ فِيْ حِجْرِيْ وَاَنَا حَائِضٌ

بَابٌ فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

۷۰۹۵ــــ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ حَدَّثَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۰۹۴ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور حضور کا سر مبارک میری گود میں ہوتا تھا حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قرآن سے جو آسان ہو پڑھو!

۷۰۹۵ــــ ترجمہ : عروہ نے بیان کیا کہ مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن القاری نے انہیں خبر دی کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہشام بن حکیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سورۂ فرقان پڑھ رہے تھے میں نے ان کی قرأت کان لگا کر سنی تو وہ کثیر حروف پر پڑھتے ہیں جو مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھایا میں نماز ہی میں اس پر حملہ کرنے والا تھا لیکن میں نے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا میں نے اس کے گریبان

فَاسْتَمَعْتُ بِقِرَاءَتِهٖ فَاِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ اُسَاوِرُهٗ فِى الصَّلٰوةِ
فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهٗ بِرِدَائِهٖ فَقُلْتُ مَنْ اَقْرَأَكَ هٰذِهِ
السُّوْرَةَ الَّتِىْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ فَقَالَ اَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقُلْتُ كَذَبْتَ اَقْرَأَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اَقُوْدُهٗ
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّىْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ
سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا فَقَالَ اَرْسِلْهُ اِقْرَأْ
يَا هِشَامُ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِىْ سَمِعْتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذٰلِكَ اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الَّتِىْ اَقْرَأَنِىْ فَقَالَ كَذٰلِكَ اُنْزِلَتْ اِنَّ هٰذَا
الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

میں اس کی چادر ڈالی اور کہا تجھے یہ کس سورت پڑھائی ہے جو میں نے تجھے پڑھتے ہوئے سُنی ہے اُس نے
کہا مجھے یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی میں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے مجھے یہ سورت جناب
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہیں پڑھائی۔ میں اس کو کھینچتا ہُوا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس لے گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسے سورۂ فرقان اُن حروف پہ پڑھتے
سُنا ہے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے ہیں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورت اسی طرح نازل ہُوئی
ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عمر تم پڑھو میں نے وہی قرأت پڑھی جو حضور نے مجھے
پڑھائی تھی تو آپ نے فرمایا اسی طرح یہ نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہُوا ہے
اس سے جو آسان ہو پڑھو۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ مُيَسَّرٌ مُهَيَّأٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ بِلِسَانِكَ هَوَّنَّا قِرَاءَتَهٗ عَلَيْكَ ۔ ۷۰۹۶ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ حَدَّثَنِيْ مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ

۷۰۹۵ ـــ شرح : سات حروف سے سات لغات مراد ہیں۔ تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے نماز میں قرأت مراد ہے۔ یعنی نماز میں قرآن سے جو بھی آسان ہو پڑھو لہٰذا جو حضرات نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض کہتے ہیں یہ آن پر حجت ہے اور ان کے خلاف مستحکم دلیل ہے۔ اس کی مزید تفصیل حدیث ۲۲۵۸ ج ۳ کی شرح میں دیکھیں نیز حدیث ۴۶۷۷ ج ۷ کی شرح کے علاوہ اسی حدیث سے تھوڑا سا پہلے باب قرآن کریم سات حروف پر نازل ہُوا کے تحت شرح کا مطالعہ فرمائیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم نے قرآن ذکر کے لئے آسان کر دیا کیا کوئی نصیحت پانے والا ہے؟

ذکر کے لئے قرآن آسان کرنا کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہ زبان پر آسانی سے جاری ہو جاتا ہے اور قرأت میں تیزی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بسا اوقات زبان قرارت میں سبقت کر جاتی ہے اور بعد میں آنے والے حروف کی طرف تجاوز کر جاتی ہے اور مابعد پر حرص کرتے ہُوئے بعض کلمات بھی حذف ہو جاتے ہیں۔ بعض نے اس سے نصیحت مراد لی ہے۔ بعض نے حفظ کہا ہے (عینی)

قولہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عمل کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لئے آسان کر دیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ میسّر بمعنیٰ مھیّا ہے۔ تیار کیا گیا۔ قولہ قال مجاھد ،، مجاہد نے کہا ہم آپ کی زبان پر قرآن آسان

وقال مطر الوراق ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر قال هل من طالب علم فيعان عليه

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْمَ یَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَہٗ ۷۰۹۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَّالْاَعْمَشِ سَمِعَا سَعْدَ بْنَ عُبَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ فِیْ جَنَازَۃٍ فَاَخَذَ عُوْدًا فَجَعَلَ یَنْکُتُ فِی الْاَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا کُتِبَ مَقْعَدُہٗ مِنَ النَّارِ اَوْ مِنَ الْجَنَّۃِ قَالُوْا اَلَا نَتَّکِلُ قَالَ اعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُّیَسَّرٌ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی الْاٰیَۃَ

آسان کر دیا ہے۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ آپ پر اس کی قرارت آسان کر دی ہے۔ قولہ قال مَطَرٌ مطر وراق نے کہا۔ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ، کی تفسیر یہ ہے کہ کوئی علم کا طالب ہے جس کی اس میں مدد کی جائے؟ مطر الوراق خراسانی وراق ہیں قرآن پاک لکھا کرتے تھے۔ ۱۱۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

۷۰۹۶ ـــ ترجمہ : عمران نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ عمل کس لئے کرتے ہیں فرمایا جس عمل کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لئے آسان کر دیا گیا۔

۷۰۹۶ ـــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا جبکہ فرمایا تم میں سے ہر ایک کا مقام جنت یا دوزخ میں لکھ دیا گیا ہے۔ اور جو عمل اس کے لئے لکھا گیا ہے لامحالہ وہ اس کے لئے آسان کر دیا گیا ہے۔

۷۰۹۷ ـــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں شریک تھے۔ آپ نے ایک لکڑی پکڑی اور زمین میں نقطے لگانے لگے۔ فرمایا تم میں سے ہر ایک کی جگہ دوزخ یا جنت میں لکھ دی گئی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کیا ہم اس پر بھروسہ نہ کرلیں؟ فرمایا تم عمل کرتے رہو ہر عمل آسان کر دیا گیا ہے۔ بہرحال جس نے دیا اور ڈر الخ

۷۰۹۷ ـــ شرح : یعنی ازل میں ہر انسان کا مقدر کر دیا گیا ہے کہ وہ جنت میں جائے گا یا دوزخ میں جائے گا

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ قَالَ قَتَادَةُ مَكْتُوْبٌ يَسْطُرُوْنَ يَخُطُّوْنَ فِيْ اُمِّ الْكِتَابِ جُمْلَةِ الْكِتَابِ وَاَصْلِهِ مَا يَلْفِظُ مَا يَتَكَلَّمُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُكْتَبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ يُحَرِّفُوْنَ يُزِيْلُوْنَ وَلَيْسَ اَحَدٌ يُزِيْلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِنْ كُتُبِ اللّٰهِ وَلٰكِنَّهُمْ يُحَرِّفُوْنَهٗ يَتَاَوَّلُوْنَهٗ عَلٰى غَيْرِ تَاْوِيْلِهٖ دِرَاسَتُهُمْ تِلَاوَتُهُمْ وَاعِيَةٌ حَافِظَةٌ وَتَعِيَهَا وَتَحْفَظُهَا وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ يَعْنِيْ اَهْلَ مَكَّةَ وَمَنْ بَلَغَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ فَهُوَ لَهٗ نَذِيْرٌ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا عِنْدَهٗ غَلَبَتْ اَوْ قَالَ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ وَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بلکہ یہ قرآن کریم ہے جو لوح محفوظ میں ہے

قتادہ نے کتاب مسطور کی تفسیر میں کہا مسطور بمعنی مکتوب ہے۔ یَسْطُرُوْنَ کے معنی یکتبون ہیں "لکھتے ہیں" ام الکتاب سے مراد جملہ کتاب اور اس کا اصل ہے۔ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ "یعنی جو کچھ کلام کرے گا وہ لکھ لیا جائیگا" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا خیر اور شر لکھی جاتی ہے۔ یُحَرِّفُوْنَ بمعنی یُزِیْلُوْنَ ہے "وہ زائل کرتے ہیں" اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے کوئی کوئی بھی کتاب کا لفظ تو زائل نہیں کر سکتا لیکن وہ اس کی خلاف واقع تاویلیں کرتے ہیں دِرَاسَتُهُمْ

۷۰۹۸ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اَبِي غَالِبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي يَقُوْلُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَبَا رَافِعٍ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ الْخَلْقَ اَنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ فَهُوَ مَكْتُوْبٌ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ

کے معنی ہیں ان کا تلاوت کرنا وَاعِيَةٌ کے معنیٰ حافظۃ حفاظت کرنے والی۔ تَعِيَهَا، کے معنی ہیں اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اور مجھے یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ساتھ اہل مکہ کو خوف دلاؤں جس شخص کو یہ قرآن پہنچے اس کے لئے یہ تدبیر ہے "ڈرانے والا"

قولہ قَالَ لِي خَلِيْفَةُ "، مجھے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا میں نے اپنے باپ کو قتادہ ابورافع ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو ایک کتاب لکھی جو اس کے پاس ہے کہ غَلَبَتْ کہا یا سَبَقَتْ "، کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے یا سبقت لے گئی ہے اور وہ اس کے پاس عرش پر ہے۔

شرح: اس کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ لوح محفوظ عرش پر ہے۔ لوحِ محفوظ پر کتابت ہر شئ کی کتابت اگر حقیقی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی صورت اس میں ہے یا کتابت کا حکم فرمایا ہے اور اگر کتابت مجازی ہے تو معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ حکم کا تعلق ہے۔ لوح محفوظ کا اللہ کے پاس ہونے کے معنیٰ یہ نہیں کہ کسی مکان میں ہیں کیونکہ عندیہ مکانیہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں مستحیل ہے، لہٰذا یہ اس پر محمول ہے کہ جو اس کی شان کے لائق ہے وہی اس کو حاصل ہے۔ یہ متشابہات میں سے ہے۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ رحمت کی غضب پر سبقت کیسے متصور ہے حالانکہ رحمت صفت قدیمہ ہے اور قدیم وہ ہے جو مسبوق بالعدم نہ ہو اور نہ ہی کوئی شئ اس کے آگے ہو اس کا جواب یہ ہے کہ رحمت اللہ تعالیٰ کی صفت فعلی ہے یا رحمت کے تعلق کی سبقیت مراد ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت کا تعلق اس کے غضب کے تعلق سے مقدم ہے کیونکہ انسان کی عصیان کے بعد ہی عقوبت کا تصور ہوتا ہے لہٰذا ایصالِ عقوبت عصیان کے بعد ہوگا بخلاف ایصالِ خیر کے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت کا مقتضیٰ ہے (عینی)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ وَّيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِيْنَ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ
اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ
اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ بَيَّنَ اللّٰهُ الْخَلْقَ مِنَ الْاَمْرِ
لِقَوْلِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وَسَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِيْمَانَ
عَمَلًا قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ وَّاَبُوْ هُرَيْرَةَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهٖ وَقَالَ
جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وَقَالَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْنَا بِجُمَلٍ مِّنَ الْاَمْرِ اِنْ عَمِلْنَا بِهَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ فَاَمَرَهُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے عملوں کو پیدا کیا

ہم نے ہر شئ تخمینہ سے پیدا کی ہے اور تصاویر بنانے والوں سے کہا جائے گا جو تم نے پیدا کیا ہے ان میں روح ڈالو یعنی لوگوں کے اعمال اور اقوال تمام اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں اور "ما تعملون" میں مَا مصدریہ ہے لہٰذا ہر شئ کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے جبکہ اُس نے ہر شئ تخمینہ سے پیدا کی ہے اسی لئے قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا یا فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ

بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَالشَّهَادَةِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ فَجَعَلَ ذٰلِكَ كُلَّهٗ عَمَلًا ۷۰۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقٰسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ

تصاویر بنانے والوں سے کہیں گے جو تم نے پیدا کیا ہے ان میں روح ڈالو جس پر وہ قادر نہ ہوں گے اور عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک تمہارا رب وہ ہے جس نے تمام آسمان اور زمین چھ دنوں میں پیدا کئے پھر عرش کا قصد کیا گیا وہ رات کو دن سے اور دن کو رات سے چھپا تا ہے۔ وہ ہر ایک دوسرے کو تیزی سے طلب کر رہا ہے، سورج، چاند اور ستارے پیدا کئے وہ تمام اس کے حکم کے تابع ہیں خبردار سنو! خلق وامر اللہ ہی کے لئے ہے تمام جہانوں کا پروردگار برکت والا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے خلق کو امر سے جدا ذکر کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس کے لئے خلق اور امر ہے۔ خلق اس کی مخلوقات ہیں اور امر اس کا کلام ہے یہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے کہ خلق دنیا ہے جو کچھ دنیا میں ہے اور امر آخرت ہے اور جو بھی اس میں ہے جیسے فرمایا "اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ" اللہ کا امر یعنی قیامت آگئی۔ راغب نے کہا امر اقوال وافعال سب کے لئے ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے اِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ سمّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الخ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو عمل فرمایا ہے الیٰ ذر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سے اعمال افضل ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا اور فرمایا یہ ان کے عملوں کی جزا ہے اور عبدالقیس کے وفد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمیں جملہ احکام کا حکم فرمائیں کہ اگر ان پر عمل کریں تو جنت میں داخل ہوں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایمان، شہادت، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ان سب کو عمل فرمایا (حدیث ۲۵ ج ۱ کی شرح دیکھیں، نیز ص۱۳۲ ج ۱ پر باب کے عنوان "جس نے کہا ایمان عمل ہے" کی تشریح کا مطالعہ فرمائیں۔

۷۰۹۹ — ترجمہ: زہدم نے کہا جرم کے اس قبیلہ اور اشعریوں کے درمیان محبت اور بھائی چارہ

وُدٌّ وَّ اِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ طَعَامٌ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ كَاَنَّهٗ مِنَ الْمَوَالِيْ فَدَعَاهُ اِلَيْهِ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ لَا اٰكُلُهٗ فَقَالَ هَلُمَّ فَلْاُحَدِّثْكَ عَنْ ذٰلِكَ اِنِّيْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِيْ مَا اَحْمِلُكُمْ فَاُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وَسَلَّمَ بِنَهْبِ اِبِلٍ فَسَاَلَ عَنَّا فَقَالَ اَيْنَ النَّفَرُ الْاَشْعَرِيُّوْنَ فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرٰى ثُمَّ انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهٗ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ وَاللّٰهِ لَا نُفْلِحُ اَبَدًا فَرَجَعْنَا اِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهٗ فَقَالَ لَسْتُ اَنَا اَحْمِلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَتَحَلَّلْتُهَا

تھا۔ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغ کا گوشت تھا۔ اُن کے پاس بنی تیم اللہ کا ایک آدمی بیٹھا ہُوا تھا گویا کہ وہ موالی سے تھا۔ ابو موسیٰ نے اسے بُلایا (طعام کھانے کے لئے) تو اُس نے کہا میں نے مرغ کو دیکھا ہے کہ یہ کوئی شئ کھاتا تھا تو مجھے اس سے نفرت آئی۔ میں نے قسم کھائی کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔ ابو موسیٰ نے کہا آگے آؤ میں اس کے متعلق تم سے حدیث بیان کرتا ہوں میں اشعریوں کی جماعت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا جبکہ ہم حضور سے سواریاں طلب کرتے تھے تو آپ نے فرمایا بخدا! میں تمہیں کوئی سواری نہیں دوں گا اور نہ ہی میرے پاس کوئی سواری ہے جو تمہیں

۷۱۰۰ ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابُوجَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ مُضَرَ وَاِنَّا لَا نَصِلُ اِلَيْكَ اِلَّا فِيْ اَشْهُرٍ حُرُمٍ فَمُرْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْاَمْرِ اِنْ عَمِلْنَا بِهٖ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْا اِلَيْهَا مَنْ

اس کے بعد نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو آپ نے ہمارے متعلق پوچھا اور فرمایا اشعری کہاں ہیں پھر ہمارے لئے موٹے سفید کوہانوں والے پانچ اونٹوں کا حکم فرمایا۔ ہم اونٹ لے کر چلے گئے اور ہم نے باہم ایک دوسرے سے کہا ہم نے کیا کیا ہے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواریاں نہیں دیں گے اور نہ ہی آپ کے پاس ہے جس پر ہمیں سوار کریں۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آپ کی قسم سے غافل کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم کبھی فلاح نہ پائیں گے پھر ہم آپ کی طرف لوٹ آئے اور آپ سے عرض کیا تو حضور نے فرمایا میں نے تم کو سواریاں نہیں دیں لیکن اللہ نے تم کو سواریاں دی ہیں اللہ کی قسم! جب میں کوئی قسم کھاؤں اور اس کا غیر اس سے بہتر دیکھوں تو وہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم کا کفارہ دے کر اس سے خلاصی پاتا ہوں۔

۷۰۹۹ ـــ شرح : ذَوْد وہ اونٹ ہیں جن کی عمر تین سال سے دس تک ہو۔ ذُرٰی ،، ذُرْوَہ کی جمع ہے اس کے معنیٰ چوٹی کے ہیں۔ یعنی اونچی کوہانوں والے سفید اونٹ جو چربی سے بھرے ہوئے ہوں۔ سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم کو اللہ نے سواریاں دی ہیں جیسے روزہ دار بھول کر کھالے تو فرمایا اس کو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے غنیمت عطا کی تو درحقیقت ان کو اللہ نے ہی اونٹ دیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے افعال کا خالق ہے۔

قولہ تَحَلَّلْتُهَا ،، تحلّل سے ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں قسم کے عہدہ سے رہائی پانا اور اس کا کفارہ

وَرَاءَ نَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اٰمُرُكُمْ بِالْاِيْمَانِ
بِاللّٰهِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَتُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَ
اَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ لَا تَشْرَبُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالظُّرُوْفِ الْمُزَفَّتَةِ
وَالْحَنْتَمَةِ ۱۰۱۷ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

ادا کر کے اس کی حرمت سے حلت کی طرف نکلنا ہے۔ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ دوسرا جواب ہو جبکہ پہلا جواب یہ تھا کہ میں نے تم کو سوار نہیں کیا اور میں اپنی قسم کی مخالفت نہیں کرتا لیکن اللہ نے تم کو سواریاں دی ہیں۔ دوسرے جواب کا حاصل یہ ہے کہ میں قسم کی مخالفت کرتا ہوں اور اس سے حلال ہو جاتا ہوں غرضیکہ میں غافل نہیں ہوں یہ دونوں صحیح محمل ہیں (حدیث ۶۲۴۳ ج ۱۰ کی شرح دیکھیں)

۱۰۰۷ ــ ترجمہ: ابو جمرہ ضبعی نے بیان کیا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: عبدالقیس کا وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا اور کہا ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مُضر کے کافر رہتے ہیں اور ہم صرف حرم کے مہینوں میں ہی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں آپ ہمیں جامع امر کا حکم فرمائیں اگر ہم اس پر عمل کریں تو جنت میں داخل ہوں اور اپنے پچھلوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی دعوت دیں۔ حضور نے فرمایا میں تم کو چار اشیاء کا حکم کرتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں تم کو اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں کیا جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنا میں تم کو چار سے منع کرتا ہوں۔ کدو کے برتن، لکڑی کے برتن اور تارکول کئے ہوئے برتنوں اور سبز مٹکوں میں نبیذ نہ بناؤ! (حدیث ۵۰ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۱۰۱۷ ــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ

۷۰۲ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ

۷۰۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللهُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً أَوْ شَعِيْرَةً

عذاب دیا جائے گا اُن سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے۔ ان کو زندہ کرو۔

۷۰۱ — شرح : اس حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنے افعال کے خالق ہیں اگر ان کا یہ دعویٰ صحیح ہوتا تو تصاویر بنانے والوں پر انکار نہ کیا جاتا۔ ان پر خلق کا اطلاق بطور استہزاء ہے۔ دراصل یہ ان کا کسب تھا۔ یا ان کے زعم فاسد کی بنیاد پر خلق کا اطلاق کیا ہے۔ حدیث شریف امر تعجیز کے لئے ہے۔

۷۰۲ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصاویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جو تم نے پیدا کیا ہے۔ ان کو زندہ کرو۔

۷۰۳ — ترجمہ : ابو زرعہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے

بَابُ قِرَاءَةُ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ وَاَصْوَاتُهُمْ وَتِلَاوَتُهُمْ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ

۷۱۰۴ـــ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ هَمَّامٌ قَالَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی مانند پیدا کرنا چاہتا ہے وہ چھوٹی سی چیونٹی پیدا کریں یا دانہ یا جَو پیدا کریں۔

۷۱۰۳ـــ شرح : قولہ ذَهَبَ،، یعنی قصد کرتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ کے پیدا کرنے کی طرح تو کوئی بھی پیدا نہیں کرسکتا تو مصورین کی کیا تخصیص ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اُن سے استہزاء ہے یا اُن کے گمان کے مطابق فرمایا ہے یا صرف صورت میں تشبیہ ہے۔ ہر لحاظ سے تشبیہ نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کافر مُصوّر سے زیادہ ظالم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے یہ اس مصور کے متعلق ہے جو عبادت کے لئے بت تراشتا ہے کیونکہ وہ کافر ہے، لہٰذا اس کا وہی حکم ہے جو کافر کا حکم ہے۔ اس سے مقصد ان کو کبھی تو حیوان پیدا کرنے کے ساتھ عاجز کرنا ہے کہ وہ چیونٹی پیدا کریں کبھی جامد شئی کے ذریعہ عاجز کرنا ہے کہ وہ جو پیدا کریں۔ حبّۃ عام ہے شعیرہ خاص ہے۔ یہ خاص کا عام پر عطف ہے۔ یہ خساست میں ترقی کا نوع ہے اور الزام میں تنزل کی قسم ہے کہ وہ چیونٹی جیسی خسیس شئ کو پیدا کریں یا دانہ ہی پیدا کر کے دکھائیں۔

باب فاجر، منافق کی قراءت اور ان کی آوازیں اور تلاوت ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اُترتی

۷۱۰۴ـــ ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ لیموں کی مثل ہے کہ اس کا ذائقہ اور اچھا خوشبو اچھی ہے اور جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور جیسی ہے کہ اس کا ذائقہ تو اچھا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں اور فاجر کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ریحانہ جیسی ہے جس کی خوشبو تو اچھی لیکن ذائقہ کڑوا ہے اور فاجر کی مثال جو قرآن

حَدَّثَنَا قَتَادَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مٰلِكٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ
کَالْاُتْرُجَّۃِ طَعْمُھَا طَیِّبٌ وَرِیْحُھَا طَیِّبٌ وَطَعْمُھَا مُرٌّ وَمَثَلُ
الْفَاجِرِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ کَمَثَلِ الْحَنْظَلَۃِ طَعْمُھَا مُرٌّ وَّلَا
رِیْحَ لَھَا

۱۰۵ ۔ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنَا
مَعْمَرٌ عَنِ الزُّھْرِیِّ ح وَحَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَۃُ
قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یَحْیٰی بْنُ عُرْوَۃَ بْنِ

قرآن نہیں پڑھتا تُمہ جیسی ہے کہ اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے اور خوشبو سرے سے نہیں۔"

۱۰۴ ۔ شرح : اترج (لیموں) میں بہت خاصیتیں ہیں جن کے باعث یہ افضل پھل ہے۔ دیکھنے میں خوش منظر ہے چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے۔ اس کا رنگ ناظرین کو خوش کرتا ہے۔ لذیذ ہونے کے علاوہ خوشبودار ہے۔ معدہ کی صفائی کرتا ہے ہضم میں قوت دیتا ہے۔ حواس اربعہ بصر، ذوق، شم اور لمس اس سے محفوظ ہوتے ہیں اس کا چھلکا گرم خشک ہے۔ جرم گرم تر ہے۔ اس کی حموضت و ترشی سرد خشک اور بیج گرم خشک ہے۔ اس کا چھلکا کپڑوں میں رکھا جائے تو جوئیں وغیرہ نہیں پیدا ہوتیں۔ رنگ روشن کرتا ہے جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کے دل میں ایمان کے اعتبار سے اس کا باطن اچھا ہے، طیب ہے اور اس کے پڑھنے کے اعتبار سے لوگ اس کی آواز سے خوش ہوتے ہیں اور اس کی طرف کان لگانے کے باعث انہیں ثواب پہنچتا ہے۔ حنظلہ تُمہ ہے۔ بعض علاقوں میں اس کو بطیخ ابوجہل کہتے ہیں۔ یہاں اس کی مثال میں ذکر کیا ہے کہ اس کا ذائقہ کڑوا ہے اور خوشبو قطعاً نہیں اور فضائل قرآن میں فرمایا اس کی بُو بھی کڑوی ہے لیکن مقصد ایک ہی ہے کہ اس میں منفعت معدوم ہے۔ بعض اوقات یہ مضر بھی ثابت ہوتا ہے۔ الحاصل اس کی بُو میں نفع نہیں۔

الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ سَاَلَ اُنَاسٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطِفُهَا الْجِنِّيُّ فَيُقَرْقِرُهَا فِيْ اُذُنِ وَلِيِّهٖ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهِ اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ

۷۱۰۶ — حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ ابْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيْرِيْنَ يُحَدِّثُ عَنْ مَعْبَدِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ نَاسٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ

۷۱۰۵ — ترجمہ: عروہ بن زبیر نے کہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا وہ کوئی شئی نہیں انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ایسی شئی کی خبر دیتے ہیں جو سچ ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کلمہ حق ہوتا ہے جس کو جنّ آسمان سے سن کر یاد کر لیتے ہیں پھر وہ اپنے دوست "کاہن" کے کان میں کڑ کڑا کر ڈال لیتے ہیں جیسے مرغی کڑ کڑ کرتی ہے اور اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔

۷۱۰۵ — شرح: کہّان کاہن کی جمع ہے جو زمانہ مستقبل کی خبریں دیتے ہیں اور اسرار کی معرفت کا دعوئی کرتے ہیں۔ اور علم غیب کا دعوئی کرتے ہیں۔ حدیث میں اس کی نفی مقصود ہے۔ جنّی مفرد ہے اس کی جمع جانّ ہے۔ "قرقرہ" انڈہ دینے کے بعد مرغی

يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰى يَعُوْدَ السَّهْمُ إِلٰى فُوْقِهِ قِيْلَ مَا سِيْمَاهُمْ قَالَ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ أَوْ قَالَ التَّسْبِيْدُ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ

وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِيْ آدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقُسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ وَيُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ وَأَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ

کی آواز ہے۔ یختطفها "جلدی سے پکڑنے میں یا سُن کر یاد کرتے ہیں (حدیث ۶۲۲۲ ج: ۸ کی شرح دیکھیں)

۱۰۶ — ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے اور وہ قرآن پڑھیں گے وہ اُن کے حلقوں سے نیچے نہ اُترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر وہ واپس دین میں نہ لوٹیں گے یہاں تک کہ تیر اپنی جگہ کی طرف واپس نہ آئے عرض کیا گیا ان کی نشانی کیا ہے فرمایا ان کی نشانی بالوں کا حلق ہے۔ یا فرمایا بالوں کو جڑ سے اکھاڑنا ہے،،

۱۰۶ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن میں یہ علامت پائی جائے وہ یہی لوگ ہوں گے جن کا حدیث میں ذکر ہے؛ کیونکہ علامت کا وجود ذی علامت کے وجود پر دلالت کرتا ہے اور یہ خلاف اجماع ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں حج کے زمانہ کے سوا سروں کا حلق نہیں کرتے تھے اور ان لوگوں نے حلق کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ اگر کوئی جزوی طور پر سر کا حلق کرے تو وہ مذکور عموم میں داخل نہ ہوگا؛ کیونکہ یہ بطور شعار نہیں۔

۷۱۰۷ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَشْكَابَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم انصاف والی ترازو رکھیں گے۔"

اہل سُنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ ترازو جسم محسوس ہے اس میں ڈنڈی اور دو پلڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں اعمال واقوال رکھے گا جیسے جسمانی چیزیں وزن کی جاتی ہیں یا اعمال کے صحائف تولے جائیں گے اس کا فائدہ یہ ہے کہ قیامت میں عدل وانصاف کا علانیہ اظہار ہوگا اور لوگوں کے عذروں کا قلع قمع کرنے کے لئے انصاف میں مبالغہ ہوگا۔

قولہ وَ اَنَّ اَعْمَالَ الخ یعنی لوگوں کے اعمال اور اقوال کا وزن کیا جائے گا جبکہ وہ اللہ کے حکم سے جسم بن جائیں گے یا ان صحائف کا وزن کیا جائے گا جن کے اعمال درج ہیں۔ قولہ قال مجاھد الخ یعنی مجاہد نے کہا رومی زبان کا قسطاط بمعنیٰ عدل وانصاف ہے۔

قولہ یقال الخ یعنی قسط بکسر القاف بمعنی انصاف مُقْسِط کے مصدر کی مصدر ہے یعنی مُقْسِط کی مصدر اقساط اور اقساط کی مصدر قِسْط ہے! کیونکہ جو مصدر مفعول مطلق واقع ہوتی ہے وہ اقساط ہے اور مُقسط بمعنی عادل ومُنْصِف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ" اللہ انصاف کرنے والوں کو ثواب دیتا ہے اور قَاسِطُ بمعنی ظالم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا"، ظالم دوزخ کا ایندھن ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مزید کا مزید علیہ کی جنس سے ہونا ضروری ہے۔ اور یہاں مزید اور مزید علیہ ہم جنس نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مُقْسِط قِسط سے ہے اور اس کی ہمزہ سلب کے لئے ہے۔ لہٰذا مُقسِط کے معنیٰ ظلم کا ازالہ کرنے والا فلا اشکال۔

۷۱۰۷ ـ **ترجمہ**: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں جو زبان پر ہلکے اور ترازو میں بھارے ہیں وہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ"، ہیں۔

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْمِ

۱۰۷ــ شرح : کلمتان سے مراد کلامان ہے کیونکہ کلمہ کا اطلاق کلام پر ہونا رہتا ہے جیسے کلمہ شہادت ہے، حالانکہ وہ کلام ہے جبیبتانِ، حبیب بمعنی محبوب کا تثنیہ ہے یہ بمعنی فاعل نہیں یعنی دو کلمے محبوب ہیں اور محبوبیت سے مراد یہ ہے کہ یہ کلمات کہنے والا اللہ کو محبوب ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کی عزت اور اکرام کرتا ہے جیسے یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ، ہے کہ وہ مخلص لوگوں کو ثواب دیتا ہے اور ان کا اکرام کرتے ہوئے اُن سے خیریت کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب فعیل بمعنی مفعول ہو خصوصاً جب اس کا موصوف مذکور ہو تو اس میں تذکیر و تانیث برابر ہوتے ہیں تو حبیبتان پر تانیث کی علامت لانے کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تسویہ جائز ہے واجب نہیں یا مفرد میں واجب ہے۔ تثنیہ میں واجب نہیں یا خفیفہ، ثقیلہ کی مناسبت سے تانیث کی علامت ذکر کی ہے کیونکہ یہ دونوں بمعنی فاعلہ ہیں بمعنی مفعولہ نہیں یا ان پر تاء نقل کی ہے یعنی اس لفظ کو وصفیت سے اسمیت کی طرف نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ کثیر ہیں اُن میں سے لفظ "رحمٰن" کو اس لئے خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ حدیث سے مقصد یہ ہے کہ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے کہ تھوڑے سے فعل پر کثیر ثواب عطاء کرتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں سجع ہے، حالانکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سجع سے منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے کاہنوں کی سجع سے منع فرمایا ہے جو تکلّف سے سجع لاتے ہیں۔ یا حضور نے اس سجع سے منع فرمایا ہے جو امر باطل کو متضمن ہو۔ ان دو کلموں کی فضیلت بہت ہے چنانچہ حضور نے ارشاد فرمایا جو کوئی ایک دن میں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم سَو بار پڑھے اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی غیر متناہی رحمت ہے چنانچہ امام غزالی کہتے ہیں "اے اللہ میرے گناہ سمندر کی لہروں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں جبکہ ہر لہر پہاڑ سے بھی بڑی ہو لیکن رحیم جب معاف کرنے پر آئے تو یہ تمام گناہ اس کے نزدیک مچھر کے پر سے بھی چھوٹے ہیں۔ حدث جاری علی الفعل جو مفعول مطلق واقع ہو۔ اوزانِ مصادر سے ہو تو مصدر رہتا ہے

ورنہ اگر کسی کا علم ہو تو علم مصدر ورنہ اسم مصدر ہوتا ہے۔ سبحان مصدر منصوب ہے اس کا فعل لزوماً محذوف ہوتا ہے اور ہمیشہ مضاف منصوب ہوتا ہے۔ یہ تسبیح کا علم ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ علم مضاف نہیں ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علم دو قسم ہے علم ذاتی و علم وصفی۔ علم ذاتی مضاف نہیں ہوتا علم وصفی مضاف ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو وہ اس کی طرف منسوب نہیں کر سکتے ہیں۔

وَبِحَمْدِهٖ یعنی اَلْتَبِسُ بِحَمْدِهٖ ،، جملہ ہے اس کا پہلے جملہ سبحان اللہ ،، پر عطف ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے ،، اُسَبِّحُ وَاَلْتَبِسُ بحمدہٖ ،، میں اس کی تنزیہہ بیان کرتا ہوں اور اسے ہر نقص سے پاک جانتا ہوں اور اس کی حمد و ثناء میں مصروف و مشغول ہوں۔ حمد کے معنیٰ جمیل اختیاری کی علی وجہ التعظیم ثناء ہے۔ اس مقام میں یہ جاننا ضروری ہے کہ حدیث شریف میں دو لفظ تسبیح اور تحمید ذکر کئے ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات بعض عدمیہ ہیں وہ یہ کہ اس کا شریک نہیں، اس کی کوئی جہت نہیں اسی طرح تمام صفاتِ تنزیہہ ہیں ان کو صفات جلال کہا جاتا ہے۔ بعض صفات وجودیہ ہیں جیسے علم، قدرت مثلاً ان کو صفاتِ اکرام کہا جاتا ہے۔ اور یہ آیت کریمہ ،، ذوالجلال والاکرام ،، دونوں کو جامع ہے۔ نظم طبعی کا مقتضی یہ ہے کہ پہلے تخلیہ ثابت کیا جائے کہ وہ ذات کریمہ تمام نقائص سے پاک و صاف ہے اس میں شمہ بھر نقص کا امکان نہیں۔ پھر تحلیہ کیا جاتا ہے کہ وہ ہر کمال سے مزین ہے۔ اسی لئے حدیث میں پہلے سبحان ذکر کیا کہ وہ ہر نقص سے منزہ ہے پھر حمد ذکر کی کہ تمام محامد اسی کے لئے ہیں۔ جبکہ اللہ حمد کو بہت پسند کرتا ہے اسی لئے اپنی حمد خود کی ہے؛ چنانچہ فرمایا: الحمد للہ رب العالمین ،، پس حدیث کے معنیٰ یہ ہیں میں اللہ تعالیٰ کی تمام نقائص سے پاکی بیان کرتا ہوں اور تمام کمالات کے ساتھ اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں اس کے بعد فرمایا: سبحان اللہ العظیم ،، اللہ اُس ذات کا اسم ہے جو تمام صفات کمالیہ کی مستجمع ہے لہٰذا وہ تمام صفات کمالیہ اور اسماء حسنیٰ کو جامع ہے اور عظمت مطلقہ کاملہ کا مقتضی یہ ہے کہ اس کا کوئی شریک نہ ہو وہ جسم و جسمانی سے پاک ہو۔ ہر جزئی کلی کو جانتا ہو اور تمام مقدورات پر اس کی قدرت کاملہ ہو جس میں یہ امور پائے جائیں وہ عظیم ہے ورنہ عظیم مطلق نہ ہوگا۔ اسی لئے حدیث میں پہلے لفظ اللہ ذکر کیا کہ وہ تمام اسماء حسنیٰ اور صفات کمالیہ کو جامع ہے۔ پھر اس کی عظیم وصف بیان کی کہ جو اس کی شان کے لائق نہیں وہ اس سے مسلوب ہیں اور جو اس کے لائق ہیں وہ اس کے لئے ہیں، اس لئے اللہ عظیم ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں یہ باب ذکر کیا؛ حالانکہ وہ کتاب التوحید کی ابتداء میں ترتیب الواب کے وقت ذکر کر چکے ہیں کہ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ کے کلام کے مباحث پر ختم کرتے ہیں؛ کیونکہ وہ

وہ وحی کا دار و مدار ہیں اور اسی کے ساتھ شرائع اور احکام ثابت ہیں، لیکن یہاں اس باب کا ذکر مقصود بالذات نہیں یہ صرف اس لئے ذکر کیا ہے کہ آخری کلام اللہ کی تسبیح و تحمید پر ختم ہو جیسے ابتدائی کلام اخلاص نیت پر مشتمل تھا۔ فَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ تمت

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْن!

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

اعظم آباد ○ فیصل آباد

۱۴ - صفر ۱۴۰۷ھ ہجری مطابق ۱۸ - اکتوبر ۱۹۸۶ء عیسوی

فہرست

تفہیم البخاری

(۱۱)
حصّہ یازدہم